تاریخ بنارس

جلد دوم

مصنفہ واقف علوم معقول و منقول ماہر طب
بہ فرع و اصول مستجمع کمالات و فن حکیم و مولوی
سید مظہر حسن کوروی و فتحپوری وطن
طبیب مہاراجہ بنارس

حسب فرمائش مصنف
سلیمانی پریس بنارس مین چھپی

بار اول — سنہ ۱۹۲۷ء — جلد ۱۰۰۰

تاریخ بنارس

جلد دوم

مصنفہ واقف علوم معقول و منقول ماہر طب
بہ فرع و اصول مستجمع کمالات و فن حکیم و مولوی
سیّد مظہر حسن کوروی و فتحپوری وطن
طبیب مہاراجہ بنارس

حسب فرمائش مصنف
سلیمانی پریس بنارس مین چھپی

بار اول — سنہ ۱۹۲۶ء — جلد ۱۰۰۰

فہرست کتاب تاریخ بنارس حصہ دوم

نمبر سلسلہ	مضمون کتاب	صفحہ
۱	تمہید بطور دیباچہ	
۲	گوشوارہ حالات راجہ مہیپ نرائن سنگھ	۱
۳	حالات راجہ مہیپ نراین سنگھ	۲
۴	واپس ہونا گورنر کا بنارس میں اور خلعت راج کی راجہ مہیپ نرائن کو ملنا۔	۷ و ۸
۵	ہر چہار سرکار کے انتظام میں گورنر کا متوجہ ہونا اور جمع مقررہ پر سند تعہد کی راجہ مہیپ نراین سنگھ کو دینا۔	۹
۶	نقل سند بنام مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ صاحب از جانب گورنر بہادر	۱۰
۷	نقل پٹہ بہ مہر و دستخط نواب گورنر جنرل وارن ہسٹنگ بہادر	۱۲
۸	نقل پٹہ جو راجہ مہیپ نرائن بہادر رئیس بنارس کو ۱۷۸۱ء میں دیا گیا۔	۱۳
۹	قبولیت سرکار بنارس وچنار وغیرہ از دفتر۔	۱۷
۱۰	قبولیت راجہ مہیپ نرائن بہادر از کتاب عہدنامجات	۱۹
۱۱	قبولیت راجہ مہیپ نرائن درباب ادائے باقی مالگذاری	۲۰
۱۲	نقل اُس سند و فرمان عالیشان کی جو بحکم شاہ عالم بہادر بادشاہ دہلی و دستخط گورنر جنرل وارن ہسٹنگ بہادر سے بابت پرگنہ کیرا منگرور کے بطور التمغا بنام مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ ملی۔	۲۱
۱۳	مقرر ہونا علی بن ابراہیم خاں کا فوجداری شہر بنارس اور مقرر ہونا عملہ عدالت	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	مذکور کا۔	۲۷
۱۴	تحریرات راجہ مہیپ نرائن سنگھ بعد مسند نشینی و منظوری وارن ہسٹنگ بہادر	۳۰
۱۵	سرحد قلعہ چنار کے درست ہونے میں بعض مواضعات و زمین و سنگ محال و بازار کا قبضہ مہاراجہ سے نکلنا۔	۳۵
۱۶	انتظام محال سائر و پرمٹ	۳۹
۱۷	نقل حکم آمدہ از گورنر صاحب بابت پرمٹ	۴۴
۱۸	حقیقت تجویز سہ بندی عملہ پرمٹ مقام صدر و مفصل مع چوکیات بنارس ابتداء یکم اپریل ۱۷۸۸ء	۵۶
۱۹	واپسی مکان راجہ دروازہ کی نواب سعادت علی خاں سے	۶۴
۲۰	شاہزادہ مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت ابن شاہ عالم بادشاہ کا لکھنؤ میں آنا اور پھر بنارس میں قیام پذیر ہونا۔	۶۸
۲۱	اوسان سنگھ کا سرکار مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ سے علحدہ ہونا۔	۶۹
۲۲	حالات نائبان ریاست زمانہ مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ	۷۱
۲۳	پٹہ مقرری و استمراری بنام کنور سنکو سنگھ بہادر	۸۰
۲۴	علحدہ ہونا جاگیرات و بعض علاقہ جات مفتوحہ بلونت سنگھ کا زمینداری و راج مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ سے و عطا ہونا جاگیرات کا ذریعہ گورنر و خود مہاراجہ کا خیرات وغیرہ میں دینا۔	۸۷
۲۵	کیفیت مجرائی قدیم و جدید بابتہ ۱۱۹۵ فصلی	۱۰۱
۲۶	فرد معافی و معمولی محالات سرکار بنارس	۱۰۵

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
١١٢	حال تبادلہ گورنران و رزیڈنٹ بنارس	٢٧
١١٨	برخاست ہونا عہدہ نیابت کا از جانب سرکار و اختیارات مہاراجہ کو بحکم گورنر جنرل و رزیڈنٹ بشروط ملنا	٢٨
١٢٣	مقرر ہونا عدالت فوجداری کا از جانب سرکار کمپنی انگریز بہادر شہرہائے غازی پور و جونپور و مرزاپور میں و عملہ تحصیل مہاراجہ و داروغہ پرمٹ سے اس اختیار کا نکل جانا۔	٢٩
١٢٨	ترجمہ و نقل حکمنامہ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بابت قایم ہونے کچہری عدالت سائر پرمٹ	٣٠
١٣٢	انتظام بندوبست علاقہ مہاراجہ موافق دستور ڈنکین صاحب ہونا و تحریرات و دستورالعمل بابت بندوبست مذکور آتے رہنا۔	٣١
١٢٠	اصلاح پانا عدالت ملکی فوجداری و دیوانی ہر چہار سرکار کا و اضافہ تنخواہ حسب رای مسٹر ڈنکین صاحب۔	٣٢
١٤٣	معاف ہونا بقایا کا حضور گورنر سے و تاکید آبادی بعض مقامات ویران شدہ	٣٣
١٣٥	دعوے تنخواہ راجہ بھوپ نراین سنگہ و رانی بشن کنور و جگت سنگہ و بابو اودت سنگہ و لکن سنگہ وغیرہ کا کرنا اور پھر معاملہ تنخواہ پر ہو جانا	٣٤
١٥٤	حالات ٹیپو سلطان پسر حیدر علی	٣٥
١٥٥	معاملات درمیان مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ و جمیس گرانٹ رزیڈنٹ بنارس	٣٦
	راجہ مہیپ نراین سنگہ کے مسند نشینی کے بعد تغیر اختیار ہر چہار سرکار میں ہونا اور وباؤ کی وجہ سے ترافوسے پرگنہ کا نکل جاتا اور پرگنہ گنگاپور کے علاوہ دو پرگنہ	٣٧

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	فیملی ڈومنس پر اختیارات رہجانا۔	۱۸۳
۳۸	قولنامہ فیمابین مسٹر ڈنکمین صاحب بہادر و راجہ مہیپ نارائن سنگھ بہادر	۱۸۸
۳۹	شادی کنور اودت نارائن سنگھ صاحب نجھوار میں	۱۹۵
۴۰	شادی بابو بھوپ نرائن سنگھ مشہور بہ چھوٹے بابو	۲۰۰
۴۱	انتقال راجہ مہیپ نرائن سنگھ	۲۰۰
۴۲	گوشوارہ حالات راجہ اودیت نارائن سنگھ	۲۰۲
۴۳	حالات تولد راجہ اودیت نارائن سنگھ و ذکر مسند نشینی و تحریرات رزیڈنٹ و گورنر جنرل سے ہونا اور جوابات کا آنا۔	۲۳
۴۴	نقل سند گورنمنٹ جو مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کو ملی	۲۱۱
۴۵	تشریف آوری سرجان شور صاحب گورنر جنرل بمقام بنارس و سامان تیاری مکان و پیشکش وغیرہ پھر روانگی جانب لکھنؤ و مہاراجہ کا لکھنؤ بغرض خلعت از نواب آصف الدولہ جانا و خلعت لیکر واپس ہونا۔	۲۱۳
۴۶	ذکر صحبت عیش و عشرت مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ و بناء جھولا ساون و شوق ستار وغیرہ	۲۱۸
۴۷	بناء راجہ تالاب و مندر راہ پنچ کوس میں	۲۲۰
۴۸	تخت نشینی آصف الدولہ و مختار الدولہ کی ترقی سے عمایدین کا گریز کرنا چہار سرکار کا نکلنا۔ فوجوں کو توڑنا ایرج خاں و حسن رضا خاں کی نیابت حال سعادت علی خاں موت آصف الدولہ مسند نشینی وزیر علی خاں۔	۲۲۳
۴۹	گرفتاری وزیر علی خاں و تخت نشینی سعادت علی خاں	۲۴۱

نمبر	مضمون	صفحہ
۵۰-	بقیہ حالات سعادت علی خاں زمانہ قیام بنارس میں و بلوایا جانا و تخت نشین اودھ ہونا۔	۲۴۵
۵۱-	مہاراجہ اودیت نارائن کو شوق بازو بجری کا ہونا و خبر قید وزیر علیخاں سننا	۲۴۷
۵۲-	نواب وزیر علیخاں کا لکھنؤ سے بنارس میں آنا اور مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ سے ملاقات کرنا و چیری صاحب کی نصیحت مہاراجہ سے پھر مہاراجہ کا بغرض شکار طیور جانا و خبر ہنگامہ وزیر علی خاں سننا	۲۴۹
۵۳	فساد مرزا وزیر علی خاں بنارس میں اور چیری صاحب کا مارا جانا اور وزیر علیخاں کا بھاگنا اور ترائی نیپال ہوکر براہ لکھنؤ وغیرہ جیپور پہونچنا اور بقیہ حال بنارس	۲۵۳
۵۴-	گرفتاری وزیر علی خاں جے پور میں	۲۶۲
۵۵	خبر آمد ارل آف مارننگٹن گورنر جنرل پر مہاراجہ کا استقبال کو جانا و دربار بنارس میں آنا قلعہ رام نگر میں اونکو نذر دیا جانا۔	۲۶۵
۵۶-	بناء عمارات بارہ دری چکیا و باغ و مندر و تالاب و دلکشا و باولی وغیرہ۔	۲۷۲
۵۷-	نواب سعادت علیخاں کا انگریزوں سے معاہدہ کرنا۔	۲۷۴
۵۸-	حالات اگر سنگھ بابتہ لینے ٹھیکہ پھر پریشانی آخر تنخواہ گورنمنٹ سے ہونا۔	۲۸۸
۵۹-	لینا اراضیات و مواضعات ضلع الہ آباد کا اور کوٹھی بنوانا۔	۲۹
۶۰-	دخل دینا انگریزوں کا ملک پیشوا میں بذریعہ اعانت پیشوا جبکہ ہلکر سے شکست کھائی و فتح دہلی بذریعہ لارڈ لیک و فتح آگرہ و صلح راجہ ناگپور و ہلکر وغیرہ و دیگر حالات فوج انگریزی	۲۹۴
۶۱-	بوجہ ٹکس انگریزی کے بنارس میں بلوہ ہندو مسلمانوں کی طرف سے ہونا صاحب رزیڈنٹ	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کو مہاراجہ سے اُن سب کا راضی کرنا اور گورنمنٹ سے خلعت پانا۔	۳۱۱
۶۲	ریاست ریواں میں سڑک نکالنے پر گمان جنگ درمیان انگریزان و راجہ ریواں ہونا مہاراجہ کا واسطہ ہو کر طے کرنا نیکنامی مہاراجہ و تباہی ٹیکا رام	۳۱۹
۶۳	انتقال رانی گلاب کنور صاحبہ	۳۲۸
۶۴	روانگی لارڈ منٹو و آمد ارل آف مایرا پھر سفر جانب مغرب اونکا ہونا۔	۳۲۹
۶۵	آمد لارڈ مایرا پر استقبال کو مہاراجہ کا جانا اور خلعت سے سرفراز ہونا لارڈ مذکور کا رام نگر میں آنا اور رمنہ کے شکار کے بعد روانہ ہونا۔	۳۳۰
۶۶	زمانہ ارل آف مایرا میں نیپالیوں کا جنگ کرنا آخر مغلوب ہو کر رزیڈنٹ کا دار السلطنت نیپال میں رہنا و تحریرات گورنر جنرل بنام مہاراجہ	۲۳۴
۶۷	انتقال پہلی رانی مہاراجہ کا و غمگینی کی وجہ سے ملازمت سے تبدیل پرشاد ہونا خلعت ماتم پرسی گورنر جنرل کے یہاں سے آنا۔ تہیۂ سفر دہلی پر والدہ مہاراجہ کا منع کرنا۔ بجہ لسبنتا میں شادی ہو کر دوسری رانی لانا۔	۳۴۰
۶۸	آمد بار ثانی لارڈ ارل آف مایرا و ملنے خطاب مارکوئیس آف ہسٹنگز کی خبر مہاراجہ کو دینا۔	۳۴۶
۶۹	تیاری جنگ پنڈاروں کی گورنر جنرل کا کرنا اور پیشوا کا حماقت سے مقابلہ کرنا آخر شکست کھانا ہلکر کا عہد نامہ اندور کا مطیع سرکار ہونا۔ امیر خاں سردار پنڈاروں کو جاگیر میں ٹونک وغیرہ ملنا۔	۳۴۷
۷۰	روانگی گورنر جنرل براہ گورکھپور جانب کلکتہ ہونا و بسبب عارضہ حاضری مہاراجہ پر حکم تکلیف نہ کرنے کا ہونا	۳۵۴
۷۱	سفر مہاراجہ جانب دہلی و حالات راہ الہ آباد و کڑا و فرخ آباد و ملاقات نواب شوکت جنگ و سیر روضہ تاج گنج و پرستش متھرا	۳۵۶
۷۲	شاہ عالم کے زمانہ قیام الہ آباد کے حالات مرزا جواں بخت کے ولیعہدی کے سلسلہ میں نجیب الدولہ	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کی ترقی۔ حالات شاہ جہاں آباد۔ روانگی شاہ عالم الہ آباد سے جانب دہلی۔ مرہٹہ کی بعد کی ترقی۔ ترقی مرزا نجف خاں۔ جنگ مرہٹہ با افغانان و صلح ذریعہ شجاع الدولہ جنگ افغانان شجاع الدولہ سے تقسیم ملک افاغنہ	۳۷۰
۷۳	بقیہ حالات نجف خاں	۳۸۵
۷۴	غلام قادر خاں کا شاہ عالم کی آنکھیں نکالنا۔ مدد مرہٹہ سے پھر شاہ عالم کا تخت نشین ہونا غلام قادر خاں کا مارا جانا۔ فرزندان شاہ عالم سے مرزا سلیمان شکوہ کا دہلی سے لکھنؤ جانا۔ و قیام زمانہ نصیر الدین حیدر میں کاسگنج پھر آگرہ پہونچکر انتقال کرنا۔ اُنکے پسر مرزا مظفر بہادر و مرزا کام بخش و پوتے مرزا حیدر شکوہ کے حالات	۳۸۸
۷۵	حال مرزا محمد اکبر شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ	۴۰۲
۷۶	آنا صاحب رزیڈنٹ دربار دہلی کا بغرض پیشوائی مہاراجہ و ملاقات بادشاہ و عطا ہونا خلعت و جریب پالکی و آنکس و کوڑا کا پھر روانگی دہلی سے جانب ہردوار و واپسی جانب رامپور	۴۰۳
۷۷	مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کا ہردوار سے سفر کرتے ہوئے رامپور میں آنا نواب احمد علیخاں سے ملاقات و قیام کے بعد بریلی ہوتے ہوئے جاکنس صاحب کی ملاقات	۴۱۵
۷۸	بقیہ حال نواب احمد علیخاں و خاندان کا۔	۴۲۱
۷۹	روانہ ہونا لشکر مہاراجہ بنارس کا جانب لکھنؤ۔	۴۲۲
۸۰	بعض حالات سعادت علیخاں آخر انتقال مسند نشینی غازی الدین حیدر و نیابت آغا میر بعدہ قید آغا میر و نیابت محمد آفرین علیخاں و مرزا حاجی۔ پھر رہائی آغا میر ذریعہ مرشد زادہ و بیگم صاحبہ و نفاق آغا میر بادشاہ بیگم سے۔	۴۲۵
۸۱	وجہ بادشاہی نواب غازی الدین حیدر	۴۴۰
۸۲	بقیہ حالات نواب معتمد الدولہ آغا میر	۴۴۳
۸۳	بقیہ حالات شاہ غازی الدین حیدر	۴۵۲
۸۴	مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کا لکھنؤ پہونچنا آغا میر کا اُنکے واسطے مکان تجویز کرکے ٹھہرانا اول اپنی ملاقات کی شرط کرنا اسکی وجہ سے مہاراجہ کا بلا حصول نیاز بادشاہ اودھ کے واپس آنا بیگم صاحبہ کی عنایات۔	۴۶۴

سلسلہ	مضمون	صفحہ
۸۵-	ذکر نواب شمس الدولہ پسر سعادت علی خاں لکھنؤ سے بنارس آنا پھر جانب کلکتہ بغرض زیارت جانا اور تحریر غازی الدین حیدر پہنچنے کلکتہ میں رہ جانا۔ پھر انتقال و حال مجمل انکی اولاد کا۔	۴۵۸
۸۶-	حال اقبال الدولہ	۴۶۴
۸۷-	مارکوئس آف ہسٹنگز۔ گورنر جنرل کا حال انتقال بادشاہ انگلستان و تخت نشینی ولیعہد مہاراجہ کو دینا مولوی عنایت علی کا وکیل کلکتہ مقرر ہونا اور روانگی گورنر مذکور و آمد لارڈ ام ہرسٹ۔ خبر فتح رنگون و جنگ بھرتپور	۴۶۶
۸۸-	لارڈ ام ہرسٹ گورنر جنرل کا بنارس میں آنا اور دربار فرمانا خلعت مہاراجہ کو دینا روانگی لارڈ مذکور و آمد لارڈ ولیم گونڈس	۴۷۶
۸۹-	انتقال غازی الدین حیدر، و جلوس نصیر الدین حیدر۔ قید آغا میر۔ وزارت میر فضل علیخاں و حکیم مہدی علیخاں و روشن الدولہ۔ حالات قدسیہ بیگم۔ نزاع بادشاہ بیگم سے ہونا۔ انتقال نصیر الدین حیدر	۴۸۱
	حسب طلب نصیر الدین حیدر مہاراجہ کا سفر لکھنؤ کو راہ میں خط بادشاہ ملنا۔ رزیڈنٹ لکھنؤ کا جانا منا پہر راضی ہونا۔ لکھنؤ میں مہاراجہ کو خلعت و تلوار و گھوڑہ و انکس وغیرہ وقت حاضری ملنا۔ ہاتھی شیر ارنا کتوں کی لڑائی کا تماشا دیکھنا و بعد قیام واپس بنارس ہونا۔	۴۹۸
۹۱-	آمد گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ۔ دربار بنارس میں ہونا کنور ایشری پرشاد نرائن سنگھ کو خلعت ملنا۔	۵۰۷
	تیار کرنا کشتی پینس کا کلکتہ میں روپیہ نہ پہونچنے پر تمسک مولوی عنایت علی کو لکھنا آخر روپیہ پہونچنے پر کشتی کا رام نگر بنارس میں آنا۔	۵۱۰
۹۲-	وجہ قائم کرنے سپرنٹنڈنٹی کی علاقہ مہاراجہ میں خلاف معاہدہ ۱۷۹۵ء کے پالیسی گورنمنٹ کی ہونا	۵۱۴
	سفر مہاراجہ اودت نارائن جانب کلکتہ ہوا اور گورنر جنرل کا بد مدارا پیش آنا و واقعات سنہ ۱۸۲۳ء و سنہ ۱۸۳۴ء	۵۳۷
۹۳-	انتقال مہاراجہ اودت نارائن سنگھ۔	۵۴۱
۹۴-	نتیجہ حالات مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ	۵۴۱
۹۵-	ذکر مولوی گلشن علی صاحب دیوان ریاست۔	۵۴۴

انڈکس تاریخ بنارس

حصہ دوم

الف

اوسان سنگھ ۳-۴-۵-۸-۱۰-
۲۱۶

اودھو جمعدار - ۵-۶

انڈرسن صاحب ۲۹-۳۰

اودت سنگھ ۱۴۵-

انتظام محال سایر و پرمٹ ۲۹

انتظام علاقہ یعنی جاگیر میں دیا جانا ۸۷

ابدھو سنگھ و بجے لال سنگھ (بجے گڈھ) ۹۵-۹۸

انتظام علاقہ مہاراجہ مہیپ نراین سنگھ ۱۳۲

اصلاح یا نا عدالت چہار سرکار ملکی و فوجداری و
دیوانی مفصلات کا ۱۴۰

اظہر علی خاں ۱۴۶-۱۶۲-۱۶۹-۱۸۲-

انتقال مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ ۲۰۰

اخراج چہار سرکار بنارس کا اودھ سے ۲۲۷

آصف الدولہ کا لکھنؤ میں قیام کرنا ۲۳۳

ایرج خاں ۲۳۴

امر سنگھ نیپالی ۳۳۸

آفرین علی خاں ۲۴۳-۳۳۳

اشرف علی خاں ۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵

ارک سنگھ ۲۸۸-۳۵۷

انتقال پہلی رانی مہاراجہ اودیت نرائن سنگھ کا
۳۴۰

امیر خاں سردار پنڈارہ و نواب ٹونک ۳۵۳-۴۳۲

اگنس بروک صاحب ۳۱۲-۳۲۰-۳۲۶-
۳۳۲-۳۴۳-۳۵۵-۴۶۱-۵۰۹

اجیت سنگھ راجہ ریواں ۳۱۹-۳۲۰-۳۲۲-
۳۲۳-

الماس علی خاں ۳۶۰-۳۶۱

اوگھڑ خواص ۴۲۲

اقبال الدولہ ۴۶۴

آغا محمد تقی ۴۹۹

آغا مرزا حمید خلف مرزا محمد تقی ۵۰۰-۵۰۱

اکبر علی خاں لکھنوی ۲۹۲-۳۰۵-۳۱۲-

۱۲ - ۱۴ - ۱۶ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۴ -

ب

بابو درگ بجے سنگھ ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۹ -
۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۴ - ۷۶ -
بابو نہار سنگھ ۳ -
بابو سبحان سنگھ ۴
بابو بھوپ نرائن سنگھ ۷۷ - ۱۴۵ - ۱۵۱ - ۱۵۳
بابو ننکو سنگھ ۷۹ - ۸۰ -
بابو ابھے نراین سنگھ ۳۳۲
بابو دیپ نرائن سنگھ ۲۰۳ - ۲۴۰ - ۲۹۱ - ۳۳۲
۳۴۱ - ۳۴۵ -
بابو پہلوان سنگھ ۱۶۵
بابو سرب جیت سنگھ ۲۱۳ - ۲۴۹ - ۲۵۰ -
۲۵۳ - ۲۵۷ -
بابو پرسدھ نارائن سنگھ ۲۰۳ - ۲۳۳ - ۳۴۵ - ۵۳۰ -
بدھو خاں ۶ - ۷ - ۸۹ - ۹۹ -
بھوال زمیندار غازی پور ۸۹ - ۹۹ -
بینی رام پنڈت وکیل بھوسلہ ۸۹
باقر علی خاں پسر میر قاسم خاں عالیجاہ ۸۹
بھگت سنگھ (چوہنہ) ۸۸ - ۹۵ - ۹۶ -
بھگتی سنگھ (نیپالی) ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳
[illegible] ۲۱۸
بنا ا راجہ تالاب ۲۲۰ -
بسنت خاں خواجہ سرا - ۲۲۹ - ۲۳۰ -
باغ مادھو داس ۲۳۹ - ۲۸۱
بابو شیو درشن سنگھ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۹ - ۲۹۰ -
بابو دیوکی نندن سنگھ ۳۰۲
بسنتا ۳۲۵
بیدار بخت بادشاہ ۳۸۹ - ۳۹۳
بہادر شاہ ۴۰۶
بیگم سمرو ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱
بادشاہ بیگم ۵۰۳ - ۵۰۶
بندا پرشاد ہزاری ۵۰۴ - ۵۳۷ -

پ

پدم کنور ۲ - ۴ -
پرگنہ بھدوئی ۹ - ۲۶
پرگنہ کیرا منگرور ۱۰ - ۲۱
پٹہ بنام مہاراجہ چیت نرائن سنگھ ۱۳
پیشوا ۲۹۵ - ۳۴۹ - ۳۵۰ -
پنڈارے ۳۴۸
پینس کشتی ۵۱۰

ت

تحسین علیخاں ۲۱۶ - ۲۲۰ - ۲۴۳ - ۲۴۵ -

تفضل حسین خاں ۲۹ - ۲۱۶ - ۲۴۲ - ۲۴۵

تغیر اختیار یعنی ترانوے پرگنہ کا نکل جانا ۱۶۴

ٹ

ٹیپو سلطان ۱۵۴

ٹکیت رائے ۲۴۲

ٹکس لگائے جانے پر بلوہ ۲۱۳

ٹیکا رام جمعدار ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۷

ٹھاکر بھورل سنگھ ۳۵۹ - ۳۶۷ - ۴۰۴ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۶

ج

جگت سنگھ ۱۴۵ - ۱۵۱ - ۲۶۱

جگر دیو سنگھ ۷۵ - ۷۸ - ۱۷۶

جان مکفرسن گورنر جنرل ۸۴ - ۱۱۳ - ۱۱۶ - ۱۵۹

جیمس گرانٹ رزیڈنٹ ۸۴ - ۱۱۷ - ۱۵۵ - ۱۶۴ - ۱۷۳

جھاؤ لال - ۲۳۵ - ۲۳۷

جسونت راؤ ہلکر راجہ اندور ۲۹۸ - ۳۴۸ - ۳۵۲ -

جگن جمعدار ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۶۷ - ۲۷۰ - ۳۳۱

۴۰۴ - ۴۱۴ - ۵۰۱ - ۵۰۴ -

جزیرہ جاوا قوم فرانسیس کا انگریزوں کو لینا ۳۰۹

جے سنگھ دیو صاحبزادہ راجہ ریواں ۳۲۵

جانسن صاحب ۴۴۳

چ

چیری صاحب ۲۴۶ - ۲۴۹ - ۲۵۴ - ۲۵۶ - ۲۶۰

چھتر سنگھ ۲۶۰ - ۲۹۱ - ۳۲۱ -

ح

حقیقت تجویز سہ بندی عملہ پرمٹ ۵۶

حال عالیجاہ بعد جنگ بکسر ۸۹

حسن رضا خاں (خان علامہ) ۲۱۷ - ۲۳۵ -

۲۳۶ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۵ -

حیدر بیگ خاں ۲۳۵

حکیم سلامت علی ۳۱۲ - ۳۴۱ -

حملہ فرانس پر ۳۰

حکیم نجار اللہ خاں ۳۳۱

خ

خیر الدین حسین خاں ۲۹

خورد محل بی بنا صاحبہ ۵۰۳

د

در بھنگی خاں صوبہ دار ۲

دلو خواص ۵

دفعات مہمانی راجہ مہیپ نرائن سنگھ ۹۴

دیوان منا لال ۳۴۴

دیوان بالکشن ۵۰۴

ڈ

ڈیوس صاحب کی کوٹھی معروف ندلیسر ۲۵۶

ر

راجہ چیت سنگھ ۳-۴
رانی گلاب کنور ۴-۶-۷-۷۵-۷۶-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-
۳۲۸-
رام جیاون سنگھ ۵
رحمت اللہ خاں ۲۹
رانی بشن کنور ۱۳۵
راجہ ٹکیت رائے ۲۱۶
راجہ ناگپور ۲۹۷
راجہ رنجیت سنگھ (بھرتپور) ۲۹۹-۳۰۰
راجہ رام غلام سنگھ (نبجے پور) ۳۲۴
راجندر بابو (چوکھمبہ بنارس) ۳۵۷

س

سرکار حاجی پور عرف ترہت ۲
سند بنام مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ ۱۰-۲۱
سودہان سنگھ ۶
سر جان شور گورنر جنرل ۲۰۴-۲۱۳-۲۳۷-
۲۴۰-۲۴۱-۲۶۵
سند بنام مہاراجہ ادت نارائن سنگھ ۲۱۱
سیند صیا ۲۹۶-۲۹۷-۳۴۸-۳۵۲-۳۹۳-
سورج مل جاٹ (بھرتپور) ۳۴۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۸۱-

سر دو فرنگی ۳۷۴
سر جارج بارلو ۳۰۴
سڑک ریواں میں نکلنے میں فساد ۳۱۹
سبحان علی خاں ۴۳۰-۴۸۹-۴۹۵
سپرنڈنٹ کا علاقہ مہاراجہ میں مقرر ہونا ۵۱۹
سڑک بنارس سے الہ آباد تک نکلنا ۵۳۸

ش

شاہزادہ مرزا جہاندار شاہ ۶۵-۶۸
شنکر پنڈت ۸۶
شریعت اللہ خاں (طبیا) ۸۹
شاہ قاسم سلیمانی (اخبار) ۹۸
شریعت خاں وکیل ۱۱۲
شاہزادہ مرزا خرم صاحب ۲۷۰-۳۳۲
شاہزادہ مرزا حاجی صاحب ۲۷۰-۳۳۲
شمس الدولہ ۳۵۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-
۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۳-
شاہ عالم ۳۷۰-۳۷۱-۳۷۵-۳۷۶-
۳۷۷-۳۷۹-۳۸۹-۳۹۴-

ض

ضابطہ خاں ۳۷۵-۳۷۶-۳۷۹-۳۸۶-۳۸۷

ع

علی بن ابراہیم خاں ۲۷
عجایب سنگھ ۷۸-۱۶۶-۱۶۹
علی عظیم خاں (غازیپوری) ۸۹-۹۵
عدل شاہ (ڈیڑہل) ۸۹-۹۵-۹۷
عبدالرحمٰن خاں رسالہ دار ۲۴۳-۲۵۸
عمارت بارہ دری وغیرہ (چکیا) ۲۷۲
عہدنامہ نواب سعادت علیخاں کا انگریزوں سے ۲۷۴

غ

غلام قادر خاں ۳۸۹-۳۹۰-۳۹۲-۴۱۲
غلام حسین خاں چوبدار ۴۱۰-۴۱۶-۴۱۹-

ف

فوق صاحب ۷۸-۱۱۵
فضل علی خاں ۹۹
فرد معافی ومعمولی ۱۰۵
فساد ہندو ومسلمان بنارس میں ۳۱۱
فیض اللہ خاں ۳۸۳
فتح ملک آدا ۲۷۲

ق

قبولیت از مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ ۱۷-۱۹
قلعہ چنار ۳۵
قاضی تقی علی خان ۸۵
قلعہ لطیف پور وبجے گڈھ ۸۷
قایم ہونا کچہری سایر وپرسٹ کا ۱۲۸
قولنامہ درمیان ڈنکین و مہاراجہ مہیپ نراین سنگھ ۲۸۸
قاسم علیخاں ۲۴۴-۲۴۵-۲۵۴-۲۵۵-
قلعہ کلنگا نیپال والا ۳۳۵
قلعہ الموڑا ۳۳۶
قدسیہ بیگم ۴۹۲-۴۹۶

ک

کشن تنبولی ۵
کہیمن راوت ۵
کنتو بابو دیوان ۸۹
کٹرہ داراشکوہ ۸۹
کاشی ناتھ پنڈت ۹۹
کیفیت مجرائی قدیم وجدید ۱۰۱
کارن والس بہادر گورنر جنرل ۱۱۴-۱۲۳-۱۶۹
کاجی بھیم سین ۳۳۵
کاٹھ مانڈو ۳۳۵
کوٹھی الہ آباد (ملوہ گھاٹ) ۲۹۳-۳۲۰
کنور لکشمی پرشاد نرائن کو خلعت ملنا ۵۱۰

گ

گوبند جیت زمیندار کنتت ۸۹-۹۹-۹۷

گنگو خواص ۳۳۱

گہورے سنگھ ۵۰۴

ل

لعل شاہ ۶

لالہ بخشی سنگھ فوجدار (جونپور) ۱۲۷

لکن سنگھ ۱۴۵ - ۱۵۱

لالہ سکھ لال ۱۸۷-۲۰۷-۲۰۸-۲۱۶-۲۷۱-۲۷۲

لطافت علیخاں خواجہ سرا ۲۳۳

لارڈ کارن والس ۳۰۰

لارڈ منٹو ۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۲۹

لارڈ مایرا ۳۲۹-۳۳۱-۳۳۳-۳۳۶-۳۴۲-
۳۴۶-۳۴۹-۴۴۰-۴۶۶-۴۶۸-

لچھمن سنگھ پوتا راجہ ریواں ۳۲۵

لارڈ ام ہرسٹ ۴۷۱-۴۷۶-۵۰۷

لارڈ ولیم گونڈس معروف لارڈ بنٹنگ ۵۰۷-۵۱۹-
۵۲۰-۵۳۶-۵۳۸

م

مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ ۱-۲-۳-۴-۸-۹-۱۰-
۳۰-۱۱۸-۱۳۲-۱۳۷-۱۵۲-

مقرر ہونا فوجداری بنارس کا ۲۷

مارکہم صاحب ۷۵-۱۱۵

مولوی احمد اللہ (مچھلی شہر) ۸۹-۹۹

مولوی امیر اللہ فوجدار (غازیپور) ۱۲۳

مقرر ہونا فوجداری کا غازی پور و جونپور و مرزاپور
میں ۱۲۳

مسٹر ڈنکین صاحب ۱۱۷-۱۲۶-۱۳۲-۱۳۸-۱۴۰-
۱۴۳-۱۸۰-۲۰۳-

معاف ہونا بقایا کا مہاراجہ مہیپ نراین کو ۱۴۳

مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ ۱۹۵-۲۰۲-۲۰۳-
۲۴۷-۲۵۰-۲۵۹-۲۶۶-۳۰۱-۳۰۸-۳۱۴-
۳۲۲-۳۳۲-۳۴۲-۴۰۳-۴۰۶-۴۰۸-
۴۱۵-۴۵۲-۴۹۸-۴۹۹-۵۱۳-۵۲۰-
۵۲۱-۵۴۱

مقدمہ بازی خندق قلعہ کلکتہ ۲۲۷

مختار الدولہ ۲۲۳-۲۲۵-۲۲۷-۲۲۹-۲۳۰

محبوب علیخاں خواجہ سرا (کوڑہ و اٹاوہ) ۲۳۱-۲۳۲

مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد ۲۳۶

منشی سیتل سنگھ ۳۴۲-۴۱۳

مولوی سید محمد صاحب مجتہد ۴۸۲

مرزا مظفر بخت عرف مرزا جمعہ فرزند جواں بخت
شاہزادہ ۲۵۷-۲۵۹-۲۶۳

مرزا پانچو کوتوال بنارس ۳۵۹

مارکوئس آف ولزلی ۲۶۶-۲۷۱-۲۹۵-۳۰۰

مرزا عالی قدر ۲۷۰ - ۳۳۲

مرزا سلیمان شکوہ ۲۸۸-۳۹۰-۳۹۲-۳۹۳-
۳۹۵-۳۹۶-

ملہار راؤ ۳۹۰

مرزا اکبر شاہ ۳۹۰-۳۹۲-۳۹۴-۴۰۷-۴۲۰-

مرزا کام بخش ۳۹۰-۳۹۷-۴۰۰

مرزا جعفر ۴۲۸ - ۴۲۹

مرزا حاجی ۴۲۸-۴۲۹-۴۳۱-۴۳۳-۴۳۴-

میر خدا بخش ۴۳۵-۴۴۰

میر فضل خاں ۴۸۸

منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں ۴۳۲-
۴۹۰-۴۹۱-۴۹۳-۴۹۵-

میر طفیل علی ۴۹۹-۵۰۱

مرزا محمد تقی ۴۹۹

میر منو ۵۰۴

مولوی عنایت علی وکیل ۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳

مسٹر مونس ریذیڈنٹ صاحب ۵۱۴

مسٹر بروڈ صاحب اسپشل کمشنر ۵۱۵-۵۱۸-۵۲۰-

مولوی گلشن علی صاحب ۵۳۵-۵۴۴

ن

نواب سعادت علی خاں صاحب ۱۴۷-۲۲۳-۲۲۵

۲۲۷-۲۴۲-۲۴۶-۴۲۵-۴۲۷-

نواب آصف الدولہ ۲۱۴-۲۲۲-۲۳۷

نواب عالیہ مادر آصف الدولہ ۲۴۳

نواب بہو صاحبہ زوجہ آصف الدولہ ۲۴۲-۲۴۳-
۲۴۴-۴۳۶-

نواب غازی الدین حیدر ۲۲۶-۴۲۹-۴۳۰-
۴۳۷-۴۵۲-۴۸۱-۴۹۸-

نجیب پلٹن ۲۲۸

نیپالیوں کی جنگ انگریزوں سے ۳۳۵

نواب بخت خاں ۳۷۰-۳۷۶-۳۷۷-
۳۷۸-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۳-۳۸۵
۳۸۶-۳۸۸-

نجیب الدولہ ۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-
۳۷۵-

نواب علی اکبر خاں طباطبائی ۳۵۹

نواب احمد علی خاں (رامپور) ۴۱۶-۴۱۷
۴۱۸

نواب آغا میر ۴۲۸-۴۲۹-۴۳۱-۴۳۲
۴۳۹-۴۴۳-۴۴۶-۴۴۸-۴۵۰
۴۵۵-۴۵۶-۴۸۶-

نصیر الدین حیدر بادشاہ ۴۸۵-۴۹۸-۴۹۹-

و

وارن ہسٹنگز - ۴ - ۸ - ۹ - ۲۷ - ۳۲ -
۳۵ - ۴۵ - ۶۸ - ۸۷ - ۱۱۳ - ۱۷۷ -

والپسی مکان راجہ دروازہ بنارس ۶۴

وجہ خطاب بادشاہی نواب غازی الدین حیدر
۴۳۰

وجہ قایم کرنے سپرنٹنڈنٹی کی علاقہ مہاراجہ
اودت نرائن سنگھ میں ۵۱۳

وزیر علی خاں ۲۲۹ - ۲۴۰ - ۲۴۲ -
۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۹ - ۲۵۳ - ۲۵۴ -
۲۵۷ - ۲۶۲ - ۲۶۳ -

ہ

ہلکر ۳۴۸

تمہید بطور دیباچہ

مُبسملاً

نحمدہٗ و نصلّی

اذہان صافیہ و خواطر عالیہ ناظرین تاریخ ہٰذا پر ہویدا و آشکار ہے کہ ایک وہ زمانہ سلطنت ہندوستان کا گذر چکا ہے جس میں حضرات نام برآوردہ نے شبانہ روز فکر ملک گیری و جنگ و جدال میں بسر کیا ہے اور شاہد ملک کو بقول شاعر ؎ عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ÷ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ÷ اپنے آغوش میں لیا ہے اور اپنے اخلاف کیواسطے ملک و زمین معقول اولاً بہ قوت شمشیر حاصل کرکے بعدہٗ باعانت اہالیان و امرا ء نامدار سلطنت ذریعہ فرمان عالیشان شاہی اطمینان کر لیا ہے اور خود اُس حصہ زمین کے مالک مستقل ہو چکے ہیں اور اپنے بعد کی آنے والی نسلوں کو نہ تنہا ذریعہ فخر و مباہات بلکہ عیش و عشرت و حکومت کا ذریعہ چھوڑ گئے ہیں مگر اب وہ زمانہ ہے کہ زمام سلطنت ایسی قوم کے ہاتھ میں آ گئی جاتی ہے جو ان حکمرانوں کو جنگ و جدل باخود ہا سے منع کرکے خواہ اس معنی سے کہ اُنکی قوت جنگ جوئی کو توڑے خواہ اس معنی سے کہ اُنکی حفاظت کا بار اپنے ذمہ لے لے۔ زمانہ کا انقلاب اس صورت میں لانا چاہا ہے کہ جس جس قدر ملک کا حصہ جس جس کے قبضہ میں ہے وہ بحال و برقرار رہے اور باخود ہا نزاع کو برطرف کرکے اپنا اپنا رسوخ اظہار مودت یا کم سے کم اطاعت سلطان وقت میں منحصر رکھے۔

ہمارے اس حصہ کی تاریخ کا حال ایسے ہی زمانہ سے ابتدا ہو رہا ہے۔ کہ اس قوم تعلیم یافتہ نے جسکو قوم انگریزی سے تعبیر کرنا چاہئے۔ اپنا نشان اس صوبہ ہندوستان تک پہونچا دیا ہے بلکہ اور آگے قدم

ملکہ اور آگے قدم بڑہانے، فوج سے مدد کرکے اونکو آگے بڑہنے کی ہمت دلائی ہے۔

حضرات حکمرانان صوبہ جات ہندوستان جن کو خدا کی طرف سے عقل و شعور سے حصہ مل چکا ہے وہ جوق جوق تحت لوا حکومت انگریزی آتے جاتے ہیں اور اُنکے عہدنامجات و شرف داخلہ دربار و پانے خطاب و خلعت نیک نامی سے بہرہ وافی و امتیاز کافی حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی خدشہ پاتے ہیں تو بعد تحریر عہدنامجات کے بعض حصہ ملک کو سپرد بہی کردیتے ہیں اور اوسکے عوض میں روپیہ لیتے رہتے ہیں جسکو ایک حد تک اگر لفظ خراج سے تعبیر کریں تو بیجا نہ ہوگا۔ نتیجہ اس ترکیب سے یہہ نکلا ہے کہ صلح کی حالت میں تو ہم کچھ نہ کچھ باقی ضرور رہجاویں گے ورنہ حالت جنگ میں بقولے جنگ دو سردار دکیا صورت ہو۔ لہذا ہمارے معزز ناظرین صفحات تاریخ جلد ثانی و ثالث کو ایسے ہی حالات حکمرانان سے معمور پاویں گے کہ وہ کیسے خالص وفادار و سچے معین و مددگار اوس سلطان وقت یعنی قوم انگریزی کے ہیں۔ اگرچہ اس نوع کی اطاعت نے اونکو پامال کردیا اور اونکو کہاں سے کہاں پر پہونچا دیا۔ مگر ہاں اس سے بہی انکار کرنا مشکل ہوگا کہ اپنے بقاء کے واسطے کافی تحمل سے کام لیکر گو باعتبار آمدنی کمی میں رہے مگر باعتبار عزت بڑے بڑے خاندانوں کے ہمسر رہے۔

حصہ دوم

گوشوارہ حالات راجہ مہیپ نرائن سنگھ صاحب

سال ولادت — سمت ۱۸۱۵ بیساکھ بدی ۹ روز یکشنبہ و سنہ ۱۷۵۹ء و سنہ ۱۱۷۲ھ

سال مسند نشینی — سمت ۱۸۳۹ و ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۸۱ء و ماہ شوال سنہ ۱۱۹۵ھ و
کنوار سنہ ۱۱۸۹ف

سال انتقال — سمت ۱۸۵۲ آخر بھادوں و سنہ ۱۲۰۳ف و دسمبر سنہ ۱۷۹۵ عیسوی
و صفر سنہ ۱۲۱۰ ہجری

مدت حکومت — ۱۴ سال چند ماہ

حالات راجہ مہیپ نرائن سنگھ صاحب

راجہ مہیپ نراین سنگھ زمانہ حیات راجہ بلونت سنگھ آنجہانی میں و تاریخ بیساکھ بدی روز یکشنبہ سمت ۱۸۱۵ مطابق ۱۷۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد درگ بجے سنگھ ہیں اور آپ نواسے راجہ بلونت سنگھ کے ہیں۔ مادر گرامی بوبی پدم کنور دختر رانی گلاب کنور ہیں۔

بابو درگ بجے سنگھ سرکار حاجی پور کے زمیندار تھے۔ جو اب ریاست ترہٹ کے نام سے موسوم ہے اور وہ ترہٹ بنگالہ میں ہے۔ اور اُسوقت بھی نہایت وقار و عزت سے اپنے مقام پر سربرآوردہ باختیار زمیندار تھے چنانچہ اونکی بابت ایک قصہ مشہور ہے کہ ریاست دربھنگہ کے مورث نے جو کہ برہمن اور صاحب علم تھے ذریعہ اشلوک جو اُنھوں نے راجہ جے پور کیواسطے بنایا تھا اور اُسکو لوگ ابتک پڑھتے ہیں۔ راجہ جے پور سے سفارش دربار شاہی میں کرائی۔ تو راجہ جے پور نے اونکی رسائی دربار شاہی میں کر کے سند دلوادی۔ اُسوقت اونکی زوجہ پوجا کرانے پر رانی صاحب ترہٹ کے یہاں ملازم تھیں۔

خلاصہ جب سند لیکر آئے تو اُس وقت دربھنگی خاں صوبہ دار نے اُس سند کو نہ مانا اور نکال دیا۔ اونکی زوجہ نے اس حالت مایوسی کو بابو درگ بجے سنگھ کے بزرگ سے کہا اونھوں نے باوجودیکہ کھانا نوش کرنے جارہے تھے مگر ترک کر کے حمایت پر مستعد ہو کر حملہ دربھنگی خاں پر کر کے اونکو اخراج کر کے قبضہ دلوادیا۔ چنانچہ مہاراجہ دربھنگہ کا خاندان ابتک ریاست بجے پور و ریاست ترہٹ سے خلوص خاص رکھتا ہے بلکہ اپنا مربی سمجھتا ہے چنانچہ

بابو درگ بجے سنگہ کے عزیز جوان مزاج ہمراہ ہمراہیان کشتی پر سوار سیر دریا کر رہے تہے اور مہارانی دربہنگہ غسل (اشنان) کر رہی تہیں۔ کشتی اوسکے قریب پہونچنے پر اُنھوں نے کہڑے ہوکر اندر قنات نہانے والی عورتوں کو دیکھنا چاہا اور ہمراہیان نے کچھ کہنا شروع کیا جیسا کہ جوان مزاج بے محابا کہا اوٹھتے ہیں۔ اسپر فساد ہوا۔ ہمراہیان رانی دربہنگہ نے تلواریں کھینچ لیں۔ مگر ایک بوڑھا شخص فہمیدہ حسب واقف ہوا کہ یہ نرہن کے ہیں تو قریب آنکر کہنے لگا۔ حضور خود اندر تشریف لیجلیں مگر ان ہمراہیوں کو یہیں چھوڑدیں اس جملہ پر نہایت خفیف ہوے اور فساد رفع ہوا۔

خلاصہ حسب سنہ ۱۱۸۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۰ء میں راجہ بلونت سنگہ آنجہانی پر مرض نے ترقی کی اور اونکی مسندنشین ہونیکی بابت تجویز راجہ ہونے لگی تو تین شخص تجویز ہوئے بابو منیار سنگہ برادر عم زاد راجہ بلونت سنگہ جنکو مثل فرزند کے پالا تہا۔ اور دوسرے راجہ جیت سنگہ فرزند جو شکم عورت غیر قوم سے تہی جو کہ راجپوت تہیں اور تیسرے نواسہ راجہ بلونت سنگہ یعنی مہاراجہ مہیپ نراین سنگہ جو کہ زن ہم قوم رانی گلاب کنور کے نواسہ تہے۔ اُس زمانہ زمانہ میں جسکو جس سے توسل و قربت تہی اوسکے واسطے وہ کوشش کرتا۔

بابو منیار سنگہ تو اس وجہ سے مرجوح ہوے کہ اونکے سامنے فرزند کو ترجیح تہی اگرچہ غیر قوم سے تہے۔ اور مہیپ نراین سنگہ اُس وقت خوردسال تہے یعنی اُنکا سن اسوقت بارہ برس کا تہا اور اوسان سنگہ مدار المہام ریاست کو اُسوقت حمایت و طرفداری راجہ جیت سنگہ کی اس وجہ سے منظور تہی کہ اونکی خوردسالی کے زمانہ سے اونکی ماں کے سرکار کے داروغہ اور اتالیق راجہ جیت سنگہ رہے اور چونکہ بابو اوسان سنگہ معاملات دربار نواب وزیر و ایسٹ انڈین کمپنی سے واقف تہے اور تمام کارخانجات و انتظام ریاست پر بوجہ نیابت راجہ جیت سنگہ جو کہ اُنکے متعلق بغرض تعلیم انتظامات کردیے گئے تہے حاوی ہو رہے تہے۔ لہذا اونکی تدبیر موافق تقدیر ہوئی اور راجہ جیت سنگہ مسندنشین ہوے۔

تاآنکہ چھ یا سات برس کے بعد اوسان سنگہ نے مخالفت اختیار کی اور رام نگر بنارس سے وہ جانب لکھنو و کلکتہ بغرض مٹانے راج راجہ چیت سنگہ کے کوشش کرتے رہے۔ اس زمانہ میں اصلی وارث راج یعنی رانی گلاب کنور نے بھی مواقع مختلف پر عرضیاں بحضور گورنر بھیجیں۔ کیونکہ علاوہ رقابت ریاست کے اُنسے بھی درخواست شرکت طعام کی راجہ چیت سنگہ نے بوجہ تمنا شرکت برادری کی تھی اور چاہا تھا کہ راجہ مہیپ نرائن اور اونکے والد بھی شریک طعام ہوں اور یہ بات رانی موصوفہ کو بخیال حمایت مذہب گراں خاطر تھی اور اوسکی بعد دیگر وجوہ رنجش خاندانی سے نفاق کو ترقی ہوتی گئی۔ اور بابو اوسان سنگہ بھی کوشاں رہے۔ خداداد سبب راجہ مہیپ نرائن سکے واسطے یہہ ہوا کہ گورنر بہادر کو راجہ چیت سنگہ سے ملال پیدا ہو گیا اور اُس نے رفتہ رفتہ ترقی کر کے راجہ چیت سنگہ کو اپنے ملک سے نکلوا دیا۔ جسکا تذکرہ مفصل حالات راجہ چیت سنگہ سے ناظرین پر واضح ہو چکا۔

۱۱۹۵ سنہ ہجری مطابق ۱۷۸۱ سنہ ء میں جب راجہ چیت سنگہ رام نگر سے جانب لطیف پور بھاگے تو انہوں نے رانی گلاب کنور و راجہ مہیپ نرائن سنگہ کو اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تاکہ اونکے خلاف کوشش نہ ہو سکے۔ مگر رانی صاحبہ مذکورہ نے سختی سے انکار کیا۔ اور بیوی پدم کنور والدہ راجہ مہیپ نرائن نے بھی مخالفت کی اور دونوں صاحبہ قلعہ رام نگر سے اوٹھکر تبوبن کے مقام میں جو ایک حصہ رام نگر ہے تشریف لے گئیں اور راجہ مہیپ نرائن سنگہ مع اپنے والد درگ بجے سنگہ کے بنارس میں رہے۔

جب بابو سجان سنگہ کے خوف شبخون سے گورنر وارن ہسٹنگ بہادر نے اپنا تمام مال و اسباب چھوڑکر فوج موجودہ کو آگے کر کے خود پیادہ پا باوجود موجودگی سواری و درشتی کے تاریکی میں بہ حیلہ دعوت نواب سعادت علی خاں کے جانب درگاکنڈ سفر کیا۔ اور ارادہ اونکا قلعہ چنار میں چلے جانے کا تھا جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ اور یہہ خبر راجہ مہیپ نرائن سنگہ

واونکے والد کو معلوم ہوئی. تو بخیال مدد گورنر بہادر اونہوں نے ہمراہی اختیار کی جب
گورنر بہادر کو کثرت مردمان ہمراہی راجہ مذکور سے کہ قریب سوا سو آدمی کے تہے خوف
طاری ہوا تو اُنہوں نے فوج کو سامنے کر دیا. بابو درگ بجے سنگہ نے سمجھکر کہ مفت
میں ہم لوگ توپ وبندوق کی باڑہ سے اوڑجادیں گے ایک آدمی کو بہیجکر حقیقت
حال خود یعنی حاضری بغرض مدد سے اطلاع کی. گورنر نے اُنکے آدمیوں کو ہمراہ فوج کرکے
راجہ کو مع انکے باپ کے ساتھ لے لیا. اور دوسری روایت کے اعتبار سے مردمان
ہمراہی کو واپس کر دیا. اور راجہ کو مع اُنکے والد وایک خدمتگار کے ساتھ رکہا. اور اوسان سنگہ
بہی آئے. جب قلعہ چنار گڈہ میں تحمل مصائب سفر کرتے ہوئے جیسا کہ ذکر راجہ چیت
سنگہ میں آچکا پہونچی تو خود قلعہ میں جاکر ٹہرے اور راجہ کو بہی اندر قلعہ لے لیا.

(ملاحظہ ہو حالات راجہ چیت سنگہ بلونت نامہ خیرالدین حسین)

مگر جب یہہ خبر معلوم ہوئی کہ بابو رام جیاون سنگہ رفیق راجہ چیت سنگہ دس ہزار بندوقچیوں
کے ساتھ قریب آپہونچے تو گورنر نے بہ مقتضائے دور اندیشی راجہ کو قلعہ کے باہر کر دیا.
پہلے یہہ لوگ بہیرو برج کے نیچے آبیٹہے اور پہر دیوان گورنر صاحب کے مکان میں حسب
ایماء دیوان ممدوح جا ٹہرے. چونکہ غلہ کا اُس زمانہ میں قحط تہا کہ روپیہ دینے سے بہی میسر
نہ آتا. اس وجہ سے کشن نامی متولی نے آنکر غرض کیا کہ حضور کے رسوئیں (غذا) کیواسطے
جنس میں حاضر کروں گا. لشکر کے واسطے البتہ مجبوری ہے. راجہ نے منظور کر لیا وہ متولی
روزانہ جنس لاتا. بابو درگ بجے سنگہ اپنے ہاتھ سے حسب قاعدہ شرفاء ہنود بکاتے
اور سب لوگ کہاتے. اور اوسان سنگہ کو بہی کہلاتے اور دو خواص وابہیمن راوت.
واو دہو جمعدار. وبہوجنی مہرا. کہ رسوئیں میں تہا. حاضر خدمت رہتے وانکے علاوہ پرانے

اودہو جمعدار اول سبحان سنگہ کے نوکر تہے وہاں سے نوکری چہوڑکر معرفت منگرا کنیز خاص مہارانی گلاب

حضوری کے لوگوں سے سودہان سنگہ مع چالیس آدمیوں کے تھے۔ بابو درگ بجے سنگہ نے کشن متولی سے کہاکہ تم قیمت جنس لے لیا کرو اُس نے عرض کیا کہ جب آپکا کام ہوجاویگا اُسوقت قیمت لیلوں گا۔ ابھی میرے گھر میں جنس کافی موجود ہے۔

بابو درگ بجے سنگہ نے ایک خط رانی گلاب کنور صاحبہ کو متضمن تکلیف جنس وقحط غلہ کے لکھکر ذریعہ اودہو جمعدار وسودہان سنگہ کے رام نگر تھوبن میں بھیجا۔ وہ دونوں آدمی جب چنارگڈھ سے روانہ ہوکر تھورہا نالہ پر آئے تو وہاں بابو سجان سنگہ کے آدمیوں نے اودہو جمعدار کو گرفتار کرکے بہت مارا مگر سودہان سنگہ چھپ کر بچ رہے۔ اودہو جمعدار کسی ترکیب سے نکل بھاگے۔ اور تھوبن میں مہارانی صاحبہ کے خدمت میں جا پہونچے۔ وہاں پر چند روز رہے۔ مہارانی صاحبہ نے اودہو جمعدار وسودہان سنگہ کے جوتوں میں اشرفیاں ٹکواکر مع خط وچند روپیہ کے دیکر روانہ کیا تاکہ اگر کوئی چھینے تو روپیہ لے اور اشرفیاں نہ لے سکے۔

دونوں اشخاص بہ سلامت چنارگڈہ پہونچ گئے۔ اور خرچ کی تکلیف دور ہوگئی۔ سنہ ۱۱۹۵ھ مطابق سنہ ۱۷۸۱ء میں جب بندہو خاں کے ذریعہ سے فوج انگریزی لہراسکرٹ میں پہونچے اور راجہ چیت سنگہ گھبرائے اور لعل شاہ رفیق راجہ بلونت سنگہ سے رائے پوچھی اور اُنہوں نے لڑنے کی صلاح دی اور راجہ چیت سنگہ اپنی خاصہ طبیعت ذاتی سے نہ لڑسکے تو اس وقت لعل شاہ بخت وشست گھبرا اُٹھ کھڑے ہوئے اور تنہا فوج کے

کنور صاحبہ کی سرکار راجہ ہیپ نرائن سنگہ میں ملازم ہوئے۔ تو اریخ الیشری۔ اُنکی اولاد میں متھرا دہار ہو وغیرہ سرکاری خدمت پر ہیں۔

دوات خواص کی اولاد دو اغرامیں اوگھڑ خواص نے ابتدا ترقی عہد مہاراجہ اودت نرائن سنگہ میں کیا اور دیوانی کا کام زمانہ مہاراجہ الیشری پرشاد نرائن سنگہ میں کیا۔

مقابلہ میں تلوار کھینچکر جا پڑے۔ انگریزی فوج نے جب تنہا ایک شخص کو مستعد جان دینے پر دیکھا تو پہلے اوسکا مطلب دریافت کرکے ملانا چاہا مگر اُس بہادر نے کہا میرا مطلب توپ پر ہاتھ تلوار کا مارنا اور مرجانا ہے۔ اوسوقت توپ چہرہ کی چھوڑی گئی وہ بہادر چھپن تو گیا مگر توپ پر پہونچکر تلوار کا ہاتھ مار کر انتقال کیا۔ تا اینکہ وہ لڑائی سر ہوئی اور فتح فوج انگریزی کو ہوئی اور راجہ چیت سنگھ بجے گڈھ کو بھاگے۔ اور بند ہو خاں کو پانچ گاؤں معافی میں ملے جنکی آمدنی اوسوقت دو ہزار سالانہ تھی اور انہوں نے چنار گڈھ میں مکان پختہ بنواکر سکونت اختیار کی۔

جب راجہ چیت سنگھ بجے گڈھ سے بھی روانہ ہوئے جیسا کہ اُنکے حالات میں بیان ہو چکا اور رام نگر بعد جنگ کے خالی ہو گیا اور عمل انگریزی میں آگیا تو گورنر ہسٹنگ نے بابو درگ بجے سنگھ کو چنار گڈھ سے رام نگر میں بھیجا کہ مہارانی گلاب کنور کو میری طرف سے تسلی دو اور کہو کہ بیرون قلعہ کیوں رہتی ہیں اب قلعہ میں جاویں جسوقت مہارانی صاحبہ کے پاس آکر بابو موصوف نے یہ پیام دیا اور باہر باغ بنگلہ کے آکر بیٹھے اوسیوقت بڑی بیوی صاحبہ پیدا ہوئیں بابو صاحب سنکر خوش ہوئے اور انعام و اکرام تقسیم کرنے لگے۔

مہارانی صاحبہ نے منگرا اپنی خاص لونڈی کو قلعہ دیکھنے کو بھیجا جب وہ واپس ہوئیں تو پھر قلعہ کے دھلوانے کا انتظام ہوا اور پوجا وغیرہ ہو کر بہت سے برہمن کھلائے گئے اور مہارانی صاحبہ ساعت نیک میں قلعہ میں داخل ہوئیں۔

ملاحظہ ہو تواریخ البشیری خلیفہ امیر علی مرحوم جو کہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں تحریر ہوئی

واپس ہونا گورنر کا بنارس میں اور خلعت راج کی

راجہ مہیپ نرائن کو ملنا

پانچویں شوال ۱۱۹۵ھ ہجری مطابق ۱۷۸۱ء کو گورنر بہادر سیر وشکار کرتے ہوئے رام نگر کے قلعہ میں تشریف لائے اور عمارات وباغات رام نگر دیکھکر بنارس میں داخل ہوئے۔

اور اطمینان وتسلی رعایا کیواسطے منادی امن وامان کے تمام شہر میں پھروادی اور ہر فرقہ کے سرگروہ وچودھریوں کو بلواکر حسب رتبہ اُنکے خلعت دیا اور معبدوں میں جاکر معتقدانہ نذریں دیں اور اپنے پالسی سے سب حلقہ کے لوگوں کو خوش کیا۔

اسکے بعد پنڈتان بنارس کو کہ دانایان ومتبحر اپنے مذہب کے تھے بلاکر ہر ایک سے پوچھا کہ بعد انتقال راجہ بلونت سنگھ اونکا وارث جائز تمہارے مذہب کے موافق کون ہوسکتا ہے اُن لوگوں نے بہ اتفاق کہا کہ اگر کسی شخص کی لڑکی زن منکوحہ سے ہو اور لڑکا عورت غیر منکوحہ سے ہو تو وارث جائز وہ لڑکی ہی ہے نہ لڑکا اور اگر اُس لڑکی کے کوئی لڑکا ہوگا تو بجائے اپنے نانا کے وہی مسند راج پر بیٹھیگا۔ لہذا صورت موجودہ میں وارث ترکہ راجہ بلونت سنگھ کے رانی گلاب کنور وا ونکی لڑکی کے بعد اُنکے نواسہ مہیپ نراین سنگھ ہیں۔ اور راجہ چیت سنگھ بوجہ اولاد غیر منکوحہ ہونے کے مستحق راج نہیں ہیں کیونکہ غیر قوم کی عورت مثل پانا صاحبہ مادر راجہ چیت سنگھ سے شادی کرنا اور اولاد کو جائز سمجھنا باعتبار شاستر جائز نہیں ہے۔

جب گورنر بہادر کو پنڈتان شہر سے حقیقت بابو مہیپ نراین پر اطلاع ہوگئی تو خلعت ہفت پارچہ وجیغہ وسرپیچ ومالائے مروارید وفیل واسپ بابت سرفرازی راج بنارس دیکر خطاب راجہ کا دیا اور خلعت نیابت بابو درگ بجے سنگھ اُنکے والد کو دیا اور دیوانی بابو اوسان سنگھ کو دی اور راجہ کو فرمان پذیری مہارانی گلاب کنور پر مقرر کیا۔

ملاحظہ ہو بلونت نامہ خیر الدین حسین وپنڈت کنہیالال میرمنشی

جب راجہ مہیپ نراین سنگہ ماہ اکتوبر ۱۷۸۱ء و ماہ شوال ۱۱۹۵ہجری و کنوار سدی سمت ۱۸۳۹ بکرماجیتی میں تیئیس ۲۳ برس کے سن میں خلعت راج کا پہنکر نئی حویلی رام نگر میں داخل ہوئے تو سب لوگوں نے نذریں دیں۔ بوجہ باپ ہونے کے حرف بابو درگ بجے سنگہ نے تامل کیا تہا کہ اوسان سنگہ نے آنکر بابو موصوف سے نذر دلوادی۔ مبارک سلامت ہونے لگا شادیانہ بجنے لگے سامان جشن مہیا ہوا۔ بنارس و رام نگر کے رئیس مہاجنوں و رعایا نے نذریں دیں اور راجہ صاحب راج کے کام میں مشغول ہوئے۔

ملاحظہ ہو تاریخ البشری

ہر چہار سرکار کے انتظام میں گورنر کا متوجہ ہونا اور جمع مقررہ پر سند تعہد کے مہاراجہ مہیپ نراین سنگہ کو دینا

جب گورنر ہسٹنگ صاحب بہادر کو اطمینان خاطر جانب مفسدان سے ہو گیا تو انتظام مہمات ملک کی طرف متوجہ ہوئے۔ بابو درگ بجے سنگہ کو حکم بہیجا کہ کاغذات آمدنی و اخراجات ہر چہار سرکار عہد راجہ چیت سنگہ کے حاضر کریں۔ مگر چونکہ تمام دفتر راجہ چیت سنگہ کا لٹ گیا تہا لہذا کوئی کاغذ باوجود تلاش بسیار بجز ایک سند کیفیت جمع کے جس میں تمام مالگزاری مع جاگیرات باوان او نچاس لاکھ روپیہ مرقوم تہی نہ مل سکا بابو موصوف نے وہی کاغذ پیش کیا۔ گورنر بہادر نے چار لاکھ روپیہ بابت توفیر گنجائش معاملات اضافہ کرکے ترپن لاکھ روپیہ ۵۳۰۰۰۰۰ قرار دیا منجملہ اوسکے تیرہ لاکھ روپیہ ۱۳۰۰۰۰۰ بابت جاگیر باوان و نانکارہ زمینداران و اخراجات عدالت کوتوالی وغیرہ علحدہ کرکے مبلغ چالیس لاکھ روپیہ ۴۰۰۰۰۰۰ کی سند تعہد بنام مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ لکہکر عطا کیا اور پرگنہ بہدوہی کو کہ ایک لاکھ پینسٹھ ہزار روپیہ ۱۶۵۰۰۰ کا تہا

جاگیر میں اور پرگنہ کیرامنگرور کو بموجب فرمان شاہی التمغا میں راجہ مذکور کو دیا اور پرگنہ مہایچ ضلع بنارس کو پینتیس ہزار روپیہ ۳۵۰۰۰ کی جمع پر جاگیر بابو درگ بجے سنگھ میں مشروط بہ شرط نہایت دیا۔ اور مبلغ مقرر بعد مجرا لینے جاگیر و التمغا و خود د باوان دیگر سال بسال داخل خزانہ سرکار کا حکم دیا۔

ملاحظہ ہو بلونت نامہ خیرالدین حسین

نقل سند بنام مہاراجہ مہیپ نراین سنگھ صاحب از جانب گورنر بہادر

متصدیان مہات حال و استقبال و زمینداران و چودھریان و قانون گویان و مقدمان و رعایا و برایا و مزارعان و ساکنان سرکار بنارس و سرکار جونپور و سرکار غازیپور و سرکار چنار وغیرہ صوبہ الہ آباد بدانند کہ گورنر جنرل و کونسل صوبجات بنگالہ و بہار و اوڑیسہ کہ از طرف مدار المہام کمپنی انگریز بہادر مختار اند بموجب عہد نامہ کہ فیما بین کمپنی انگریز بہادر و وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ بتاریخ ہشتم ربیع الاول ۱۱۸۹ھ ہجری مطابق بست و یکم ماہ مئی ۱۷۷۵ء یکہزار و ہفت صد و ہفتاد و پنج قرار یافتہ و ملکیت سرکارات از دست نواب بدست کمپنی در آمد۔ خدمت زمینداری سرکارات وغیرہ محال خالصہ شریفہ و جاگیر و در و بست از مال و سائر و کوتوالی جونپور و امینی و فوجداری ہر مکان و محال سوائے عدالت فوجداری بلدہ بنارس حسب المضمن از تغیر چیت سنگھ من ابتدائے فصل خریف ۱۱۸۹ فصلی برفعت پناہ راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر مقرر و مفوض گشت باید کہ

بلوازم و مراسم خدمت مذکور قرار واقعی پرداخته دقیقه از دقایق حزم و هوشیاری
مهمل و غیر مرعی نگذارد. و با کافه برایا و عامه رعایا و زارعان حسن سلوک بکار برد.
و در تکثیر زراعت و آبادی ملک و افزونی محصول سعی بلیغ بظهور رساند و در اخراج
دزدان و شب خونیان و قطاع الطریقان و همه مفسدان نحوی تقید بجا آرد که اثرے
از آنها در زمینداری او نماند که ازین کار بلند نامی کمپنی انگریز بهادر و راجه مذکور بالا گردد.
و در حدود زمینداری مرقوم کسے قلاع و مورچال نسازد. و بدون حکم گورنر جنرل و کونسل
احدے سوار و پیاده نوکر نگاه ندارد. زیراچه نگهداشت فوج و احداث قلعه و مورچال
تعلق از مالک ملک است هرگاه برائے تحصیل ملک و حفاظت زمینداری مذکور امداد
فوج ضرور خواهد شد از طرف کمپنی انگریز بهادر معین خواهد گشت. و خدمت زمینداری
مذکور از طرف کمپنی انگریز بهادر بنام راجه موصی الیه بشرطیکه راجه مسطور تاکو در شروط
مرقوم الصدر خواهد ماند. و مالگذاری مقرری استمراری هر ساله مبلغ چهل لک روپیه سکه
بنارس جید کامل الوزن بالمقطع ماه بماه بموجب قسط بندی ذیل بلا عذر و حیله بر وقت
و هنگام در مقام بلده بنارس بدست کسانیکه از طرف کمپنی انگریز بهادر برائے این کار مقرر
خواهند شد عاید نماید نسلاً بعد نسل بحال خواهد ماند. اما چون از سبب شرارت و بد ذاتی
چیت سنگه زمیندار معزول در دو ماه هنگامه خرابی و ویرانی بملک رسیده لهذا گورنر جنرل
کونسل مبلغ شش لک و شصت و شش هزار و شش صد و شصت و شش روپیه ده آنه
ده گنده سکه بنارس بابت ویرانی و بربی مذکور برائے امسال که سنه ۱۱۸۹ فصلی است معاف
فرمودند تتمه مبلغ سی و سه لک و سی و سه هزار و سه صد و سی و سه روپیه پنج آنه ده گنده سکه بنارس
مال واجب سرکار بابت سنه مذکور ماه بماه بموجب قسط بندی ادا خواهد ساخت. و از
سنه ۱۱۹۰ فصلی چهل لک روپیه سکه مقرر شد و قسطها بلا عذر و حیله و بلا خرچ سه بندی
و غیره اخراجات رسانیده خواهد داد.

غرہ آسن سنہ ۱۱۸۹ یکہزار و یکصد و ہشتاد و نہ فصلی مطابق چہار دہم ستمبر سنہ ۱۷۸۱ء

ملاحظہ ہو بلونت نامہ پنڈت کنہیا لال میر منشی سرکار

نقل پٹہ بمہر و دستخط نواب گورنر جنرل وارن ہسٹنگ بہادر

مرقومہ صدر

قول و قرار پٹہ باسم رفعت و عوالی پناہ راجہ مہیپ ناراین سنگہ بہادر آنکہ
چوں سرکار بنارس و چنار و محالات سرکار جونپور از مال و سائر و حویلی محمد آباد بنارس
و دامہائے ملبوس خاص و پرگنہ بہدوہی و تعلقہ سنگرامؤ علہ پرگنہ چاند و سکتیش گڈہ
و پرگنہ کنتت عرف منجہ پور و سرکار غازی پور و سکندر پور و خرید شادی آباد و بٹہ
سر بنجہ مع مال و سائر و کوتوالی جونپور و مقیمی و احتساب و سنگ وزنی مع دستور دیوانی
سیوائے نصف جاگیر پرگنہ بہدوہی وغیرہ و معافی و روزینہ وغیرہ اخراجات جشو مہابی بموجب
قبولیت آں رفعت پناہ از ابتدائے ماہ آسن سنہ ۱۱۸۹ فصلی مطابق چہار دہم ماہ ستمبر سنہ ۱۷۸۱ء
بقرار مبلغ چہل لک روپیہ سکہ ضرب بنارس بطریق استمراری و مقرری بالمقطع بہمہ جہت
ہر سالہ مقرر گردید۔ منجملہ آں مبلغ شش لک و شصت و شش ہزار و شش صد و شصت
و شش روپیہ دہ آنہ دہ گنڈہ سکہ بحالتے امسال بابت ویرانی وغیرہ دو ماہ ہنگامی معاف
نمودہ تتمہ از مال واجب مالگذاری سرکار مبلغ سی و سہ لک و سی و سہ ہزار و سہ صد و سی
و سہ روپیہ پنج آنہ دہ گنڈہ سکہ بنارس جید کامل الوزن بموجب قسط بندی و قبولیت علحدہ
کہ آں رفعت پناہ بمہر خود بسرکار نوشتہ دادہ اند مطابق اقساط آں ماہ بماہ بلا عذر و حیلہ
بلا خرچ سہ بندی وغیرہ اخراجات عاید خزانہ سرکار بر وقت و ہنگام می نمودہ باشند و آنہ

سال آئندہ مبلغ چہل لک روپیہ سکہ بنارس جمع مقرری ہر سالہ استمراری کہ قبولیت آں بمہر خود بدفتر سرکار داخل نمودہ اند مطابق آں مالگذاری ہر سالہ نمودہ باشند انشاء اللہ تعالیٰ ازیں قول و قرار تفاوت و تجاوز نخواہد شد۔

ملاحظہ ہو بلونت نا پنڈت کنہیالال ہیر منشی راج بنارس

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ چونکہ اس پٹہ مذکور کی کتاب عہدناجات گورنمنٹ ترجمہ پنڈت کنہیالال منصرم اسٹیٹ میں تفصیل زاید ہے۔ لہٰذا اوسکو اس مقام پر لکھنا زیادہ مناسب ہے۔

نقل پٹہ جو راجہ مہیپ نراین بہادر رئیس بنارس کو ۱۷۸۱ء میں دیا گیا

چونکہ سرکار بنارس و چنار و محالات سرکار جونپور ہر دو مال و سائر و حویلی محمد آباد بنارس و دواہائے ملبوس خاص اور پرگنہ بہدوہی اور تعلقہ سکرامو ماتحت پرگنہ چنار یعنی ماندہ و سکتیش گڈھ اور پرگنہ کنتت معروف بیجے پور و سرکار غازی پور و پرگنہ سکندر پور و خرید و صادق آباد و پٹہ سرنج مع مال و سائر و کوتوالی جونپور و مقیمی وچنار[a] اور سنگوئی بنارس ہر دو مال و سائر مع دستور دیوانی و سوائے ازیں نصف جاگیر بدوہی وغیرہ و معافی روزینہ داران و دیگر اخراجات حسب مندرجہ قبولیت مدخلہ تمہارے تم کو دی گئی شروع ماہ اسوج ۱۱۸۹ فصلی مطابق ۱۴ ماہ ستمبر ۱۷۸۱ء بہ قرار ادا کرنے چالیس لاکھ روپیہ سکہ ضرب بنارس سال بسال بلا کمی و بیشی دوامی کے اور بابت

ف غالباً لفظ احتساب کا ترجمہ ہے جو سند فارسی میں مذکور ہے ۱۲

سال حال کے کہ ۱۱۸۹ھ ہے بباعث نقصانی وغیرہ جو دو مہینے فساد میں واقع ہوا ہوگا

ہے لک
[illegible] وچھ لاکھ چھاچھٹھ ہزار چھ سو چھاچھٹھ روپیہ دس آنہ دس گنڈہ۔
۱۰/۱۰ گنڈہ

مجرا لیکر باقی [illegible] تینتیس لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس روپیہ پانچ آنہ
۵/۱۰ پائی

۱۰ گنڈہ) سکہ بنارس بوزن مقررہ بموجب اپنے قسط بندی و قبولیت کے جو علاحدہ داخل ہوئے ہیں تم بلا عذر وحیلہ ماہ بماہ بلا تاخیر ادا کیا کرو اور بلا خرچہ سیبندی وغیرہ مطابق قسط بندی کے قرار سرکار میں داخل کرو اور سال آئندہ میں جمع مقررہ چالیس لاکھ روپیہ جو تم نے خود مقبولہ کیا ہے اور جسکی قسط بندی بھی جو تم نے علاحدہ مہری اپنے دفتر سرکاری میں داخل کی ہے بس اوسکے مطابق تم مالگذاری سرکار میں دیتے رہو ببرکت خدائے پاک عہدنامہ ہذا کے کسی امر میں انحراف نہو گا۔

بندوبست بابت ۱۱۸۹ء

بموجب کواغذ کے	[illegible] ۱۲/	
اضافہ بحق سرکار	للعہ لک	[illegible] ۱۲/ ترپن لاکھ چھ ہزار دو روپیہ بارہ آنہ ۵۳۰۶۰۰۲

منہائی بابت جاگیر وغیرہ

جاگیر بینی رام پنڈت	[illegible]	پچیس ہزار
ایضاً بندو خاں	[illegible]	دو ہزار
ایضاً جگرناتھ صوبہ دار	[illegible]	ایک ہزار دو سو

روزینہ داران ... تینتیس ہزار دو سو چھیانوے

جملہ ... اکسٹھ ہزار چار سو چھیانوے

... باون لاکھ چوالیس ہزار پانچسو چھ روپیہ بارہ آنہ

منہائی اخراجات محال دامانی وغیرہ

اخراجات محال دامانی وغیرہ ... (اکتالیس ہزار ایکسو انتیس روپیہ چھ آنہ دس گنڈہ)

معافی معمولی ... (ایک لاکھ دو ہزار پانچسو اٹھانوے روپیہ ۱۰/۸ گنڈہ)

جملہ ... (ایک لاکھ تینتالیس ہزار سات سو سترہ روپیہ پندرہ آنہ)

جملہ بعد منہائی ... (اکیاون لاکھ سات سو اٹھاسی تیرہ آنہ)

منہائی محال کمیری گڈہ ضلع الہ آباد جسکی آمدنی نواب وزیر الممالک کے خزانہ میں داخل ہوتی ہے ... (ایک لاکھ اٹھانوے ہزار چالیس روپیہ چودہ آنہ)

... (انچاس لاکھ دو ہزار سات سو اکتالیس روپیہ پندرہ آنہ)

منہائی جاگیر ذات و دیگر متعلقات

نصف پرگنہ بدوہی ... (ایک لاکھ اٹھاون ہزار تین سو اکتالیس روپیہ)

پرگنہ ناسبی — ساٹھ ہزار

پرگنہ سید پور — چون ہزار

تنخواہ ذات ودیگر متعلقان — لکہ ۱۵ ر — چھ لاکھ تیس ہزار چار سو روپیہ پندرہ آنہ

جملہ — لکہ ۱۵ ر — نو لاکھ دو ہزار سات سو اکتالیس روپیہ پندرہ آنہ

لاکہ — باقی نیچے چالیس لاکھ

منہائی بابت نقلیابی (ویرانی) جو دو مہینے فساد میں ہوئے — لکہ ۱۰ ر ۱۰ گنڈہ — چھ لاکھ چھیاچھٹہ ہزار چھ سو چھیاچھٹہ روپیہ دس آنہ دس گنڈہ

واجب باقی سکہ بنارس — لکہ ۵ ر ۱۰ گنڈہ — تینتیس لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس روپیہ پانچ آنہ دس گنڈہ

سنہ ۱۲۹۰ فصلی سے جمع مقررہ مطابق ذیل

بندوبست سنہ سابق — لکہ ۵ ر ۱۰ گنڈہ — تینتیس لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس روپیہ پانچ آنہ دس گنڈہ

ایزادی جو بابت نقصانی کے مجرا دیگی — لکہ — چھ لاکھ چھیاچھٹہ ہزار چھ سو چھیاچھٹہ روپیہ دس آنہ دس گنڈہ

کل سکہ بنارس

للعت لکہ المرقوم یکم آسوج یعنی آسوج سنہ ۱۱۹۹ فصلی مطابق ۱۳ ماہ دسمبر سنہ ۱۷۹۱ء

نقل مطابق اصل ہے — دستخط ایڈورڈ کولبروک مترجم فارسی

نقل مطابق اصل ہے — دستخط ای سے سنب سکریٹری ہنوربل بورڈ

ملاحظہ ہو کتاب عہد ناجات جلد دوم

مترجمہ کنہیا لال منصرم امیٹھی

قبولیت سرکار بنارس و چنار وغیرہ از دفتر

منکہ بندہ درگاہ راجہ مہیپ نرائن ہوں چونکہ حضور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر سے زمینداری سرکار بنارس و چنار و محالات سرکار جونپور مال و سایر حویلی محمد آباد بنارس سے و دا جہای ملبوس خاص و پرگنہ بہدوئی و تعلقہ سنگرامو عملہ پرگنہ مانڑا و سکنتیش گڈہ و وکنتت عرف سجے پور و سرکار غازی پور و فرید و شادی آباد و شیہ سربچہ مع مال و سایر و دکوتوالی جونپور و مقیمی و احتساب و سنگوتری بنارس در دبست محالات مال و سایر سے مع دستور دیوانی مضاف صوبہ الہ آباد بہ جمع مبلغ چالیس روپیہ سکہ بنارس کامل الوزن جیہ بالمقطع استمراری و مقرری ہر سالہ سوائے محال کہیراگڈہ ضلع الہ آباد کے کہ مالگذاری اسکی سرکار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر میں مقرر ہے اور محالات جاگیرات و وجہ روزینہ داران واخراجات بموجب جشو منہائے بطریق مقرر سے و استمراری کہ بندہ درگاہ نے برضا و رغبت خود قبول کیا ۔ منجملہ اوسکے مبلغ چہ لاکھ ساٹھ ہزار چھ سو چھیاچھٹہ روپیہ دس آنہ دس گنڈہ بابت ویرانی وغیرہ دوماہ ہنگامی کے اس سال کے واسطے کہ سنہ ۱۱۹۸ ف ہے معاف و کمی ہوئی بقیہ مبلغ تینتیس لاکھ بتیس ہزار تین سو تینتس روپیہ پانچ آنہ دس گنڈہ

سکہ بنارس مالواجب سرکار بابتہ سنہ مذکور الکلام اپنے ذمہ کرکے قسطبندی اوسکے علاوہ اپنی مہر سے مقرر کرکے اقرار کرتا ہوں اور اس طریق پر تعین کرتا ہوں کہ مطابق قسط بندی ماہ بماہ بلا عذر وحیلہ وقت پر خزانہ عامرہ سرکار میں بمقام بنارس کرکے آخر سال میں رسید بے باقی تمام وکمال لیتوں اور جمع سال آیندہ سنہ ۱۱۹۰ فصلی بلا عذر وحیلہ بہ جمع کامل مبلغ چالیس لاکھ روپیہ سکہ بنارس بطریق مقرری واستمراری ہر سال کے واسطے بہمہ جہت مقرر ہوئی اوسکو بھی اس قبولیت میں معین کیا اوسکی اقساط کے موافق وقت پر مالگذاری سرکار بلا عذر وحیلہ ماہ بماہ خزانہ سرکار میں دیتا رہوں اور روپیہ روزینہ داران وغیرہ کو موافق حسنو منہائی کے بلا عذر دیتا رہوں اور رسید اوسکی لیتا رہوں اور اپنے لازمہ رودسم زمینداری میں مشغول ہوکر کوئی دقیقہ حزم وہوشیاری سے مہمل وغیر مرعی نہ چھوڑوں اور تمام رعایا وعام خلق وکاشتکاروں کے ساتھ حسن سلوک کو برتوں اور زیادتی زراعت وآبادی ملک وزیادتی محصول میں کوشش بلیغ کرتا رہوں کہ ہمیشہ ترقی ہوتی رہے اور اخراج چوروں وشبخونیاں وقطاع الطریق (ڈاکوؤں) وسزادہی مفسدان میں ایسی تاکید رکھوں کہ اونکا میری زمینداری میں نشان نہ رہجاوے اور بدعت وممنوعات بند ہوجاویں لہذا یہ چند کلمہ بطور قبولیت لکھی گئی کہ وقت پر کام آوے تحریر تاریخ غرہ ماہ آسن ۱۱۹۰ فصلی مطابق ۱۳ ماہ ستمبر ۱۷۸۲ء

بابت باقی نفایت سنہ ۱۱۸۸ گیارہ سو اٹھاسی فصلی عمل چیت سنگہ حضور سے حکم ہوا ہے کہ تم تحصیل کرکے سرکار میں پہونچاؤ۔ لہذا عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ زر بقایا بابت سنہ مذکور وصول کرسکوں گا سرکار میں داخل کروں گا۔

مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ

(کاغذات دفتر مہاراجہ بنارس)

قبولیت راجہ مہیپ نراین بہادر

(از کتاب عہد نامجات)

میں راجہ مہیپ نراین بہادر

چونکہ زمینداری سرکار بنارس و چنار اور محالات سرکار جونپور ہر دو مال و سائر اور حویلی
محمد آباد و بنارس اور دوام ملبوس خاص اور پرگنہ بھدوہی اور تعلقہ سنگرامو متعلق پرگنہ چاندا
اور بسکتیش گڈہ اور کنتت عرف نبھیے پور اور سرکار غازی پور اور پرگنہ سکندر پور اور
خرید اور شادی آباد اور ٹپہ سرپچہ مع مال و سائرہ کوتوالی جونپور و متعلقہ و جہشار و ننگوزنی
بنارس اور کل محالات ہر دو مال و سائر مع دستور دیوانی مضافات
صوبہ الہ آباد باستثناء محال کیہرا گڈہ جسکی مالگذاری متعلق سرکار نواب وزیر الممالک
آصف الدولہ بہادر کے ہے اور محالات جاگیر روزینہ داران اور اخراجات مطابق جمع
سنہائی مجھکو ہونرابل کمپنی نے واسطے ہمیشہ کے مجھے مقررہ دوامی چالیس لاکھ روپیہ
سکہ بنارس کے دئے ہیں بخوشی و رضامندی منظور کرتا ہوں اور جمع مالگذاری سے
مبلغ ۱۰/۱۰ گنڈہ (چھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپیہ دس آنہ دس گنڈہ)
بابت نقصانی دو مہینے فساد کے اس سال ۱۱۹۰ فصلی میں مجھے معاف ہوا ہے اور مجرا
ملی ہیں بلا تامل اقرار کرتا ہوں کہ باقی ۱۰/۵ گنڈہ تینتیس لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس
روپیہ پانچ آنہ دس گنڈہ سکہ بنارس بطور مالگذاری واجبی سرکار میں داخل کرونگا
اور بند قسط بندی کا میں نے علیحدہ داخل کیا ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اسکے مطابق
ماہ بماہ بلا عذر و حیلہ خزانہ عامرہ سرکار میں بمقام بنارس ادا کرونگا اور آخر سال میں سب
روپیہ ادا کرکے رسید اور فرد بیباقی حاصل کرونگا۔ اور جمع سال دویم یعنی سنہ ۱۱۹۱ فصلی
کے کل چالیس لاکھ روپیہ قرار پایا ہے اور یہی جمع واسطے ہمیشہ کے قرار پائی ہے اسکے

لہ ترجمہ احتیاط سے۔

ادا کرنے کا بہی بلا عذر و حیلہ سال بسال بموجب اقساط میں اقرار کرتا ہوں اور میں روپیہ روزینہ داران وغیرہ کا بہی بلا تامل ادا کروں گا اور رسید اوسکی حاصل کروں گا اور میں کاروبار زمینداری میں مصروف ہوکر کوئی دقیقہ حزم و ہوشیاری کا فروگذاشت نہ کرکے رعیت کے نسبت توجہ دلی مبذول کروں گا اور ہر ایک شخص سے حسب مرتبہ پیش آونگا اور میں کوشش بلیغ آبادی علاقہ میں کروں گا اور ترقی آمدنی میں جہد شایاں عمل میں لاوں گا تاکہ اوسکی یوماً فیوماً ترقی ہو اور نسبت قزاقان و دزدان و قاتلان و بدکرداران کے ایسی سختی سے پیش آوں گا کہ ایک بہی ان میں کا میری زمینداری میں باقی نہ رہے گا اور کبہی حاکم بہی کسی جرم کا سنانہ جاوے گا لہذا یہہ چند کلمہ بطریق قبولیت لکہدئی کہ عند الحاجت کام میں آوے۔

المرقوم یکم آسون یعنی آسوج سنہ ۱۲۸۹ فصلی مطابق ۱۴ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ع

نقل مطابق اصل کے ہے
دستخط ایڈورڈ کولبروک مترجم فارسی

نقل مطابق اصل کے ہے
دستخط ای ہے
سب سکرٹری ہنوربل بورڈ

قبولیت راجہ جہیپ نراین درباب ادائے باقی مالگذاری

جونکہ مجہکو حضور سے حکم ہوا ہے کہ جو باقی سرکار کی عہد حکومت راجہ جیت سنگہ کی وجہ سنہ ۱۲۸۶ف علاقے میں ہے اوسکو وصول کرکے داخل سرکار کرو لہذا میں بیان کرتا ہوں کہ جو کچہہ منجملہ زر باقی بابت سنہ مذکور کے نیچے وصول ہوگا اوسیقدر میں داخل سرکار کروں گا۔

نقل مطابق اصل کے ہے
دستخط ایڈورڈ کولبرک مترجم فارسی

نقل مطابق اصل کے ہے
دستخط ای ہے
سب سکریٹری ہنوربل بورڈ

نقل اُس سند و فرمان عالی شان کی جو بحکم شاہ عالم بہادر بادشاہ دہلی و دستخط گورنر جنرل وارن ہسٹنگ بہادر سے بابتہ پرگنہ کیرا منگرور کے بطور التمغا بنام راجہ ہیبت نراین سنگھ صاحب ملی

و بہ ہذا

متصدیان مہمات و عمال حال و استقبال و زمینداران و چودہریان و قانون گویان و مقدمان و رعایا و برایا و مزارعان و ساکنان منگرور مضاف صوبہ بہار بدانند.

درین ولا بموجب فرمان والاشان توجہ پیوست کہ مبلغ شانزدہ لک و ہفتاد ہزار و ہشتاد و دو سہ دام پرگنہ منگرور سرکار شاہ آباد مضاف صوبہ بہار کہ پنجاہ ہزار روپیہ کسرے حاصل آن است. محل خالصہ شریفہ در وجہ انعام التمغا بنام راجہ بلونت سنگھ متوفی با فرزندان نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطناً بہ معافی توفیر مقرر است نظر بر استحقاق راجہ متوفی بنام رفعت و عوالی پناہ راجہ ہیبت نراین بہادر بدستور کمال و برقرار داشتہ شد باید کہ دامہائے مذکور را نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطناً خالداً و مخلداً در تصرف رفعت پناہ مذکور با فرزندان واگذارند و از تصادم تغیر و تبدل مصئون و محروس داشتہ بہ علت پیشکش صوبہ داری و فوجداری عمال و جہات و اخراجات مثل قلعہ و محصلانہ و دارہ غانہ و شکار دہ بیکہ و دہ و دہ نیمی و صد دوی و قانون گوئی مزاحم و متعرض نشوند. از کل تکلیفات دیوانی و مطالبات سلطانی انچہ در حسن سلوک و تردد جمیع بخزانہ معاف و مرفوع القلم شمارند و سبیل رو ہی الیہ آنکہ

علی الدوام حاضران خدمت بوده بدولت خواهی سرکار کمپنی بهادر محاصلات جاگیر مرقوم را صرف دما یحتاج خود سال به سال نماید و عند الضرور با جمعیت شایسته حاضر باشد و به لوازم و مراسم محال جاگیر از قرار واقع پرداخته دقیقه از دقائق حزم و هوشیاری مهمل و غیر مرعی نگذارد. و با تمام رعایا و عامه برایا و جمهور خلائق و سائر متوطنان پرگنه مسطور سلوک پسندیده نموده از خود راضی و شاکر نگذارد و از تسلی و استمالت جمیع سکنه معروف بوده به آبادی و معموری سعی بلیغ نماید. و به هیچ وجه من الوجوه به احدے از باشندگان آنجا ایذا و تعدی نرساند و در اخراج مفسدان و تنبیه دزدان وغیره سعی جمیله بکار برد که اثرے از دزدان و قطاع الطریقان و رہزنان و شب خونیان در محل جاگیر نماند و از شاه راه چنان خبردار باشد که مسافران و مترددین به جمعیت خاطر و طمانیت ناطق آمد و شد می نموده باشند و تقید کمال نماید که از محال مذکور دزدی و رہزنی وغیره بوقوع نیاید. اگر احیاناً مال کسے به دزدی یا به غارت رود. دزدان و رہزنان را بجنس پیدا کرده مال به مالک و آن جماعت مال را برائے سزا حواله فوجدار آنجا نماید. در صورت پیدا نه ساختن از عهدهٔ مال مسروقه مفرد قه جواب گوید. و از اخذ ابواب ممنوعه درگاه فلک بارگاه محترز باشد و بجراب وغیره مزاحم و متعرض نشود. و سبیل آن نها آن است که رفعت و عوالی پناه مذکور را جاگیردار محال مرقوم مستقل دانسته لوازم و لواحق محال جاگیر به او متعلق شناسد و به قسمے تکلف نه ورزند و هر سال سند مجدد نه طلبند درین باب تاکید مزید دانسته حسب المسطور بعمل آرند.

تاریخ پنجم شهر ذی حجه سنه ۲۶ جلوس والا. قلمی شد بعین

دستخط بر حاشیه پیشانی وارن هستنگ بهادر. مهر شاه عالم بادشاه غازی فدوی هستنگ بهادر جلادت جنگ

اسی طرح سے پرگنه بهدوئی کی بھی سند اسی وقت ملی۔ یعنی ۳ صفر سنه ۱۱۲۳ جلوس کو مسٹر مارکہم صاحب نے وزیعہ خط خود مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ کو بغرض طے کرنے معاملہ بالمشافه

جاگیر پرگنہ بھدوہی کے بلوایا اور اسناد مذکورہ دیا۔ اور اوسکے بعد ذریعہ مسٹر بارکیم صاحب رزیڈنٹ پٹنہ اوسکا ہوا اوسکی نقل ذیل میں کی جاتی ہے۔ وہوہذا

متصدیان مہمات و متکفلان معاملات و عمال حال و استقبال و زمینداران و چودھریان و قانونگویان و مقدمان و رعایا برایا و مزارعان و ساکنان پرگنہ بھدوہی سرکار و صوبہ الہ آباد بدانند۔

کہ مبلغ یک کرور بست و شش لک و بست و ہفت ہزار و دو صد و ہشتاد دام دو بست پرگنہ مذکور سوائے خارج جمع است و نصف آن مبلغ شصت و سہ لک و سی و سہ ہزار و شش صد و چہل دام مقرر الحاصل یک لک و پنجاہ و ہشت ہزار و سہ صد و چہل و یک روپیہ کسرے بموجب فرمان والاشان در وجہ جاگیر راجہ بلونت سنگہ بہادر بود از انتقال راجہ مذکور من ابتدائے فصل خریف ۱۱۸۰ فصلی یکہزار و یکصد و ہشتاد و نہ فصلی سیوائے خارج جمع دامہائے نصف پرگنہ مذکور حسب الضمن برفعت و عوالی پناہ راجہ چیت نراین بہادر مقرر و بحال گردید محاصلات آنرا صرف مایحتاج خود نماید کہ بہ لوازم مراسم محال جاگیر از قرار واقع پرداختہ دقیقہ از دقائق حزم و ہوشیاری مہمل و غیر مرعی نگذارد۔ و با کافہ رعایا و عامہ رعایا و جمہور خلائق و سائر متوطنان پرگنہ مذکور سلوک پسندیدہ نمودہ از خود راضی و شاکر نگاہدارد۔ و در تسلی و استمالت جمیع سکنہ مصروف بودہ در توفیر و تکثیر آبادانی و معموری سعی بلیغ نماید و بوجہ من الوجوہ بہ احدے از متوطنان پرگنہ مذکور ایذا و تعدی نرساند و در اخراج و تنبیہ مفسدان و دزدان وغیرہ مساعی جمیلہ بکار برد کہ اثرے از انہا دران محال نباشد و از شاہراہ جانب خبردار باشد کہ مسافرین و متردین بہ جمعیت خاطر و طمانیت باطن آمد و شد می نمودہ باشند و تقید کمال نمایند کہ در محال مذکور دزدی و رہزنی وغیرہ وقوع نیابد و اگر احیاناً مالی کسے بہ دزدی یا بغارت رود یا دزدان و قطاع الطریقان را بجنس پیدا ساختہ مالی بمالکش بجا

بد آں را برای سزا احوالہ فوجداری نماید و در صورت پیدا نہ ساختن از عہدہ مال مسروقہ و مفروقہ جواب گوید و منہیات و مسکرات دراں محال مروج نباشد و از اخذ ابواب ممنوعہ درگاہ فلک بارگاہ محترز باشد و بدیوتر و برمہوتر و کرشن آرپن و خانہ بادی و مہوتران و پیران و فقیران و ایمہ و معافی و لاخراج وغیرہ خارج ابقی وجوہ مزاحم و متعرض نشوند و سبیل آنہا کہ آں رفعت پناہ مذکور را جاگیردار مستقل دانستہ لوازم و لواحق محال مرقوم بہ آں رفعت پناہ متعلق شناسد و بہ قسمی تخلف نورزند و ہر سال سند مجدد نہ طلبند دریں باب تاکید مزید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔

غرہ ماہ کاتک سنہ ۱۱۸۹ یکہزار و یکصد و ہشتاد و نہ فصلی قلمی شد بیض

مہر وارن ہسٹنگ بہادر گورنر جنرل و دستخط انگریزی

ملاحظہ شد

ضمن نویسند

مقرر اضمن

شرح آنکہ

نصف پرگنہ بہدوہی سرکار صوبہ الہ آباد کہ مقرر دام شصت و سہ لک و سی و سہ ہزار و سی صد و چہل دام مقررہ حال حاصل مبلغ یک لک و پنجاہ و ہشت ہزار و سہ صد چہل و ایکروپیہ کسرے بموجب فرمان والاشان وجہ جاگیر راجہ بلونت سنگھ بہادر بود دریں ولا از انتقال راجہ مذکور من ابتدای فصل خریف سنہ ۱۱۸۱ فصلی سوائے خارج جمع دامہاے پرگنہ مرقوم برفعت و عوالی پناہ راجہ مہیپ نرائن بہادر مقرر و بحال گردید نصف محال جاگیر ایمہ [illegible] موضع معہ رقبہ و جھیل و جنگل وغیرہ۔

اصلی

داخلی

سا [illegible] م

[illegible] م

ایک کرور

ایک لاکھ

لک

دام در وبست پرگنہ مذکور

لک

دام داخل خالصہ شریفہ

لک

دام جاگیر وغیرہ حال حاصل

لک

تعلقہ چوتہار در وبست معہ مال وسائر　　　　تعلقہ کونڈہ در وبست معہ مال وسائر

م　　　　م

اصلی　　　　داخل

م　　　　م

تعلقہ جہانگیر آباد　　　　تعلقہ کہمریا

م　　　　نودہ

مواضعات

جو پٹہ متعلق بقیہ پرگنہ مذکور رزیڈنٹ بنارس مسٹر مارکیم صاحب کی معرفت آیا وہ یہہ ہے۔

نقل قـــــــــــــــــــــــــرار آنکہ

پٹہ پرگنہ بہدوہی عملہ سرکار وصوبہ الہ آباد

چوں مبلغ یک لک ہفتاد و پنجہزار ششصد و پنجاہ و نہ روپیہ سکہ حالی بنارس ۱۷

مع مال وابواب بابت جمع سال تمام پرگنہ مذکور بابت سنہ ۱۱۹۰ فصلی بہمہ جہت بالمقطع معہ

ہمرائی بہ قبولیت دلیپ سنگہ گماشتہ راجہ مہیپ نرائن سنگہ بہادر مقرر کردہ دادہ

شد۔ باید کہ بخاطر جمع تردد بہ واقعی کردہ رعایاں را از سلوک خود راضی وشاکر دارند۔

ومال واجب سرکار فصل بہ فصل قسط بہ قسط سال بہ سال داخل خزانہ سرکاری نمودہ باشند

وبموجب عمل معمول سوائے کشن آرپن ومعافی ومجرائے معمولی خارج جمع وحشو منہائی عمل نمایند

وجائے آباد دارند ودزد وراہ زن را در علاقہ خود جا ندہند۔ وجائے کہ ثابت شود

تحقیق نمودہ از انجا خارج سازند ودر صورت برخلاف از عہدہ آں جواب گویند

بنا برآں ایں چند کلمہ بطریق پٹہ نوشتہ دادہ شد۔ تا ان المحال سند باشد

لہ محال دولبت مع بدگانوں

جمع سال تمام

بہکی نوس

سے لک

لعہ

للعہ

لہ لک

کفنڈ و بغیرہ

دولبت

لعہ

صہ للعہ

منہائی جاگیر راجہ ادبرگنہ مذکور

لہ لک

صعہ للعہ

تحریر فی التاریخ پنجم شہر صفر سنہ ۲۲ جلوس والا مطابق نہم ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۳ء

مہر ودستخط انگریزی مسٹر مارکہم صاحب بہادر

مقرر ہونا علی بن ابراہیم خان کا فوجداری شہر بنارس پر اور مقرر ہونا عملۂ عدالت مذکور کا

چونکہ عدالت فوجداری سرکار بنارس کو وارن ہسٹنگ گورنر جنرل نے مہاراجہ مہیپ نراین کو سند دیتے وقت علحدہ کر لی تھی جیسا کہ سند میں بھی ذکر آچکا تو بعد مسند نشینی اس کا انتظام مرکوز خاطر گورنر جنرل ہوا چونکہ گورنر بہادر علی ابن ابراہیم خاں کو بہ خیالات چند مرشد آباد سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور ہمراہ لیڈی صاحبہ عظیم آباد میں چھوڑ آیا تھا اور پھر بعد تسلط واپسی پر لیڈی صاحبہ کے وارد بنارس ہوئے اور اونکی پرورش کی فکر تھی جب ضلع بنارس وغیرہ ممالک محروسہ کمپنی انگریز بہادر میں آگیا تو گورنر نے چاہا کہ مثل دیار بنگالہ اس شہر میں بھی عدالت قرار دیں اور علی بن ابراہیم خاں کو مقرر کریں۔ از راہ کمال فطانت پہلے روسا شہر کو اپنے حضور میں اجازت حاضری دی۔ اور اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ چونکہ احوال فتنہ پردازی و خانہ جنگی مفسدان اس ضلع کا اکثر سمع حضور میں پہونچتا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ کسی شخص معتمد کو اس شہر کا حاکم کر دوں

علی بن ابراہیم خاں نہایت مرد بزرگ صاحب علم و تہذیب تھے انکے قبل ہی ہمراہ قاسم خاں عالیجاہ سے اور اصلاح انکے خیالات کے جو درمیان نواب وزیر تھے کرتے رہے۔ پھر انکے قید ہو جانے پر بھی حق نمک کو ادا کرتا چاہا۔ انکے حالات بیان وقایع راجہ بلونت سنگھ و جنگ بکسر میں بیان ہو چکے اس زمانہ میں کہ بقیہ زمانہ زندگی راجہ بلونت سنگھ و زمانہ راجہ چیت سنگھ تھا۔ یہ مرشد آباد میں رہے۔ تاآنکہ ہنگامہ چیت سنگھ کے خیال سے مثل دوسرے واقفکاروں کے گورنر جنرل نے انکو بھی بلایا تھا۔ انکی اولاد میں اب تک بنارس میں جاہ جہاں پر مقیم ہیں۔ - مولف

تاکہ شب و روز حفاظت و حضانت شہر میں مشغول رہے۔ اور ظالموں کو جیب و دامن مظلومان پر دست درازی کا موقع نہ ملے اور مفسدان بنارس کو غریبوں کے تنگ کرنے کا ذریعہ بند ہو جاوے۔ تمام اہل شہر نے اس غمخواری کو سنکر دعائیں دیں اور راضی ہوئے۔ گورنر نے اس اہتمام کا اہتمام علی بن ابراہیم خاں کے سپرد کیا اور لاکھہ روپیہ سالانہ تنخواہ اونکی ذات اور دوسرے ارباب عدالت کے خزانہ کمپنی سے مقرر کیا۔ منجملہ اُنکے ڈہائی ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ علی بن ابراہیم خاں اور پانسو روپیہ تنخواہ نصیر الدین خاں اُنکے صاحبزادے اور پانسو روپیہ داروغہ فوجداری کے اور سو روپیہ فی نفر درماہہ مولوی اور ڈہائی سو روپیہ فی نفر تنخواہ منصف و پچاس روپیہ فی نفر تنخواہ سررشتہ دار دیوانی و فوجداری و ساٹھ روپیہ تنخواہ فی نفر پنڈت و چالیس روپیہ درماہہ فی نفر منشی و پندرہ روپیہ تنخواہ ماہانہ تابت روپیہ فی نفر محرر و تیس روپیہ فی نفر امین و ڈیڑہ سو روپیہ تنخواہ کوتوال اور ساٹھ روپیہ نائب کوتوال و پندرہ روپیہ جانشین کوتوال و چالیس روپیہ تنخواہ سررشتہ دار کوتوالی و تین سو پیادہ چپراسی فی نفر چار روپیہ اور ایک کمپنی سرکار بغرض پاسبانی قیدیان وغیرہ و تین سو روپیہ کرایہ حویلی راجہ شتاب رائے جس میں دار العدالت قرار پایا تہا حضور گورنر سے مقرر ہوا۔ اور اختیار تغیری و بحالی ملازمان عدالت و کمی و بیشی تنخواہ اور رکہنا ملازمان وعملہ کا بقدر کارروائی اونکی تجویز پر حوالہ ہوا۔ اور ماہ ذی قعدہ ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری میں علی بن ابراہیم خاں کو خلعت ہفت پارچہ معہ جیغہ و سرپیچ و مالہ مروارید و ہاتہی و گہوڑا خاصہ و پالکی عطا کرکے مسٹر مارکم و مسٹر گلبرگ کو بغرض بٹہلانے مسند عدالت کے ہمراہ کیا۔

علی بن ابراہیم خاں زمانہ کو اپنے موافق پاکر دل میں خوش اور ظاہر میں ملول دار العدالت میں بیٹہے جو اب بنارس میں محلہ دال منڈی میں بنام پرانی عدالت مشہور ہے اور قریب اوسکے مسکن اولاد علی بن ابراہیم خاں ہے۔

علی بن ابراہیم خاں نے دار العدالت میں بیٹھکر الہ آباد و لکہنؤ سے علما اور مرشد آباد

وعظیم آباد سے عزیزوں دوستوں کو جو بیکار رہتے تھے بلوا کر کار منصفی وکوتوالی وغیرہ پر مقرر کیا
چونکہ تجویز عملہ رائے مسٹر واوید انڈرسن پر تھی اور خیرالدین حسین خاں مدت سے اُنکی خدمت
میں حاضر رہتے تھے تو اوہنوں نے داروغگی عدالت دیوانی جسکی تنخواہ پانسو روپیہ ماہوار تھی بنام
خیرالدین حسین اور داروغگی عدالت فوجداری بنام مرزا احسن حسب حکم گورنر تجویز کیا۔

اسی اثنا میں تفضل حسین خاں (جن کا ذکر حالات راجہ چیت سنگھ میں لکھنؤ بھیجنے افواج جانب
کوہد میں بغرض مدد رانا چہتر سنگھ آچکا ہے) ملک رانا کی کوہد سے وارد بنارس ہوئے
چونکہ گورنر کو اونکی پاسداری زیادہ منظور تھی اور اوہنوں نے خواہش داروغگی فوجداری
کی اپنے چھوٹے بھائی رحمت اللہ خاں کے نام کی اور حاکم عدالت سے بتجویز مسٹر انڈرسن
باکر ایک روز خیرالدین حسین سے بکمال دلجوئی براہ تزویر کہا کہ آپ مدت سے مسٹر انڈرسن
کے پاس ہیں وہ عنقریب کسی کام پر مقرر ہوکر روانہ ہونگے۔ لہذا آپ فضول ماتحتی علی بن
ابراہیم خاں گوارا کررہے ہیں اور اس قلیل تنخواہ پر اپنا وقت ضائع کررہے ہیں بہتر یہ ہے
کہ صاحب ممدوح سے انکار اس ملازمت کا کرکے اونکے ہمراہ جائیے۔ خیرالدین حسین خاں نے نیرنگی
زمانہ سے غافل ہوکر انکار کردیا۔ انڈرسن صاحب نے کہ دانائے روزگار تھے بہت سمجھایا کہ
وطن میں رہکر تھوڑا ملنا اور حکومت کرنا دوسرے ملک کی سلطنت سے اچھا ہے۔ مگر جب
خیرالدین حسین خاں کا اصرار دیکھا تو خاموش ہوگئے۔ اور علی ابن ابراہیم خاں نے انکا نام
کاٹکر رحمت اللہ کا نام لکھدیا۔ خیرالدین حسین خاں امید روانگی انڈرسن تھے جب وقت روانگی
صاحب موصوف بغرض سفارت دکھن ہوا تو گورنر نے بسبب واقفیت کے پھر تفضل حسین خاں
کو مقرر کیا۔ اور خیرالدین حسین خاں محض بطور رفیق ہمراہ الہ آباد تک گئے اور وہاں سے
واپس ہوئے خاں مذکور ایک سال چند ماہ تک ہمراہی صاحبان حضور مہاراجہ سیندھیہ
میں رہے جب اُنسے بجز آرے وانکارے کے کچھ طے نہ ہوا تو بحیلہ طلب مسٹر پالمر کہ مختار
امور (رزیڈنٹ) لکھنؤ ہوکر لکھنؤ پہونچے تھے وہ بھی اونکے پاس سنہ ۱۱۹۰ھ میں جا پہونچے

اور مسٹر جیمس انڈرسن برادر خورد داوید انڈرسن بغرض ضرورت سے گوالیار سے روانہ ہوکر بہ قصد کلکتہ بنارس پہونچے اور خیر الدین کو تلاشش کرکے بلوایا اور گورنر سے اپنی ہمراہی میں خان مذکور کو مقرر کرا کے قبل روانگی خود بذریعہ ڈاک خیر الدین حسین خاں کو بھیجدیا۔ یہہ صبب اُس ضلع میں پہونچے تو بہت سے کام سرکار کمپنی کے مہاراجہ سیندھیہ وکلار پرداران سرکار پیشوا سے انکے ذریعہ سے درست ہوئے۔

ملاحظہ ہو بلونت نامہ خیر الدین حسین

تحریرات راجہ مہیپ نرائن سنگہ بعد مسند نشینی جوکہ بعد ملنے سند راج کے بمقام بنارس ہوئیں اور اُسکو وارن ہسٹنگ گورنر نے منظور کیا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ شوال ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری و اکتوبر ۱۷۸۱ء سترہ سو اکیاسی عیسوی و سمت ۱۸۳۹ اٹھارہ سو انتالیس بکرما جیتی و کنوار ۱۱۸۹ فصلی گیارہ سو نواسی فصلی میں بہ سرپرستی گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ صاحب و مسٹر مارکہم صاحب رزیڈنٹ بنارس مسند نشین ہوئے اور سند وپٹہ و قبولیت جن کا تذکرہ ہو چکا تمسں ہوکر مل گئی تو بقیہ انتظام کے واسطے مہاراجہ مہیپ نرائن نے درخواست حضور گورنر میں بھیجیں جو ذیل میں درج ہیں۔ اور دادہیں کے ساتھ منظوری بھی مندرج ہے۔

نقل سوال راجہ مہیپ نراین سنگہ مزینہ بدستخط گورنر جنرل بہادر بابتہ ۱۱۸۹ فصلی

شرح اوسکی یہہ ہے کہ سوال راجہ مہیپ نراین کا براہ تفضل دستخط خاص سے مزین ہو۔ دستخط راجہ مہیپ

اولؔ یہ کہ دار الضرب و عدالت وغیرہ حسب تفصیل ذیل جسقدر کہ بندوبست حقیر سے علحدہ و معاف ہو وہ محالات مالگذاری میں مجرا ہوں۔ دستخط راجہ

جوابؔ دفعہ اول یہہ ہے دار الضرب و عدالت وغیرہ بموجب تفصیل ذیل جسقدر کہ اونکی محاصل سرسری پنج سالہ گذشتہ سے ہوگا وہ مالگذاری میں مجرا ہوگا صرف محصول پردیسی بنظر رفاہ خلائق و آبادی ملک بنارس موقوف ہوجاوے گا اور اوسکے بابت کچھ مجرا نہ دیں گے۔

دار الضرب	عدالت	فوجداری
کوتوالی بنارس	نخاس	دلالی پردیسی
نلاشی	قمارخانہ	دستور انگریزی

دستخط گورنر مہر

دوسرےؔ یہ کہ زمینداروں کو جو کچھ وجہ معاش میں حضور سے بطور امداد دیا جاوے وہ

مالگذاری میں مجرا ملی   دستخط راجہ صاحب

جواب دفعہ دوم۔ جن زمینداروں و مالکان قدیم نے کہ نانکار و معاش پایا ہے اور گذشتہ سنہ تک بحال رہی ہے۔ اور شامل کاغذ گذرانیدہ حضور نہیں ہے وہ بحال رہیگی علاوہ اوسکے جس زمیندار وغیرہ کو جو کچھہ وجہ معاش میں حضور سے مرحمت ہوگا اوسکو مالگذاری میں مجرا پاوینگے۔

تیسرے یہہ کہ فرمائشات صاحبان انگریز میں جو خرچ پڑیگا اُس سے حقیر کا عہدہ برآ ہونا حضور پر روشن ہے لہذا جو حکم ہو۔

جواب دفعہ سوم۔ جو کچھہ فرمائشات ہوگی اوسکی قیمت پاوینگے اور بابت کمپنی کے کچھ فرمائش نہو گی۔

چوتھے یہہ کہ۔ بندوبست معاملہ کا جسطور پر کہ طے ہوا ہے وہ حضور پر روشن ہے کہ مال (واجب) سرکار ہی ادا ہو جاوے۔ لہذا حقیر جس مقام پر گنجائش پاوے گا بندوبست کرے گا۔ اس میں کسی پر رعایت حضور سے نہو۔ دستخط راجہ صاحب

جواب دفعہ چہارم۔ جس مقام پر گنجائش پاویں اوسکے موافق بندوبست کریں کسی کی رعایت حضور سے منظور نہ ہوگی۔

پانچویں یہ کہ فوجیں حضور کی کہ انتظام سرکار بنارس وغیرہ کیواسطے مقرر ہونگی موافق درخواست حقیر تعیناتی وقت پر ہوا کرے۔ دستخط صاحب

جواب پنجم۔ جب فوج کی ضرورت ہوگی متعین ہوگی۔

یہ عرضی منظور ہوکر ذریعہ مہر قاضی تقی علی خاں قاضی کے راجہ صاحب کو ملی۔

راقم مؤلف عرض کرتا ہے کہ اسی نقل سوال و جواب کو صاحب عہدنامجات نے بھی نقل کیا ہے اور اسکے بعد دفعہ ششم بھی اضافہ کی ہے۔ وہ یہ ہے۔

دفعہ ششم۔ درباب بقایائے عہد چیت سنگھ وجہ ۱۱۸۶ فصلی۔ یہہ حکم حضور ہوا ہے

کہ تحصیل کرکے داخل سرکار کرو۔ میں اسواسطے عرض کرتا ہوں کہ جسقدر زر بقایا مذکورہ بالا کا مجھ سے تحصیل ہوگا اوسیقدر میں داخل سرکار کروں گا۔

جواب دفعہ ششم۔ منظور۔

نقل مطابق اصل دستخط سب سکریٹری ہنور بل بورڈ

پہر دوسری درخواست یعنی واجب العرض مہاراجہ صاحب کی طرف سے یہ گذری اور منظور ہوئی۔

اول یہ کہ خداوند ان مالک ملک نے حرمت و آبرو کہ بخشا ہے ظاہر ہے لہذا امیدوار ہے کہ بموجب ضابطہ رائج ساختہ و پرداختہ بندہ منظور ہو اور صدر و مفصل پر مختار مردمان و رفیقان اپنے پر رہوں۔ اور عرض گویوں کا کہنا سنا نہ جاوے۔

جواب۔ ساختہ و پرداختہ تمہارا صدر و مفصل میں کہ دولت خواہی سرکار کمپنی و باعث امنیت ملک و رفاہ رعایا ہوگی۔ البتہ منظور ہوگا۔ اور مختار اپنے مردماں و رفیقان رہینگے اور بیجا کہنا عرض گویوں کا ہرگز پذیرا نہو گا۔

دستخط انگریزی نواب گورنر جنرل بہادر

دوسرے یہ کہ جو کچھ مجرای سنہ ۱۱۹۲ فصلی میں عمل میں آیا اب بہی موجب گذشتہ مجرا ہو۔

جواب سنہ ۱۱۹۲ فصلی میں جو کچھ کونسل سے مجرا ہوگا البتہ اوسکے موافق مجرا دیں گے۔

دستخط انگریزی نواب گورنر جنرل بہادر

تیسرے یہہ کہ اس سال نہایت تہوڑے دن باقی رہ گئے اور اکثر رعایا نے بلوہ کیا ہے اور اور از راہ حیلہ سازی و تردی استغاثہ کرتے ہیں کہ چند روز باقی فصل ماندہ کو سوال و جواب میں گذرانیں جب یہ ایام قضیہ میں گذرے تو روپیہ کا وقت پر وصول ہونا اور بندوبست ہونا دشوار ہوگا لہذا امیدوار ہوں کہ اونکی شنوائی ہرگز حضور میں نہو بلکہ چشم نمائی فرمائی جاوے کہ دوسرے باز رہیں اور پشیمان ہوکر موافق ضابطہ مالگذاری دیں۔

جواب اس زمانہ آخر سال میں جو شخص نالش بیجا لیکر حضور میں آوے گا چشم نمائی بلکہ حوالہ سزاول کرکے

روانہ مفصل ہوگا چنانچہ اسکے قبل بھی اسیطور سے عمل میں آچکا ہے اور اشتہار نامہ گواہ اثبات کا موجود ہے۔ دستخط انگریزی نواب گورنر جنرل بہادر

چونکہ شرط قبولیت مہاراجہ مہیپ نراین میں یہ شرط بھی تھی کہ جو بقایا ملک میں بابت ۱۲۰۰ فصلی عمل راجہ جیت سنگہ رہ گیا ہو اوسکو مہاراجہ مہیپ نرائن وصول کرکے داخل خزانہ سرکار کریں۔ لہذا مہاراجہ موصوف سے نذگی مطالبہ آقا مہدی کو وصول کرکے داخل کیا اور فارغخطی اوسکی لی جو ذیل میں درج ہے۔

فارغخطی آنکہ

چونکہ مبلغ دو ہزار چھ سو ترسٹھ روپیہ سات آنہ باقی ۱۲۰۰ فصلی عمل راجہ جیت سنگہ از روے واصلباقی کہ ذمہ آقا مہدی نکلے تھے معرفت راجہ مہیپ نراین مسطور کے اینجانب کے ذریعہ سے خزانہ سرکار میں داخل ہوے ہیں۔ لہذا بخیال اسکے کہ اب کوئی آقا مہدی مذکور سے بابت زر باقی سنہ مذکور مطالبہ نہ کرے۔ یہ چند کلمہ بطریق فارغخطی لکھدے گئے۔

اعتباسیہ
مبارک سلاخ نصفی

الساکیہ
۱۱۸ر

مورخہ یکم ماہ جون ۱۷۹۳ء مطابق ۱۲ ماہ جمادی الثانی سنہ ۳۲ جلوس والا

دستخط انگریزی مسٹر مارکیم صاحب بہادر

حد قلعہ چنار کے درست ہونے میں بعض مواضعات و زمین و سنگ محال و بازار کا قبضہ مہاراجہ سے نکلنا

قلعہ چنار کے گرد کی زمینداری بہ قبضہ راجہ بلونت سنگھ تھی اور قلعہ چنار پر قبضہ نہ ہو سکا تھا کیونکہ جب راجہ بلونت سنگھ نے مرزا آغا جانی کو ٹالکر قبضہ کرنا چاہا تو نواب شجاع الدولہ نے وزیر اطلاع پاکر خود پہونچکر اوسکا انتظام کر دیا پھر جبکہ انگریزوں سے جنگ بکسر میں فتح نواب شجاع الدولہ پر پائی تو ملازمین نواب نے جنگ انگریزوں سے ہوئی اول جنگ میں تو پسپا ہوکر واپس ہوئے مگر پھر ترکیب ملکی سے قبضہ انگریزوں کا ہو گیا۔ جب بلوہ راجہ چیت سنگھ ہوا تو وہی قلعہ جائے پناہ ہسٹنگ صاحب گورنر جنرل مع فوج رہا اور وہیں نواب اودہ آصف الدولہ آئے اور پھر لطیف پور وغیرہ میں فوج بھیجی گئی اور راجہ چیت سنگھ مفرور ہوئے اور ماہ شوال سنہ ۱۱۹۵ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۷۸۱ء و کنوار سنہ ۱۱۸۹ فصلی میں راجہ مہیپ نرائن اپنی موروثی جائداد و ملک پر قابض ہوئے اطراف قلعہ چنار کے نسبت گورنر جنرل کو خیال تھا لہذا سال مسند نشینی مذکورہ ۱۶ ذی قعدہ سنہ ۱۱۹۵ھ مذکورہ میں مسٹر ہسٹنگ گورنر جنرل نے خط لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں راجہ مہیپ نرائن بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ۔

چونکہ سابق سے قدرے زمین گرد قلعہ چنار علاقہ صاحب قلعہ میں تھی اور دو تین سال سے عملہ چیت سنگھ نے زمین مذکورہ میں مداخلت کر رکھا ہے۔ اس زمانہ میں تجویز ہوا کہ زمین مذکور مع کان سنگ و بازار کے شامل علاقہ مذکور رہے۔ لہذا لکھا جاتا ہے کہ عوالی پناہ کسی شخص کو بغرض تعیین و مقرر کرنے سرحد مذکورہ کے صاحب قلعہ کے پاس بھیجدیں اور سرحد اس عنوان سے مقرر ہو کہ جسقدر زمین طرف پورب مہانہ نالہ سے واقع ہو وہ زمین گو [illegible]

ہوگی اوسکا تعلق قلعہ سے رہے گا۔ اور جس جگہہ کہ نالہ دور دور از سمت مذکور کو گیا ہے وہ نالہ سرحد زمین قلعہ رہے گا۔

اور جانب دکھن جسجگہ کہ نالہ قریب دنز دیک واقع ہے وہاں پر چار ہزار ہاتھ دامن کوہ قلعہ سے پیمایش کرکے کہ اُس طرف نالہ کے ہوگا سرحد قائم کریں اور اوسیقدر ہاتھہ زمین جانب مغرب حد قایم کریں۔ اور لازم ہے کہ وہ معتقد اپنے عملہ کو حکم دیں کہ کان سنگ وبازار سے دست بردار ہوں۔ اور اس باب میں تاکید مزید جان کر حسب مسطور عمل میں لادیں

دستخط بخط انگریزی گورنر ہسٹنگ صاحب

۱۶ شعبان شہر ذی قعدہ ۲۳ جلوس

اس حکم کے آنے پر مہاراجہ مہیپ نرائن نے اپنے عملہ ہجکر تعمیل حکم کردی مگر پر کسی وجہ سے سرحد مذکورہ میں اختلاف پڑگیا۔ لہذا دوسرا شقہ گورنر جنرل کا آیا جو ذریعہ ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

رفعت دعوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت

قبل ازیں درباب مقرر کرنے سرحد قلعہ چنار کے اون عوالی پناہ کو حکم دیا گیا ہے چونکہ بالفعل اسمیں اختلاف پیدا ہوگیا لہذا لکھا جاتا ہے کہ وہ رفعت پناہ کسی امین کو اپنی طرف سے مقرر کریں اور ایک شخص جانب کمپنی سے امین مقرر ہوگا اور دونوں امین چنار میں تجویز کرکے سرحد قلعہ مذکور کو مقرر کردیں گے اور نشانی سرحد کی اس طور پر کردیں کہ آیندہ مخلوط ویکجائی سرحد کی نہو اس باب میں تاکید بلیغ جانیں۔

مسٹر ہسٹنگ گورنر جنرل

مہاراجہ کی طرف سے پھر تعمیل حکم کی گئی اور سرحد قائم ہوگئی جو کہ ذیل سے واضح ہوگی کیفیت دیہات کہ پیمائش قلعہ مبارک چنار گڈہ میں عمل آئی۔ علاوہ چھاونی کمپو شمسی پور کے کہ چار سو پچہتر روپیہ جمع ہے۔ اور حامل پرگنہ کو مجرا دیجاتی ہے۔

دیہات پرگنہ حویلی چنار

الـ للعہ

مالی پور — اللوعہ

دوگادی — مالہ عہ

ساوی ماندہ — عہ

مرحجہ کہ دیہات پرگنہ حویلی شامل تحصیل قلعہ مبارک ہے

صمـ ماعہ ۵ ر

سمـ ساوعہ ۱۵ر تحصیل حضور اب بھی بحال ہے

لہرپور — ماوعہ

محمد پور — ماعہ

سدوپور — عہ

تحصیل حضور — الـ ساعہ ۲ ر

شامل پرگنہ بھگوت — الـ ماسہ ۱۲ ر

بھرول — ماعہ ر — ماوعہ ر

رگھوناتھ پور عرف بہرام گنج — ماعہ

روپی پور — ماعہ

رام رائی پور — الـ ساسہ ۱۰ ر

ٹیپو پور ذمہ کولی سنگھ — اماعہ ۸ ر

ہرپور — ساماعہ

جگدیس پور — ماعہ

سکندر پور — ساوعہ

جگدیسپور موسی رضا جسونت سنگھ — اماسہ

میر علی پور — سالہ عہ

جگرناتھ پور — ساعہ

سدوپور — ساوعہ

جلال پور پٹی ہنومان پرشاد — للعہ ۳ ر

سوپور پٹی بریار سنگھ — ـہ ۹ ر

جلال پور پٹی

موسی رضا

۱۰ وعصہ

الف ساٹھ

۱۰۶ بر

ری پوری	کھیا وسریا
الف ساٹھ ۱۰۶ بر	الف وعہ

جلال پور پٹی موسی رضا

مالہ صہ

کرنل بنک موتی سردار قلعہ چنار سے بعد چندے زمانہ گورنر جنرل مکفرسن صاحب میں کہ بعد واپسی گورنر ہیسٹنگس صاحب گورنر ہوئے تھے شکایت مہاراجہ صاحب حضور گورنر میں کی جسکی وجہ سے پھر خط گورنر جنرل مکفرسن صاحب کا آیا جسکا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

کرنیل بنک موتی صاحب کو سردار چنار گڈھ میں ظاہر کرتے ہیں کہ آپ بموجب دستور قدیم وپروانہ گورنر جنرل ہیسٹنگس صاحب بہادر جلادت جنگ سردار چنار کے ساتھ عمل نہیں کرتے اگر ایسا ہے تو یقیناً آپ کی بیخبری سے ہے۔ آپکو واجب ہے کہ بموجب دستور قدیم اور وہی طریقہ جو کہ گورنر ہیسٹنگس صاحب نے زمانہ قیام اس مقام کے مقرر کر دیا ہے عمل میں لاویں اور اوسکے خلاف نہ کریں۔

دستخط مکفرسن گورنر جنرل

پھر گورنر جنرل موصوف نے براہ اعزاز مہاراجہ کرنیل بنک ہوں صاحب کو تبدیل کر کے اونکی جگہ پر گورنر مکنجی کو سردار جنار کر کے بھیجا اور مضمون خط معہ القاب معمولی یہہ تھا۔

یقین ہے کہ جو بحث درمیان معتقد دوستاں و کرنل ہنکمولی صاحب تھی براہ واجبی و دوستی بموجب حکم گورنر جنرل ہشٹنگ بہادر دیروانہ وقت ورود موصوف بمقام بنارس دیروانہ آخری اینجانب سے طے ہو چکی ہو اس وقت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے آپ آگاہ ہو جاویں کہ کرنل مکنجی صاحب کہ اس زمانہ میں سردار جنار ہوے ہیں اینجانب کے دوست ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ کرنیل صاحب معزالیہ اُس فوج سے کہ اُنکے زیر حکم ہے اپنی پوری خبرداری سے اوس معتقد کے ملک میں پناہ اور امنیت رکھیں گے۔ اور اینجانب نے کرنیل صاحب معزالیہ سے اطلاع پائی کہ آپ سلوک واجبی و دوستی کرنیل صاحب موصوف سے کرینگے جسمیں شکوہ طرفین سے ہنوگا زیادہ کیا لکھا جاوے۔

دستخط جان مکفرسن گورنر جنرل

انتظام محال سائر وپرمٹ

ریاست ہذا میں سابق سے محصول مال تجارت آمدنی و رفتنی و محصول راہداری و گنج وہاٹ وکل اسباب و اجناس سوداگری پر ہر مقام پر قایم تھا منجملہ دیگر انتظامات کے کہ ہر صیغہ ریاست پر گورنر جنرل وارن ہشٹنگ صاحب کی نظر غور میں گذری اس صیغہ کے واسطے بھی توجہ خاص ہوئی چنانچہ بعد ایکماہ مسند نشینی مہاراجہ مہیپ نراین کے گورنر جنرل مذکور نے ۱۱ ذی الحجہ ۲۳ سنہ جلوس والا مطابق ۲۸ نومبر ۱۷۸۱ء کو یہ پروانہ بھیجا۔

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔

جو محصول کہ بابت مال تجارت آمدنی و رفتنی سرکار بنارس وغیرہ کے جس جگہہ لیا جاویگا فہرست

اوسکے دستور کی کاغذ علحدہ پر ملفوف پروانہ ہذا جارہی ہے۔ لہذا لازم ہے کہ کسی طور پر اس سے زیادہ نہ لیا جاوے کیونکہ جب ایک شخص سے کم اور ایک سے زیادہ لینگے تو نقصان و خلل تجارت میں ہوگا اور اسکی تاکید اپنے ملازموں سے کردیں۔ اور چونکہ بہت سے مقامات پر چوکی ہوکر محصول وصول کرنا سبب خسارہ معاملہ تجارت ہوتا ہے۔ لہذا بخیال نفع و بہتری تاجران و بیوپاریان و رعایائے ملک اس رفعت پناہ (یعنی آپ) کو لکھا جاتا ہے کہ تین چوکی بڑی ایک شہر بنارس میں دوسرے غازی پور میں تیسیری مرزا پور بکلاں میں محصول مال تجارت پر مقرر ہوں اور بجز ان تین چوکی محصولی کے کسی جگہہ پر محصول نہ لیا جاوے مگر یہہ کہ بنظر گردآوری و نگہبانی کے چند چوکی خورد مقرر کیجاویں کہ اُن چوکیات میں فقط ملاحظہ مال و تحقیقات مال محصولی و غیر محصولی کرلیا کرے۔ اور روندہ و دستک کو دیکھکر نقل لے لیا کرے اور چوکیات محصول و خورد و چوکیات دیدوانی بیرونجات کا ٹھیکہ کسی کو نہ دیا جاوے کیونکہ اوسکی وجہ سے شکستگی ملک و تکلیف بیوپاریان مقیم و مہاجر ہوتی رہتی ہے۔ لہذا سرانجام کار و معاملات اپنے عاملوں و نوکروں کے ذریعہ سے کرتے رہینگے اس معاملہ میں تاکید و حکم حضور جانیں۔ اور داروغہ ہائے تین چوکی محصولی کو حکم ہوگا کہ مال تجارتی پر محصول حسب ضابطہ مرقومہ حضور لیکر روندہ اپنی مہر و دستخط سے دینگے۔ اور جس شخص نے ایک چوکی محصولی پر محصول مال دیدیا تو مال معہ روندہ کے جہاں کہیں چاہے راہ خشکی یا تری سے لیجانے پاوے کوئی اوسکا مزاحم و معترض عملہ چوکیات سے نہو۔ اور دو چوکی محصولی میں مال و روندہ کا مقابلہ کرکے بر تقدیر موافق روندہ کے اوسیوقت مال کو واگذاشت کردیں اور دام و درم وجہ رسوم و دیگر ابواب میں تاجران و بیوپاریان سے نہ لیا کریں اور خوب خبردار رہیں اور اس باب میں تاکید مزید جانکر حسب مسطور عمل میں لاویں۔

راقم عرض کرتا ہے کہ قبل ازیں ہر مقامات چوکیات خورد و بزرگ میں محصول لیا جایا کرتا تھا مگر اس حکم کے بعد وہ موقوف ہوگیا۔ تاجروں و بیوپاریوں نے جب آرام پایا تو ناجائز نفع لینے کی

صورتیں نکالنا چاہیں اور ممکن ہے کہ عاملان سرکار متعلقہ پرمٹ سے کچھ زیادتی کی ہو مگر چونکہ قاعدہ مقرر ہے کہ جب کسی پرگناں دوسرا حاکم ہوتا ہے تو اشخاص عوام کو موقع شکایت کرنے کا جزوی معاملات میں ہوتا رہتا ہے۔ لہذا بیوپاریوں نے شور و فریاد کیا تا اینکہ ایک مرتبہ صاحب کلکٹر بنارس کے یہاں درخواست دیا۔ لہذا درجہ بدرجہ حاکمان انگریزی نے اس معاملہ میں مہاراجہ کو لکھا۔ صاحب کلکٹر بنارس نے یہ خط ۲۲ ستمبر ۱۷۹۶ء کو بعد القاب لکھا سیاحان وغیرہ نے ایک درخواست دی ہے کہ مال لبستہ طرف مغرب سے براہ راج بنارس دوسرے ملکوں میں لیجاتے ہیں اور اہل کاران پرمٹ بنارس گٹھری مال مذکور کو کچہری میں کھول کر بموجب قیمت مقیم بازار کے محصول لے لیا کرتے ہیں اور اس میں نقصان سیاحان مذکور ہوتا ہے۔ لہذا امید کہ موافق بیجک مکان خرید کے متصدیان محصول مال لیا کریں۔ لہذا اس اعتماد پر کہ بیجک ساختہ خلاف مال لبستہ خود کے عملہ پرمٹ کو نہ دکھلائیں گے۔ اور وہ درخواست بھی کر رہے ہیں تو موافق بیجک مقام خرید کے متصدیان سرکار محصول مال مذکور لیا کریں۔ منظور رہوا۔ آپ اسی صورت پر عمل کرنے کو حکم دیں اگر مالگذاری سرکار میں آیندہ نقصان ہوا یا کبھی بیجک ساختہ خلاف سیاحان نے پیش کیا تو اُس وقت دوسری طرح کا حکم صدر کلکتہ سے آجاویگا اور جو مناسب ہوگا عمل میں آوے گا۔ اس عرصہ میں سیاحان حکم حال کو قایم رکھکر بدجمعی تمام آمدنی مال پشمینہ کو مغرب سے جاری رکھیں۔

جب دخل انگریزی عمال کو ہوا تو باعتبار اسکے کہ ہر قسم کے مزاج کے عمال ہوتے رہتے ہیں بعض نیک طینت جو ایمانداری سے کام کریں اور بعض دوسرے مزاج کے بھی ہوتے ہیں جسکا نمونہ ناظرین نے حالات راجہ جیت سنگھ میں بہ نسبت ملازمین انگریزی ملاحظہ فرمایا۔ مہاراجہ کو اونکے دخل پانے سے نقصان ہونے لگا تا اینکہ مجبور ہوکر بزمانہ مسٹر جیمس گرانٹ رزیڈنٹ جو کہ بعد تبدیلی مسٹر فوق صاحب رزیڈنٹ کے آئے تھے زبانی مخصوص طور پر لکھنا پڑا اور پھر خط میں بھی لکھا چونکہ اُس خط اور حالات کا پتہ تحریر مسٹر مارکہم صاحب

رزیڈنٹ سے چل جاتا ہے لہذا تحریر جناب رزیڈنٹ پر اکتفا دزیعہ ترجمہ کیا جاتا ہے۔

اور وہ یہ ہے۔

راجہ صاحب مشفق مہربان سموا منزلت رفیع المکان توجہ فرمائے مخلصان زاد اشفاقہ۔

رقعہ مہربانی کا موصول ہوکر مندرجات پر آگاہ کیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ احوال پرمٹ کا مفصل دریافت ایں مشفق میں نہیں آتا اور وہ پیشکاران سابق کے مقرر ہیں جن سے دلجمعی اس مشفق کو نہیں ہے اور سال گذشتہ میں بھی تبدیلی پیشکاران مذکور کو کہا گیا اور ملتوی رہی اور بالفعل چاہتے ہیں کہ دوسرے پیشکاران متدین ومتماثا تجویز کرکے تینوں مقام پر بھیجے جاویں کہ وہ لوگ امانت و دیانت سے باتفاق داروغہ معروف کاربسرکار ہوں۔ مشفق من مخلص کو معلوم نہیں کہ کب اس بات کا تذکرہ ہوا۔ اور التوا رہا۔ انہیں وجوہ سے قبل ازیں آپ سے کہا جا چکا ہے اور اب بھی لکھا جاتا ہے کہ ہر معاملات کیواسطے ایک رقعہ اینجانب کو لکھکر بھیجدیا کریں کہ طرفین کیواسطے نشان رہے تبدیلی کے واسطے جن سے آپکو اطمینان نہیں ہے جو آپ تحریر فرماتے ہیں مشفق من جن ایام میں کہ ایں جانب وارد بنارس ہوئے کئی مہینہ سال سے گذر چکے تھے لہذا منظور نہ ہوا کہ کوئی بلاسبب وقصور بدلا جاوے اور اب بھی منظور نہیں ہے مگر چندے قبل ازیں دل میں شبہہ ہوا تھا کہ عالی مسٹر فوق صاحب میں لالہ کشمیری مل معاملات میں مداخلت واختیار رکھتے تھے اور داروغہ بتجویز لالہ مشارالیہ مقرر ہوتے رہے۔ اُن لوگوں سے چنداں اطمینان نہیں ہے چنانچہ اکثر جگہ سے انبر نالشیں بھی ہوئی تھیں۔ لہذا اکثر انصاحب سے کہا گیا کہ بہتر ہے تبدیل کردئے جاویں لیکن اس مہربان کی تجویز میں نہ آیا بالفعل کہ اس قسم سے لکھ رہے ہیں معلوم نہیں کہ پیشکاروں سے کیا قصور ہوا اگر ایسا ہی ہے تو عملہ کچہری صدر کو حکم فرمایا جاوے کہ اُنکے کاغذات کو سمجھیں اور جب قصور اونکا ثابت ہو تو سزا وتبدیلی کیجاویگی۔ زیادہ خوشی وشادمانی ہو۔

اسی طور سے برابر آخر ۱۸۰۰ء تک انتظام صیغہ مذکورہ رہا۔ گرچہ تکہ مختلف اوقات یعنی ساتویں سال مسند نشینی تک کے تحریرات کلکٹر و رزیڈنٹ بنارس سے گورنر جنرل کو خیال اس محال پر رہا کرتا تھا لہذا آخر سنہ مذکور میں ایک دستور العمل بنا کر ہمراہ پروانہ ذیل معرفت رزیڈنٹ بنارس بھیجا۔

رفعت و عوالی پناہ متصند دوستان راجہ مہیپ نرائن بہادر سلامت

ملفوف پروانہ ہذا آئین و دستور العمل محالات سایر اوس عوالی پناہ (آپ) کے پاس بھیجا جاتا ہے لازم ہے کہ بعد ملاحظہ موافق آئین و دستور العمل مذکور اجرا کریں اور بوجہ من الوجوہ سر مو اس سے تفاوت و تجاوز نہ کریں اور اس باب میں تاکید مزید جانکر حسب المسطور عمل میں لاویں۔ زیادہ کیا لکھا جاوے۔

نواب گورنر جنرل

رزیڈنٹ صاحب بنارس نے ورود حکم و پروانہ پر ۲۹ مارچ ۱۸۰۱ء کو تحریر ذیل لکھی۔

راجہ مہیپ نرائن بہادر زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں۔ حکم گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں بتاریخ ۲۶ ماہ دسمبر ۱۸۰۰ء بملاحظہ کاغذات حساب محصول پرمٹ وجورہ وغیرہ پیش کردہ مسٹر بارلو صاحب اس طور سے بنام اینجانب صادر ہوا ہے کہ چونکہ انواع محصول سے کہ ہر جنس پر ہر مقام میں کہ درمیان حدود زمینداری اونکے لیا جاتا ہے بسبب دیر باری رعایا ہے اور اوس کی وجہ سے آمد مال تجارت میں کمی ہوتی ہے۔ لہذا بالکل محصول مال تجارت وراہداری وغیرہ بر درمیان سرحد زمینداری آپ کے مسدود و مرفوع القلم کر دیا جاوے اور درباب محصول پرمٹ بہ نظر کفایت آپ کے واحسان برمہاجنان و بہبودی خلائق شرح اوسکی بعض دفعات میں تبدیل ہوئی ہے۔ تفصیل اوسکی حکمنامہ میں ہے اور دو دفعہ کہ بغرض اجراے حکم حضور میں اضافہ ہوئیں۔ اسکے علاوہ بموجب حکم گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں کچہری عدالت بغرض حفاظت بیوپاریان

وصاحبان واجرائے احکام بغرض بند رکھنے محصول راہداری وغیرہ کے جدید ہوگی جسکا حکمنامہ چودہ دفعات میں علٰحدہ تیار ہوا ہے وہ بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ آپ کو لازم وواجب ہے کہ موافق مضمون ہر دو حکمنامہ کے کہ ایک لفافہ میں شامل پروانہ ہذا جارے ہیں بنام عملہ ہائے پرمٹ و عاملان مال وزمینداران وچودہریان وراہ داران وچوکیداران وغیرہ اور تمام مخلوق رعایا اس ملک کے عبارت حکمنامہ مذکور کا اشتہار دیں کہ اطاعت مندرجہ اوسکے بلا تفاوت پورے طور پر شروع ماہ اپریل ۱۷۸۸ء سے عمل میں آوے اور ہر چہار صدر پرمٹ میں حکمنامہ مذکور دستخطی اینجانب ومہر ضلع بنارس سے بھیجی جاویگی کہ تا فی الحال بغرض کارروائی پرمٹ کے دست آویز حاصل ہو۔

نقل حکم آمدہ از گورنر صاحب

چونکہ حکم گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں درباب سایرات پرمٹ ومحصول راہداری وگنج وہاٹ وکل محصولات اجناس سوداگری پر اندرون محالات متعلقہ زمینداری بنارس وغیرہ مرقومہ ۲۶ ماہ دسمبر ۱۷۸۷ء سترہ سو ستاسی عیسوی شرف صدور ہوا ہے۔ موافق اُس حکمنامہ کے دفعات ذیل تحریر ہوتی ہیں۔ لازم کہ تمام عملہ پرمٹ وعاملان وزمینداران تعمیل کریں اور یقین کریں کہ صورت تجاوزہ وفرق کرنے میں کسی لفظ کے یا کسی امر کے حکمنامہ ہذا کے متعلق مستحق اُس سزا وجزا کے ہونگے جو کہ ذیل میں لکھی گئی ہیں اور حکمنامہ ہسٹنگ صاحب مرقومہ اکتوبر میں مندرج ہیں وہ عدالت نو میں کہ حفاظت صاحبان وبیوپاریان کیواسطے کہ شروع ماہ اپریل ۱۷۸۸ء مطابق ۲۴ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۵ فصلی جاری ہوگی قرار واقعی سزا کو پہونچینگے اور مجرم یعنی گنہگار سے جرمانہ لیکر اُنکے حق میں دیا جاویگا۔

دفعہ اول ۱ — بخیال حفاظت کل سوداگران وبیوپاریاں کہ اس ملک سے صوبہ جات بنگالہ

دیہار و اوڑیسہ کو اور اس جگہ سے اس ملک میں کار تجارت کرتے ہیں اوس شرط و عنوان پر کہ رونجات سوداگری صوبجات مذکورہ میں اجرا ہیں اس ملک میں اوسی عنوان و دول سے شروع ماہ اپریل ۱۷۹۵ء سے درمیان حدود زمینداری بنارس وغیرہ عمل میں لانا چاہئے چنانچہ دول مسودہ رونہ مذکور بخط فارسی و ہندی دبمہرہائے کہ اوسپر ثبت ہونگی مطابق ذیل لکھی گئیں۔

دول مسودہ رونہ

نمبر فلاں

مہر راجہ مقام پرمٹ

مہر دارالحکومت

مطلع نسخہ

چٹھہ

مہر

ضبط محصول پرمٹ خراج صدر پرمٹ مقام فلاں متعلقہ زمینداری حسب فرائض بجاعد منجملہ ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ فلاں اجناس کشتی پر فلاں جگہ سے فلاں طرف یا جس جگہ کہ لیجاوے محصول بہ ضابطہ فی سیکڑہ قیمت ذیل روپیہ یا پانچ روپیہ کہ سال میں ایک مرتبہ مقرر ہے تاریخ فلاں انگریزی سنہ فلاں مطابق تاریخ و ماہ فلاں سنہ فلاں واخل ہونی لازم کہ کوئی راہگذر میں کسی وجہ سے مزاحم نہوں اور چھوڑ دیں۔

وزن مال

قیمت مال

مع محصول

مہر تحویلدار

بطلع بند بخط فارسی

فلاں پرمٹ

فلاں پرمٹ

تحریر تاریخ فلان بزبان ہندی بمضمون فارسی

صحیح درست است

صحیح صحیح تحویلدار بخط ہندی

صحیح دفتر تحویلدار

نقل مطابق اصل

دفعہ دوم مقام ہاے پرمٹ میں داروغہ وعملہ ہر روز بغرض کارروائی مہاجنان و بیوپاریان حاضر ومقید رہیں گے اور جس روز کہ درخواست روانہ گذرے اوسکی دوسرے روز جاری ہوجاوے اور بغیر درخواست نوشتہ بہ قید تعداد وقسم وقیمت مال بدستخط مہاجن یا بیوپاری یا گماشتہ مختار کار کہ مالک مال ہو - دیا نجاوی اور بعد پانے درخواست کے محصول مال پر موافق دفعہ چہارم حکمنامہ ہذا کے لیا جاوے -

دفعہ سوم - ہر روانہ پر مہر راجہ وداروغہ ومشرف وتحویلدار ثبت ہوگی تحویلدار کو چاہیئے کہ جبتک زر محصول اوسکی تحویل میں نہ آجاوے اور باقیات وصول نہ ہولیں روانہ مہری مذکور کو حوالہ نہ کرے - داروغہ وعملہ ہر ایک اپنی مہر اپنے پاس رکھیں گے اور مہر پرمٹ راجہ کی بہ نگہداشت داروغہ رہیگی - اور مہر کا لگانا اوسی عملہ سے متعلق ہوگا اور نیچے ہر مہر کے شرح دستخطی اپنے بموجب دول مسودہ مرقوم الصدر کریں - داروغہ کو چاہیئے کہ مہر راجہ کی نیچے لفظ مطلع شد اپنی دستخط سے لکھے اور ضمن ہر ایک روانہ میں نشانی دفتر داروغہ ومشرف وتحویلدار ہو جیسا کہ مسودہ میں لکھا گیا عمل میں آویگا - اور احتیاط کریں کہ ہر ایک روانہ دول لکھنے میں لفظ مسودہ سے برابر ہو اور در صورت تغافل وتفاوت یقین کریں کہ سزا اوسکی از روی جرمانہ ہر دفعہ کو زیادہ بیس روپیہ سے نہ ہوگا تغافل کنندہ سے عدالت مہاجنان میں لیا جاویگا اور اگر دوبارہ اس قسم کا تغافل ہوا تو بموجب تجویز عدالت مذکورہ خدمت سے بھی تغیر

کر دیا جا دیگا۔

دفعہ چہارم ہشتم - ہر روانہ کہ اجناس سوداگروں و بیوپاریوں پر دیا جاتا ہے اوس مال کی روانگی ہر جگہہ درمیان حدود زمینداری ایک سال تک کافی ہوگی اور اس معاملہ میں سوائے دیر کے کہ مقابلہ روانہ و مال کیواسطے دوسرے مقام جو کیات محالات پرمٹ میں ہو کوئی حرکت دلینا درمیان میں نہ آوے گا اور مقابلہ مذکور کیواسطے عملہ پرمٹ ایک روز سے زیادہ کسی مہاجن کا مال ٹھہرا نہیں سکتی و در صورت زیادہ توقف کرنے و نالش مالک مال کے عدالت پرمٹ میں جرمانہ عملہ سے مقدار خسارہ مہاجن مذکور میں لیا جاویگا۔

داروغہ کو چاہئے کہ لپشت روانہ پر نشان صحیح مال لکھے اور جب تفاوت مال در روانہ میں وقت مقابلہ نکلے کہ اُس سے خیال فریب طرف مہاجن سے سمجھا جاوے تو داروغہ کو چاہیئے کہ کل مال اپنی حفاظت میں رکھکر اطلاع صاحب کلاں بنارس کو کہ حاکم بیوپاریاں ہونگی دے اور صاحب موصوف بموجب حکم کلکتہ درصورت ثبوت تغلب طرف مالک مال سے بالکل اوسکو ضبط سرکار میں لادیں۔

دفعہ پنجم ہشتم - چونکہ دفعہ چہارم میں لکھا گیا ہے کہ روانہ میعاد ایک سال کو کافی ہے تو بنا بر تہدید یعنی سمجھا دینے حکم مذکورہ کے اس دفعہ میں لکھا جاتا ہے کہ جس صورت میں کہ مہاجن بنظر کفایت فروخت مال خود اوسکو ایک سال تاریخ لینے روانہ سے اپنے پاس رکھ چھوڑی تو بعد گذرنے میعاد مذکور کے اوسکو اختیار ہے کہ درخواست عوض روانہ کے دے اور داروغہ و عملہ پرمٹ کو چاہیئے کہ بشروط دفعہ نہم حکمنامہ مرقومہ ۲۱ ماہ اکتوبر ۱۸۰۳ء کے پہلے سے تمام محالات میں جاری ہے موافق درخواست مالک مال مذکور روانہ عوض مال کے واسطے دیں بشرطیکہ مالک مال قبل جاری ہونے روانہ جدید کے بدلیل معقول و ذریعہ قسم خود یا گواہی دیگراں یا کسی دوسرے معتبر عنوان سے ثابت کر دے کہ مال بابت روانہ سابق ہے اور روانہ سابق مذکور کو کچہری پرمٹ میں پیش کرے کہ وہاں پر رکھا جاوے۔

دوسرے یہ کہ مالکان مال نے کہ اول رونہ لیا بعدہ بعوض رونہ اول اُس مال کے اوسکے
چند حصہ کر کے رونہ عوض کو ہر ایک حصہ کے واسطے چاہیں تو عملہ پرمٹ کو چاہیئے کہ جسقدر
رونہ عوض مہاجن ضروری سمجھے دیں بشرطیکہ بموجب مذکورہ بالا اثبات مال رونہ سابق کا
کرے اور رونہ سابق مذکور کو کچہری پرمٹ کے حوالہ کرے۔ اور جبکہ مالک مال بعد پہونچنے
مال وروانہ کے جائے مطلوبہ پر درخواست رونہ اولیٰ تحصول کے اس مضمون کی کرے کہ میں
تمام مال رونہ سابق کا ہمراہ نہیں لایا ہوں، تو ایسی درخواست کو عملہ پرمٹ منظور نہ کریں گے۔
اور ہر رونہ عوض پر دستخط یا نام تحویلدار ثبت و مندرج نہ ہوگا۔ بلکہ بجائے اوسکے نمبر و تاریخ
رونہ سابق مع رونہ عوض مذکور میں تحریر ہوگی۔ اور داروغہ کو چاہیئے کہ اوسکے رونہ سابق کو
جبکہ تاریخ رونہ جدید عوضی پر لکھے تو باطل و ناکارہ کردے کہ دوبارہ کسی کے کام
میں نہ آوے۔

دفعہ ششم۔ ابتداء ہر اک ماہ انگریزی سے نمبر رونہ جات ہر ایک محال کے اصل و نقل پر کہ
سررشتہ میں رہینگی قائم کئے جاویں اور آخر ہر ماہ انگریزی میں داروغہ کو چاہیئے کہ فہرست تمام
رونہ جاری شدہ ماہ آخر شدہ کی بہ قید نمبر و قیمت مال و نرخ و تعداد محصول ہر ایک
تیار کرکے عدالت پرمٹ صدر میں بھیجی چنانچہ مسودہ ودل فہرست مذکور ذیل میں لکھی
جاتی ہے۔

رونہجات محال پرمٹ فلاں متعلقہ فلاں بنارس وغیرہ سے کہ ماہ
انگریزی فلاں سے جاری ہوئی۔

نمبر رونہ	تاریخ رونہ	نام مہاجن	قسم سوداگری	کس عنوان پر قیمت مال ہوئی	مقام رونہ
کس جگہ جارہا ہے	تعداد قیمت مال	شرح محصول	تعداد محصول		

اسکے علاوہ داروغہ ہر ایک محال پرمٹ کو چاہیئے کہ چار بہی علحدہ اپنے سررشتہ میں رکہیں ۔
اول بہی میں فرد سیاہہ روانہ جات مال کہ بیرونجات سے آتا رہتا ہے جیسا کہ بنگالہ سے
دکہن وغیرہ کو اور دکہن سے بنگالہ وغیرہ کو آتا جاتا رہتا ہے لکہتے رہیں ۔ دوسری بہی میں اُس
مال کو لکہیں جو کہ حدود زمینداری بنارس وغیرہ سے بیرونجات کو جاتا ہے ۔ تیسری بہی میں اس
مال کو لکہیں جو کہ حسب ضرورت وخرچ اس زمینداری کے بیرونجات سے براہ تری آتا ہے ۔
چوتہی بہی میں اس مال کو لکہیں جو کہ حسب ضرورت وخرچ اس ملک کے بیرونجات سے مثلاً
ملک نواب وزیر وصوبہ بہار وغیرہ سے براہ خشکی آتا ہے ۔ سیاہہ آمدنی بابت ان چار بہی
کے ہر روز میزان وار بدستخط داروغہ بہی مذکور میں مبلغ بند ہو اور ہر روز کے واسطے کہ غفلت
دستخط داروغہ مذکور سے ہو اگر بوجہ بیماری یا اجازت رخصت کہ حکم راجہ صاحب یا صاحب
کلاں سے نہ ہو حاکم عدالت جرمانہ اوسکا ہر روز پانچ روپیہ اس سے لیویں اور صورت مناسب
میں اگر سمجہا جاوے تو علاوہ اوسکی خدمت سے تغیر (علحدہ) کیا جاوے ۔ اور جس صورت میں
کہ داروغہ بوجہ بیماری یا اجازت رخصت کی دستخط مبلغ بند سیاہہ روزمرہ سے معذور ہو تو
مشرف کو چاہیئے کہ دستخط مبلغ بند بہی مذکور میں کرے اور صورت غفلت میں جس عنوان سے کہ
سزا و جرمانہ بنام داروغہ لکہی گئی ۔ اوسکے حق میں بہی عمل میں آوے گی ۔

دفعہ ہفتم ۔ داروغہ کو چاہیئے کہ حاکم عدالت مذکور کو جمع خرچ ماہانہ خود ہر ماہ میں اپنی دستخط و مہر
و نیز دیگر مہر اہلے عملہ سے بہیجی جسکا مسودہ یہ ہے ۔

خرچ	جمع
دفعہ اول سہ بندی لہ	بحساب فارسی دناگری
دفعہ دوم ارسال لہ	وجہ اول بابت آمدنی کہ بیرونجات سے معرفت اس
میزان	ملک کے دوسرے ملک ہائے بیرونی کو جاتی ہے
اگر باقی تحویل ہو تعداد اوسکی	جسکی تفصیل بہی اول میں ہے ۔ لہ

بابت مال کہ پیدائش یا تیاری اس ملک سے
بیرونجات میں جاتا ہے کہ تفصیل اُسکی بہی دوم
میں ہے۔

تیسرے بابت مال آمدنی راہ تری سے بغرض خرچ
وضرورت اس ملک کے کہ تفصیل اسکی بہی
سیوم میں ہے

قطعہ چہارم بابت آمدنی مال کہ بغرض ضرورت
وخرچ اس ملک کے بیرونجات سے براہ خشکی پہونچا
ہے کہ تفصیل اُسکی بہی چہارم میں لکھی گئی

سوائے حساب مذکور جس صورت میں کہ حکم راجہ ہو موافق دستور
کے کچہری صدر یا حضور راجہ کو حساب بہیجنا چاہئے۔

دفعہ ہشتم ۔ ہر ایک محال پرمٹ اور چوکیات میں کہ متعلقہ اوسکے ہو سیاہہ روزنجات
کا کہ مقامہائے دیگر سے براہ چوکیات محال مذکور مع روانہ جاتا ہے بہیجنا چاہئے اور ایک
بہی دوسرے اُسکے واسطے کہ بہی پنجم ہوگی رکہنا چاہئے۔ اور مہاجنان کو کہ براہ چوکیات
محال کے آتے ہیں چاہئے کہ نمبردار چوکی مذکور کے اپنا روانہ نمبروار کرائے تاکہ چوکیدار اون
کی نقل لیکر اس مقام کے بہی میں داخل کرے۔ لازم ہے کہ نقل سررشتہ ان تمام چوکیات
متعلقہ پرمٹ کے کہ اُس حکمنامہ میں موسوم ومقرر ہوگی اُن چوکیوں کے ذریعہ سے کہ نزدیک
تر ہیں روزانہ کچہری صدر محال پرمٹ میں بہیجا کریں اور جو فاصلہ پر ہو وہ ہفتہ میں
ایکبار بہیجے۔

دفعہ نہم بابت احتیاط اس امر کے مہاجنان وبیوپاری اپنی درخواست میں اسم نویسی مال کی

دوسری قسم غیر واجبی سے لکھیں یا کہ جیسا کہ لکھا گیا بحکمِ خلاف بابت مال خود دیں۔
داروغہ و عملہ ہر صدر مقام پرمٹ کو اختیار ہے کہ اگر اس بات کا شک اُنکے دلوں میں گذرے یا دوسرے شخص سے اُسکے علاوہ پایا ہو تو ایک بستہ مال کو کچہری عام میں کھولیں اگر اس تجسس میں فرق و فریب پا دیں تو داروغہ کو چاہیئے کہ فوراً تمام مال اوس شخص کا حفاظت پیادگان عدالت پرمٹ میں بھیجدے اور عدالت مذکور سے بعد ثبوت تفاوت و فریب کے تمام مال مذکور قرق سرکار میں آجاویگا۔

دفعہ دہم چونکہ موافق تحریر ذیل کے حق مہاجنان و بیوپاریان میں درباب نرخ و انداز قیمت مال احسان ہوا ہے اور روونہ لینے میں آیندہ کسی صورت سے دیر یا مشکل ہوگی۔ لہذا مہاجنان و بیوپاریان مذکور کو شکرگذار مہربانی سرکار ہونا چاہیئے اور ان میں سے جو لوگ کہ دوسرے ملکوں سے براہ خشکی مال لادیں وہ بغیر روونہ کرالینے کے نہ لیجائیں کیونکہ جو سوداگر کہ دوسرے ملکوں سے اپنا مال براہ خشکی بے روونہ حدود زمینداری میں لیجاویگا اور عملہ پرمٹ کو اطلاع ہوجاویگی اول چوکی میں کہ راہ میں مقرر ہوگی مع مال گرفتار ہوکر صدر مقام پرمٹ مذکورہ میں بھیجدیا جاوے اور وہاں سے مال مذکور پر دو چند محصول کہ مطابق اس حکمنامہ کے دوسروں سے لیا جاتا ہے مال بے روونہ پر لیا جاویگا بجاں و لحاظ اس بات کے کہ ہر حالت میں احسان و فارغ البالی حق میں ایسے سوداگروں کے ہے کہ اپنا مال دوسرے ملک سے حدود زمینداری بنارس میں براہ خشکی لیجادیں داروغہ ہر صدر مقام کو چاہیئے کہ بمجرد گذرنے درخواست مالک مال یا اُسکے کارکن کے زر محصول موافق مندرجہ درخواست وصول کرکے فوراً روونہ جاری کریں بعدہ جس وقت کہ مال مذکور مقام صدر یا چوکیات متعلقہ اوسکے میں پہونچے اور عملہ پرمٹ کو شک مقابل مال روونہ میں ہو تو تجسس اُسکے عملہ پرمٹ کرسکتے ہیں اگر زر مندرجہ درخواست سے کہ روونہ اوسپر جاری ہوا ہے فرق نکلے تو تمام مال مسطورہ کو معرفت عملہ صدر مقام

سے کے مع صورت حال اُسکے حاکم عدالت پرمٹ بنارس کی خدمت میں بھیجدیں اور ثبوت تغلب پر بالکل مال مسطورہ فرق سرکار میں آجاویگا۔

دفعہ یازدہم۔ بلحاظ کفایت سوداگران وزیادتی آمد ورفت وکار تجارت کے جو مال تجارتی بنگالہ وبہار واڑیسہ سے ملک دکھن یا مغرب لیجاوے کو یا بغرض اخراجات اس ملک کے صوبجات مرقومہ سے براہ حدود زمینداری آتا ہے نرخ محصول اسکا فی سیکڑا ۱ ڈہائی روپیہ قیمت پر یعنی تعداد روپیہ مندرج رونہ مشرق پر لیا جاوے گا۔

دفعہ دوازدہم بلحاظ مذکورہ یعنی کہ احسان کل کاروبار تجارت سوداگران وبیوپاریان میں ہو۔ حضور گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل سے مقرر ہوا کہ ابتدا یکم ماہ اپریل ۱۷۹۵ع سے رونہ اس ملک کا حسب مضمون مسودہ مرقوم الصدر وہرپائے لوگ حدود زمینداری میں جاری ہوگا۔ یہی رونہ جات اس مقام کے بغرض تجدید قیمت مال کہ تاریخ مذکور سے براہ اس ملک کے صوبہ جات بنگالہ وبہار واڑیسہ میں جاتا ہے کافی ہونگی اور اور اس صورت میں کوئی دوسری بات دریافت قیمت مال کے واسطے تینوں صوبہ جات مذکور میں عمل میں نہ آویگی اور جو قیمت اس جگہہ رونہ میں مندرج ہوئی ہے اوسی قیمت پر اگر تیہ صوبجات مذکورہ میں محصول مقررہ بر کہ ڈہائی روپیہ فی سیکڑا ۱ ہے دیکر اور رونہ لیکر جس جگہہ پر چاہیں اپنا مال لیجا سکتے ہیں۔

دفعہ سیزدہم بجز مقامات صدر پرمٹ کے کسی جگہہ پر حدود زمینداری بنارس میں محصول پرمٹ یا راہداری کا کسی سے نہ لیا جاوے گا۔ اور جو مال کہ درمیان سرحد زمینداری پیدا ہو یا تیار ہو اور دوسری جگہہ منجملہ سرحد مذکور فروخت ہو یا خرچ میں آوے اسپر تمام محصول وراہداری وگنجیات وغیرہ معاف ومرفوع القلم ہوا محض اس ملک کے مال پر کہ بیرونجات یعنی دوسرے ملک میں مثل ملک نواب وزیر وصوبہ جات بنگالہ وبہار واڑیسہ وطرف دکھن ومغرب جاوے اوسپر محصول پرمٹ لیجاوے گا۔ اگر کوئی عملہ پرمٹ

یا عاملان یا زمینداران یا مالگذاران اس حکم سے انحراف کریں تو جرمانہ اُسکا سہ چند اس مقدار کے کہ لیا ہوگا عدالت سایرات مقام بنارس میں نقد روپیہ لیا جاویگا اور منجملہ اُسکے دو چند فریادیوں کو عدالت سے پہونچایا جاویگا۔

بہ امید و خاطر جمعی بہ نسبت بابے خسارہ مذکورے کے بیوپاریان وغیرہ کو چاہیے کہ اس قسم کی بدعت اوپر ہونے میں فوراً خود یا بذریعہ وکیل خود نالش عدالت مذکور میں کریں اور یقین رکہیں کہ صاحب کلاں بلا توقف اُنکی حالت کو پہونچکر انصاف قرار واقعی کریں گے۔

دفعہ چہاردہم ۱۴ بہ لحاظ احسان بر سوداگران نرخ نامہ پرمٹ کا کہ آیندہ برہم نہ ہو جاوے تفصیل اوسکی چار دفعات ذیل میں تحریر ہے جسکو عملہ پرمٹ یکم اپریل ۱۷۹۹ء سے تا حکم دیگر قیمت مال پر مقرر کریں گے اور عمل میں لاویں گے۔

اول ۱ جس مال پر کہ صوبہ جات بنگالہ و بہار و اوڑیسہ سے رعیت روانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر دکہن یا مغرب کے لیجانے کو براہ حدود اس زمینداری کے آتا ہے اوسکی قیمت جو کچھ روانہ مشرق یعنی کمپنی میں مندرج ہوگی بحال رکہکر قیمت مذکور پر بحساب سیکڑہ ڈہائی روپیہ محصول پرمٹ لیا جاویگا۔

دوم ۲ جو مال کہ صوبہ جات مذکورہ سے بغرض لیجانے ملک نواب وزیر کے ہو اوس کا محصول سابق شرح سے فی سیکڑہ پانچ روپیہ قیمت مندرجہ نرخ نامہ سے ہے۔ مگر چونکہ قبل ازیں درباب ریشم خام و پارچہ ریشمی و سفید باف حکم ہو چکا ہے کہ محصول ریشم خام و پارچہ ریشمی کا بحساب ڈہائی روپیہ و پارچہ سفید باف کا بحساب پانچ روپیہ قیمت مندرجہ روانہ کمپنی پر لیا جاوے گا۔ ان تین چیزوں کا محصول موافق حکم سابق بحال رہے گا۔ اور علاوہ ان تین کے جو کچھ کہ ۱۷۹۲ء میں بموجب حکم کونسل کلکتہ دربارہ محصول پرمٹ بحساب ڈہائی روپیہ اشیاء زعفران و دار چینی و جاوتری و لونگ و جائے پہل و کرمزی فرنگی و لوہا و فولاد و تانبا ولایتی پر ہے وہ بہی برقرار رہے گا۔

تیسرے ۳ جو مال کہ بیرونی ملک سے علاوہ صوبہ جات بنگالہ و بہار و اوڑیسہ کے اس

زمینداری کے حدود میں آوے اوسکا محصول بموجب شرح ونرخ نامہ سابق رہیگا۔ مگر چونکہ
چند روز سے پروانہ صادر ہوچکا ہے کہ مال پشمینہ پر محصول بہ نرخ ڈھائی روپیہ فی سیکڑا
باعتبار بیجک کے مالک مال سے لیا جاوے وہ حکم بحال رہیگا۔ مگر تمام بیجک مذکورہ یعنی
بیجک مال پشمینہ پر داروغہ ہر صدر مقام پرمٹ کا مہر راجہ کو اوسکے قبضہ میں رہیگی کردیا کریگا
اور نقل اوسکی دفتر میں رکھکر مالک مال کو روونہ واپس دیگا۔

چوتھے۔ تمام مال پر کہ درمیان حدود زمینداری بنارس وغیرہ پیدا ہو یا تیار ہو اور بیرونجات
یعنی صوبہ جات بنگالہ و بہار و اوڑیسہ یا ملک نواب وزیر یا دکھن یا مغرب میں جاوے
محصول بہ نرخ پانچ روپیہ فی سیکڑا قیمت مال پر ہوگا۔ اور وہی قیمت اُس صورت میں
مقرر ہوجاویگی کہ درخواست مالک مال یا گماشتہ کے گذرنے پر بیجک قیمت کا داروغہ
با عملہ پرمٹ مقام صدر کے سامنے گذرانا جاوے گا۔ اور اوسی قیمت پر روونہ تیار ہوکر
داروغہ اصل بیجک پر مہر راجہ کردیں گے اور نقل اوسکی دفتر میں رکھکر اصل مع روونہ مالک
کو دیدینگے۔

دفعہ پانزدہم سوائے محصول مرقومہ اسرکے کہ آمد و رفت مال پر بابتہ بیرونجات کے
لیا جاوے گا۔ درمیان سرحد و اطراف زمینداری بنارس وغیرہ کے یکم اپریل سنہ ۱۷۸۸ء
سے کوئی شخص کسی راہ سے محصول و دستور یا رسوم پرمٹ یا راہداری یا بابتہ فروخت اجناس
گنجیات و ہاٹ و پیٹھ ہائے موضع یا دوسری جگہہ میں کہ ہو نہیں لے سکتا۔ اور تمام خورد و کلاں
عامہ مخلوق کو قرار واقعی معلوم ہوجاوے کہ کوئی شخص خواہ متعلقہ پرمٹ خواہ منجملہ عاملان
یا زمینداران مفصل کسی مال پر محصول یا دستور یا رسوم راہداری یا گنج و ہاٹ و پیٹھہ و
موضع میں فروخت اشیاء پر نہ لیں اگر لینگے تو بمقدار اوسکے ہر صورت میں کہ دفعہ سیزدہم
میں لکھا گیا اون سے جرمانہ لیا جاوے گا۔ فریاد کرنے والوں کو اختیار ہے کہ اپنی خوشی
کے موافق حضور صاحب کلاں میں فریاد کریں یا حاکمان شہر بنارس یا حاکمان شہر مفصل کی خدمت

میں نالش کریں تجویز انصاف ہوگی۔ منجملہ تمام دفعات تجارتی وغیرہ کے کہ اوپر محصول اس ملک میں لیا جاتا تھا۔ سوائے ایک دفعہ یعنی آبکاری کے ایک بھی بحال نہ رہے۔ اور درباب آبکاری کلواران حکم ہے کہ متعلقہ ہر صدر مقام پرمٹ یا جہانپر کہ محال آبکاری ہیں داروغہ پرمٹ کلواران ہر جگہ سے شروع سال میں قبولیت و قسط بندی لکھوا کر بموجب قسط بندی محصول سابق کے جسقدر کہ واجب الدین ہو یا بصورت مناسب تجویز کے جمع سالتمام کو ذریعہ ضامن معتبر وصول کرتے رہیں اور بجز ٹھیکہ دار کے وہاں پر کوئی دوسرا تیار و فروخت آبکاری نہ کرنے پاوے۔ اور عاملان یا زمینداران ہر جگہ کے کہ محال آبکاری اونکے شامل بندوبست ہے جمع واجبی محال وار یعنی سر دار کلوار سے لیکر اوسی صورت بحال رکھیں۔

۱۶
دفعہ شانزدہم چونکہ اب ہر مقام پر صدر پرمٹ میں شرح تحصیل و اجرائے روانہ وغیرہ یکساں ہوگئی لہذا نگہداشت محال علحدہ شہر بنارس کی سیاسیان وغیرہ کے واسطے ضرور نہ رہے خرچ اُسکا کفایت سرکار میں آویگا۔ لہذا یکم تاریخ ماہ اپریل سنہ ۱۸۰۸ء سے بند و موقوف ہوئے اور چونکہ لچھمن ناتھ دیو پنڈت کہ اب تک داروغگی جونپور پر مقرر رہے تھے خود اظہار نہ واقف ہونے زبان فارسی کا کرتے ہیں اور ادائے خدمت مذکورہ پر نالائق ہیں لہذا موتی رام کو کہ کام داروغگی پرمٹ محال سیاسیان کو اچھی طور سے انجام دیا ہے اور فارسی میں خوب واقف ہے بجائے لچھمی ناتھ پنڈت کے کار داروغگی صدر پرمٹ جونپور پر راجہ صاحب مقرر کریں گے۔

۱۷
دفعہ سترہویں سنہ بندی سابق کہ کام پرمٹ و سایرات کے واسطے لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۰۸ء بحال رہے یکم اپریل سنہ الیہ سے بالفعل شکست ہوئی اور سنہ بندی نو موافق ذیل مقرر ہوئے۔

حقیقت تجویز سہ بندی عملہ پرمٹ مقام صدر و مفصّل معہ معہ چوکیات بنارس ابتداء یکم اپریل ۱۷۸۹ء

سالعہ نفر

بنارس لعہ درماہہ

صدر

معہ ـــ نفر المالعلـہ

داروغہ یک نفر ۸۰ دعہ

مشرف یک نفر سہ

متصدی ـہ

تحویلدار سہ

مقیم یک نفر عـہ

دہریہ یک نفر عہ عہ

دفترک ـــ عہ

وکیل عـہ

پیادہ و ہرکارہ دعـہ نفر ـعـہ

سایر خرچ ـہ

مفصّل

چوکی بادشاہ پور — عـہ نفر عـہ
داروغہ یک نفر دعـہ — مشرف ـعـہ
پیادہ عـہ نفر سہ

چوکی چندوک — معہ نفر سہ
داروغہ عـہ — مشرف عہ عہ
پیادہ ۵ نفر دعـہ

چوکی سید راجہ — معہ نفر سعـہ
داروغہ معہ عہ — مشرف عہ عہ
پیادہ ۵ نفر دعـہ

چوکی کچوہ — معہ نفر لہ سہ
داروغہ عـہ — مشرف ـــ عہ ر
پیادہ دعـہ

چوکی شیوالہ

[illegible]

مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]

چوکی راج گھاٹ

[illegible]

مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]

پیادہ

[illegible]

چوکی راج گھاٹ دیگر

[illegible]

مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]

ملاح [illegible] نفر	پیادہ [illegible] نفر
[illegible]	[illegible]

چوکی جلبسالی

[illegible]

مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]

چوکی سہسار

[illegible]

مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]

پیادہ [illegible]

[illegible]

چوکی شاہ گنج

[illegible]

مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]

پیادہ [illegible]

[illegible]

چوکی گھوسیا

[illegible]

پیادہ ۲ نفر	مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

چوکی لچہ

[illegible]

پیادہ	مشرف	داروغہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

مرزاپور

صدر [illegible] نفر المائیہ	مفصل [illegible] نفر	[illegible]
داروغہ مشرف تحویلدار محرر [illegible] نفر	چوکی دروازہ پورب	چوکی دروازہ دکھن
[illegible]	داروغہ مشرف پیادہ ۲۵	داروغہ مشرف پیادہ ۲۵
جوہر باشی وکیل متصدیان بازار [illegible] نفر	[illegible]	[illegible]
[illegible]	چوکی دروازہ پچھم	چوکی گائے گھاٹ
پیادہ [illegible] نفر مشعلچی چپراسی ۲ نفر	[illegible]	[illegible]
[illegible]	داروغہ مشرف	داروغہ مشرف ۲
پاسبانان دفترک	[illegible]	[illegible]
[illegible]	پیادہ ۲	پیادہ ۷ نفر
	[illegible]	[illegible]
	چوکی اہرائی پورب عن داروغہ	چوکی اہرائی پچھم عن داروغہ
	[illegible]	[illegible]
	چوکی اہرائی دکھن عن داروغہ	چوکی زیر کوٹ
	[illegible]	[illegible]
	چوکی گھاٹ بالی پر	چوکی ہلیا
	پیادہ ۲	[illegible] نفر
	[illegible]	[illegible]
		داروغہ مشرف پیادہ
		[illegible] نفر
		[illegible]

چوکی لعل گنج		چوکی گذر لسنده	
[illegible]		[illegible]	
داروغه	مشرف	داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پیاده ۲۵	مهری	پیاده ۲۵	مهری
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

چوکی گذر بهولی

داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]
پیاده	مهری
[illegible]	[illegible]

سایر خرج صدر

سایر خرج بیابانی و نقش

[illegible] [illegible]

غازی پور ما [illegible] نفر [illegible]

صدر [illegible] نفر [illegible]

داروغه	مشرف	محرر ۵ نفر
[illegible]	[illegible]	[illegible]
تحویلدار	مقیم	وکیل
[illegible]	[illegible]	[illegible]

مفصل [illegible] نفر [illegible]

چوکی موهانه گومتی				چوکی چوچک پور		
[illegible]				[illegible]		
داروغه	مشرف	پیاده چوکی	هرکاره	داروغه	مشرف	هرکاره
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

محرران تلاشی ۲ نفر	پیادہ ۱۳ نفر	ہرکارہ ۱۰ نفر
ویعه	ویعه	سه

پاسبان ۱۰ نفر	سائر خرچ
عه	عه

چوکی گوندگنگ — عه

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

پیادہ ۲ نفر — ے ر

چوکی لبستہ گھاٹ — عه

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

پیادہ ۲ نفر — ے ر

چوکی کرم ناسہ — ععه

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

پیادہ ۲ نفر	ہرکارہ
ے ر	ے ر

چوکی گھاٹ گلگولی — عه

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

ہرکارہ ۲ نفر — ے ر

چوکی بانس نگر — عه

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

ہرکارہ ۲ نفر — ے ر

چوکی رسولی گھاٹ — عه

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

ہرکارہ ۲ نفر — ے ر

چوکی گھاٹ قطب گنج

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

ہرکارہ ۲ نفر — ے ر

چوکی تربنی پار

داروغہ	مشرف
صہر	صہر

ہرکارہ ۲ نفر	دریا
ے ر	[illegible]

چوکی مسی

[illegible]

داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]

پیاده ۲ نفر	هرکاره ۲ نفر
[illegible]	[illegible]

دوریا ۲ نفر
[illegible]

چوکی بهادر گنج

[illegible]

داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]

هرکاره ۲ نفر
[illegible]

چوکی بگرا

[illegible]

داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]

هرکاره ۲ نفر	دوریا
[illegible]	[illegible]

چوکی جلال آباد

داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]

هرکاره ۲ نفر
[illegible]

چوکی گهاٹ نرائن پور

[illegible]

داروغه	مشرف
[illegible]	[illegible]

پیاده ۲ نفر	هرکاره ۲ نفر
[illegible]	[illegible]

جون پور

للعہ للعہ نفر معاعہ عہ

صدر

تفصیل

لعہ نفر ماللعہ — عہ نفر وعہ

داروغہ	مشرف	متصدی ۲ نفر	چوکی لعل گنج	چوکی مئو پور
ماہ	سہ	وعہ	وعہ	عہ

توکیدار	مقیم	وکیل	داروغہ	مشرف	داروغہ	مشرف
عہ	صہ	معہ	صہ	للعہ	صہ	للعہ

سہ بندی	سایر خرچ	پیادہ ۲ نفر	پیادہ ۲ نفر
عہ نفر		سے	سے
وللعہ	عہ		

چوکی شاہ گنج بہاری — چوکی ظفرآباد

داروغہ	مشرف	داروغہ	مشرف
صہ	للعہ	صہ	للعہ

پیادہ ۲ نفر — سے

پیادہ ۲ نفر — سے

چوکی دروازہ پل

داروغہ	مشرف
صہ	للعہ

پیادہ ۲ نفر

سے

دفعہ اٹھارہویں[۱۸] ہر صدر مقام کے داروغہ خود کو معتمد و نگاہبان از جانب سرکار سمجھکر علاوہ نگہبانی مال کے کہ متعلقہ پرمٹ ضلع خود سے آمد و رفت کرتا ہے اس امر پر بھی خبردار رہیں کہ مال دوسرے ضلع پرمٹ سے بغیر رونہ بیرون سرحد زمینداری بطرف چوکی نہ جاوے چنانچہ بہ لحاظ اس امر کے کہ داروغہ و عملہ ہر مقام کی نگہبانی قرار واقعی پر مستعد و سرگرم رہیں اب حکم دیا جاتا ہے کہ یہہ لوگ جس مال کو کہ خلاف مضمون حکمنامہ جاری ہو گرفتار کرکے عدالت مہاجنان صدر مقام بنارس میں حکم قرقی کا صادر کرائینگے تو منجملہ چار حصہ کے تین حصہ مال مذکور کفایت داروغہ و اونکے عملہ کو صدر و مفصل میں آویگا۔ اور اگر چوکی مفصل سے مال مذکور گرفتار ہو کر آیا نصف اُس تین حصہ کا عملہ اُس چوکی مفصل کو دیا جاوےگا اور نصف داروغہ اور اُسکے عملہ کو ملیگا۔ اور اگر گرفتاری اوسکی مقام صدر پرمٹ میں ہوگی بالکل تین حصہ اوسکا داروغہ صدر و اونکے عملہ اور اُس شخص کو جسکی کوشش سے تغلب مہاجن ظاہر ہوا۔ بالکل حصہ کرکے دیا جاویگا اور صورت حصہ فیمابین عملہ صدر مذکور بروقت قرقی مال از روے پروانہ عدالت مہاجنان باعتبار صورت مقدمہ کے کردیجاویگی۔

دفعہ انیس[۱۹] - داروغہ ہر صدر مقام کو چاہیئے کہ نشان ممتاز اپنے عملہ کا صدر و مفصل میں کرنا اپنے ذمہ رکھیں اور اپنی حفاظت کیواسطے ہر صورت میں اُنسے مچلکہ لیں اور دربارہ موقوفی و مقرری اُنکے بجز مشرف و تحویلدار کے داروغہ مذکور کو اختیار رہےگا۔

دفعہ بیس[۲۰] - اگر داروغہ یا اُسکے عملہ صدر یا مفصل سے عدالت مہاجنان صدر مقام بنارس میں یہہ بات ثابت ہوجاوے کہ روپیہ یا اور کوئی شے بطور رسوم یا نیاز یا نذرانہ کسی مہاجن یا دوسرے شخص سے لیا یا قبول کرایا ہو تو سہ چند جرمانہ داروغہ سے آپکے اور اوسکے عملہ کی تقصیر کے بابت علاوہ مشرف و تحویلدار لیا جاوےگا اور نشان کار اونکا لے لیا جاویگا۔

دفعہ اکیسویں [۲۱]۔ داروغہ کو چاہیے کہ اسم نویسی صدر و مفصل اپنے علاقہ کی عدالت مہاجنان صدر مقام بنارس میں موافق سہ بندی مرقوم الصدر بھیجتے رہیں نیز جو کچھ موقوفی و بحالی ہو ہمیشہ عدالت مذکور میں اطلاع دیتے رہیں۔ اور آخر ماہ میں قبض الوصول ماہانہ ہر ایک عملہ کا جدا گانہ بیکر عدالت مہاجنان میں بھیجتے رہیں۔

دفعہ بائیس [۲۲]۔ داروغہ ہر مقام کو چاہیے کہ علاوہ چوکیات مفصل کے کہ یکم ماہ اپریل سنہ الیہ سے سہ بندی میں مقرر ہوئی ہے تمام دوسری چوکیات کہ ہر جگہ مفصل میں ہیں برخاست و شکست کرے اور سوائے ان چوکیات کے کہ موافق سہ بندی حال ہو دوسرے چوکیات تحصیل محصول خواہ راہداری کے خواہ تحصیل محصول گنج کی ملک میں رہنے نہ دیں بلکہ جب خبر ایسی چوکی کی پاویں خواہ چوکی مذکور جانب زمیندار یا عامل یا چوکی نکاسی پرمٹ ہو اوسیوقت اوسکی خبر صاحب کلاں عدالت سایرات پرمٹ کو دے کہ ایسی چوکیات کے شکست کرنے و تنبیہ چوکیداران و مالک اُنکے کئے گئے ہیں۔

واپسی مکان راجہ دروازہ کی نواب سعادت علیخان سے

ناظرین پر واضح ہے کہ نواب سعادت علی خاں۔ اُس زمانہ میں بوجہ ناچاقی بڑے بھائی آصف الدولہ کے لکھنؤ سے علحدہ ہوکر مقامات مختلف میں رہے اور پھر اُنکے انتقال و نکالے جاتے وزیر علی خاں سے مسند نشین صوبہ اودہ ہوئے تھے زمانہ راجہ چیت سنگھ میں بنارس میں تھے اور راجہ موصوف سے ربط ضبط تھا گو نواب موصوف کا قیام محلہ درگاکنڈ میں تھا مگر راجہ چیت سنگھ نے اپنا مکان جو کہ شہر بنارس میں موسوم بہ راجہ دروازہ ہے نواب ممدوح کو مع رمنہ یعنی شکارگاہ کے دے رکھا تھا۔ جب راجہ چیت سنگھ چلے گئے اور راجہ مہیپ نرائن سنگھ مسند نشین ہوئے تو راجہ مہیپ نرائن سنگھ نے

ذریعہ گورنر واپسی ہر دو مقام کی خواہش نواب سے کی۔ گورنر بہادر نے جب نواب سے کہا تو اونہوں نے جواب دیا کہ راجہ چیت سنگھ ہم کو دی گئی ہیں اُسوقت گورنر بہادر نے فرمایا اچھا ہم راجہ چیت سنگھ کو لکھتے ہیں وہ جیسا کہیں گے اوسکے موافق عملدرآمد ہوگا اور راجہ چیت سنگھ کو خط لکھا وہاں سے بعد چند روز کے ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء میں جواب آیا کہ رمنہ تو میں نے شکار کے واسطے بنایا تہا اوسکو نواب نامدار کے نذر کیا ہے مگر حویلی کا مالک وہ ہے جو مسند راج پر بیٹھے جسوقت یہہ نوشتہ صاحب ممدوح نے نواب نامدار کو ملاحظہ کرایا تو نواب صاحب حویلی سے دست بردار ہوئے اور اور رمنہ اپنے قبضہ میں رکہا جو آجتک بہ قبضہ نوابان درگاکنڈ ہے۔

راجہ مہیپ نرائن نے حویلی پر قبضہ کیا اور رمنہ سے باز آئے مگر راجہ صاحب نے اس روز سے بہ خوف نواب نامدار راہ درگاکنڈ چہوڑ دی۔ اور کبہی جاترا کو بہی نہ گئے اور اپنی آمد و رفت شیوالہ گہاٹ سے رکہی۔

شاہزادہ مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت ابن شاہ عالم بادشاہ کا لکہنؤ میں آنا اور پہر بنارس میں قیام پذیر ہونا

۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء میں میجر پالمر صاحب بہادر رزیڈنٹ لکہنؤ تہے۔ گورنر جنرل وارن ہشٹنگ بہادر رونق افروز لکہنؤ ہوئے۔ نواب آصف الدولہ اونکی مہمانداری وضیافت میں مشغول تہے بروایت سلطان الحکایات مصنفہ لالجی ایک کرور بہتر لاکہہ

کے تمسکات کہ جو اصل مع سود ذمہ سرکار کمپنی یا نفنی نواب وزیر تھے گورنر نے ہنیں سے کئے
اور اونکو نواب نے پہاڑ ڈالا۔ تا اینکہ سنہ ۱۲۰۱ہ ہجری میں واپس لندن ہوئے[۱]
اوسی زمانہ قیام گورنر[۲] میں شاہزادہ والا تبار مرزا جوان بخت جہاندار شاہ ابن شاہ
عالم دہلی سے اِس خیال سے روانہ ہوئے کہ اُنکے والد بزرگوار شاہ عالم بادشاہ
حین حیات والد خود میں بخیال ترقی جاہ وحشمت و خوف ارکان دولت موجودہ دہلی کے
جنہوں نے کمر بیوفائی پر باندہی ہتی۔ کئی برس راج محل عظیم آباد میں اور پہر الہ آباد میں
رہے ہتے۔ بہر طور جب شاہزادہ مذکور لکھنؤ کے ناکہ پر پہونچے تو نواب آصف الدولہ اور
گورنر وارن ہسٹنگ بہادر کہ مہمان نواب موصوف تھے بڑے تجمل سے استقبال کو
گئے۔ شہر کے چوک کو بہت تکلف سے آراستہ کیا تہا جب حضور شاہزادہ پہونچے
تو دونوں سرداروں نے نذریں گذرانیں۔ جب ہاتہی پر سوار ہوئے نواب
آصف الدولہ حسب دستور وزیر اعظم خواصی میں بیٹھے مورچل ہاتہہ میں لیا کہ یہہ منصب
قدیم اُنکے آبا و کرام کا تہا۔ نواب گورنر جنرل گھوڑے پر سوار کرزح کھینچے ہوئے جلو
سواری میں ہوئے۔ شاہزادہ اول کوٹہی جنرل مارٹن میں داخل ہوئے جس میں
مرزا شکوہ شاہزادے بہی پہلے آکر رہے تھے۔ جناب عالی یعنی نواب آصف الدولہ
نے تین لاکہہ کا نقد وجنس بطور نذر پیشکش کیا اور ہر صبح کو جناب عالی اور نواب
گورنر جنرل دربار شاہی سمجھکر حاضر ہوتے تھے اور تمام سامان ولوازمہ مہانداری سب بہ تکلف
سرانجام کردیا کرتے اور ہر روز تحفہ و تحائف ہر قسم کے بہ تفاخر بہیجا کرتے۔ مگر افسوس کہ اس
مدت مہمانی میں بہت سی باتیں شاہزادے کی زبان زد خلائق ہوگئیں جن کی
تحریر میں ننگ کتاب ہے۔ صاحبان فہم سمجھ سکتے ہیں کہ جب شاہزادوں و والیان

[۱] از سلطان الحکایات ۱۷   [۲] از تاریخ اودہ کمال الدین حیدر

ملک ایسے عیش پسند نہ ہو گئے ہوتے تو ملک کی یہہ حالت کیونکر ہوتی ۔ نواب آصف
الدولہ کا بہی خیال اُنکی پرداخت کا بطور بادشاہ تہا اور حسب شہرت بعض خواص
لکہنؤ و تحریر کمال الدین حیدر وارن ہسٹنگ بہادر کا بہی خیال بوجہ اولوالعزمی یہ تہا کہ
اگر کوئی شاہزادہ یا بادشاہ ہندوستان صاحب ارادہ اولوالعزم ملجائے اور
وہ مستحق سلطنت بہی ہو تو مثل ولایت امریکا ہم اُسے سلطنت پر بیٹہا کر وہی صورت
کریں اور ہم مطیع و فرماں بردار ہو کر موافق قانون منضبطہ انتظام سلطنت کریں اور
حکومت لندن سے علحدہ ہو جائیں ۔ مگر جب شاہزادوں کے حالات اچہے نہ پائے
تو اپنے خیال و تصور میں بلکہ بعض خاص لوگوں سے تاسف کیا کرتے ۔ راقم مؤلف
عرض کرتا ہے کہ ادنےٰ طبقہ کے لوگوں کے حالات جس میں فی الجملہ ننگ ہو معرض
تحریر میں لانا خلاف شان مورخ ہے چہ جائیکہ اعلےٰ طبقہ خصوصاً شاہزادوں کی کیفیت
دکہلائی جاوے مگر چونکہ ناظرین کتاب کو بعد ملاحظہ مضمون بالا خیال ہو سکتا ہے کہ یہہ
تحریر ادعائے محض کا حکم رکہتی ہے ۔ لہذا بخیال بے تعصبی کے جو شان مورخ ہے ثبوت چال
چلن شاہزادہ بہی لکہنا پڑا ۔ صاحب تاریخ اودہ یعنی کمال الدین حیدر تحریر کرتے ہیں
کہ منجملہ سامان مہمانداری صحبت ارباب نشاط و ناچ رنگ بہی تہی اور اُن میں مسماۃ
ہنگمیہ جو ناچ میں بے مثل تہی اور اُسکا ناچ آصف الدولہ کو بہی بہت پسند تہا اور اسکام
کے واسطے اکثر دربار نواب میں حاضر ہوا کرتے وہ بہی بہیجی گئی اُسپر میلان شاہزادہ کا
ہوا اور مستفید خدمت ہو گئے ۔ مگر اب خرابی بڑہی کہ اوسکا عشق شاہزادہ کے مزاج
میں بڑہتا گیا چونکہ نواب شجاع الدولہ کو یہہ خیال تہا کہ کوئی کبہی کسی کی گہر میں بڑنے
نہ پاوے دوسرے حسب لوازمہ امارت یہ بہی خیال تہا کہ اگر یہہ خانہ نشین ہوئی تو
لطف ناچ جاتا رہے گا ۔ ممانعت مسماۃ مذکور کے جانے کے دربار شاہزادہ میں کردیا
اسپر ممانعت سے شعلۂ عشق شاہزادہ کا اور زیادہ ہوا ۔ رات کو ڈولی میں سوار ہوکر

جانے لگے جب اس کا پرچہ گذرا تو نواب نے حکم دیا کہ ہرکارہ دور دور سے اہتمام کیا کریں مبادا کسی صورت سے کچھ خلاف ہو. تا آنکہ شاہزادے نے اسپر ہی قناعت نہ کیا از خود رفتہ ہوکر خیال کیا کہ وذریعہ نواب گورنر جنرل اسکو نواب سے مانگنا چاہیے. آخر ایک روز مضطر ہوکر گورنر جنرل سے فرمایا. مجھے تم سے خلوت میں کچھ کہنا چاہیے گورنر جنرل نے عرض کیا کہ کل حضور ارشاد فرمادیں تو بہتر ہے.

محتشم الیہ اسکو بہت دور تک غور کرگئے صاحبان کونسل سے مشورہ کیا بہ تنقیح تام یہہ تجویز ہوا کہ اگر شاہزادہ از راہ اولوالعزمی کسی ملک کے لینے کی کمک چاہی تو دو کمپ ہمراہ رکاب کرنا چاہیے اور اگر روپیہ طلب کرے تو اس قدر دینا چاہیے اور اگر اسیا نا گرفتاری نواب چاہے تو اس کا جواب صاف دینا چاہیے.

دوسرے دن شاہزادہ بہادر نے فرمایا کہ مجھے نواب بہائی سے تم بھگیہ کو دلوا دو. نواب گورنر جنرل آداب بجالاکر رخصت ہوئے اور جناب عالی نواب آصف الدولہ سے کہا ہمیں معلوم نہیں وہ شے کیا چیز ہے جسکے لئے ہم سے کہلوایا ہے غالب ہے کہ آپ بھی اپنا شاہزادہ سمجھکر دریغ نہ فرمائے گا. نواب آصف الدولہ سنکر بہ مقتضائے تہذیب چپ رہے پھر فرمایا وہ ایک کسبی بازاری ہے جسپر حضور عاشق ہوئے ہیں میں نے اُسے پہلے منع کیا تھا اب اونھوں نے آپ سے سفارش چاہی ہے بہت اچھا. بس یہ سنتے ہی نواب گورنر جنرل نے حجاب شرم سے سر جھکا لیا اور دل میں اونکی لیاقت پر بہت افسوس کرتے ہوئے رخصت ہوئے.

نواب آصف الدولہ نے خطاب نواب گورنر جنرل بسواری میانہ بھگیا کو شاہزادے کی محل میں بھیجدیا اور شاہزادہ نے بپاس خاطر نواب جہان آبادی دیا اُن سے مرزا عالی قدر پیدا ہوئے اور اپنی ماں کی جہت سے شیعہ ہوئے.

روز دیگر وقت صبح بوجہ اس کے کہ شاہزادہ کا محل ہو گئی آصف الدولہ نے از راہ آداب

شاہی نذر بجوائی شاہزادہ نے بعد چند روز کے اسی امر قلیل پر قناعت کر کے یا بے تو بھی نواب وزیر سے بنارس کا رہنا اختیار کیا اور عزم بالجزم ممالک شرقیہ کو فسخ کر بیٹھے پچیس ہزار روپیہ ماہواری پنشن سرکار آصف الدولہ سے مقرر ہوا اور معرفت رزیڈنٹ صاحب کے ملتا رہا اور مکان شیوالہ بنارس میں جو راجہ جیت سنگھ سے لیا گیا تھا سکونت کی یہہ تنخواہ بروقت تقسیم ممالک محروسہ (جو سنہ ۱۸۰۱ء میں ہوئی اور اسکا ذکر آئندہ آرہا ہے) مجرا ہوکر ذریعہ گورنمنٹ انگریزی ہوگئی۔

بعد کئی برس کے مرزا سلیمان شکوہ حقیقی بھائی محمد اکبر شاہ کے (جو بعد شاہ عالم کے تخت نشین دہلی برائے نام تھے) دلی سے رونق افروز لکھنو ہوئے۔ چونکہ نواب آصف الدولہ وجوہات مذکورہ سے خاندان شاہی سے مکدر رہتے تھے لہذا اس خیال سے کہ جب بڑے صاحب کی وہ حالت مشاہدہ ہوئی تو ان سے کیا نہوا اجازت داخلہ شہر نہ دی۔ تاکہ شہر تکیہ بود علی شاہ کے قریب ایک باغ میں کئی مہینہ تک رہا کئے۔ تا اینکہ لارڈ کارن والس بہادر تشریف لائے۔ اور اونکی سفارش سے چھ ہزار ماہواری مقرر ہوکر داخل شہر لکھنو ہوکر بنگلہ مرزا خلیل میں جو قریب کوٹھی رزیڈنٹی تھا اور کنارہ دریا تھا قیام کیا۔ پھر ٹیڑھی کوٹھی جنرل مارٹین کی خرید کی لیکن بوجہ کثرت ازواج واولاد اس آمدنی پر بھی کمال عسرت سے عمر بسر کیا۔

ملاحظہ ہو تاریخ کمال الدین حیدر
جلد اول

اوسان سنگھ کا سرکار مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ سے علحدہ ہونا و حال نائبان ریاست زمانہ مہاراجہ مہیپ نراین سنگھ کا

بابو اوسان سنگھ جن کے حالات سابق میں ضمن حالات راجہ جیت سنگھ میں مذکور ہو چکے اپنے نزدیک انہوں نے بڑی خاک اوڑائی اور مہاراجہ جیت سنگھ کے مخالفت میں اونہوں نے مختلف مقامات کا سفر کیا آخر مرشدآباد میں رہتے کہ گورنر ہسٹنگ صاحب نے اونکو بلایا اور اخراج راجہ جیت سنگھ میں اُن سے مدد لی اور اونکے بعد مہاراجہ مہیپ نراین سنگھ مسندنشین ہوئے اور دیوان مقرر ہوئے۔ اوسان سنگھ بغرور موافقت صاحبان عالیشان خصوص توجہات وتفضلات گورنر بہادر اس غرور و پندار میں رہتے کہ میں بانی اخراج جیت سنگھ وجلوس راجہ مہیپ نرائن سنگھ ہوں لہذا تمام ریاست میں اور تمام انتظامات میں کسیکو اپنا ہمسر وہم پلہ نہ سمجھتے اور ہر معاملہ میں دخل دیتے اور تحصیلداری محالات کی اپنے دوستوں ومتوسلوں کو دینا چاہتے۔ بابو درگبنجے سنگھ جن کو عہدہ نائب ریاست ہونے کے تمام گھر وریاست پر اختیار تہا اوسان سنگھ کے بیجا حرکات پسندیدہ نہ کرکے اونکو دخل بیجا سے مانع ہوئے تاہنگہ اوسان سنگھ اُن سے بہی ناراض ہوئے اور اونکی برائیاں تلاش کرکے دشمنی پر کمر باندہ لی اور بموقع پاکر شکایت بابو درگبنجے سنگھ کی گورنر سے کرنے لگے اور حق یہ ہے کہ بیچارے اپنی عادت سے مجبور تہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

جب انہوں نے اخراج درگبنجے سنگھ کے واسطے کچہ روپیہ بطور نذرانہ مانگ دینا چاہا تو جیاکنندہ راجاہ در پیش کا مضمون آگیا یعنی گورنر بہادر کو اُنکے خبث باطن پر وقوف ہوگیا اور اونکو انتظامات مالی وملکی میں دخل دینے سے روکا۔ اوسان سنگھ بنارس میں رہنے تو لگے گر وہاں سے بہی بیٹھے بیٹھے کارپردازان راجہ

مہیپ نرائن سنگھ کو بابو درگ بجے سنگھ سے برہم کرنا شروع کیا چنانچہ مسٹر مارکیم صاحب رزیڈنٹ بنارس نے تحریر ذیل بنام بابو درگ بجے سنگھ مورخہ ۲۹ ذی قعدہ سنہ جلوس بھیجی۔

رفعت پناہ صداقت دستگاہ بابو درگ بجے سنگھ سلمہ۔ قبل ازیں ان رفعت پناہ سے کہدیا گیا ہے کہ بابو اوسان سنگھ مخل وتباہی امورات میں مستعد وسرگرم ہے اور اسکا ثبوت روزانہ پہونچتا رہتا ہے۔ لہذا اوس رفعت پناہ کو لکھا جاتا ہے کہ تحالات متعلقہ زمینداری مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر میں جس مقام پر کہ لوگ بابو مذکور کے تجویز سے ہوں اونکو پروانہ ہذا کے دیکھتے ہی برخاست کردیں اور اونکی جگہہ پر لوگ اپنی طرف سے مقرر کردیں اور کسی امر میں مشورہ بابو مذکور سے نہ لیں اور اس حکم کو محکم جانیں اور انحراف نہ کریں اور اس معاملہ میں تاکید بلیغ جانیں۔

رزیڈنٹ مذکور نے بابو اوسان سنگھ کو حکم دیا کہ تم میرے سامنے سے فوراً سید پور اپنی جاگیر پر چلے جاؤ۔ انھوں نے براہ حیلہ سازی چاہا کہ میں رام نگر جانے پاؤں اور مہارانی گلاب کنور صاحبہ کو سخنان چرب وشیریں سے اپنے موافق کروں مگر اجازت نہ پائی۔ مجبوراً بادل ناخواستہ روانہ سید پور ہوئے۔ اور گڑھی اوجوری کو اپنا مسکن قرار دیکر وہاں پر مکانات بنوائے۔

حالات نائبان ریاست زمانہ مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ

بابو درگ بجے سنگھ صاحب کی جاگیر میں پرگنہ مہائچ پینتیس ہزار کی جمع پر جاگیر میں دیا گیا۔ یہ والد مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ داماد مہاراجہ بلونت سنگھ آنجہانی

تھے اور اونہیں کی کوششوں و حافر باشی وگورنر صاحب کے راضی رہنے سے راج
مہاراجہ مہیپ نراین کو ملا جیسا کہ حالات سابق سے واضح ہوا مسٹر مارکہم صاحب رزیڈنٹ
جو اول زمانہ مسند نشینی میں تھے اول میں اونسے راضی رہے اور تحریرات انکے پہنچتی رہے
چنانچہ دوسرے ماہ مسند نشینی پر تحریر دربارہ اغراج متوسلین بابو اوسان سنگہ انکے
نام آئے جو اون کے حال میں مذکور ہوے اور اسکے قبل یعنی ایک ماہ مسند نشینی کے بعد
حکمنامہ گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ صاحب دربارہ محصول پرمٹ مرقومہ ۲۸ نومبر ۱۷۸۱ء
ذریعہ رزیڈنٹ صاحب بنام مہاراجہ آیا تھا (جو کہ انتظام پرمٹ میں لکھا گیا) انہیں کے
زمانہ نیابت میں آیا تھا اوسکے بعد مسٹر مارکہم صاحب ضیاء الدولہ معظم الملک کے جانب سے بابو
درگ بجے سنگہ کو بنظر خصوصیت تحریر متضمن انتظام بہیجی جاتی رہیں۔

چنانچہ ۱۳ جمادی الاول سنہ ہجری کو یہ تحریر آئی۔ رفعت و عوالی پناہ بابو درگ بجے سنگہ
سلمہ۔ آپکی عرضی مع صورت حال واقع ۱۶ ماہ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ پہونچی اسکے مندرجات
پر مشرح اطلاع ہوئی چونکہ مقدمہ درمیان اہل کاران اوس رفعت پناہ بمقابلہ
نواسنگہ و اونکے آدمیوں کے لڑائی تک پہونچ گیا اور چند شخص زخمی اور ایک
شخص غیر مقتول ہوگیا۔ لہذا بنظر اسکے کہ مقدمہ خون کا ہے ضرور ہوا کہ عدالت فوجداری
خانصاحب مہربان مخلصان علی بن ابراہیم خاں صاحب بہادر میں رجوع ہو تا کہ فریقین
سے گناہ گار و مرتکب خطا کو سزا دیجائے اور آئندہ اس قسم کے حرکات ناشائستہ
ظاہر نہوں اور تخلل و برہمی امورات ملکی میں پیدا نہوں۔ اس معاملہ میں بھی بلحاظ
حفاظت آپکے مرتبہ کے اس طورسے میں نے تجویز و مقرر کیا ہے کہ چونکہ سابق سے
مقرر ہوچکا اور حکم اس جانب اس بات میں صادر ہوچکا کہ جب کوئی خونی یا چور یا کسی قسم
کا گنہگار شہر بنارس سے بھاگ کر بیرونجات میں کہ عبارت علاقہ اس رفعت پناہ سے
ہے پناہ لے تو مردمان حاکم شہر بنارس اوسکے گرفتار کرنے کو نہ جاویں یعنی ایسا نجاے کہ

کہ مردمان خان معزالیہ بیرونجات میں جاکر اونکو بطور خود گرفتار کریں اور بنارس میں لاویں بلکہ جس وقت ایسا اتفاق پیش آوے۔ مردمان خان معزالیہ مردمان سرکار اوس رفعت پناہ کو ہمراہ لیکر اونکی واقف کاری سے مفصل میں پہونچکر مجرم کو گرفتار کریں اسی طور سے جب کوئی آپکے سرکار کے متعلق خواہ ساکن شہر بنارس کا ہو یا بیرونجات کا ہو اور شہر میں رہتا ہو اور بلوانا اوسکا اجراے کام ملکی کے واسطے آپ کو منظور نظر ہو تو اس صورت میں اپنے آدمی تنہا اُسکے بلانے کو نہ بھیجیں بلکہ اپنے ملازموں کو دستک اس مضمون کی لکھدیں کہ فلاں شخص جو شہر بنارس میں فلاں جا رہتا ہے اُسکے حاضر کرنے پر مقرر ہوئے ہوں مگر تم کو چاہئے کہ پہلے یہہ دستک حضور خان معزالیہ میں لیجاؤ کہ وہ اسکو دیکھکر تمہارے ہمراہ اپنے آدمی کو مقرر کرینگے اس وقت تم لوگ اُنکی حمایت سے اس شخص کے پاس پہونچو اور مردمان خان مذکور اوسکو گرفتار کرکے تمہارے حوالہ کریں۔

ایسی صورت میں جو معاملہ دار اوس رفعت پناہ کا بنارس میں ہوگا بلا وقت آپکے پاس حاضر ہوگا اس معاملہ میں حکم اینجانب خان معزالیہ کو بھی جا چکا ہے وہ بموجب ایماکے عمل کرینگے۔

۱۴ جمادی الاول ۱۲۲۲ھ مسٹر مارکہم

اوسکے بعد ۳ رجب سنہ مذکور کو ایک تحریر دوبارہ انتظام شب خونیاں آئی۔ کہ قبل ازیں گروہ ڈاکوؤں سے نکل علانیہ وظاہر طور سے بدلیری تمام صرافہ بنارس کو لوٹا اور مالدار شخصوں کو زخمی کرکے پوشیدہ ہوگئے تھے بالفعل خان صاحب لبسیار مہربان مخلصان علی ابراہیم خان بہادر نے اونکا پتہ لگایا کہ پرگنہ بہدوہی میں باہتمام ظالم سنگھ موجود ہیں موصوف نے بغرض گرفتاری اُنکے پیادہ و سپاہی بھیجے تھے چنانچہ ان لوگوں کے پہونچنے پر ایک شخص اُن شب خونی سے جان سے مارا گیا اور دس شخص کہ اُن میں ایک

ایک سردار بہی اونکا ہے زندہ گرفتار ہوئے. زمینداران اُس مقام نے اس گروہ کی حمایت بوری کی مگر دمان خان معرالیہ نے اپنے حسن تردد سے اونکو چھوٹنے نہیں دیا. یہہ خبر سنکر کمال حیرت وتعجب ہوا کہ باوجود خبرگیری واحتیاط اُن عوالی پناہ کے اس قسم کی حرکات ناشائستہ ظہور میں آویں. اس گروہ سے جو لوگ کہ گرفتار نہیں ہوئے اُن کی نسبت ایسی فکر کرنی چاہئے کہ اپنے سزائے اعمال کو پہونچیں ظالم سنگھ کو جو وہاں کا مہتمم ہے اور اس گروہ بدمعاشان کا پناہ دہندہ ہے۔ اور اس قسم کی جرأت کی اس نے عادت کر رکہی ہے اسکو موقوف کرکے دوسرے کو اوس کی جگہہ پر مقرر کریں. اور اپنے تمام علاقہ کے زمیندار وجاگیردار وتعلقہ دار وتمام ساکنین علاقہ کو اس مضمون کا اشتہار دیدیں کہ چور وٹھگ وڈاکو وغیرہ کو رہنے نہ دیں اور اونکی حمایت نہ کریں ورنہ درصورت ظہور اس امر کے اُنکے واسطے بُرا ہوگا اور اپنی سزا کو پہونچیں گے.

۳ رجب ۱۲۴۰ مادکیم

تحریر بالا کے پہر چوتہے ماہ یہ تحریر آئی کہ بابو لکھن سنگھ نے عرضی اپنی اس مقدمہ میں انجناب کے حضور میں گذرانی تہی نامبردہ کے طلب ہونے پر یہہ بیان کیا کہ بموجب نوشت وخواند مالگذاری کے وہ حاضر ہیں مگر چونکہ غیرواجب اُنکے ساتھ کیا جاتا ہے۔ لہذا اس سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ لہذا آپ کو لکھا جاتا ہے کہ مقدمہ بابو مذکور میں براہ حق واجبی فیصلہ کیا جاوے تاکہ آپ کا نقصان بہی نہ ہو اور بابو مذکور پر ناحق غیرواجبی بہی نہ ہو اُنکی عرضی کی نقل ملفوف بہیجی جاتی ہے اُس سے کیفیت مفصل معلوم ہوگی۔

از کاغذات دفتر

۱۹ شوال

بہرطور بابو درگ بجے سنگھ نے جب انتظام شروع کیا تو اول اول نہایت معقول

بابو لکھن سنگھ خاندان منسارام صاحب میں ہیں جن کا حال شجرہ سے واضح ہوچکا ہے۔

انتظام رہا مگر آخر میں اُنسے انتظام پرگنات نہ چل سکا اور مالگذاری مقررہ کمپنی انگریز بہادر نہ پہونچ سکی تو وہ کام نیابت سے معزول ہو کر بعلت مالگذاری باغ مرلی دھر میں مقید ہوئے کیونکہ جب راجہ مہیپ نرائن سنگھ سے بابت مالگذاری تقاضا ہوتا تو وہ صاف جواب دیتے کہ مالگذاری پہنچانا کام نائب راج ہے ہمارا کام نہیں ہے۔ لہٰذا مواخذہ نائب راج سے ہونا چاہیے۔ از تاریخ البشری۔

بابت تقرری نائب راج دیگر گفتگو ہونے لگی۔ رانی گلاب کنور صاحبہ و نیز راجہ صاحب نے اپنی رائے سے مقرر کرنے کو لکھا تو رزیڈنٹ بنارس مسٹر ابراہم صاحب نے اپنی تجویز سے نائب راج کو مقرر کیا اور بابو جگر دیو سنگھ کو نامزد کیا اور اوسکی منظوری نواب گورنر جنرل کے یہاں سے منگوائی جب ان لوگوں نے عذر کیا تو رزیڈنٹ موصوف نے یہ خط جناب رانی صاحبہ کو لکھا۔

رانی صاحبہ مشفقہ سلمہا۔ بعد سلام خیریت التیام مکشوف خاطر ہو کہ وہ مشفقہ دلجمعی و خوشی خاطر سے بسر فرماویں۔ نائب راج کہ بموجب حکم حضور پرنور مقرر ہوتا ہے اس میں نیکنامی اس مشفقہ کی اور آبادی ملک کی ہے کوئی نقصان و خلل اُس مشفقہ کو نہ ہوگا اور ایک مرتبہ بلحاظ خاطر آپکے حضور پرنور میں لکھا جاوے گا۔ آپ اطمینان رکھیں۔

دوسرا خط اسی مضمون کا بنام مہاراجہ صاحب تھا مگر اس میں اس قدر اضافہ تھا کہ ایک خط بنام رانی صاحبہ اسی مضمون کا ملفوف جا رہا ہے اوسکو آپ اپنے ہاتھ سے پہونچا دینگے اور میری طرف سے سلام کہیں گے۔ بعد اسکے یہ تحریر آئی راجہ صاحب مشفق مہربان استظہار مخلصان راجہ مہیپ نرائن سلامت۔ بعد اشتیاق ملاقات بہجت آیات واضح خاطر محبت ماثر ہو کہ کل ۱۲ محرم سنہ ہجری مطابق سنہ ء ہے حسب حکم حضور پرنور نواب عمادالدولہ

بابو جگر دیو سنگھ فرزند سرنام سنگھ فرزند سیارام ہیں جو برادر راجہ بنارام تھے۔

جلادت جنگ دام اقبالہ خلعت نیابت بابو جگر دیو سنگھ کو دیجاویگی۔ اطلاعاً اُس مہربان کو لکھا گیا۔

مسٹر مارکہم

چونکہ ایام نیابت بابو درگ بجے سنگھ میں بقایا ملک میں باقی تہا لہذا رزیڈنٹ مذکور نے مہاراجہ کو پہر خط لکھا کہ حسب اظہار اُس مہربان کے باقیات سال گذشتہ زمانہ بابو درگ بجے سنگھ کے نسبت اینجانب نے بابو جگر دیو سنگھ کو حکم دیا ہے کہ تحصیل سال حال میں کمی نہ ہو اور باقی اُس مہربان کی وصول جاوے۔

بابو درگ بجے سنگھ چندے قیدخانہ میں رہے تہے تا اینکہ کسی طور سے موقع پاکر نکل بہاگے اور سر ساپہار اپنے خاص وطن میں پہونچکر سامان امارت مثل سونٹھ وعصا بنوا کر ملازمین میں اضافہ کر کے روانہ مرشدآباد ہوئے اور مثل اُمرا وہاں بسر کرنے لگے تا اینکہ ایک روز مہارانی گلاب کنور صاحبہ نے گورنر ہسٹنگ صاحب بہادر کو خط لکہا کہ بابو درگ بجے سنگھ کو بلوا دیجئے صاحب ممدوح نے ہوٹ صاحب بہادر کلان مرشدآباد کو چٹہی لکہی اور اونہوں نے بابو موصوف کو بنارس روانہ کیا جب بابو صاحب ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۵ء میں داخل بنارس ہوئے تو پہر گرفتار ہو گئے۔

مہارانی گلاب کنور صاحبہ نے کہا میں تہیں بغرض رہائی بابو درگ بجے سنگھ کو بادل اس مہاجین کو بلوا کر اپنا صندوقچہ زیورات دیکر رہن کرنے اور روپیہ دینے کو کہا اُس نے زیور لینے سے بوجہہ رعایا ہونے کے انکار کیا اور روپیہ حاضر کیا وہ روپیہ جب بہیجا گیا تو بابو مذکور قید سے رہا ہوئے اور کہجا کے پچہم طرف دالان میں اُترے۔ راجہ صاحب نے اُنسے کاغذات واصلات ظالم سنگھ دہتمم سابق بہدوہی وغیرہ طلب کیا اونہوں نے کہا وہ کسی کام کو رکہا ہے۔ دوسرا کاغذ جو مطلوب ہو دیا جاوے اِس میں ردوبدل ہوئی اور نوبت بدمزگی آگئی راجہ صاحب نے شکایت انگریزوں سے کر کے پہر قید کرا دیا۔ اور اسی

قید میں انتقال[1] کیا۔ سندروت سنگہ پدر بابو شنبھو دت سنگہ نے آگ دیا چونکہ ہوا تیز تہی اس وجہ سے تمام گہاٹ مرن کنکا سے پنج گنگا تک جو پھوس کا تہا جل گیا۔ بابو عجایب سنگہ نے کوشش کر کے بجہوا دیا۔ پہر رام نگر آئے اور اونکا تمام رسم از قسم طعام وغیرہ بارہ دری ڈیوڑہی کے اندر حصہ میں ہوا۔ بابو بہوپ نرائن سنگہ مشہور چہوٹے بابو برادر خورد راجہ مہیپ نرائن سنگہ اُس زمانہ میں لکہنؤ میں تہے خبر انتقال سنکر چار روز کے عرصہ میں ڈاک پر آئے اور کل خرچ ڈاک راجہ مہیپ نرائن نے دیا (از تاریخ البشری)۔ بہ لحاظ قرابت گورنر جنرل جان مکفرسن صاحب[2] ۱۹۔ اپریل ۱۷۸۵ء کو خط تعزیت مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ کو لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستان راجہ مہیپ نرائن سنگہ رہ۔ اس زمانہ میں خبر معلوم ہوئی کہ عوالی مرتبت بابو درگ بجے سنگہ نے اس جہان فانی سے انتقال کیا۔ اس خبر کو سنکر نہایت رنج ہوا۔ چونکہ یہہ عالم گذرگاہ ہے اور ہر ذی حیات کیواسطے یہی حکم جاری ہے۔ لہذا راضی برضا رہنا لازم ہے۔ اینجانب کو ہمیشہ متوجہ حالات و خوبی امورات متعلقہ خود جان کر ہمیشہ گذارش حالات خود و کیفیات اوس ضلع کی کرتے رہیں کہ موجب خوشنودی ایں جانب ہوتا رہے۔

[1] نواح عظیم آباد میں جسقدر علاقہ جات مہاراجہ تہے اونپر انند سنگہ کو بابو درگ بجے سنگہ نے تحصیلدار کیا تہا یہہ بہت کارگذار و خیرخواہ و اچہے تحصیلدار تہے بوجہ انکے اچہی تحصیل ہونے کے لوگ اپنی اپنی تنخواہیں اسی تحصیل پر کرا لیتے جیسا کہ اُس زمانہ کا معمول تہا بعد وفات درگ بجے سنگہ ان تحصیلدار کو نہایت تردد تہا اور غماز و حاسدوں کیوجہ سے عجب خوف و ہراس میں تہے مگر مہاراجہ نے اونکو انکی کارگذاری پر بحال رکہا اور انکو تسلی دی۔ بلکہ جو حالات دربار وغیرہ عظیم آباد کے ہوتے وہ انسے دریافت کئے جاتے۔ اور وکیل مہاراجہ متعینہ عظیم آباد یعنی سمپت سنگہ کا بہی اعتماد تحصیلدار مذکور پر تہا۔ چنانچہ سمپت سنگہ وکیل عظیم آباد و سردار سنگہ و سرجیت سنگہ و سیتل سنگہ وغیرہ کی تنخواہیں مقرر تہیں اور اونکو یہ تحصیلدار برابر ادا کرتے رہے اور اپنا حساب صاف کر کے بقیہ حضور مہاراجہ میں بہیجتے رہے۔ کاغذات دفتر۔

[2] گورنر جنرل جان مکفرسن صاحب ۲۷ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ مطابق ۸ فروری ۱۷۸۵ء بجائے مسٹر وارن ہسٹنگس گورنر ہوئے۔

بابو جگر دیو سنگھ نے نائب راج ہونے پر سختی اور ظلم کا طریقہ جاری رکھا قلعہ کی لونڈیوں و ملازموں کو تکلیف دینا شروع کیا حتی کہ ٹیکا رام جمعدار کی عورت کو ایسی ذلت دی کہ جمعدار مذکور کو نہایت ندامت ہوئی اور مواضعات و دیہات کے اثامیوں سے تنگ گیری و سخت گیری کی تاآنکہ وہ سب کے سب فریاد و فغاں کرنے لگے جب انتہا درجہ کو مجبوری ہوئی تو چند اثامی ہل جوتنے والے اپنے اپنے ہل لیکر جانب لکھنؤ خدمت گورنر جنرل وارن ہسٹنگز میں کہ اُس زمانہ تک گورنر تھے اور بغرض ملاقات نواب آصف الدولہ گئے تھے روانہ ہوئے جب سب اثامی نواب نامدار کے قریب ڈیوڑھی پر پہنچے اور گورنر بہادر کے آنے کا وقت ہوا تو وہ سب قطار باندھ کر اپنے ہل لیکر کھڑے ہوئے اور ایک درخواست تحریری دی و نیز زبانی کہا ہم لوگ ظلم جگر دیو سنگھ نائب راج بنارس سے بہت تنگ آگئے ہیں لہذا ہماری دادرسی فرمائی جاوے۔

صاحب ممدوح نے فرمایا تم سب لوگ بنارس جاؤ ہم راجہ صاحب بنارس و مہارانی صاحبہ کو چٹھی لکھتے ہیں وہ لوگ واپس ہوئے اور راجہ صاحب و مہارانی صاحبہ کے نام چٹھی آئی۔ از تاریخ اثیری۔

مہارانی صاحبہ نے بابو عجائب سنگھ کو جو چترکوٹ میں رہا کرتے بہ صلاح راجہ صاحب بلوایا اور حسب حکم گورنر صاحب اُنکو نائب راج کیا کیونکہ اُس وقت تک تقرری نائب راج از جانب گورنر ہوا کرتے اُس زمانہ میں مسٹر مارکہم صاحب ریذیڈنٹ روانہ ہو چکے تھے اور مسٹر فوق فرانسیس رزیڈنٹ ہو چکے تھے جیسا کہ حال تبادلہ گورنران و رزیڈنٹان میں تحریر ہوا۔ چنانچہ پروانہ گورنر جنرل وارن ہسٹنگ صاحب بنام راجہ صاحب آیا رفعت و عوالی پناہ مشفق دوستاں سلامت اِس زمانہ میں تغیری بابو جگر دیو سنگھ سے کام نیابت اُس عوالی پناہ کا بابو عجائب سنگھ کے نام حضور سے مقرر و مفوض ہوا نائب معزول کو حکم جارہا ہے کہ تمام امورات نیابت و کاغذات و دفتر و تمامی عملہ کچہری کو سپرد اُس

عوالی پناہ و نائب مقررشدہ کے کریں اور نائب معزول تعمیل کریں گے اور وہ عوالی پناہ
بھی اجرائے امور نیابت موافق حکمنامہ کے کہ حضور سے جا چکا ہے معرفت عجائب سنگھ کے
کریں اور ہمیشہ متوجہ احوال مشارٌالیہ رہیں۔ از کاغذات دفتر

دستخط انگریزی

وارن ہسٹنگ گورنر جنرل

سنہ ۱۱۹۳ فصلی مطابق سنہ ۱۲۰۱ھ و سنہ ۱۷۸۶ء میں کہ زمانہ نیابت بابو عجائب سنگھ کا تھا تنخواہ
کمپنی نہ پہونچ سکی گو اوسکی ذمہ دار نائب راج سے تھے کیونکہ اول تو کام انکا تھا دوسرے
تقرری از جانب گورنر ہوئی تھی تاہم مسٹر فوق نے مہاراجہ مہیپ نراین کو خط ذیل کا
لکھا کہ دوستدار نے بغرض تنخواہ کمپنی بابو عجائب سنگھ سے طلب زر باقی قسط کیا
مگر وہ ادا نہیں کر سکے دریافت سے معلوم ہوا کہ امسال سنہ ۱۱۹۳ فصلی میں سستی تحصیل سے
آمدنی روپیہ کی کم ہو رہی ہے دوستدار نے بابو موصوف کو تاکید بلیغ کی مگر اسیقدر تک
سستی بدستور ہے۔ لہذا آن مشفق کو لکھا جاتا ہے کہ کمپنی میں قبولیت انکی آپ کے
نام سے ہے اور نقصان اس سستی کا تعلق اوس مشفق سے ہے صلاح یہ ہے کہ وہ
مشارالیہ کو پورے طور سے سمجھا دیں کہ اپنے کاموں میں متوجہ رہیں تاکہ زر باقی قسط
کمپنی کو جلد ملتی رہیں اس میں سستی و غفلت کو دخل نہ دیں۔ از دفتر

مسٹر فوق

انہیں بابو عجائب سنگھ کے زمانہ نیابت میں بابو ننکو سنگھ فرزند بابو بنیاد سنگھ کہ وہ بھی
چترکوٹ میں رہا کرتے تھے بنارس میں آئے اور فتح باغ بنارس میں کہ راجہ صاحب نے آنکا
باغ لگایا تھا جس میں وہاں اب گرجا گھر بنگیا ہے مع لواحقین [illegible] باغ [illegible] میں
اوترے اور مہاراج و بابو عجائب سنگھ بھی اوسی باغ میں تھے اور مہارانی [illegible] گنور
صاحبہ کچھا میں تھیں بابو ننکو سنگھ نے براہ مفسدہ پردازی دعوے کیا کہ مہاراجہ بلونت

سنگہ نے پرگنہ کیرامنگر در بہاری پرورش کو دیا ہے اور محض دعوے دہانی نہیں ملکہ تحریری رزیڈنٹی میں بہ اجلاس مسٹر فوق دائر کیا عرصہ تک یہ مقدمہ رہا آخر حسب سند بادشاہی پرگنہ مذکور بصورت التمغا صندوقچہ مہارانی سے نکلی اور وہ پیش ہوئی تو بابو مذکور ہار گئے۔ از تاریخ البشری

آخر مسٹر فوق سے باعتبار گذارہ انکے پٹہ مقرری و استمراری پرگنہ و حویلی سرکار غازی پور و پرگنہ لکھنیسر وغیرہ کا لکھدیا۔

ذکر پٹہ استمراری بنام راجکمار ننکو سنگہ

مسٹر فوق صاحب رزیڈنٹ کے زمانہ حکومت میں یہ پٹہ استمراری سرکار غازی پور وغیرہ اور دستک بنام چودھریان وغیرہ بغرض قبضہ دہی راجکمار مذکور بہر فارغخطی کا ہونا کاغذات دفتر سے پایا جاتا ہے لہذا ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

یہ پٹہ ۱۹ نومبر ۱۷۵۵ء مطابق ۱۵ المحرم ۱۱۹۳ ہجری کو وزیعہ مسٹر فوق صاحب ہوا۔

پٹہ مقرری و استمراری بنام برخوردار اقبال نشان راجکمار کنور ننکو سنگہ بہادر

یہہ کہ پرگنہ حویلی سرکار غازی پور و پرگنہ بلیا و پرگنہ لکھنیسر و پرگنہ بجوتر و پرگنہ کوپاسو تعلقہ چیت فیروز پور و پرگنہ ظہور آباد و پرگنہ بہداوں و پرگنہ کدمہ و پرگنہ دہمہ و پرگنہ کرندہ و پرگنہ

بابو ننکو سنگہ فرزند متبنی بلونت سنگہ ہیں جن کو راجہ بلونت سنگہ نے مثل فرزندوں کے پالا تھا جن کا تذکرہ اکثر آچکا ہے۔

خان پور محالات سرکار مذبور و پرگنہ سکندر پور و پرگنہ خرید سرکار جونپور ابتدائے فصل خریف
۱۱۹۳ء گیارہ سو ترانوے فصلی مع مال و سائر سوائے پرمٹ و معافی دیوتر و بھوتر و نذر و نگاہ
۵۰۹۱۳ء
وایمہ عظام و فقیرانہ و معمولی نانکار بہ جمع سال تمام مبلغ سات لاکھ بچاس ہزار نو سو تیرہ روپیہ
گوہر شاہی سوائے بھرائی و رسوم خزانچی گری قبولیت کنور معزالیہ میں برسوں کے واسطے معاملہ
مقرری و استمرار کیا گیا۔ سبیل کنور معزالیہ یہ ہے کہ رعایا و کاشتکاروں کو اپنے حسن سلوک
سے راضی و شاکر رکھکر مالواجب مقرری و استمراری محالات مذکور بموجب قبولیت خود وقت پر
قسط بہ قسط و فصل بہ فصل سال بہ سال داخل خزانہ سرکار کرتے رہیں اور کوشش بلیغ کریں
کہ آبادی دیہات محالات مذکور و زیادتی زراعت ہر سال روز افزوں و ترقی پر رہے
اور تاکید مزید کرتے رہیں کہ انکے گماشتہ جات عملداری محالات مذکور میں خلاف معمول
عمل نہ کریں اور ابواب نہ لیں اور چور و راہزن کو محالات مذکور میں ٹھہرنے نہ دیں بلکہ
تلاش کرکے سزا دلائیں۔ حکام وقت پر لازم ہے کہ محالات مذکور قبولیت کنور معزالیہ میں
سالہا سال بحال و برقرار رکھکر مالواجب مقرری و استمراری مطابق اسی بٹہ و اقساط مفصلہ
ذیل کے قسط بہ قسط فصل بہ فصل سال بسال لیتے رہیں اور علت اضافہ مال و اخذ
ابواب میں اونسے مزاحم و معترض نہوں اور جو دہریان و قانون گویان و زمینداران پرگنات
مذکور کو چاہیئے کہ کنور معزالیہ کے خدمت میں حاضر و رجوع کرکے متابعت ادائے
مالگذاری کریں اور معاملات مذکور میں بعد راجہ کے کنور معزالیہ کو مقرر و استمرار معلوم کریں اور
کسی صلاح و صوابدید کنور معزالیہ سے انحراف نہ کریں اور شکر و شکایت کنور معزالیہ کو اپنے
حق میں موثر سمجھیں اور ہر سال سند مجدد و تازہ نہ طلب کریں اور اس معاملہ میں تاکید بلیغ جانکر
حسب المسطور عمل میں لاویں اور تخلف و انحراف نہ کریں۔

۱۸۳۹

[illegible]

منہائی جاگیرات وغیرہ

جاگیر کاہو بابو پرگنہ خرید میں	جاگیر شریعت اللہ خاں منشی پرگنہ بلیا میں
[illegible]	[illegible]
مالکانہ قاضی روشن ضمیر پرگنہ گوپا میں	مولی گوما
[illegible]	[illegible]
معافی میر سید علی پرگنہ سکندرپور میں	مالکان زمینداران
[illegible]	[illegible]
چھوٹ معمولی پرگنہ ظہور آباد	[illegible]
[illegible]	

معہ لک ۵۰۹۱۳

[illegible]

کنوار	کاتک	اگھن	پوس
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیساکھ	چیت	پھاگن	ماگھ
للعہ	للعہ	للعمامہ	للعہ
بھادوں	ساون	اساڑہ	جیٹھ
للعمامہ	للعہ	للعہ	للعہ

مرقومہ ۱۹ نومبر ۱۷۸۵ء مطابق ۱۵ محرم ۱۱۹۳ فصلی

دستخط انگریزی

فرانسیس فوق بہادر

اسی پٹہ کے ساتھ دستک رزیڈنٹ مذکور نے بنام چودہریاں وغیرہ جاری کی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

دستک بنام چودہریان و قانون گویان و زمینداراں و کاشتکاران محالات حویلی سرکار غازی پور و ظہور آباد و سیدانوں و بچھترہ و گویا و گریدہ و بلیا و لکھنیسر و کدمہ و دمہ و خان پور و تعلقہ جیٹ فیروز پور سرکار مذکور و پرگنہ سکندر پور و خرید سرکار جو نپور یہ ہے کہ محالات مذکور ابتداء ۱۱۹۳ فصلی گیارہ سو ترانوے فصلی سے برخوردار اقبال نشان ننکو سنگھ بہادر کو سپرد ہوئے ہیں لہذا تم لوگ اس عمل و دستک کے دیکھتے ہی گماشتہ کنور موصوف کی طرف رجوع کر کے مطابقت واداے مالگذاری کرو۔ اور صلاح وصوابدید گماشتہ ہاے کنور موصوف سے باہر نہو اور اس معاملہ میں تاکید بلیغ جانکر حسب المسطور عمل کرو۔

مرقومہ تاریخ ۹ نومبر ۱۷۸۵ء مطابق محرم ۱۱۹۳ فصلی

جمیس فوق

راج کمار ننکو سنگھ مذکورہ کی طرف سے انتظام مستاجری اچھا ہوا اور مالواجب سرکار برابر ادا ہوتا رہا۔ مسٹر جمیس فوق فرانسیس نے استعفا بہی دیا اور مسٹر جمیس گرانٹ ان کی جگہ

پر مقرر ہوئے مگر انتظام بدستور رہا تا اینکہ بزمانہ جیمس گرانٹ صاحب بدستخط موصوف و مہر مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ۔ اونکو فارغخطی ملی۔

فارغخط

بنام راج کمار کنور نہکو سنگہ بہادر متاجر سرکار غازی پور وغیرہ یہہ کہ

چونکہ مالواجب سرکار بابت سال تمام ۱۱۹۳ فصلی بموجب حساب متصدیان سرکار تمام وکمال خزانہ سرکار فیض آثار میں داخل ہوگیا۔ لہذا یہ چند کلمہ بطریق فارغخطی لکہی گئی کہ ثانی الحال سند ہو۔ مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۹۴ فصلی مہر راجہ مہیپ نرائن سنگہ

دستخط جیمس گرانٹ صاحب کلاں

چونکہ لالہ کشمیری مل شریک بابو نہکو سنگہ تہے۔ لہذا اونہوں نے بہی بابتہ ۱۱۹۳ فصلی ۲۶ محرم ۱۱۹۶ فصلی کو فارغخطی لکہی۔

لالہ کشمیری مل بحیثیت عملہ عدالت مسٹر فوق ہونے کے مزاج مسٹر موصوف میں دخیل تہے جیساکہ خط مسٹر جیمس گرانٹ صاحب رزیڈنٹ میں جو کہ دربارہ تغیری داروغہ پرسٹ ہے واضح ہوگا۔

زمانہ نیابت بابو عجائب سنگہ میں مسٹر فوق صاحب رزیڈنٹ نے استعفا دیا اور حضور گورنر جنرل جان مکفرسن صاحب بہادر سے جیمس گرانٹ رزیڈنٹ ہوکر آئے جیساکہ حال تبادلہ گورنر ورزیڈنٹ میں مذکور ہوگا۔ جیمس گرانٹ صاحب رزیڈنٹ نے بابتہ وصول تحصیل یہ خط مہاراجہ کو لکہا۔

راجہ صاحب مشفق لبسیار مہربان سمو المنزلت مع المکان توجہ فرمائے مخلصان راجہ مہیپ نرائن سنگہ بہادر سلامت چونکہ بقایا ۱۱۹۱ فصلی مطابق سنہ ھ و سنہ ۶ بوجہ معزولی نیابت بابو جگر دیو سنگہ ومنصولی نیابت عجایب سنگہ کے ذمہ متاجران باقی ہے اور بعض سرکاری پہرہ میں ہیں اور بعض پر پیادہ محصل مقرر ہیں۔ لہذا اس زمانہ

میں بغرض تحقیق و تجویز حق واجبی وانفصال زر بقایا کے مرزا کلب علی خاں مع ثالثان کے تجویز ہوئی اُن میں سے بعض مقدمہ جات باقیداری کے بمقابلہ متصدیان اس مہربان کے طے ہو چکے ہیں مگر بغیر فارغخطی ہونے کے روپیہ داخل خزانہ کمپنی نہیں ہو سکتا لہذا اُس مہربان کو لکھا جاتا ہے کہ جس صورت سے فارغخطی عاملان سنہ مذکور سابق میں ہو چکی ہو اسی صورت سے روپیہ داخل خزانہ کمپنی کر کے فارغخطی کر کے دیں تاکہ دوسرے مقدمات باقیداران میں توقف نہ ہو۔

جمیس گرانٹ

بابو عجائب سنگھ نے اپنا کام وصول تحصیل کا بہت اچھا کیا اور وہ کئی برس تک اس کام پر رہے۔ چنانچہ جمیس گرانٹ صاحب نے بذریعہ قاضی تقی علی خاں قاضی شرع یہ خط بابو عجائب سنگھ کو لکھا۔

بابو صاحب بسیار مہربان دوستان زاد جمیعتہٗ اس وقت میں کہ بندوبست اُس مہربان کا بابتہ ۱۱۹۲ فصلی گیارہ سو بانوے فصلی و ۱۱۹۳ فصلی ختم ہو گیا اور ایں جانب کو یقین ہے کہ تم خیر خواہ کمپنی ہو اور بموجب مقرری تمہارے بکار رنیابت حکمنامہ گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ صاحب سے قصور اس ملک کی کارروائی میں بابت ۱۱۹۳ فصلی کے نہ ہوگا۔ لہذا لازم ہے کہ تم اپنے سررشتہ کے اجرا میں حسبطور یرکہ کام کرتے آئے ہو مشغول رہکر فوراً بندوبست ۱۱۹۳ فصلی میں مستعد و معاون رہو تاکہ کارروائی تمہاری کونسل میں لکھی جاوے اور اوسکی وجہ سے سبیل مالگذاری سرکار ہوا در بہتری ملک و رفاہ خلق و خوشنودی کمپنی و بہبودی راجہ ظاہر ہو حسبطور یرکہ گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ بہادر اس ملک کا نقشہ باندھ کر گئے ہیں

لہ قاضی صاحب کی اولاد میں قاضی خورشید علی خاں بہت مرد باخدا ہوئے جنہوں نے جائداد مدرسہ ایمانیہ تیلیانالہ بنارس کو وقف کی اور وہ ابتک بہت خوبی سے جاری ہے۔

اوسیطور سے لارڈ صاحب وصاحبان کونسل سے برقرار ہے فقط
چند سال کام کرنے کے بعد بابو عجائب سنگھ نے کنارہ کشی کی اور بیمار ہو کر مر گئے جیمس گرانٹ نے بزبردستی خود باوجودیکہ مہاراجہ انتظام کرتے رہتے تھے شنکر پنڈت کو مقرر کیا اور مہر نیابت کو زبردستی رزیڈنٹ مذکور نے بابو عجائب سنگھ کے مکان سے منگوا کر حوالہ شنکر پنڈت کیا جسکی وجہ سے مہاراجہ کو اپنی واجب العرض بحضور گورنر میں یہ بھی عرض کرنا پڑا کہ دستور ملک ہندوستان ہے کہ نائب جب خلاف مرضی منیب ہوتا ہے تو موجب خرابی کام ہوا کرتا ہے فدوی جوان ہے اور چند فرزند رکھتا ہے اور سرانجام کام میں قصور نہیں کرتا ہے۔ بابو عجائب سنگھ نے سالگذشتہ کام نیابت سے کنارہ کشی کیا تھا بندوبست اور تحصیل سرانجام پاگئی۔ مگر جیمس گرانٹ کہ باطن میں ابتری کار فدوی منظور رکھتے ہیں اونہوں نے مرنے عجائب سنگھ کو دستآویز کر کے بلا ضرورت شنکر پنڈت کو کہ کبھی اس ملک کے راجگان کے سامنے مداخلت نہ رکھتے تھے فدوی کی سبکی کے غرض سے کار نیابت پر مقرر کردیا اور عجائب سنگھ کے گھر سے بزور مہر نیابت منگوالی اور حوالہ شنکر پنڈت کردیا امیدوار ہوں کہ نائب کے مقرر کرنے و نہ کرنے میں فدوی خود مختار رہے کہ باقبال خداوند خود فدوی راج کے کام کو انجام دیتا ہے اور دیسکتا ہے جبکہ یہاں کے صاحبان درخواست کرنے پر مدد و معاون رہیں۔

اس واجب العرض میں اور دفعات بھی ہیں جو فصل علحدہ ذکر معاملات درمیان راجہ مہیپ نرائن سنگھ وجیمس گرانٹ صاحب رزیڈنٹ بنارس معزول شدہ میں آرہے ہیں۔

اوس وقت جیمس گرانٹ صاحب اپنے عہدہ سے جاچکے تھے اور اونپر مقدمہ مہاراجہ کی طرف سے چل رہا تھا اور مسٹر ڈنکن صاحب رزیڈنٹ ہو کر آئے تھے اُنکے پاس یہ حکم گورنر جنرل صاحبان کونسل آیا کہ اشخاص معتبر کو راج کا نائب تجویز کر کے مقرر کریں مگر بنظر درخواست حال کہ مہاراجہ نے دی ہے۔ مسٹر ڈنکن صاحب کسی کو فوراً مقرر نہ کریں ہاں آیندہ بموجب ضروریات

کام کے عمل میں لادیں اس معاملہ میں مسٹر موصوف کو اختیار ہے۔

زمانہ نیابت شنکر پنڈت میں مہاراجہ نے وصول تحصیل علاقہ بند کر دی تہی مگر جبکہ قاضی تقی علیخاں نے بنظر بند ہوجانے آمدنی سرکار کے تہدید لکہی تو مجبوراً پہر وصول کرنے لگے۔

علحدہ ہونا جاگیرات وبعض علاقہ جات مفتوحہ بلونت سنگہ کا زمینداری وراج مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ سے وعطا ہونا جاگیرات کا ذریعہ گورنر وخود مہاراجہ کا خیرات وغیرہ میں دینا

گورنر جنرل ہسٹنگ صاحب بہادر جبکہ انتظام ریاست مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ کے نام کر چلے تو ان لوگوں کی طرف توجہ کی جو اپنی معافی یومیہ وجاگیر ضبط شدہ کے خواہان واگذاشت تہے اور جن کی معافیاں زمانہ نواب شجاع الدولہ سے ضبط ہوگئی تہیں۔ جب در دولت گورنر پر ہجوم اونکا ہوا تو ان بجز فتوت ومروت نے پہلے تو اونکے سرداروں کو بلوا کر سمجہایا کہ چونکہ تمہاری معاش زمانہ نواب وزیر سے ضبط ہے لہذا اب واگذاشت نہیں ہوسکتی۔ مگر ان لوگوں کا اصرار والحاح بحدے ہونے پر ہنیتیس ہزار روپیہ کی جاگیر جاری ہوئی اور یہہ روپیہ تعہد راجہ میں مجرا دیا گیا۔

نیز انتظامات ذیل ہوئے قلعہ لطیف پور وبجے گڈہ اہتمام کرنل چنار گڈہ میں دیا گیا۔ اور سنگ محال وسائر چنار گڈہ ودیہات علاقہ چنار جاگیر کرنل میں دئے گئے۔ بلونت نامہ خیر الدین حسین

پھر جبکہ لیڈی وارنگ ہسٹنگ صاحبہ جن کو گورنر نے وقت آمد بنارس عظیم آباد میں ہمراہ لاٹی صاحب حاکم عدالت کلکتہ و کپتان راپٹ مع فوج کے چھوڑا تھا وارد بنارس ہوئیں یعنی کپتان مذکور تو بوجہ رفع فساد جیت سنگھ پہلے ہی آچلے تھے مگر لاٹی صاحب و لیڈی صاحب بعد حصول اطمینان آئیں۔ لیڈی صاحبہ کے ہمراہ اکثر امیدواران جاگیر و معافی بھی آئے اُن میں بھگت سنگھ و علی عظیم خان و برادر زادہ فضل علی خان غازی پوری و عدلی شاہ زمیندار بجے گڈھ دسیوا ال زمیندار بلیا تھے۔ منجملہ اُنکے بھگت سنگھ و اونکے چھوٹے بھائی جگت سنگھ جو کہ ضلع شاہ آباد کے رہنے والے اور زمینداری سرنچہ (چونسہ) کے وارث تھے اور جبکو راجہ بلونت سنگھ نے لڑکر لیا تھا عظیم آباد میں بھو تجگر خدمت لیڈی گورنر میں رہکر امیدوار رہے جبکہ کپتان راپٹ صاحب مع فوج روانہ ہونے لگے تھے تو بھگت سنگھ کو لیڈی صاحبہ نے رفاقت کپتان کا حکم دیا تھا اور اوسکے صلہ میں واپسی زمینداری بزرگوں کا وعدہ کیا تھا۔

بھگت سنگھ نے اپنے چھوٹے بھائی جگت سنگھ کو ہمراہ کپتان کیا اور خود حسب اجازت کپتان تعلقہ سرنچہ کو حوالہ ملازمان خود کرکے بعد کو رام نگر میں آملے۔ چونکہ زمینداران بھوجپور و چونسہ (جوراہ میں باعث خدشہ تھے۔ اکثر عزیز و بعض دوست ہر دو برادر مذکورہ تھے لہذا فوج کپتان کو بلا مزاحمت اپنے اپنے حدود سے بخیر و عافیت نکالدیا۔ بھگت سنگھ برابر ہمراہ کپتان مذکور لڑائیوں میں جو کہ رام نگر میں ہوئیں شریک رہے اور اطمینان ہونے پر لیڈی صاحبہ آئیں تو حسب سفارش لیڈی صاحبہ تعلقہ سرنچہ کو سپرد بھگت سنگھ کیا۔ مگر چونکہ بابو درگ بجے سنگھ نائب راجہ مہیپ نرائن سنگھ کو اُن سے رنجش تھی لہذا التماس کیا کہ سرنچہ نہایت قلب مقام ہے اونکی عملداری ہونے پر بہت سے فساد برپا ہوں گے اونکے قبضہ میں دیدینے کی صلاح نہیں ہے۔ گورنر صاحب نے بخیال دوستی بابو درگ بجے سنگھ فرمایا کہ جمع پرگنہ دس ہزار روپیہ ہے۔ لہذا گیارہ ہزار بطور نانکار اونکو علحدہ کرکے دیدے جاویں چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

اسی طور سے بارہ ہزار سالانہ کے مواضعات ضلع غازی پور میں بطور نانکار علی عظیم خان کو دی گئی اور آٹھ ہزار روپیہ کے مواضعات عدلی شاہ زمیندار اگوڑھی تجرہل کو بابت نانکار دیئے گئے۔ اور سولہ ہزار کے مواضعات بابت نان کار، جاگیر، بھوامل زمیندار غازی پور کو ضلع غازیپور میں دیئے گئے۔

اور بمقام خیار گڈھ میں جبکہ گورنر صاحب تشریف فرماتے گو بند جیت زمیندار کنتت خیار گڈھ میں حاضر ہوئے تو ذریعہ خیر الدین حسین بواسطہ مسٹر انڈرسن سینتیس ہزار پانسو کے مواضعات بطور نان کار اوسی ضلع میں عطا ہوئے اور پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر منشی شریعت اللہ خاں کو پرگنہ بلیا میں ملی اور پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر کنتو بابو دیوان کو پرگنہ خرید میں ملی۔ اور بینی رام پنڈت وکیل بھوسلہ کو پرگنہ بجری آباد میں کہ جمع اوسکی تیس ہزار روپیہ سے زیادہ تھی دی گئی۔ اور موضع جلال پور وغیرہ پرگنہ بھٹھ میں دو ہزار روپیہ کے جمع پر بند ہو خاں کو عوض خدمت گذاری فوج کی رہنمائی میں بطور التمغا دی گئی۔ اسیطور سے جو شخص اُس زمانہ میں در دولت گورنر پر رجوع کرتا اور کوئی سلسلہ جنبان ہوتا وہ محروم نہ جاتا تا اینکہ مولوی احمد اللہ ساکن پھلی شہر نے ایک شقہ بادشاہ درباب پرداخت خود حضور گورنر میں گذرانا تا تو دوسو روپیہ تنخواہ نقد ہوئی۔ اسی طور سے شہاب خاں کو پانسو روپیہ تنخواہ صرف سفارش کپتان ہوکن سے خزانہ سرکار کمپنی سے مقرر ہوئی۔

اور باقر علی خاں پسر میر قاسم خاں عالی جاہ کو ڈہائی سو روپیہ تنخواہ اونکی اور سو روپیہ فی نفر تنخواہ دوسرے اُنکے بھائیوں کو اور ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ ہر دو بہنوں کی ہوکر بغرض قیام کٹرہ داراشکوہ میں ایک مکان وسیع کہ شکستہ تھا دیا گیا اور اونہوں نے اوسکو درست کرا لیا چونکہ حالات میر قاسم خاں عالیجاہ بعد جنگ بکسر ناظرین نہیں معلوم کرسکے لہذا مجملاً اونکے حالات لکھے جاتے ہیں۔ میر قاسم خاں عالیجاہ جبکہ بعد جنگ بکسر دخوف قید کارکنان کمپنی بھاگے تو اپنے سزائے اعمال سے مختلف جا میں مبتلائے ادبار رہے تا اینکہ کوہد پہونچے اور رانا

چھتر سنگھ نے قلعہ بھٹ اُنکے رہنے کو دیا چند سال رہکر اوقات گذاری کی جب مرزا نجف خان کا عروج (جن کا تذکرہ حالات مہاراجہ اودت نارائن سنگھ میں آرہا ہے) شاہ جہاں آباد میں دربار شاہی میں سنا تو بہ خیال سلوکات سابق کے متعلقین کو کوہ میں چھوڑ کر جریدہ شاہ جہاں آباد پہونچے مگر مرزا نجف خاں نے بخیال خلوص صاحبان انگریز توجہ نہ کی - و برداشتے اونھوں نے اعزاز کیا مگر ان کی عادات سے وہ مجبور ہوگئے چندے بکمال ذلت وخواری سے حوالی شاہ جہان آباد میں رہے آخر بیمار ہوکر وہیں مرگئے - اونکے متعلقین مع سات فرزند و دو دختر کے حوالی کوہ میں درماندگی میں تھے - رانا چھتر سال بقدر فاقہ نہ ہونے کے دیا کرتے - جب گورنر کا آنا بنارس میں سنا تو سید حبیب نامی ملازمان قدیم میر قاسم خاں عالی جاہ نے اونکے ایک فرزند باقر علی خاں کو بنارس میں لاکر کوشش شروع کی مگر کسی کو جرأت عرض کرنے کی نہ تھی تا اینکہ میر سلیمان خاں نے جب سلوکات گورنر بہ نسبت عیال چیت سنگھ دیکھا (جیساکہ مذکور ہو چکا) تو بہ الفاظ شائستہ باقر علیخاں کا بامید پرورش حاضر ہونا عرض کیا جس سے گورنر کو انتہا درجہ افسوس ہوا - اور باقر علی خاں کو بلوا کر تسلی دیکر رخصت کیا - اور پھر اونکو وتمام بھائی بہنوں کی تنخواہ کردی - اسی طور سے بہت سے برہمن و بیراگیوں کو وظیفہ اور اکثر رئیسان اُس ضلع کو مواضعات معافی وجاگیر مقرر ہوئے -

بعد انتظامات مذکورہ کے کہ حق جاگیرداران و معافیداران و تنخواہ داران میں ذریعہ وارن ہسٹنگ گورنر جنرل بمقام بنارس ہوا - بعد کو بھی انتظام ذریعہ تحریرات ہوتا رہا تا اینکہ اسکا سلسلہ بعد تشریف لیجانے گورنر ہسٹنگ صاحب بہادر کے جوکہ بعد چار سال ۱۱۹۹ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء میں ہوا برابر جاری رہا اور تحریرات آتی رہیں لہذا بنا بر اتمام تذکرہ مذکورہ تحریریں نقل کی جاتی ہیں

اول تحریر اسکے متعلق زمانہ مسٹر فوق صاحب رزیڈنٹ بنارس میں بنام راجہ صاحب آئے کہ

چونکہ حسب حکم گورنر جنرل وارن ہسٹنگ صاحب بہادر ابتدائے فصل خریف ۱۱۹۲ سنہ گیارہ سو بانوے فصلی سے مالکانہ راجہ بہوانی سنگھ زمیندار بلیا تاریخ سرکار غازی پور کا مقرر و معین ہوچکا مگر دو سبب سے ایک تو آپ کا اشارہ تہا کہ دو ستراردیعنی اینجانب) و نواب علی ابراہیم خاں بہادر بہ اتفاق تصدیق زمینداری قدیم راجہ مذکور کو ثبوت دیکر اس کا اجرا کریں دوسرا سبب یہہ کہ جمیع دہات مالکانہ مذکور تحقیق و تنقیح نہ ہوئی تہی لہذا سنہ مذکور میں راجہ مشارالیہ نے دہات مالکانہ پر قبضہ نپایا تہا جب ملکیت راجہ مشارالیہ کی زمینداری بلیا میں ثابت ہوچکی تو راجہ مشارالیہ کو زر مالکانہ بابت ۱۱۹۲ سنہ فصلی کے خزانہ سرکار سے نقد دیا گیا اور مجرائی ملک میں مجرا و محسوب ہوا۔ اب کہ تمام دیہات مالکانہ راجہ مشارالیہ کی تجویز امین سے تصدیق ہوچکی لہذا اُن مشفق کو لکہا جاتا ہے کہ اس ۱۱۹۳ سنہ فصلی میں عملدرآمد مداخلت دہات مالکانہ پر دیدیں اور ہرگز توقف نہ فرمادیں۔ مسٹر فوق

دوسری تحریر مسٹر ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس کے زمانہ میں مع حکمنامہ گورنر جنرل آئی جس میں علاوہ جاگیرداران کے اور امور بہی تہے جن کو مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ بار بار حضور گورنر میں عرض کیا کرتے وہ یہہ تحریر تہی راجہ مہیپ نرائن سنگھ زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں حکمنامہ حضور گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل مجرائی وغیرہ میں صادر ہوا ہے وہ ملفوف جاری ہے چاہیے کہ مضمون ہر دفعات پر پہونچکر اوسکے موافق عمل کریں۔ در باب جاگیر راجہ بہگت سنگھ جسطور سے کہ حکمنامہ میں درج ہے در ماہہ بحساب پانسو روپیہ ماہوار خزانہ کمپنی بہادر سے ماہ بماہ نقد اونکو ملے گا۔ تم کو جو اس ملکی بابتہ ہر سال مجرا ملتا تہا وہ غرہ بکم بماہ بیساکھ ۱۱۹۵ سنہ فصلی یعنی ماہ مئی ۱۷۸۸ سنہ ع سے موقوف ہوا لازم کہ ماہ چیت تک بہگت سنگھ مذکور سے حساب کرکے جو کچھہ بقیہ یافتنی راجہ مذکور نکلے بلا توقف دیکر رسید فارغخطی اُس سے لیکر حضور میں اطلاع کریں اور اُس تاریخ سے مواضعات کہ بابت اُنکے جاگیر کے قرق تہے شامل مالگذاری سرکار کئے گئے اسی طریقہ سے بابت مواضعات بہوانی سنگھ میں بہی عمل میں لاویں اور حساب لغایت آخر چیت ۱۱۹۵ سنہ فصلی

ادا کرکے فارغخطی ان سے لیں اور دربارہ جاگیر راجہ عدل سنگھ جس صورت سے کہ فرق ہیں تا صدور حکم دیگر بحال رہیں اور فارغخطی بہادر سنگھ و فضل علی خان و مولوی احمد اللہ و تلشی رام و چندر سیکھر سے لغایت حیت لیلیں۔

۹۔ مئی ۱۷۸۸ء مطابق ۲ شعبان ۱۱۹۵ فصلی

مسٹر ڈنکین صاحب

حکمنامہ گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل بتاریخ ۱۱ ماہ اپریل ۱۷۸۸ء دربابِ دفعات منہائی کہ راجہ مہیپ نرائن زمیندار بنارس وغیرہ ہرسال دعوائے کرتے ہیں بنابر دریافت صورت حال دعوئے منہائی سالیانہ مرقومہ۔

جاننا چاہئے کہ ۱۷۸۱ء میں راجہ مہیپ نرائن خدمت زمینداری ضلع بنارس وغیرہ میں مقرر ہوئے اُن سے بندوبست مقرری مبلغ چالیس لاکھ روپیہ فی سال مشخص ہوا۔ اور مبلغ چالیس لاکھ مذکور بموجب حساب تفصیل آمدنی پرگنات کے تمام تعداد اونکے سے بعض جاگیر وغیرہ خور و نوش راجہ و سہ بندی اونکے عملہ و نیز وجہ معاش دوسروں میں وضع ہوگئے بقیہ جو کچھ کہ باقی رہا یعنی چالیس لاکھ روپیہ بنابر مالگذاری سالانہ کہ سرکار کمپنی کو واجب الدین ہے مقرر ہوا مگر وقت بندوبست مذکور راجہ نے فرد واجب العرض مدرخواست کمپنی بابت بعض دفعات دیگر کے اوسی چالیس لاکھ روپیہ سے گذرانی چنانچہ موافق ذیل دفعات تھے۔

دفعہ اول دارالضرب	دوم عدالت	دفعہ سیوم فوجداری
دفعہ چہارم کوتوالی شہر بنارس	دفعہ پنجم نخاس	دفعہ ششم دلالی جاتریاں
دفعہ ہفتم تلاشی	دفعہ ہشتم قمارخانہ	دفعہ نہم دستور انگشتری

درخواست مذکورہ کے گذرنے پر حکم گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ صاحب اُسوقت یہہ ہوا کہ دفعہ ششم یعنی دلالی یا محصول پردیسی بالکل نامنظور ہے اور دوسرے دفعات کے بارہ میں جو کچھ کہ

پانچ سال قبل ہر دفعات کی بابت محصول آیا ہوگا موافق اوسکے سرکار راجہ مذکور میں مجرا دیا جاوے گا۔ گو بنا بر فیصلہ و تحقیق مبلغہائے مذکور بجز دریافت حقیقت تحصیل پنجسالہ مرقومہ کے کچھ ضرورت نتھی یعنی موافق تحریر راجہ مجرا ہوتا رہا گر چونکہ اب اس زمانہ سے کئی برس گذر چکے اور اس درمیان میں بغیر تحقیق کے فی الواقع بعض دفعات میں مبلغ فضول خرچ لکھا ہوا ہے (جسکا مطالبہ گورنمنٹ کمپنی کر سکتی ہے) تاہم چونکہ ایام مذکور گذر گئے گورنر جنرل بہادر دعوی کہ اُن ایام کے متعلق سرکار راجہ پر ہو سکتا تھا نہ کرکے محض شروع سنہ حال سے موافق حکمنامہ گورنر مسٹر ہسٹنگ صاحب کے تجویز کرکے احکام اوسکے موافق لکھتے ہیں۔

دفعہ اول بابتہ دار الضرب چونکہ بموجب تجویز و کاغذات سرشتہ معلوم ہوا کہ فی الواقع تیرہ ہزار چار سو دس روپیہ خارج ہونے دار الضرب سے حکومت راجہ سے نقصان ہو گیا۔ لہذا منظور و بحال ہے اور ہر سال مجرا پاویں گے۔

دفعہ دوم بابت عدالت۔ دعوی دس ہزار منجملہ پچیس ہزار کے کہ درگ بجے سنگہ نے اس معاملہ میں مسٹر مارکہم صاحب کے زمانہ میں لکھا یہ مبلغ بلا تحقیق تخمیناً ہے جیسا کہ اُنکے خط میں لکھا ہے اور از روے اوسکے پنجسالہ حساب کے کہ اب پایا گیا کفایت سراسری اوسکی سنہ ۱۱۸۳ و سنہ ۱۱۸۴ و سنہ ۱۱۸۵ و سنہ ۱۱۸۶ و سنہ ۱۱۸۷ فصلی میں مبلغ چار ہزار تین سو پچاسی روپیہ نو آنہ تین پائی بعد وضع اخراجات کفایت سرکار راجہ کی نکلتی ہے۔ منجملہ سنہائے مذکورہ جس سنہ میں زیادہ کفایت تھی یعنی سنہ ۱۱۸۶ میں مبلغ سات ہزار نو سو تہتر روپیہ چھ آنہ نو پائی ہوا تو درمیان کفایت سراسری پنجسالہ و کفایت سنہ ۱۱۸۶ کہ بموجب حساب سرشتہ کے سب سے زیادہ ہوا۔ درمیانی اس مبلغ کا چھ ہزار پانسو بتیس روپیہ آٹھ آنہ منظور و بحال ہوا اور آئندہ سال بسال مجرا پاوینگے۔

دفعہ سیوم بابت کوتوالی۔ دعوے بارہ ہزار چونکہ حساب تفصیل آمدنی پرگنات میں کہ دفعات مرقوم الصدر سے درباب بندوبست مذکور ہوئے۔ راجہ موصوف خود آمدنی دفعہ مذکور کی مبلغ

چار ہزار نو سو چورانوے روپیہ ایک آنہ سنہ [illegible] و سنہ [illegible] میں لکھتے ہیں تو اس سے زیادہ کیونکر دعوے کرسکتے ہیں۔ لہذا اوسی انداز سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ سال میں مقرر ہوئے۔

دفعہ چہارم بابت نخاس۔ دعوے بارہ سو دو روپیہ۔ چونکہ قبل سنہ ۱۱۹۵ فصلی کے محال نخاس شکست و مسدود ہوگیا۔ علاوہ اسکے خرید و فروخت اسپہائے پردیسی مرہٹہ کے بموجب حساب کے دو سو روپیہ سال کی نہیں ہوتے۔ لہذا نہایت ہی نامناسب ہے کہ بہ بہانہ عمل میں نے لانے حکم گورنر ہیسٹنگ بہادر کے تمام محالات کی موقوفی در پیش کر کے یہی مقدار مذکورہ ہر سال مجرا لیتے رہیں بخصوص جبکہ مجرائی کہ اس بارہ میں لیا ہے یعنی بارہ سو روپیہ سالانہ وہ دو چند واجبی سے ہے کیونکہ بموجب حساب سرشتہ واصلات اوسکی بابتہ سنہ [illegible] و سنہ [illegible] و سنہ [illegible] و سنہ [illegible] سراسری اوسکی بحساب چھ سو اکیس روپیہ دو آنہ سات پائی پاؤ بالا نکلتی ہے چنانچہ آئندہ جو ن میں بنا بر عمل کرنے حکم اول گورنر ہیسٹنگ صاحب کے ازسرنو حکم صادر ہو چکا۔ لہذا مقدار مجرائی کی تعدادی مبلغ چھ سو بائیس روپیہ مقرر ہوئی۔

دفعہ پنجم بابتہ قمار خانہ۔ دعوے آٹھ سو اسی روپیہ چونکہ از روے حساب سرشتہ واصلات محال مذکور کہ سرشتہ میں نکلا ہے۔ سالیانہ اوسکا تین سال کا زیادہ ایک سو پچاس روپیہ تین آنہ ایک پائی پاؤ بالا سے نہیں ہوتا لہذا ایک سو پچاس روپیہ سال میں عوض اُسکے مقرر ہوا اور آئندہ سے محال مذکور بالکل شکست و مسدود کیا گیا۔

دفعہ ششم۔ دستور انگشتری دعوے اٹھانوے روپیہ۔ اگرچہ بموجب واصلات محال مذکور کے کبھی دو روپیہ تک بھی نہیں پہونچا تاہم چونکہ بہت تھوڑی مقدار ہے اور قبل ازیں بموجب حساب کردہ مسٹر بارکم صاحب کے مبلغ دس روپیہ مقرر ہو چکے ہیں لہذا دس روپیہ بحال رہے۔

دفعہ ہفتم تلاشی دعوے دو ہزار۔ چونکہ بموجب حساب سرشتہ واصلات سراسری محال مذکور مبلغ چھ سو تراسی روپیہ چار آنہ سات پائی پاؤ بالا کا تحقیق ہو چکا لہذا اوسکے عوض میں سات سو روپیہ سال میں مجرائی، اب موصوف کو سرکار سے عنایت ہوا بموجب احکام مرقوم الصدر میزان ان

سب دفعات کے مطابق ذیل تحریر ہوئی۔

[illegible]

دار الضرب [illegible]	عدالت [illegible]	کوتوالی [illegible]
نخاس [illegible]	قمار خانہ [illegible]	محال انگشتری [illegible]

تلاشی [illegible] منجملہ دفعات مذکور مجرائی سنون سے کہ بہ مغالطہ حساب وغلط اظہاری عملہ زمینداری بنارس کے نقصان سرکار انگریزی بہادر کا سال بسال ہوا آیندہ سے مبلغ چھبیس ہزار چار سو چھبیس روپیہ آٹھ آنہ مجرا سال بسال ہوگا اور مبلغ تیرہ ہزار ایکسو پینسٹھ روپیہ دفعات مجرائی مغالطہ سے موقوف ہوگا۔ اگرچہ واپسی مغالطہ مذکور کی براہ حق وانصاف زمیندار بنارس یعنی راجہ موصوف پر واجب الادا ہے مگر سرکار نے براہ مہربانی درگذر کرکے حکم دیا کہ آخر ۱۱۹۲ ف گیارہ سو بانوے فصلی تک بموجب سنہ گذشتہ عمل میں آوے۔

دوسری اُس مجرائی کے دفعات ہیں جنکو راجہ صاحب ہر سال دعویٰ کرتے ہیں خواہ اونکی ذات سے ہوں یا ذمہ داری علاقہ ہذا سے ہوں اون کی تفصیل یہ ہے۔

دفعہ ہشتم۔ راجہ گوبند (پرگنہ کنتت) سینتیس ہزار پانسو روپیہ۔ اور عدل شاہی (پرگنہ بڑھل) آٹھ ہزار روپیہ اور بھگت سنگھ (پرگنہ چونسہ) گیارہ ہزار چھ سو اور ابدھو و جیلال سنگھ (پرگنہ نیچے گڈھ) ایک ہزار پانسو روپیہ دیگر ماجیت سنگھ چار ہزار اور علی عظیم خاں دس ہزار کہ دونوں تنخواہ خزانہ سرکار کمپنی سے پاتے ہیں۔ اس معاملہ میں معلوم ہوا کہ بزرگواران راجہ گوبند جیت وغیرہ عملداری راجہ بلونت سنگھ متوفی میں جبکہ نواب شجاع الدولہ ملک بنارس

پر متصرف تھے بیدخل ہوئے اور وارثان معزولان مرقوم نے مسٹر ہسٹنگ صاحب کے سامنے ۱۷۸۰ء عیسوی میں دعوی میراث کا در پیش کیا۔ اُسوقت میں مسٹر ہسٹنگ صاحب نے اونکا بحال کرنا منظور کیا مگر سوائے مقدمہ راجہ عدل شاہی کے کوئی دوسرا زمینداری اپنے بزرگوں پر نہ ہو بحا۔ ازروے کاغذ سررشتہ معلوم نہیں ہوتا کہ مسٹر ہسٹنگ صاحب نے اوس وقت میں درباره بیدخلی بزرگواروں کے کچھہ تجویز کیا تہا۔ مگر اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ تجویز مسٹر ہسٹنگ صاحب میں اونکا حق ثابت ہو گیا تہا۔ علاوہ اوسکے بوجہ سعی و کوشش و دولت خواہی اُنکے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے واسطے عمل میں لائے گورنر ہسٹنگ صاحب نظر مہربانی اونپر رکہتے تہے اور جاہتے تہے کہ وہ لوگ اپنے اپنے بزرگوں کی زمینداری پر قابض و بحال ہو جاویں مگر تجویز گورنر محول بہ حکمنامہ عدالت تہی جو کہ سابق سے درباره تجویز دعوی اس ملک میں جاری تہا اور اجرائے کاروبار ممالک محروسہ کمپنی بہادر میں عمل میں آتا تہا اور اس میں چند شرطوں کے مضامین تہے۔ منجملہ اُنکے یہہ تہا۔

کہ جو مقدمہ قبل ۹ ماہ اگست ۱۷۶۵ء مطابق ۱۱۷۹ھ ہجری ہو یعنی مقرر ہونے دیوانی کمپنی بہادر کے شروع ہو سنا نہ جاوے۔ نیز یہ بہی اوسی حکمنامہ میں درج ہے کہ شروع جس مقدمہ کی یعنی بنیاد اوسکی بارہ سال قبل تاریخ نالش سے ہو وہ بہی سنا نہ جاویگا مگر دو ایک دفعہ علحدہ میں کہ بیان و شروط اُنکے حکمنامہ میں مندرج ہیں مثلاً اگر معلوم ہو جاوے کہ دعوے اسکے قبل کسی عنوان سے پیش ہو چکا ہے تو سن لیا جاوے گا تو نظر بہ دفعات مذکورہ بالا درباب مقدمات مذکور بوجہ ایام گذشتہ دعوی مسمیان مذکور نہیں رہجاتا اور نہ تجویز گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل ہو سکتی ہے کہ کوئی زمیندار کہ قبل یکم ماہ جولائی ۱۷۷۵ء بیدخل ہو چکا ہو پہر بحال ہو کیونکہ اس تاریخ سے ملک بنارس شامل ممالک محروسہ کمپنی انگریز بہادر میں آیا اور ضرور ہے کہ جو سند اُس وقت بغرض تقرر زمینداری کل محالات متعلقہ بنارس وغیرہ بنام راجہ چیت سنگھ و بعد ازاں بنام راجہ مہیپ نرائن سنگھ صادر ہو چکی وہ بحال رہے مگر اُس شرط پر کہ کوئی مقدمہ اتفاقاً ہوئے

کہ صاحب کلاں ضلع مذکور اطلاع اوسکے حقیقت کی حضور میں واجب جانیں اُسوقت البتہ (مسموع) ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں اگرچہ تجویز گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں بابت مقدمات اتنے دنوں کے پیش ہونا بیوجہ ہے تاہم بموجب حکم گورنر ہشٹنگ عمل میں آیا اب حکم اخیر اس کا رائے صاحبان یعنی کارپردازان کمپنی بہادر ولایت پر رکھا گیا ہے بعد اطلاع حقیقت کے کہ اس جگہہ سے جاویگی اور حکم ولایت کا اونکے بارہ میں پہونچنے تک کہ اب محالات کو بصورت جاگیر یا ملکانہ بموجب مرقوم الصدر رہیں۔ حق میں اُنکے بموجب ذیل عمل میں لاویں۔

مقدمہ جاگیر راجہ گوبندجیت میں مناسب ہے کہ محالات جن کو کہ مسٹر ہشٹنگ نے راجہ گوبندجیت کو بصورت جاگیر عطا کیا ہے وہ قبضہ راجہ رام غلام (وارث گوبندجیت) میں تاحین حیات اُنکے بحال رہیں اور بعد اونکے واپس ہوں۔

مقدمہ راجہ عدل سنگھ۔ پرگنہ بڑہل اکوڑہی چونکہ اپنے زمینداری پر دخیل ہوگئے۔ اور گورنر ہشٹنگ بہادر نے اونکو اور دوسروں کو بھی وجہ جاگیر و ملکانہ میں اوسوقت تک کہ اپنی زمینداری میں دخیل تھے عنایت کیا ہے لہٰذا اونکے جاگیر بحال نرکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اُسکے علاوہ جو زمینداری اونہوں نے پائی وہ بموجب میراث سمجھی جاوے یا بہ تجویز گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل مناسب نہیں ہے کہ بصورت میراث راجہ مذکور پر مقرر ہو۔ اور راجہ مہیپ نرائن کو اس بارہ میں کہا جاوے کہ کہ راجہ عدل سنگھ سے اونکے حین حیات کے واسطے بندوبست مقرری کرکے بحالاویں۔ (تکملہ کریں)

ملکانہ راجہ بھگت سنگھ۔ جس صورت سے کہ مقدمہ راجہ گوبندجیت مرقوم الصدر رہا اوسی عنوان سے ملکانہ بھگت سنگھ (پرگنہ چونسہ) معلوم ہوتا ہے یعنی کہ اونکے حین حیات تک مقرر ہے مگر چونکہ ملکانہ محالات میں اونکے بزرگوار ان سابق متعلق چونسہ

کے بہت فرد ہیں لہذا امکانہ بہ نسبت جمع کے مقرر رہے اسی واسطے حکم ہوا کہ بحساب پانسو روپیہ تنخواہ ماہانہ کے مقرر ہو۔

مقدمہ اید ہو سنگہ وجے لال سنگہ (پرگنہ بیجے گڈہ) میں اونکے حین حیات جاگیر بحال رہے۔

دربارہ بکرماجیت سنگہ و علی عظیم خاں جو کچہ کہ اب تک خزانہ سرکار کمپنی سے ماہ بماہ پاتے ہیں اوسی صورت سے اپنے حین حیات پاتے رہیں۔

دربارہ منشی جوبراج سنگہ و مفتی کریم اللہ جو کچہہ کہ اب تک خزانہ سرکار کمپنی سے پاتے ہیں اوسی صورت سے اپنے حین حیات پاتے رہیں۔

مقدمہ پانسو روپیہ بابت شاہ قاسم سلیمانی (چینار) وقت بندوبست کے گورنر ہسٹنگ بہادر نے راجہ مہیپ نرائن کو سمجہا دیا ہے کہ یہ پانسو روپیہ مذکورہ درمیان دفعات مجرائی میں نہ آوینگے۔ لہذا حکم ہوا کہ فقیروں کی معافی بحال رہے گی۔ اور آیندہ راجہ کو مجرا نہ ہوگی۔

محصول شورہ۔ بملاحظہ دفعات مذکور بہ دریافت گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل پوری طور پر معلوم ہو گیا کہ اس معاملہ میں راجہ موصوف وقت سے تجویز کر سکے اور جو کچہ کہ انہوں نے سال بسال ابتدائی سنہ ۱۱۹۰ فصلی سے اس دفعہ کے بابت سرکار سے مجرا پایا ہے وہ قابل واپسی ہے یعنی اس درمیان میں جو شورہ بغرض سرکار کمپنی بہادر براہ زمینداری بنارس وغیرہ بنگالہ میں آیا ہے محصول اوسکا موافق نرخ پرمٹ مجرائی مذکور سے وضع ہونے پر تتمہ حساب و فاضل روپیہ کہ بہت سا روپیہ اس قدر برسوں میں ہوتا ہے راجہ کو واپس دینا چاہیے مگر چونکہ راجہ نے یہ مجرائی بموجب حکم سرکار پائی ہے اور راجہ مذکور پر نوازش سرکار منظور ہے لہذا لغایت سنہ ۱۱۹۳ فصلی تک بازپرس اس معاملہ میں راجہ موصوف سے نہوگی اور آیندہ میں اگر شورہ بابت سرکار کمپنی بہادر کبہی راہ ملک راجہ موصوف سے

آوسے تو جو کچھ محصول کہ موافق شرح پرمٹ کے اوسپر ہو موافق حساب مجرا پاویں گے۔

سنگ محال میں لہ عہ مدعہ اس بارہ میں جو کچھ کہ راجہ کو مجرا ملتا تھا بیان صاحب کلان بنارس سے کہ لکھکر بھیجا ہے حق راجہ مذکور کا ثابت ہوتا ہے لہذا لیتے رہیں۔

زمین متعلقہ چنار۔ جو کچھ کہ راجہ موصوف ۲۰ ماہ دسمبر ۱۷۹۶ء سے درمیان سنہ ۱۱۹۴ و سنہ ۱۱۹۵ کے بابت زمین مذکور کے مجرا دیا ہو اور ثابت رہے سرکار سے بھی پاوینگے اور آج تک اس معاملہ میں جو سنہای گذشتہ میں مجرا ملا ہے وہ بحال رہے۔

جاگیر شہاب خان تین ہزار چونکہ معلوم ہوا کہ عوض جاگیر مرقومہ میں راجہ موصوف کو سوای سترہ سو پچاس روپیہ کے نقصان نہیں ہے۔ لہذا ابتدا سے سنہ ۱۱۹۵ فصلی سے اسی صورت سے مجرا لیتے رہیں۔

دربارب فضل علی خاں معمہ سالانہ بحال

راؤ بہادر سنگھ مبلغ تین ہزار روپیہ سالانہ منظور

کاشی ناتھ پنڈت (مرہٹہ) آٹھ سو روپیہ بحال و منظور

راجہ بھوا ملدیو سولہ ہزار روپیہ حین حیات بحال

مولوی احمد اللہ حین حیات بحال

چندر شیکھر (بہٹ) حین حیات بحال

بندہو خاں اس معاملہ راجہ بحساب دو ہزار روپیہ سالانہ مجرا لیں کہ دو ہزار او روقت بندوبست وپٹہ کے بہ صیغہ حشو منہائی عمل میں آچکا ہے اور زمین مذکور تا حین حیات بہ قبضہ خاں مذکور میں رہیگی۔

میر سید علی موضع بڑاگانوں کمساره بحال بماہ ۵

تلسی رام بہٹ ماہ ۵ حین حیات بحال.

سیوا نند سوامی. (موضع سہوندی پتروا) حین حیات بحال ۱۱

حکم ہوا کہ منجملہ وفعات مرقوم الصدر جن کا زر نقد جو کچھ کہ مقرر ہے اوسکو خزانہ کمپنی سے آئندہ ماہ بماہ پاتے رہینگے کیونکہ یہ سب خرچ کمپنی سے ہے خرچ راجہ نہیں ہے۔ اور ذریعہ عملہ راجہ اس خرچ میں ہونا باعث اختلاف حساب فیما بین کمپنی بہادر و راجہ ہوتا ہے.

اس امر کو خیال کرتے ہوئے کہ محصول غلہ وغیرہ جو کہ درمیان زمینداری بنارس آمد و رفت کرتا تہا اس وقت موقوف و مرفوع القلم ہوا صاحبان کونسل نے منظور کر لیا ہے کہ راجہ بعوض محصول بار برداری یعنی آمد و رفت غلہ کے مبلغ بارہ ہزار سات سو سات (۱۲۷۰۷) روپیہ سنہ حال یعنی ۱۱۹۵ فصلی کے واسطے اور آئندہ ۱۱۹۶ فصلی کیواسطے مجرا لیں.

مرقومہ ۹ مئی ۱۷۸۸ء مطابق ۲ شعبان ۱۱۹۵ فصلی

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ ڈانکین صاحب رزیڈنٹ بنارس نے جن کے زمانہ حکومت میں حکم نامہ مذکورہ بالا آیا۔ اپنے خط مذکورۂ بالا حکمنامہ کے ساتھہ یہ فرد مجرائی قدیم وجدید بہی بہیجی جس سے سابق و حال کی مجرائی و بعض رقوم کی موقوفی کا پتہ ناظرین اچہی طرح سے لگا سکینگے۔ لہذا بجنسہ نقل کی جاتی ہے۔

کیفیت مجرائی قدیم وجدید بابت سنہ ۱۱۹۵ فصلی

[illegible] ۱۰/۴

سامت [illegible] ۱۲/ واپس شدہ زمین قلعہ جنار [illegible] ۸/

مجرائی قدیم

[illegible] ۱۳/ [illegible] ۱۱/

[illegible] ۷/ نتیجہ کمی دو قوف سے

دار الضرب عدالت دیوانی

[illegible] [illegible] [illegible] ۶۵۳۲

صمہ موقوف [illegible]

[illegible]

حکمنامہ میں چھ ہزار پانسو تیس روپیہ لکھا ہے

عدالت کوتوالی	نخاس
[illegible]	[illegible] عیاں
[illegible] موقوف [illegible] ۵۰۰۱ ہزار	[illegible] موقوف [illegible]
قمارخانہ	محصول انگشتری
[illegible]	[illegible]
[illegible] موقوف [illegible]	[illegible] موقوف [illegible]
تلاشی	جاگیر راجہ گوبند دت پرگنہ گنت
[illegible]	[illegible] [illegible]
[illegible] موقوف [illegible]	موقوف
جاگیر راجہ عدل سنگہ پرگنہ بڑہراگوری	مالکانہ راجہ بہگت سنگہ پرگنہ جونسہ
[illegible]	[illegible] [illegible] اپائی
	[illegible] خزانہ سے کم [illegible]
جاگیر ایدہو سنگہ پرگنہ بجے گڈہ	جاگیر منشی جوبراج سنگہ
[illegible]	[illegible]
جاگیر مفتی کریم اللہ	فقیران درگاہ شاہ قاسم سلیمانی
[illegible]	[illegible] موقوف

محصول شورہ [illegible] [illegible] موقوف	زمین دیہات قلعہ چنار [illegible] [illegible] موقوف [illegible]
جاگیر شہاب خاں [illegible] ۱۷۵۰ [illegible] منہائی موقوف [illegible]	میر فضل علی خاں [illegible] [illegible] خزانہ کمپنی سے پاتے ہیں [illegible]
راؤ بہادر سنگھ [illegible] [illegible] موقوف [illegible] خزانہ کمپنی سے پاتے ہیں [illegible]	کاشی ناتھ مرہٹہ [illegible]
مالکانہ راجہ بھوادل سنگھ پرگنہ بلیا ۱۶۰۰ [illegible] خزانہ کمپنی سے [illegible]	مولوی احمد اللہ [illegible] [illegible] خزانہ کمپنی سے پاتے ہیں [illegible]
چندر شیکھر بھٹ وغیرہ [illegible] [illegible] خزانہ کمپنی سے پاتے ہیں [illegible]	جاگیر بندہو خاں [illegible] [illegible] [illegible]

میر سید علی موضع بڑا گاؤں تکسارہ ۱۳ ماہ سہ	تلسی رام بہٹ مالہ معہ خزانہ کمپنی سے پاتے ہیں ماہ ر
موضع بہسوندی پترو اسیوانند سوامی لمار	محال ننک برا ما گنج لہ عـ ماہ سہ
مجرائی جدید	معـ ماہ لہ سہ ۱۲ ر
بابتہ محصول غلہ بموجب حکمنامہ تاریخ ۱۱ ماہ اپریل ۱۷۹۸ء منظور ہوا عـ ماہ معہ ۱۲ ۷ ۰ ۷	خانہ شماری حکم شدہ واقع ۳ ماہ ۱۷۹۸ء السمار
بابت کوتوالی جونپور الف اماہ لہ سہ ۱۲ ر	بابتہ کوتوالی غازیپور اماہ عہ ۹ ر
ابتدای کنوار لغایتہ پہاگن سودی اشٹمی ہفتم جمادی الثانی پانزدہم ماہ مارچ ۶ ماہ ۲۲ یوم فی ماہ ماہ عہ ۱۳ ر — ساہ لعہ ۷ ر — لماسہ ۵ ر	ابتدای کنوار لغایتہ پہاگن بدی اشٹمی ۲۱ جمادی الاول ۶ ماہ ۸ یوم درماہہ سہ ۳ ر — ماللعہ ۱۳ ر — ۸ معہ سہ ۹ ر
بابتہ روانگی غلہ محالات بنارس وغیرہ سے جانب پورب ابتدا ۲۰ ماہ اپریل لغایت ۱۵ ستمبر	بابتہ محصول افیون پیدائیش سنہ ۹۴ اافصلی ضلع بنارس روانہ کلکتہ سنہ ۹۵ اافصلی میں ماہ نومبر ۱۷۹۹ء

حال صندوق	سم للعہ
	۰۶ ر
فی صندوق	
سا بیں	مالہ معہ وصول شدہ بر سٹامپ اعــ للعہ
قیمت	۰۸ ر ۱۴۲ ار
لک ــــ	ہے للہ ۰ ر
للعہ	
ــ محصول	
فی صندوق	
صہ ر	

دستخط انگریزی مسٹر ڈنکین صاحب بہادر

راقم مولف عرض کرتا ہے کہ فرد نوشتہ ذیل اُن معافی و معمولی سرکار بنارس کے ہیں جو علاوہ مجرای قدیم وجدید بابتہ جاگیرداروں کے ہیں جو کہ سرکار انگریزی سے لوگوں کو دی گئی تہیں اور یہہ معافیاں سرکار مہاراجہ سے عطا ہوئی تہیں۔

فرد معافی و معمولی محالات سرکار بنارس

معافی و معمولی	گستنا رپن
للعہ حاء للعہ	ہے الماعہ
۷ ر	۱۱ ر

لوہتہ	محمد آباد میں	باسم سداشیو بنڈہ تبنیشر ناتھ	پرگنہ کتنت
الماعہ للعہ	اعمار صہ	ال حار	للعہ ماصہ
۰۸ ر	۱۴ ر		

راینشر ساد ہوا کی شیو پور میں
لعہ

گنشارین شیو پور میں
لہ معہ ۱۲ ار

عیدین قاسمی
عہ

دیہات متفرقہ
م

سرآسو رجن
سا عہ

آسا پور بنام گوشائیں اژدہا ہوں شیو پور میں
۱۰ ار

بھورا ناتھ پنڈت گوپالا پور میں
ا عما

مادہو پور لعل پوری
ا عما

بازرع شیخ علی حزین
صہ للعہ

مطبل موجی صاحب
عما

چندرمن مصر گوپالا پور میں
معہ

کھدیرو پانڈے لوہتہ میں
عہ

جون پور میں
عما

کول سلیہ دیپالسی
۱۵ ار

جی پور غلام حسین
ما للعہ

شنبھو ناتھ ادپد پالو ہتہ میں موضع ملہت
ما عہ

دیوراج پنڈت
مار

بنام مغلانی
۱۵ ار

رام پرشاد گوشائیں
ما لہ

روزینہ بنام الہیہ تیواری امری جوگی
ما عہ

مہا برہمن
ما للعہ

مولی گشائیں
معہ ۵ ار

سیو کی ام دو دربلی جونپور میں
صہ

پرگنہ ظہور آباد
صہ ساعہ

پرگنہ بھگوت ملک
ما عہ

بندامر دپالسی میں
عہ

بھگوت میں
اما معہ

کسوار
سا للعہ

صاحب رام قانون گو
ما عہ

مسولی
مار

رامہو پور
ما صہ

مان پور دیہات میں
مار

پرگنہ بلیا سرکار غازیپور
حار

معافی

×

چندرمن مصر منڈیا ہو میں
للعہ

کاشی ناتھ منڈیا ہو میں
لہ عہ

صہ

چنتی پور بیٹھ دیال سنگھ
ما عہ

قریات باسم گوری ناتھ
م

تبنا تھ پانگ منڈیا ہو میں
عہ

باد فروشان
معہ

اسمیدہ جیتی	شیورام بنس موضع بہورمار بہویلی میں	پرگنہ کہسورہ باتبہ کنکم لال گلوار	بڈہول باسم قاضی بساون
[illegible]	ـار	[illegible]	[illegible]
تارانند مصر	بینی رام باجپیئی منڈیاہو میں	حویلی غازیپور	پرگنہ جولنہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رگہوناتہ کب موضع جورا	گنگادہر دوبے کسوار	شیخ کرم دیوان / سالیامان	دیہات متفرق
ـار	[illegible]	[illegible] / [illegible]	[illegible]
پرشاد او پروہت	جگرناتہ مصر جیتا پور	بنام حبیب اللہ	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
گوشائیں سنکلپ جتی	گورسہائے مصر موضع لکہنا	کیتہر	پرگنہ کدہر ڈیہہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	دوجک [illegible]
پورے مصر منڈیاہو میں ارسدناتہ	سوبودہ رائے	بندلیشری پنڈت	رگہوناتہ جولتنی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		پرگنہ کوماجیت	پرگنہ بہداؤں
		[illegible]	[illegible]
گنگادہر دجہت جہگاؤں وغیرہ	اوماں ناتہ دہورہرہ		
ـار	[illegible]	پرگنہ بچوتر مواضعات	پرگنہ خرید
گیا مصر موضع ہیجن پور	شیورام مصر ارسوں برت		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		علاول پور پرگنہ بلبیا	پرگنہ زمانیہ
		[illegible]	[illegible]

رانا پانڈے
ہرسوسن میں
لعـه

بابو بھیناتھ سنگھ گوردیا میں
اعـ ۸ للعـه

پرگنہ کرنڈہ
یک موضع
صه

پرگنہ شادی آباد
لعـصه م
عار

کوروتا
اعـ

سری
۱۸ للعـه ر

پرگنہ سکندرپور
عـصه م
للعـ عار

جاہر رائے سوریکپو خواص
سا

سرای قاضی و سرائے سرجن
پرگنہ اٹھگاؤں
سار

بہادر علی خاں دیہات
جاگیر جونپور سے تنخواہ نقد
میں کرا گئے ہیں
اعـ سه ۶

جاگیرات جو کہ واصلباقی میں منہا و مجرائی
ہوتی ہے۔
عـ لسه ۲

معمولی سائر قدیم کہ مال سے نکل کر تشخیص سایر
میں آئے اور واصلباقی سال تمام مستاجروں
میں مجرا ہوتی ہے۔
عـ عه

پرگنہ شیوپور
اعـ لعـه ۹

کرنا ڈانڈے باہم بینی رام پنڈت
الـ عار

چندروتی پرگنہ کٹیہر
داخل محال سیوپور
اعـ ۸

سایر گوپالپور داخل
شیوپور
عا عـه

بیکنٹھ پور لالہ کشمیری مل
الـ

رام پور بہجراج
الـ ۱۳ عه
۱۲ ر

سکرور دینا ناتھ
۱۳ لسه
۱۳ ر

پرگنہ رانہو پور — تحویل سلمہ بنام بابو عجائب سنگھ — پرگنہ رانہو پور داخل پرشاد — پرگنہ بھوت سائر بارہ داخل شیو پور

الصہ ۱۵/ — للعہ ۔ — الہ ۔ — الصہ

مولوی فخرالدین — بی بی جمیل — سابق — سایر دولہی پور — کلورائی

الصہ ۔ — ۱۵/ — للعہ — الصہ — الصہ

موضع سیوا

۔

ایمہ — از بروارہ

۔ — ۔

پرگنہ کسوار — مہادیو پاٹکھہ پرتارا — پیدرہ ساوباری داخل شیو پور — اٹھگاؤں سایر ستوارہ داخل شیو پور

الصہ — الصہ — الصہ — الصہ

اٹھگاؤں — ہراہوہ

۔ — ۔

نانکار زمینداران

للعہ ۔

لکھنیسر — جیت فیروزپور

الصہ — الصہ

سکندر پور ائمہ

الصہ

دیہات تکرار جمع کہ محال سے نکلکر شامل قبولیت محال دیگر میں داخل ہوئی سال تمام تصفیہ میں مجرا ہوتی ہے۔

للعہ ۱۰/

شیو پور موضع رمدت پور داخل گنگا پور — موضع گورسرنا چندوکیں داخل محال جوہرا

۔ — للعہ

پرگنہ بھویلی — قریات موضع بھونداپور شامل جھکنی

للعماسہ — اعساععہ

نورپور داخل منڈیاہو — کونڈی پرگنہ پندرہ داخل مجھوا

عمار — اعلاصعہ

پنڈت داخل لوہتہ — چکریان داخل پرگنہ کیتھر

لعہ — ساععہ

تعلقہ ترہنی — پرگنہ مجھوا موضع جرکھور داخل بھویلی

اعاعا — اععہ للعہ

کوسا داخل منڈیاہو — مکرایرن پور داخل بیاسیے

لعہ — السار

تعلقہ جھکنی موضع برسنڈا داخل گنگاپور — پرگنہ مجھوا

حاعہ — اعسعہ

سلوری داخل گنگاپور — بدھوی شامل گنگاپور

لعہ عہ — ماار

خرچ معمولی از محالات سائر

للعہ
۱۳ر

امانت بنارس	جونپور
الہ عہ ۲ر	لعہ عہ ۱۳ر

معمولی	مقرری	روزینہ داران
لہ عہ ۲ر	ماللعہ ۱۳ر	لعہ سائعہ

معمولی مہتابی سائر
سامہ

مرزاپور معمولی سہ بند ہاتی	سائر غازی پور معمولی
اعہ	لہ عہ ۵ر

سائر رام نگر
سامہ ۱۲ر

بیر شاہ	طیب شاہ فقیر	بھون گیر گوسائیں
ما عہ	للعہ ۱۲ر	ما للعہ

جگدیوپور	کنک پور داخل گنگاپور
اسماعہ	حالہ عہ

تعلقہ مہگانوں موضع شیوداس پور
داخل جونپور
ما عہ

آبادی تالاب درگنج راہوپور میں

سہ ماللعہ
۹ر

حال تبادلہ گورنران و رزیڈنٹ بنارس

واضح رائے ناظرین باتمکین رہے کہ راجہ مہیپ نراین سنگھ کو گورنر جنرل وارن ہسٹنگ صاحب نے ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۱ء میں مسند نشین کیا اوسکے بعد چار برس ۱۱۹۹ھ تک حکومت کرتے رہے اور شقہ جات و پروانہ جات برابر آتے رہے اور جو استدعا کہ مہاراجہ نے پیش کی وہ قرین قبول ہوتی رہی تا اینکہ اسباب خاص سے انہوں نے قصد ولایت کیا چنانچہ جب یہ خبر بایہ یقین کو پہونچ گئی تو شریعت خاں ملازم ریاست نے کہ نہایت خیر خواہ و تجربہ کار و مسن و بکار وکالت کلکتہ مقرر تھے اونکی روانگی کی اطلاع اپنے ذریعہ سے اول اول دی جو بمقتضائے اونکی کبر سنی کے الفاظ ذیل سے تھی بہ گرامی مطالعہ ساطعہ راجہ صاحب والا قدر عالی شان امیدگاہ ترقی خواہان راجہ مہیپ نرائن بہادر زاد اشفاقہ ـ بعد آرزوے دولت مواصلت سراسر افادات کہ نتیجہ تمام مطالب ہے واضح خدمت فیضدرجت کیا جاتا ہے کہ جناب خداوند نعمت نے قصد ولایت کیا ہے اور بدر قہ افضال الٰہی سے عنقریب روانہ ہونگے اور جناب خداوند نعمت مسٹر مکفرسن صاحب کہ جانشین و قایم مقام خداوند نعمت رہے ہر قسم کی توجہ دلی اوس والا قدر (آپ) کے نسبت مرعی رکھتے ہیں ـ آرزوے خدا یگانی موصوف کہ ملفوف نیاز نامہ جارہا ہے واضح خدمت ہوگا امید کہ ترقی خواہ کو خادم یکرنگ و محب واقعی تصور کرکے صدور جواب سے مسرور و خوش رکھینگے ـ شریعت خاں

جان مکفرسن صاحب نے جو کہ قایم مقام ہونے والے تھے دربارہ تشریف بری ہسٹنگ صاحب و قایم مقامی خود فارسی میں لکھا جسکا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں راجہ مہیپ نرائن بہادر سلامت ـ چونکہ مزاج نواب امیر الممالک عماد الدولہ گورنر جنرل وارن ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ بیس بوجہ

توقف بسیار اس ملک و اختلاف آب و ہوا اس مقام کے گونہ کسل ہوگیا ہے اور بوجہ بعض مقدمات ضروری کے کہ تعلق ولایت سے رکھتے ہیں قصد نواب موصوف جانب ولایت پختہ ہوگیا ہے اور تاریخ روانگی ۸ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ مطابق جنوری ۱۷۸۵ء مقرر ہوچکی ہے اور اینجانب جانشین نواب موصوف ہونگے۔ رفعت و عوالی پناہ کو معلوم ہے کہ بشرط انجام مال واجب و تردد و آبادی ملک و ظاہر کرنے رسائی و دولت خواہی سرکار کے توجہ خاطر اینجانب کے بہ نسبت احوال اس معتضد دوستان کے بدستور رہیگی۔ لازم کہ دلجمعی سے کارہائے متعلقہ اپنے انجام دیتے ہوئے اپنے حالات خیریت سے ہمیشہ اطلاع دیتے رہیں۔ اور خود گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب نے بھی خط لکھا کہ چونکہ بوجہ قیام سالہاسال بسیار اس ملک میں گونہ کسلمندی مزاج میں ہوگئی ہے اور علاوہ اسکے چند امور ضروری کہ متعلق ولایت ہیں باعث پختگی ارادہ جانب ولایت ہوئے ہیں اور صاحب مشفق قدردان مسٹر مکفرسن صاحب کہ درجہ دوم اس حکومت میں رکھتے ہیں اور جانشین اینجانب ہونگے نہایت فہمیدہ اور دانائی میں یکتا ہوکر کمال محبت دیکھتی اینجانب سے رکھتے ہیں گویا کہ نقش واحد اینجانب ہیں۔ بشرطا انجام مال واجب و تردد آبادی ملک و ظہور رسائی و دولت خواہی سرکار مشفق الیہ متوجہ احوال آپ کے رہیگی لازم کہ اطمینان رکھکر کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں۔

راقم مؤلف عرض کرتا ہے کہ ان خطوط کے آمد کے بعد حسب تاریخ مقررہ روانگی ۸ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۵ء کو گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ جہاز پر بہ قصد ولایت سوار ہوگئے مگر اثنا راہ میں جہاز ہی پر سے اپنا استعفا خدمت گورنری سے بہ مصالح خود بھیجدیا اور جان مکفرسن صاحب اب مستقل گورنر ہوگئے جسکی اطلاع ذریعہ خط خود مسٹر مکفرسن صاحب بہادر گورنر جنرل نے مہاراجہ مہیپ نراین کو دی۔ کہ تاریخ ۸ فروری ۱۷۸۵ء مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ کو مسٹر ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جہاز برٹن نامی سے استعفا

خدمت گورنر جنرل بنگالہ وجائے قیام خود سے کہ نوکری کمپنی میں رہتے تھے لکھکر بھیجا ہے
چونکہ دو حکمنامہ ایک سنہ ۱۳ دوسرے سنہ ۲۱ جلوس والا میں مرقوم ہے کہ جب گورنر جنرل
بنگالہ فوت ہوں یا استعفا دیں یا تبدیل کئے جاویں اور اونکی نوکری کی جگہہ خالی ہو تو
چاہئے کہ جو شخص کونسل میں دوسرا درجہ گورنر سے رکھتا ہو جانشین گورنر موصوف ہوگا۔
اور اینجانب دوسرا درجہ اوُن سے رکھتے تھے لہذا اس رفعت پناہ کو اطلاع دیجاتی ہے
کہ تاریخ مرقوم سے اینجانب گورنر جنرل بنگالہ ہوے اور قسم گورنر جنرل کی کرکے جانشین
مسٹر ہسٹنگ بہادر ہوئے لازم کہ این جانب کو بطور ہسٹنگ بہادر جان کر ہمیشہ عرضیاں
بھیجنی و اطلاع حالات سے خوش رکھیں گے۔ زمانہ گورنری جمیس مکفرسن صاحب کے ایک
سال قبل پارلیمنٹ کے حکم سے ایک محکمہ بورڈ آف کنٹرول کا مقرر ہوا اس میں بادشاہی
کونسل کے چھ وزیر اجلاس کرتے تھے جن کا رتبہ کورٹ آف ڈائرکٹرس سے زیادہ تھا
اونکا سوائے انتظام تجارت کے ہندوستان کے جملہ امور پر اختیار کلی تھا اور کورٹ آف
ڈائرکٹرس کو سب کام باتباع اونکے کرنا پڑتا تھا اور اونہیں کے منظوری سے گورنر اور
گورنر جنرل مقرر ہوا کرتے تھے آخر کو بورڈ آف کنٹرول کے مقرر ہونے سے ہندوستان کے
انتظام میں بڑا فرق آگیا کیونکہ اب تک یہاں کے ملازموں کو صرف کمپنی یعنی جماعت تجار
ہی سے علاقہ تھا اور اب انگلستان کے بادشاہی وزیروں سے کام پڑا۔ دشمنوں کی
طاقت گھٹنے لگی اور رعیت پر زیادہ اعتماد ہونے لگا۔

سنہ ۱۷۸۶ء میں لارڈ کارنوالس گورنر جنرل مقرر ہوکر آے اور سنہ ۱۷۹۳ء میں واپس انگلستان
گئے اسی گورنر نے بنگالہ اور بنارس میں زمینداروں کے ساتھہ بندوبست استمراری
کیا تھا جسکی شہرت تا بقاے بندوبست قائم رہے گی بعد لارڈ کارنوالس کے سنہ ۱۷۹۳ء
میں سرجان شور کونسل کے ممبر اول کرسی گورنری پر جلوہ افروز ہوے اور سنہ ۱۷۹۸ء
میں انگلستان کو چلے گئے اور لارڈ ٹین موتھ کا خطاب وہاں جاکر حاصل کیا اور ہندوستان

میں بجائے اونکے ارل آف ہارنگٹن جنہوں نے عرصہ کے بعد خطاب مارکوئس آف ویزلی کا پایا تھا گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے۔

حضرات رزیڈنٹ میں سے اول میں مسٹر مارکہم صاحب زمانہ مسند نشینی مہاراجہ حبیب نرائن میں تھے اونکے بعد مسٹر فوق صاحب فرانسیس ہوئے۔ جن کا برتاؤ مہاراجہ صاحب کے ساتھ زیادہ برا نہیں رہا بلکہ بطور فہمائش وتعلیم تحریرات الفاظ مناسب میں رہے جو اونکی تحریر ذیل بجواب خط مہاراجہ سے ظاہر ہے۔

راجہ صاحب مشفق لبسیار مہربان سموالمنزلت مع المکان توجہ فرمائے مخلصان راجہ حبیب نراین سنگھ زاد اشفاقہ   رقعہ مہربانی کا موصول ہوا اور مراتب مندرجہ پر مطلع کیا اینجانب نے کلمات چند جو دربارہ تقاضائے قسط وغیرہ لکھا اوسکا سبب یہہ ہے کہ مدار واختیار امورات مالی وملکی آپکے قبضہ میں ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ خود متوجہ ومستعد اجرائے امورات بوجہ احسن رہیں کہ دولت خواہی ورسائی آپ کے کمپنی میں حضور صاحبان عالی شان کونسل میں ظاہر ونمایاں ہو۔

اور چونکہ یہ نقشہ د   ) بناکردہ اینجانب ہے لہذا تحریر اینجانب براہ نصیحت بغرض تعلیم آپکے ہے اس میں سرزنش وعتاب کا کیا ذکر آپنے تحریر کیا ہے کہ بعض اسباب کی وجہ سے معاملات سال حال میں بعد تین ماہ کے دست اندازی ہوئی۔ مہربان ان جب آپ بعد تین ماہ کے معاملات میں دخیل ہوئے تو قبل اس تین ماہ کے کون شخص دخیل تھا ظاہر ہے کہ آپ اسکے قبل بھی دخیل تھے اور اب بھی دخیل ہیں مگر یہہ کہ کسی دوسری وجہ سے یا تکرار بیجا سے کہ خلاف مرضی صاحبان یا نقشہ ہو اپنی خوشی سے دخل بیش روز معاملات میں متوجہ نہ ہونا دوسری بات ہے۔ غرض مخلص کے وقت رسیدہ سے کبھی بیدخلی آپ کی نہیں ہوئی۔ اور باوجود اوسکے ایسے کلمات تحریر فرماتے ہیں اسی کو مخلص حجت وتکرار جانتا ہے۔ چنانچہ میں نے قبل اسکے جو لکھا تھا کہ جب کسی بات کے واسطے آپ

کو لکھا جاتا ہے تو آپ اوسکے جواب میں حجت و تکرار لکھتے ہیں وہ بھی حجت و تکرار ہے کہ اب آپنے لکھا ہے۔

آپنے تحریر کیا ہے کہ محال برمٹ میں بہ نسبت سال گذشتہ کمی و نقصان ظہور میں آیا۔ مشفق من این جانب کو بالکل اطلاع نہیں ہے کہ محال مذکور میں کس جگہ نقصان ہوا۔ یہ محال محال سائر ہے۔ اگر ایک جگہ نقصان ہوا تو دوسری جگہہ فائدہ بھی ہوا ہوگا اور اگر اخراجات مرشدزادہ آفاق (غالباً سعادت علی خاں) کے نسبت کمی نقصان آپ کہتے ہیں تو یہ کمی داخل نقصان نہیں بلکہ داخل آمدنی ہے اُسکا جمع خرچ کلکتہ میں بھیجا گیا ہے آخر سال میں سوائے معمول زمینداری کے مجرا محسوب ہوگا۔

آپ لکھتے ہیں کہ نہایت مستعدی و سرگرمی سے دولت خواہی سرکار پر متوجہ معاملات رہتا ہوں مشفق من مرکوز خاطر مخلص بھی بجز اسکے نہیں ہے کہ وہ مشفق اجرائے امورات میں اسطور سے متوجہ رہیں کہ دولت خواہی اور رسائی آپکی کونسل میں ہو اور اسی کے واسطے بارہا لکھا جاتا ہے اور زبانی کہا جاتا ہے اسی طور سے جو بات کہ خلاف ضابطہ و باعث نالش و بدنامی ہوگی اوسکے واسطے مکرر لکھا جاویگا کیونکہ اینجانب آپکے نیک نامی کو عین اپنی نیک نامی سمجھتے ہیں اور بجز اوس مہربان کے کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کہ اوس سے کہا جاوے یا لکھا جاوے۔ زیادہ شادمانی ہو۔ مسٹر فوق

اسی طور سے دوسری تحریریں مسٹر فوق صاحب رزیڈنٹ کی رہیں جن سے زیادہ مخالفت نہیں پائی جاتی ہے اور اگرچہ بٹہ راج کمار ننکو سنگھ تھی تو وہ بھی باعتبار رفع نزاع خاندانی تھی یا یہہ کہ احکامات گورنر جنرل کی تعمیل میں مجبور رہے۔ جیساکہ بابتہ عدم رسید تنخواہ کمپ کہ بوجہ غفلت عجائب سنگھ تھی اوسکی تاکید مہاراجہ کو لکھی تھی جو اپنے اپنے مقامات پر مذکور ہوئیں۔ مگر مسٹر فوق بنفسہ سلوکات مہاراجہ میں اچھے رہے تا اینکہ گورنر جنرل جان مکفرسن صاحب بہادر نے انکو تبدیل کیا اور انکی جگہہ پر جمیس گرانٹ صاحب کو مقرر کیا۔ اور مہاراجہ کو اطلاع ذریعہ خود دیا کہ

مسٹر جیمس گرانٹ صاحب بہت ہی سلیقہ شعار و پختہ کار و نیک اطوار من کل الوجوہ ہیں اور دوست یکرنگ و محب با فرہنگ اینجانب ہیں۔ اس زمانہ میں کونسل سے یہہ بات مقرر ہوئی ہے کہ جب مسٹر فوق صاحب استعفار خدمت کام صاحب کلانی بنارس سے دیں تو انکی جگہہ پر صاحب موصوف مقرر ہوں لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ صاحب موصوف کو ہر جہت سے اپنا دوست جانکر جو کچھ وہ کہیں اس میں اپنا نفع تصور کرکے اُسکے موافق عمل کرتے رہیں۔ تا اینکہ مسٹر فوق صاحب نے مرضی صاحبان کونسل پاکر مجبوراً استعفا دیا اوسوقت دوسرا خط گورنر جنرل مذکور کا بدین مضمون آیا۔ کہ اس زمانہ میں فوق صاحب نے استعفار خدمت بنارس سے کیا اور جیمس گرانٹ صاحب کہ دوست مخصوص اینجانب ہیں عوض فوق صاحب میں خدمت بنارس پر مقرر ہوئے۔ جیمس گرانٹ صاحب جو کچھہ کہ لازمہ بہبودی کمپنی و آرام رعایائے اس دیار کا ہو کرینگے۔ اور آپ بھی اس امر کے حصول میں قصور نہ کریں گے۔

مسٹر جیمس گرانٹ صاحب۔ اول اول تو ایسی گرم بازاری دکھلائی جو نہایت خیر خواہی کو ثابت کرتے تھے تا اینکہ خط مہاراجہ سے دربارہ خوشنودی انتظام خود اپنے نام لکھوایا اور ایک خط بطور عرضی حضور گورنر جنرل میں بھجوایا۔ مگر پھر ایسی سخت گیری کی کہ مہاراجہ کو اونپر نالش عدالت کونسل و حضور گورنر ۲۴۔ اپریل ۱۷۸۸ء میں کرنی پڑی تا اینکہ مہاراجہ سے ثبوت مانگا گیا اور اوسکے ساتھ دوسرے عنوانات سے مہاراجہ پر دباؤ ڈالا گیا جسکی وجہ سے مہاراجہ نے اپنی نالش اوٹھالی اور اوسپر بظاہر زمانہ ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس میں خط شکریہ آیا جو بحث علیحدہ میں مذکور ہونگے۔

جیمس گرانٹ صاحب کے بعد مسٹر ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس آئے انکی حکمت عملی سے تمام اختیارات راج بلکہ کل حصہ نکل گیا۔ جیسا کہ آئندہ مذکور ہوا ہے۔

برخاست ہونا عہدہ نیابت کا ازجانب سرکار و اختیارات مہاراجہ کو بحکم گورنر جنرل رزیڈنٹ بشروط ملنا

اول حکم رزیڈنٹ مورخہ پنجم ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۸۶ء مطابق آسن بدی پوس سنہ ۱۸۴۳ آیا جسکا ترجمہ ذیل میں ہے۔ راجہ مہیپ نراین بہادر زمیندار بنارس معلوم کریں کہ چونکہ ارادہ و مدنظر مہربانی گورنر جنرل بہادر و صاحبان کونسل ہر صورت میں بغرض خوبی انتظام معاملہ زمینداری آپ کے و رفاہ رعایا و تمام مخلوق ہے۔ لہذا یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آپ اپنی امور زمینداری اور اجراے تحصیل و آبادی ملک و انصاف رعایا میں پابند ہوکر اس ملک کو کہ بہ نسبت سابق کے غیرآباد پڑا ہے بہت زیادہ آباد کریں۔ اسی بنا پر اینجانب نے حکمنامہ لکھا ہے کہ وقت مناسب میں بعد حصول و تحمیمی حسن تدبیر و نیک نیتی و قابلیت آپکے جسقدر کہ صلاح سمجھی جاوے امور متعلقہ زمینداری میں دخل دیا جاوے۔ کہ بعد آزمائش و تجربہ و رسائی آپکے اگر ہر صورت سے قابل و لائق کار جانے تو حد انتہا پر کہ متعلقہ زمینداری و راجح ہو آپ کو اختیارات سونپے جاویں اور مختار کئے جاویں۔ لہذا اس اعتماد پر کہ آپ بہمہ وجوہ امور مرقوم الصدر میں متوجہ و دلدادہ ہوکر شب و روز و خوبی انتظام تحصیل و آبادی ملک و رفاہ رعایا میں مقید و سرگرم ہوں آپکے دوش سے عہدہ نیابت کہ طرف سرکار سے تہا برخواست کیا جاتا ہے اور بشروط دفعات ذیل اختیار بند و بست و انتظام مالگذاری آپ پر مقرر ہوتا ہے۔ لازم کہ مطابق دفعات مذکورہ اپنا کام باحتیاط تمام کرتے رہیں۔

دفعہ اول تمام کاروبار بندوبست و اجرای تحصیل وغیرہ متعلق زمینداری کے نسبت آپکو چاہیے کہ عام کچہری میں سب لوگوں کے سامنے کرتے رہیں۔

دفعہ دوم۔ ایک سررشتہ دار مع چند محرران کے اینجانب کی طرف سے ہر روز آپکی کچہری میں بیٹھیں گے اور نقل تمام حساب و کاغذ و پروانہ وغیرہ کے لیتے رہینگے کہ اطلاع سرکار میں آیا کرے مگر سررشتہ دار مذکور یا اوسکے محرروں سے آپ کی طرف یا آپکے عملہ کی طرف سے استفسار یا صلاح درباب اجرائے کار نہ لیجاویگی اور وہ لوگ بہی اوسکے اجرا میں کچہ دخل نہ دینگے۔

دفعہ سیوم۔ بصورت دفعہ دوم کچہری ہائے تحصیل پرمسٹ مقام ہائے بنارس و مرزاپور و غازی پور و جونپور میں سررشتہ دار از جانب حضور رہیگا۔

دفعہ چہارم۔ چونکہ جاری کرنا سررشتہ قانون گویوں کا کہ مخصوص نوکر سرکار ہیں پرگنہ میں ضروری ہے لہذا وجہ گذاران اون کی بصورت مناسب مقرر کریں اور وہ سب بحکم و اختیار سرکار نہ بحکم آپکے رہینگے مگر واسطے مدد و اجرائے کرنے کام تحصیل کے کچہری ہائے ہر عامل میں موافق و مناسب و دستور کے صدر سے حکم ہوگا۔

دفعہ پنجم۔ بعد تیار ہونے کاغذ بندوبست سنہ ۱۱۹۵ فصلی کے نقل اوسکی شروع کردینگے اور پیش اینجانب گذرانینگے اور بعد منظور ہونے کے اجرا کریں گے۔

دفعہ ششم۔ شہر ہائے مرزاپور و غازی پور و جونپور میں حاکمان منجملہ مردمان معتبر اس ملک کے بغرض کار عدالت و انصاف متوطن اوس جگہہ کے تجویز کیے جاوینگے اور علاقہ عاملان تحصیل اس مقام سے نہ رہیگا۔

دفعہ ہفتم۔ جب آپ سے یا آپکے عملہ سے اینجانب کی تجویز میں کوئی بدعملی ظہور پذیر ہوگی تو اوسکا تدارک مناسب کیا جاویگا۔ آپ کو چاہیے کہ تمام امورات کو فوراً مطابق حکم کے بجالایا کریں۔ ورنہ جس صورت میں کہ نائب طرف کمپنی کسے ضرور جانا گیا تہا پہر بہی موافق دستور کے بغرض کار تحصیل و بندوبست وغیرہ کے مقرر ہوگا۔ مگر اس امید پر کہ آپکے خوبی انتظام سے ایسا اتفاق نہ پڑے گا۔ درباب بندوبست سنہ حال بموجب دفعات علحدہ کہ ذیل میں لکہی گئیں۔ حکم دیا جاتا ہے۔

دفعہ اول۔ جو شخص منجملہ عاملان واجارہ داران سنہ ۱۲۷۱ فصلی کے شل دلجیت سنگھ و
بابو سیتل پرشاد و جیت و مہربان وغیرہ کے کہ مالگذاری دینے میں عذر و لیت و لعل کرتے
رہتے ہیں اونلوگوں کو سال حال میں محال دینا مناسب نہ سمجھا جاوے۔

دفعہ دوم۔ بندوبست کرنے میں حتی المقدور کسی عامل کو زیادہ ایک یا دو لاکھ سے
نہ دیا جاوے۔

دفعہ سیوم۔ قول و قرار عاملان میں یہہ دفعہ مندرج رہے کہ جس صورت میں نالش
کسی رعایا یا مالگذار کی اینجانب کے حضور میں زیادہ طلبی کی کہ مال واجب و جائز و مقرر
سے لیا ہو گذرے تو جرمانہ سہ چند بلا عذر ادا کرے اور آپ کو چاہئے کہ جرمانہ نقد لیا
کریں اور منجملہ خسارہ فریادی کے کہ نالش کرنے میں خرچ ہوا مع مبلغ زیادہ طلبی کے
واپس کریں۔

دفعہ چہارم۔ چونکہ آپ کام کل بندوبست و تحصیل تمام ملک میں اختیار پا چکی ہیں لہذا مناسب
نہیں کہ کسی محال کا اجارہ اپنے نام یا اپنی ذمہ داری سے دوسروں کے نام لیں بلکہ بندوبست
تمام محالات کو بہ صورت ٹھیکہ رکھیں اگرچہ محالات امانی کمتر کیوں نہوں۔

دفعہ پنجم۔ آپ کو چاہئے کہ بہ لحاظ آبادی ملک ہر محال کی جمع مقرر کریں اور جو محال شکست
ہو چکے ہیں اونکی آبادی کی امید میں سال حال کیواسطے جمع مفصل میں کمی جمع موافق و مناسب
و مناسب کردیں اور عوض میں اوسکے آپ کو اختیار ہے کہ جن محالات میں گنجائش
ہو اور جائداد بہ نسبت مالگذاری کے زیادہ ہو اوس میں اضافہ مناسب تجویز کریں۔
اور عاملوں کی تجویز کرنے میں نظر مخصوص اسبات پر رہے۔ کہ جو عامل رعایا سے اچھا
سلوک رکھے اور سخت گیری ناحق تحصیل مالگذاری میں نہ کرتے ہوں اونکو محال تفویض
کئے جاویں اور عاملان جابر و سنگدل کو نہ دیا جاوے۔

دفعہ ششم۔ بنظر رفاہ رعایا و عاملان و نیز آپ کے بہ لحاظ ایام فصل قسط بندی کرنا چاہئے۔

مگر مقدم یہہ ہے کہ زر قسط ہر ایک ماہ کا چودہ ماہ دوسرے تک یا اوسکی قبل نقد خزانہ سرکار میں بلا عذر و حیلہ پہونچاتے رہیں۔

دفعہ ہفتم۔ اس بنا پر کہ دفعات راہداری کہ عاملان و اجارہ داران آپکی زمینداری میں اکثر جا لیتی رہتی ہیں بموجب تحریر مسٹر بارلو صاحب اوسکی حقیقت کلکتہ میں لکھی گئی ہے سبب خرابی و پامالی سوداگراں و مال بر بندگان و متردّدان وغیرہ ہوتا ہے اور اونکی معافی سے صورت دولتمندی آپ کے و آبادی ملک متصور ہے۔ چونکہ یہہ دفعات تحصیل کے تینوں صوبہ جات بنگالہ و بہار و اڑیسہ میں چند سال سے منع و بند ہو گئی ہیں اور فی الواقع بموجب مضمون سررشتہ و حکمنامہ کے کہ درباب پرمٹ قبل ازیں اس ملک میں مقرر ہو چکا ہے گویا مجرا و معاف ہے۔ لہذا آپ کو مناسب ہے کہ بندوبست سال حال اس ملک میں بھی کہ اب شامل دیگر ملک ہائے کمپنی کے آگیا ہے منع کریں۔ اور اوسکے معاملہ میں جانب سرکار سے مجرا پانا ضرور نہیں ہے۔

دفعہ ہشتم۔ آپ کو کسی طور سے یہہ اختیار نہیں ہے کہ سند یا پروانہ لاخراج دیں۔ لہذا اگر کبھی آیندہ میں دیا جاویگا تو باطل و نامنظور ہوگا اور حسب بہ اطلاع حضور آونگا باز پرس کیجاویگی۔ ۵ اکتوبر ۱۷۹۵ء

راقم مؤلف عرض کرتا ہے کہ اسی حکمنامہ سابق کے تاکید میں جو ۔۔۔۔ یعنی ۱۸ جنوری ۱۷۹۶ء کو دوسرا حکمنامہ صاحب رزیڈنٹ آیا جسکا ترجمہ بسبب ذیل ہے۔ سنہ حال مطابق ۱۱۹۵ء میں ظاہر ہوا کہ بعض پرگنات و محالات متعلقہ زمینداری راجہ مہیپ نراین سنگہ بہادر زمیندار بنارس وغیرہ میں مالگذاران حجت ناحق و بہانہ بے موجب درپیش کرکے ادائے مالگذاری واجب الذمہ نہیں کرتے اور عاملان سرکار کے سامنے رجوع نہیں ہوتے اور حیلہ و شرارت کرتے رہتے ہیں لہذا بنا بر اطلاع و وقوف انکے لکھا جاتا ہے کہ جو شخص کسی امر واجبی کار مالگذاری سرکار میں عذر و فریب عمل میں لاویگا اور عاملان پرگنات کے

سامنے رجوع نہ کریگا اور ادائے مالگذاری سرکار نہ کریگا تو حکم صاحب کلاں سے سزاء قرار واقعی کو پہونچے گا جسطور سے کہ خیال و لحاظ سرکار کمپنی انگریز بہادر اس امر پر ہے کہ رعایا پر ظلم نہ ہو اوسیطور سے تنبیہ رعایان و مالگذاران و زمینداران کہ شرارت کرتے ہوئے مالگذاری دینے میں مستعد نہیں رہتے پوری طور سے ہوگی اور چونکہ بموجب حکم گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر ابتدا سنہ حال سے سرفراز و مختار بنا بر اجراے تمام امورات متعلقہ زمینداری اپنے کی گئی ہیں تو تمام عاملان و مالگذاران و تمام مخلوق اس ملک کو چاہیے کہ راجہ مذکور کو مستقل و مستحکم جانکر اپنے کاموں کو حضور راجہ و کچہری راجہ مذکور میں رجوع و جاری کریں۔ یقین ہے کہ راجہ مشار الیہ مالگذاران و تمام متوطنان اس دیار کو اپنی رعایا جانکر امر واجبی و غور رسی مظلومان و سزائے شریران ہر صورت سے عمل میں لاویں گے اور مالگذاری سرکار بموجب دستور رائج ملک وصول کر کے سب لوگونکو اپنے سایۂ دولت و انصاف پروری میں پناہ دیتے ہوئے شکر گذار عالت خود بار ہیں گے

راقم کہتا ہے یہ حکمنامہ ہمراہ خط صاحب کلکٹر بنارس آیا جسکا ترجمہ ذیل میں لکہا جاتا ہے

راجہ مہیپ نرائن سنگھ زمیندار بنارس معلوم کریں کہ بموجب درخواست زبانی اونکے کہ ان دنوں میں کیا تہا اشتہار نامہ ملفوف جاری ہے لازم کہ نقل اوسکی مہر قاضی سے ہر پرگنہ میں بہیجیں اور سب لوگوں کو اشتہار پہونچاویں کہ موافق اوسکے عمل میں لاویں چونکہ اس قسم کے پروانہ کا صادر ہونا محض اس اعتماد پر ہے کہ اونہوں نے چندمرتبہ اقرار این جانب سے کیا ہے کہ شب و روز اپنے امورات میں متوجہ ہوکر ایسا انتظام کریں گے کہ تمام مالگذار و رعایا حسن سلوک و خوبی انصاف سے اونکی راضی رہیں گے لہذا راجہ مشار الیہ کو چاہیے کہ شب و روز اپنا اقرار یاد رکہکر موافق مضمون کے عمل کرتے رہیں کہ نتیجہ نیک مہربانی سرکار انگریز بہادر کا اونکے حال پر اس درجہ بر مبذول ہوئی ہے ظاہر ہوتی رہے۔ اور دوبارہ حکم مضمون دیگر کی ضرورت نہ پڑے ۱۵۔ جنوری ۱۷۹۵ء صاحب کلکٹر بنارس

مقرر ہونا عدالت فوجداری کا ازجانب سرکار کمپنی انگریز بہادر شہر ہائے غازی پور و جونپور و مرزا پور میں و عملہ تحصیل مہاراجہ و داروغہ پرمٹ سے اس اختیار کا نکل جانا

بعد حصول اختیار بندوبست و تقرری نائب راج مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر کو محض چار ماہ گذرے تھے کہ حکمنامہ گورنر جنرل ارل کارن والس بہادر مورخہ ۲۷ ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۸ء اس مضمون کا آیا۔

راجہ مہیپ نرائن سنگھ زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں چونکہ حکمنامہ مرقومہ ۷ ماہ اکتوبر میں مندرج ہے کہ شہر ہائے مرزا پور و غازی پور و جونپور میں حاکمان منجملہ مردمان معتبر اس ملک کے بغرض کار عدالت و انصاف متوطنان اس جا کے تجویز کیے جاوینگے اور علاقہ عاملان تحصیل سے نہ رہیگا۔ لہذا بموجب حکم مشیر خاص حضور سلطان انگلستان عظیم الشان گورنر جنرل بہادر سپہ سالار افواج بادشاہی و کمپنی متعلقہ کشور ہندوستان اجلاس کونسل کے بالفعل فضیلت پناہ مولوی امیر احمد کام حاکمی و مختار کار کوتوالی شہر غازی پور پر موسوم کی گئی اور تاریخ یکم فروری سنہ حال سے اپنی خدمت کو اجرا کرینگی۔ راجہ کو چاہئے کہ تحصیلدار ضلع و داروغہ پرمٹ سے اطلاع کریں کہ وہ لوگ بجز مقدمات مالگذاری کے اجرائے امور انصاف و کوتوالی درمیان سرحد شہر مذکور میں کسی راہ سے دخل نہ دیں بلکہ ہر امر واجبی میں بغرض استقلال حکومت حال معاون و ساعی رہیں اور اطلاع اس حکم کی دو روز قبل ماہ فروری سے بذریعہ منادی شہر مذکور میں کریں اور شروع عدالت مذکور تاریخ یکم فروری سنہ ۱۷۸۸ء سے ہوگی۔

اس حکم کے ساتھ اشتہار نامہ بذریعہ صاحب کلاں بنارس مع پروانہ صاحب کلاں بنارس

آیا جسکا ترجمہ ذیل میں ہے۔

اشتہار

چونکہ مشیر خاص حضو ۱۸ ...

در انگلستان عظیم الشان گورنر جنرل چارلس ارل کارن والس بہادر سپہ سالار

افواج بادشاہی وکمپنی متعلقہ کشور ہندوستان بہ اجلاس کونسل نے بہ لحاظ رفاہ و فراغت

حال متوطنان وباشندگان شہر غازی پور حکم فرمایاہے کہ بغرض جاری کرنے تجویز

وانصاف مقدمات جزوکل عدالت فوجداری ونگہداشت کوتوالی شہر مذکور کے کچہری عدالت

کی طرف سرکار کمپنی انگریز بہادر دام ملکہ سے مقرر ہو. لہذا صاحب کلاں ضلع بنارس شہر غازی

پور میں بہو نچکر بغرض مطلع ومشتہر کرنے تمام اشراف ونجبا وسوداگران وساکنان وتمام مخلوق

متعلقہ سرحد شہر مذکور کے اشتہار نامہ ہذا کو مشتہر کریں۔ اور حضور نے فضیلت پناہ مولوی

امیر اللہ کو خدمت حاکم عدالت ومختار کار کوتوالی شہر مذکور پر مقرر کیاہے۔ لازم کہ وہ سب

لوگ مشار الیہ کو مختار بصورت مرقوم الصدر متحکم ومستقل جانکر کما حقہ متابعت وفرمانبرداری

مولوی مذکور کی کرتے رہیں تمام رعایائے دولت خواہاں سرکار کمپنی انگریز بہادر کو چاہیئے

کہ جسطور سے کہ مدنظر سرکار مذکور زیادتی ورفاہ وبہبودی تمام اشخاص خاص وعام کی جو کہ زیر

سایہ حکومت رہتے ہیں ہے اوسی طور سے یقین ہے کہ عدالت مذکورہ کے قائم ہونے میں نشان

نمک بنظر انصاف خلائق جانب سرکار کمپنی انگریز بہادر اپنے حق میں تصور کرکے تمام ساکنین

شہر غازی پور شکر گذار وممنون احسان انصاف ہونگے چاہیئے کہ ہر شخص کہ متعلق شہر مذکور

سبب نالش رکھتا ہو باطمینان ودلجمعی اپنی عرضی نالش حاکم مذکور کے سامنے گذرانے مطابق اوسکے

مدعا علیہ کو کچہری میں طلب کرکے موافق شرع شریف وشاستر ہنود اوسکے جیسا کہ اس معاملہ میں

حکم نامہ حاکم مذکور میں بہ تفصیل مقرر ہو چکاہے انصاف مقدمہ مذکور کرکے ڈگری اوسکی کرینگے

اور جس صورت میں بہ نسبت اوس ڈگری کے متخاصمین راضی نہ ہوں تو کچہری صاحب کلاں

بنارس میں عرضی بصورت اپیل کرسکتے ہیں۔ اور نقل حکمنامہ کہ بنابر اجرائے کام حاکم مذکور تیار

ہوا ہے ہمیشہ کچہری عدالت مذکور میں بغرض دریافت و ملاحظہ ہر شخص کے کہ چاہے رہیگا اور نقل اوسکی کچہری پرمٹ و کچہری ضلع شہر مذکور میں رکھی جاویگی علاوہ اُسکے جو شخص چاہے دفتر صاحب کلاں میں آکر نقل حکمنامہ مذکور لے تاکہ عوام الناس جانیں اور مطلع ہوں کہ کس صورت سے اپنے مقدمات کی اجرا کرنا چاہیے۔ جسقدر احکام کہ حکمنامہ میں مندرج ہیں سب بحال رہینگی تا وقتیکہ دوسرا حکم شامل یا بغرض تبدیل یا درست کرنے اُس مضمون کے جو کہ حکمنامہ مذکورہ میں مرقوم ہے (نہ آوے) چاہیئے کہ تمام اشخاص متعلقہ شہر غازیپور ہمیشہ خبردار و واقف حال رہیں کہ کونسی صورت حکومت انصاف و رفاہ کی اونکے واسطے جاری رہے اور کس عنوان سے اپنے حق میں فراغت و امانت کلی کرسکتے ہیں۔ اور دوارد ہم پرمٹ و ضلع دار کو سوائے مقدمات مالگذاری کے اجرائے امور انصاف و کوتوالی میں درمیان سرحد شہر مذکور دخل ہوگا بلکہ ہر امر واجبی میں مدد و معاون حاکم عدالت حال ہونگی اور چور و راہزن و خونی کہ اطراف و جوانب ضلع مذکور سے آکر شہر غازی پور میں چوری و راہ زنی کرتے ہیں پتہ اونکا حاکم مذکور معلوم کرکے اُس جگہہ کے عامل کو لکھے اور بموجب اوسکے عامل تلاش کرکے گرفتار کرکے عدالت حاکم مذکور میں پہونچاوے اور شروع عدالت مذکور یکم ماہ فروری ۱۷۸۹ء سے ہوگی۔

تفصیل سرحد شہر غازی پور

طرف مشرق تکیہ عبدالواحد	طرف پچھم تالاب پہاڑ خاں و امام باڑہ
طرف جنوب دریاے گنگ	طرف شمال پورہ کیتولیہ

اجرائے احکام عدالت مذکور اسی سرحد مرقومہ کے اندر ہوگی۔

۲۷ ماہ جنوری ۱۷۸۹ء مطابق ۱۸ ماہ ربیع الثانی ۱۱۹۵ فصلی

دستخط دفتر صاحب کلاں بنارس

اسی طور سے شہر جونپور میں بھی مفتی کریم اللہ عدالت فوجداری کے حاکم کئے گئے اور اُنکے واسطے بھی پروانہ رزیڈنٹ کا آیا اور اشتہار بدستور مذکورہ بالا تھا۔

نقل پروانہ جو ہمراہ اشتہار مذکورہ بالا تھا

پروانہ صاحب کلان بنارس اسمی راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر راجہ مہیپ نرائن سنگھ زمیندار بنارس وغیرہ بعافیت باشند۔ چونکہ حکمنامہ مرقومہ ۷ ماہ اکتوبر ۱۷۹۵ء میں مندرج ہے کہ شہر ہائے جونپور و مرزاپور و غازی پور میں منجملہ مردمان معتبر اس ملک کے حاکم بغرض کار عدالت و انصاف متوطنان اوس جا کے تجویز کی جاوینگی اور علاقہ عاملان تحصیل سے نہ رہیگا لہذا بموجب حکم مشیر خاص حضور سلطان انگلستان عظیم الشان گورنر جنرل ارل کارن والس بہادر سپہ سالار افواج بادشاہی و کمپنی متعلقہ کشور ہندوستان بہ اجلاس کونسل۔ اس وقت میں مفتی کریم اللہ کام حاکمی و مختار کار کوتوالی شہر جونپور پر مقرر کی گئی۔ اور تاریخ ۱۵ مارچ ۱۷۹۵ء سے اپنے کام کو شروع کرینگے۔ راجہ کو چاہئے کہ تحصیلیہ ضلع اور داروغہ پرمٹ سے اسبات کی اطلاع کر دیں کہ وہ لوگ بجز مقدمات مالگذاری کے اجرائے امور انصاف و کوتوالی درمیان سرحد شہر مذکور کسی طور سے خلل انداز نہوں بلکہ ہر امر واجبی میں بغرض مستقل ہونے حکومت عدالت حال کے ساعی و معاون ہوں اور اطلاع اس حکم حضور کی دو روز قبل تاریخ مرقوم الصدر کے ذریعہ منادی درمیان شہر مذکور مشتہر کرا دیں اور شروع عدالت تاریخ پندرہ ماہ مارچ ہوگی۔

۱۳۔ مارچ ۱۷۹۵ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۰۹ھ ۱۱۹۵ فصلی

مہر ڈنکین صاحب دستخط صاحب کلان بنارس

تفصیل سرحد شہر جونپور

جانب پورب اورنگ آباد   جانب پچھم منڈی بیگم گنج و گندجتری۔
سمت دکہن پہاٹک سلطان گنج وسراے دہنیس
سمت شمال منڈوی شکور رسول آباد۔

اسی مضمون کا پروانہ مسٹر ڈنکین صاحب بہادر صاحب کلاں بنارس کا بنام راجہ مہیپ نراین سنگہ درباب تقرر حاکم عدالت مرزاپور بہ تقرری عزت دستگاہ لالہ بخشی سنگہ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۷۸۸ء تہا۔ اور تاریخ اجراے عدالت مذکور ۳۱ مارچ ۱۷۸۸ء تہی۔

اور تفصیل سرحد شہر مرزاپور یہ تہی

سرحد پورب دروازہ پورب منڈوی کا   سرحد پچھم دروازہ پچھم منڈوی کا
سرحد دکہن دروازہ دکہن منڈوی کا   سرحد شمال گاے گہاٹ کہ گذرگاہ ہے

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ حکمت عملی و پالسی عمال کمپنی وصاحبان رزیڈنٹ خصوصاً مسٹر ڈنکین صاحب یہ رہی کہ اگر کوئی بات مفید مہاراجہ ہو تو اوسکے ساتھہ ساتھہ گورنمنٹ کا بہی فائدہ ضرور ہے چنانچہ پہلے اسکے محکمہ پرمٹ کے انتظام میں دخل اندازی کی اور جس طریقہ سے کہ ریاست کو آمدنی تہی اوسکو بند کرکے اپنے طریقہ سے دستور لعمل بنایا جس میں نفع سوداگران و بیوپاریان زیادہ ملحوظ نظر رہا اور ریاست کے مداخل کا زیادہ حصہ معرض نقصان میں آگیا جو کہ ملاحظہ احکامات گورنر جنرل مورخہ ۲۸ - نومبر ۱۷۸۱ء سے واضح ہے اور اب بہی بعد اختیار دینے کے عدالت فوجداری کے اختیارات کو مہاراجہ سے نکال لیا جیسا کہ مذکور ہوچکا پہر یکم اپریل ۱۷۸۸ء سے کچہری عدالت سایر پرمٹ بحکم گورنر جنرل باختیار خود کرلی جو کہ سابق سے محض نگرانی میں تہی اور اختیارات مہاراجہ ذریعہ عمالان ریاست باقی تہی۔ اور تمام محصول سابق جو مہاراجہ کو قبل سے بہ نسبت راہداری و گنجیات دہات و ہاٹ و پیٹہ وغیرہ مقرر تہا سب کو بندکرادیا اور ایسی پابندی کی کہ کوئی ملازم پرمٹ بلا استصواب رزیڈنٹ مذکور دم نہ مار سکے لہذا اوسکا بیان علحدہ بالتفصیل قلم بند کیا جاتا ہے۔

ترجمہ و نقل حکمنامہ گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل مورخہ ۲۶ ماہ دسمبر سنہ ۱۷۸۷ء بابت قائم ہونے کچہری عدالت سایر پرمٹ من ابتداء یکم ماہ اپریل سنہ ۱۷۸۸ء مطابق ۱۱ ماہ چیت بدی اکادشی سنہ ۱۱۹۵ فصلی مشتمل چودہ دفعہ

دفعہ اول ۱ - تاریخ یکم ماہ اپریل سنہ ۱۷۸۸ء سے شہر بنارس میں کچہری عدالت سایرات پرمٹ قایم ہوگی۔ اور حاکم اوسکے خود صاحب کلاں ہونگی غرض اوس سے یہہ ہے کہ تمام دفعات بنام عمل پرمٹ دربارہ عمل نکرنے حکمناجات پرمٹ یا تغافل اونکا اجرائے امور متعلقہ خود میں یا تمام نالشات کہ درباب ممانعت لینے راہداری و محصول گنجیات وغیرہ ممنوعہ حضور ہوں یا بغرض اجرائے احکام حضور کہ اس وقت اور سنہ ۱۷۸۳ء میں حکمنامہ پرمٹ ہو چکا ہے اور قبل اسکے ابتداء ورود صاحب کلاں حال میں درباب پرمٹ و راہداری و گنجیات وغیرہ صادر ہو چکا ہے سب مذکورہ کچہری مذکور میں تجویز ہوتے رہیں گے۔

دفعہ دوم ۲ - مقام کچہری عدالت مذکور صدر شہر بنارس میں رہے گا مگر جیوقت صاحب کلاں کہ حاکم عدالت مذکور ہیں درمیان سرحد زمینداری سوائے صدر بنارس رہینگے اوسجگہ پر بھی کچہری عدالت مذکور و اجرائے کار متعلقہ اوسکا ہوتا رہیگا۔

دفعہ سیوم ۳ - کچہری عدالت مذکورہ کیواسطے ہفتہ میں کوئی دن مقررہ نہ ہوگا بلکہ جس روز و

کہ نالش درباب امور متعلقہ اوسکے یعنی دربارہ لینے پرمٹ خلاف حکمنامہ یا لینے راہداری ورسوم گنجیات وغیرہ کے جس کسی سے کہ ہو پہونچے حاکم عدالت مذکور فوراً متوجہ احوال نالش فریادی ہونگے۔

دفعہ چہارم۔ روئداد کچہری عدالت مذکور علحدہ بہی میں زبان فارسی وانگریزی میں لکہی جاوے اور ماہ بماہ صدر کلکتہ میں بہیجی جایا کرے۔

دفعہ پنجم جب کوئی سوداگر یا بیوپاری یا کوئی دوسرا شخص اس امر میں کہ عملہ پرمٹ نے کسی طرح پر مطابق حکمنامہ یا احکام مرقومۃ الصدر عمل نہیں کیا یا راہداری ورسوم گنجیات وغیرہ میں کچہہ لیا یا لینے کا ارادہ کیاہے یا تغافل یا تقصیر عملہ سایرات پرمٹ وغیرہ سے واقع ہوئی ہے نالش کرے تو حاکم عدالت مذکور کو چاہیے کہ بمجرد دریافت نالش کے ایک چہٹی طلبی اوس شخص کے نام جسپر نالش دائر ہوئی ہے وزریعہ پیادہ عدالت جاری کرے اور جبکہ مدعاعلیہ حاضر ہو تو اوسکے دوسرے روز مدعاعلیہ سے جواب اوسکا لکہواکر داخل کرائے اور جب حاکم جواب پاوے تو بلا توقف حکم ڈگری مقدمہ مذکور میں موافق دلیل ہائے طرفین کے حسب تجویز نیک وخاطر جمع جاری کرے کیونکہ ایسے نالش ومقدمات میں دیر ہونے سے سبب خرابی وبیدلی مہاجنان ہوگی جو کہ ہمیشہ اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور جبکہ مدعاعلیہ پر حسب نالش ثابت ہوجاوے تو ڈگری میں کہ نقل اوسکی طرفین کو دیجاویگی لکہہ دیا جاوے کہ حکمنامہ کی کونسی دفعہ کو کس تاریخ میں مدعاعلیہ عمل میں نہیں لایا اور ہر دفعہ کے موافق جو جرمانہ کہ لکہا ہے مدعاعلیہ سے بتاکید شدید نقد وصول کرکے مدعی کو خلاص دے۔

دفعہ ششم۔ مقدمہ نالش میں کہ بنام عملہ پرمٹ ہو حاکم مذکور کو اختیار ہے کہ علاوہ جرمانہ مرقومۃ الصدر کے عملہ مذکور کو کہ قصوروار ہو کام یا خدمت سے حکم تغیری یا برطرفی دے اور مہر عدالت سے اسکی اطلاع راجہ کو دے۔ راجہ موصوف کو چاہیے کہ اطاعت حکم عدالت

مذکور میں اس عملہ کو تغیر کرکے دوسرے شخص لائق کار کو مقرر کریں۔

دفعہ ہفتم۔ حساب جمع خرچ ماہواری آمدنی پرمٹ کا ماہ بماہ علحدہ بہی ہیں عدالت مذکور میں لکھا جایا کریگا۔

دفعہ ہشتم۔ بغرض جاری کرانے حکمنامہ پرمٹ و عمل قرار واقعی کرانے احکام کے کہ باب سایرات و ممانعت لینے راہداری و محصول گنجیابت میں صادر ہوا ہے صاحب عدالت مذکور کو اختیار ہے کہ تجویز مناسب سے حکمنامہ کے ہر دفعہ کے متعلق نئی شرطیں بلشرط ضرورت جاری کریں۔ اور جو احکام نواہی امر میں مہر عدالت مذکور سے صادر ہونگی پندرہ روز کے بعد بغرض اجرائے انصاف عدالت مذکور ہر دفعہ متعلقہ میں عمل میں آوینگی۔

دفعہ نہم۔ تجویز مقدمات متعلقہ عدالت مذکور میں اگر ایسا اتفاق ہو کہ اب تک منجملہ حکمنامہ کے احکام ناطق کے مخالفت یا الفاظ متعلق مقدمہ مذکور تحریر نہیں ہوئی تو حاکم عدالت مذکور حکمناجات مرقوم کو درمیان میں لاکر بموافق تجویز نیک و انصاف کے فیصلہ کریں۔

دفعہ دہم۔ چونکہ احکام سابق و حال میں جرمانہ محصول ممنوعہ کے لینے پر سہ چند مقرر ہوا ہے تو حاکم عدالت مذکور جرمانہ ملزموں سے وصول کرکے دو حصہ فریادی کو وجہ خسارہ میں اور ایک حصہ بابت مال سرکار وجہ اخراجات عدالت مذکور میں دیں اور ماہ بماہ جمع خرچ اس تیسرے حصہ مذکور بحساب سرکار کا داخل کریں۔

دفعہ گیارہ۔ سہ بندی عدالت مذکور کی یہہ ہوگی۔ سررشتہ دار یک نفر صہ ر محرر یک نفر مہ ناظر و پیادہ دصہ

دفعہ بارہ۔ بلحاظ قرار واقعی جاری کرنے حکم گورنر جنرل بہادر کے کہ بنا بر ممانعت تمام محصول راہداری و گنجیابت درمیان سرحد زمینداری مذکور کے شرف صدور پاچکا ہے اُن لوگوں کو کہ اس قسم کا محصول اُنسے بعد یکم اپریل لیا جاوے یا لینے کا ارادہ کیا جاوے اختیار دیا جاتا ہی کہ خواہ حضور صاحب کلان بنارس عدالت پرمٹ سایرات میں نالش کریں یا اگر بوجہ فاصلہ یا

فبسبب دیگر نہ آسکیں تو بغرض سہولت و آسانی خود عدالت فوجداری تمام بنارس یا حاکمان عدالت شہر ہائے مفصل میں کر سکتے ہیں۔ حاکمان عدالت ہائے سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کہ صدر شہر بنارس و شہر ہائے جونپور و مرزاپور و غازی پور میں مقرر ہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر نالش درباب لینے محصول راہداری یا گنجیات ممنوعہ سرکار کے اونکے پاس پہونچے تو جس عدالت کے متعلق ہو فوراً اجرائے حکم و تجویز پر متوجہ ہو جاویں اور جس روز کہ نالش دایر ہو اوسی روز طلب چٹھی بنام طرف ثانی بغرض حاضر کرنے کے جاری کریں خواہ خود مدعا علیہ آوے یا ذریعہ وکیل معتبر ہو پھر تجویز مقدمہ مذکور و دلیل طرفین میں متوجہ ہو کر درصورت ثبوت نالش فریادی کے سہ چند جرمانہ موافق وصولیابی خلاف حکمنامہ سرکار منجملہ راہداری و گنجیات وغیرہ کے بلاتوقف مدعا علیہ سے نقد وصول کر کے دو حصہ اس میں سے فریادی کو دیں اور تیسرا حصہ بعد حساب کے ماہ بماہ خزانہ کمپنی شہر بنارس میں بھیجتے رہیں۔ اور جس صورت ثبوت میں کہ مدعا علیہ نے فریادی سے کچھ نہیں لیا مگر ارادہ لینے کا تھا تو حاکمان عدالت بعد ثبوت جرمانہ واجب الادین اس مقدار کا کریں کہ برابر حساب توقف و تکلیف ناحق سوداگر یا بیوپاری یا شخص مستغیث کا ہو اور جرمانہ مذکور فوراً وصول کر کے بالکل فریادی کو دیں۔

دفعہ تیرھویں۔ جبکہ تجویز ایسے مقدمہ متعلقہ پرمٹ و سایرات میں مدعا علیہ تجویز عدالت صدر شہر بنارس یا عدالت ہائے مفصل مرقوم الصدر سے راضی نہ ہو کر درخواست اپیل یعنی تجویز ثانی کی بحضور صاحب کلاں عدالت صدر مہاجنان میں کرے تو حاکمان عدالت مذکور اوسکی درخواست کو منظور کر لیں گے۔ بشرطیکہ اونکے حضور میں مدعا علیہ مذکور مچلکہ لکھدے کہ درصورت بحال رہنے اونکی تجویز کے عدالت صاحب کلاں میں جرمانہ اونکا عدالت صدر میں چہارم حصہ زیادہ تجویز عدالت مفصل سے بلاعذر ادا کرے گا۔ اور بمجرد دستخط ہونے ایسے مچلکہ کے حاکمان عدالت مذکور نقل روداد مقدمہ تیار کر کے فریادی و آسامی کو ہمراہ پیادہ عدالت خود عدالت صدر مہاجنان میں بحضور صاحب کلاں فوراً بھیجدیں تاکہ تجویز و تنقیح میں کسی طور پر دیر ناحق نہو۔

دفعہ چودھویں. حاکمان عدالت مرقوم الصدر کو چاہئے کہ تمام روئداد اجرائے مقدمات مرقوم الصدر یعنی متعلقہ محصول ممنوعہ سرکار کو کہ اونکی سننے کا اختیار اونکو دیاگیا ہے علحدہ بہی میں لکہتے جاویں اور نقل اوسکی ماہ بماہ حضور صاحب کلاں عدالت مہاجنان صدر مقام بنارس میں بہیجتے رہیں۔

۲۸ مارچ ۱۷۸۸ء

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ ڈنکین صاحب رزیڈنٹ نے حسب قاعدہ مستمرہ خود کہ مہاراجہ صاحب کو ہی خوش کرتے چلیں اور آہستہ آہستہ اِن سے کام نکالتے چلیں تین ماہ کے بعد یعنی آخر ماہ جون میں کہ موافق ۱۹ اساڑہ تہا حکم بندوبست علاقہ جات مہاراجہ صادر کیا اور بابتہ بندوبست سنہ ۱۱۹۶ فصلی احکامات لکہے تہے اوسکا بیان ذیل میں بالتفصیل کیا جاتا ہے۔

انتظام بندوبست علاقہ مہاراجہ موافق دستور ڈنکین صاحب ہونا اور تحریرات و دستور العمل بابتہ بندوبست مذکور آتے رہنا

ڈنکین صاحب کو جب اطمینان ہو گیا کہ عدالت فوجداری کے حکام مقرر کردہ نے اپنا کام شروع کر دیا اور مہاراجہ کی طرف سے کوئی مزاحمت نہوئی بلکہ بطریقہ خیرخواہی اونکی مدد کی گئی اسیطور سے محکمہ پرمٹ بہی خاطرخواہ رزیڈنٹ صاحب مذکور چل نکلا اور تمام امور موافق مرضی اونکے ہوتے چلے تو رزیڈنٹ مذکور نے مہاراجہ کو دربارہ بندوبست سنہ آیندہ یعنی سنہ ۱۱۹۶ فصلی رائے دی اور علاوہ زبانی فہمائش کے تحریر اپنی بہیجی جو ذیل میں درج ہے۔

راجہ مہیپ نرائن سنگہ زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں. بلحاظ افزائش آبادی کہاں

ماہ اساڑھ میں بابت ۱۹۶ ۱ ہونا چاہئے۔ بغرض شروع کرنے سلسلہ بندوبست ملک کے کہ باقی رہ جاوے آپ کو چاہئے کہ اس وقت میں کہ موسم آبادی ہے اُن امور اجرائے تحصیل مالی وملکی خلاف قاعدہ کو کہ مخصوص ایام اخراج راجہ جیت سنگھ سے تمام پرگنات میں جاری ہو چلی ہیں موقوف کردیں چنانچہ اکثر خلاف قاعدہ مذکورہ سے کہ اب اس ملک میں جاری ہیں مع صورت درستگی اُنکے دفعات ذیل میں معلوم ہونگی۔

اوّل جو پٹہ جات کہ ہر پرگنہ میں رعایا کو دئے جاتے ہیں وہ حسب پسند وخاطر خواہ عامل وقت ہوتے ہیں لہذا ایک مسودہ پٹہ تیار ہوکر ہر پرگنہ میں آپ بھیجدیں اور حکم کردیں کہ اگر کوئی شخص سیوائے ڈول پٹہ مذکور کے پٹہ دوسری عبارت سے دیگا تو وہ رعایا وعامل کسی کی واسطے کافی نہ ہوگا بلکہ باطل سمجھا جاویگا۔

دوسرے۔ مسودہ پٹہ مذکور ہر موضع میں کہ پٹہ ہائے بٹائی ہو تین اس پٹہ میں مندرج ہو کہ کون مل یعنی لٹھ وگٹھ مع قید نام ودرازی مل مذکور سے پیمائش ہوئی اور ریٹ بوسم کنکوت ہوگا۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پٹہ ہر رعیت میں نام مزدل مع قید طول مندرج ہو۔

تیسرے۔ چونکہ اکثر جا محالات بہاولی یعنی بٹائی میں درباب نرخ غلہ ہر دو فصل تکرار درمیان عامل ورعیت ہوتی رہتی ہے لہذا مسودہ پٹہ مذکور میں مندرج رہے کہ نرخ فصل کا حضور راجہ سے بہ منظوری صاحب کلاں بہادر سال میں دو مرتبہ ہر ایک پرگنہ کیواسطے مقرر ہوگا اور پروانہ اوسکے واسطے اجرا ہوگا جسپر نہ رعایا کو عذر اور نہ عامل کو موقع زیادتی کا ہوگا اور پٹہ مذکور میں یہ بھی درج رہے کہ نرخ فصل خریف کا ماہ ماگھ میں اور نرخ فصل ربیع کا ماہ جیٹھ میں موافق نرخ ہائے واجبی کے کہ ملک میں اسوقت میں جاری ہو گا حضور میں موافق مرقوم الصدر طے ہوکر عمل میں آویگا۔

چوتھے۔ کسی جگہہ پٹہ الکور بٹائی کا نہ دیا جاوے اور تمام پٹہ ہائے بٹائی موقوف کنکوت پر

(یعنی نصف زمیندار و نصف رعایا) کہ اطلاع قانون گویوں سے ہر جگہ وقت یعنی موسم پر موافق دستور رائج الملک نقل سے کہ پٹہ میں مندرج ہونگے۔ (رہیں) اور چند نقل ہائے مذکور قانون گویان ہر پرگنہ کو بھیجی جاویگی اور عمل میں آویگی۔

پانچویں۔ ہر پٹہ بٹائی میں مندرج ہو کہ جا مذاو غلہ ہر دو فصل از روئے نصف نصف یا جسقدر کہ کم و زیادہ ہو لیجاویگی۔

چھٹویں۔ پٹہ ہائے نقدی میں موافق مرقوم الصدر نقل پیمائش اوسکا سب میں مندرج ہوگا اور چونکہ زمانہ اخراج راجہ چیت سنگہ سے ہر ایک پرگنات میں دفعات ابواب و خرچ نو بموجب خاطر خواہ و جمع داری عامل وقت کے کہ رعایا پر بار و ظلم ہو گیا ہے کہ اوسکی وجہ سے ویرانی و افلاس رعایا بعض جا ملاحظہ ہوئی لہذا پٹہ حال میں کہ رعایا کو دیا جاوے مندرج کر دینا چاہیے کہ جو کچھ ابواب و خرچ نو ۱۱۸۸ فصلی سے اون لوگوں سے لیا گیا ہے تمام معاف و مرفوع القلم ہوا۔ اور بغایتہ سنہ مذکور ہر پرگنہ میں جو کچھ کہ بابت مال و ابواب کے کہ اوس سنہ میں شامل مال رعایا سے لیا گیا ہو اوسی ابواب سابق کو شامل مال کرکے اور اوس دو دفعہ کو ایک مبلغ کرکے جملہ مبلغ مذکور کو بصورت شرح بیگھہ تمام رعایا کے پٹہ نقدی میں مندرج ہو اور کسی صورت میں سیوائے شرح مذکور کہ فی بیگھہ ایک مبلغ ناطق ہو رعایا سے ابواب و خرچ دیگر نہ لیا جاوے۔

ساتویں۔ چونکہ ذریعہ عرضی نالش اکثر جا کے احوال پریشانی رعایا نظر بر دفعات مرقوم الصدر اور ممکن کہ ویرانی ملک بسبب اختلاف مضمون پٹہ و شکست قول و قرار و ایزاد ابواب و تکرار نرخ جنس بٹائی وغیرہ کہ عاملان و زمینداران و ٹھیکہ داران مفصل ہر سال عمل میں لاتے ہیں ظاہر ہو چکی ہے۔ لہذا آب مضمون مسودہ مذکور کو چودھریان و قانون گویان و زمینداران و رعایا ضلع متعلقہ خود کو اشتہار کرا کر دیں اور تاکید کر دیں کہ ہر زمیندار و ٹھیکہ دار اسی مضمون کا پٹہ رعایا کو دیگا اور عملہ عامل بھی اسی مضمون کے پٹہ رعایا دیہات تحصیل تمام

کو دینگی اور شرح زمین آبادی موافق ۱۲۸۶ فصلی مع ابواب سال مذکور یکجا کرکے پٹہ بے ابواب میں کہ علحدہ مال میں ہو لکہی جاوے اور شرح زمین افتادہ حسب رضامندی رعایا مقرر کرکے بنے ابواب پٹہ میں درج کرکے پٹہ جاری کیا جاوے اگر کوئی دوسرے مضمون کا دیگا یا دوبارہ قول وقرار پٹہ سے رعایا سے کسی طرح پر زیادہ طلب کرے گا اور ثابت ہوجاویگا تو سزا پاویگا۔

پٹہ قول وقرار بنام فلاں ولد فلاں اثامیان موضع فلاں و متعلقہ فلاں
پرگنہ فلاں سرکار فلاں آنکہ

جسقدر کہ اراضی نقدی کو ہڑاد و نیشکر اجناس فصل خریف و ربیع بقدر یک فصلہ دو فصلہ بابت زمین گوئنڈ و میانہ و پالو و پلہر بہ قسم اول و دوم و سیوم کہ تفصیل اوسکی ذیل میں درج ہے بہ لٹھ ۳۳ گزہ الہٰی کہ حضور سے نل پر مہر قاضی و نشان انگریزی لکھدیا گیا ہے برابر جریب ۲۰ بسوہ کے پیمایش ہوگی اور شرح نقدی کہ موافق ۱۲۸۶ فصلی و ابواب لغایت سنہ مذکور تحقیق کرکے شامل نل کرکے جمع مقرر ہوئی ہے موافق اوسکے بلا ابواب بالمقطع لیجاویگی اور چونکہ جمع مندرجہ ذیل پر کسی قسم سے طلبی ابواب ہوگی اور بیگہہ کشت بٹائی لٹھ مذکور سے پیمائش ہوکر منصفی قانون گویان و نشان سے موافق رایج الملک کنکوت ہوگئی حصہ موافق اقرار تفصیل ذیل کے کہ مع ضابطانہ مندرج ہے لیا جاویگا اور سوائے اوسکے ابواب کسی طرح پر اوسپر نہ لیا جاویگا اور نرخ غلہ جنس خریف کا ماہ ماگھ میں اور نرخ غلہ ربیع کا ماہ جیٹھ میں جو کچھ کہ پرگنہ میں بازار میں ہوگا حضور سے تجویز ہوکر ایک ضابطانہ معمولی منفصل ہوگا اور شرح کشت ہائے زمین پرتی موافق ایام افتادگی زمین کے رضامندی رعایا سے حسبطور سے کہ ذیل میں درج ہے موافق اوسکے حسب پیمایش لٹھ مذکور بیگہہ ابواب لیجاویگی اور کسی قسم سے کسی امور میں زیادہ طلبی و بے قولی عمل میں نہ آوے گی چاہیے کہ اقرار پٹہ مذکور کو ناطق و مستقل جانکر دلجمعی تمام سے اس قسم کی کوشش کریں کہ بیگہہ یا بسوہ افتادہ نہ رہے

اور تمام وکمال آباد ہو جاوے۔

نقدی فی بیگھہ		میزان	بہاؤلی یعنی بٹائی بیگھہ بعد کنکوت کہ حصہ نصفا نصف مع ضابطانہ معمولی پرگنہ کہ کسقدر ہے ونرخ موافق مرقومۃ الصدر عمل میں آویگا۔ ابواب ندارد
زمین کو ہزار	نشکر فی بیگہ	ابواب سنہ مذکور	

بحساب اس قدر مطابق شرح سنہ ۱۱۸۴ فصلی کو تحقیق ہوئی

اسقدر	اسقدر

پرتی نرخ نقدی وبٹائی موافق رضامندی رعایا

مگر بصورت پیمایش وشرح موافق مرقومۃ الصدر

ابواب ندارد

آٹھویں۔ آپکو چاہیئے کہ بغرض جاری کرنے حکمنامہ ہذا کے امینان آبادکار کہ خداترس وبے طمع ہوں ہر پرگنات میں بجز اُس پرگنہ کے کہ بالفعل متعلق مسٹر ہو صاحب کے ہے بھیجیں اور ہر ایک مفصل میں جانے کے پہلے حضور سے رخصت ہوگا اور حکمنامہ راجہ میں لکہا جاویگا کہ جو رعایا قبل لینے پٹہ جدید کے عذر رفع حساب سنہ ۱۱۹۵ فصلی کرے ایس مذکور فوراً بہ اتفاق قانون گویاں وعامل پرگنہ موافق پٹہ وشرح سنہ ۱۱۹۵ فصلی حساب اونکا بیباق کریں بعد اوسکے پٹہ سنہ آیندہ دیں اور ہر ایک پٹہ جدید میں نشان وعامل سنہ حال کر دینا چاہیے۔

نویں۔ چونکہ سنہ حال میں بعوض رسوم جاگداد قانون گویان چند دفعہ ابواب کی جاری ہے اور حکم سرکار کمپنی سے کسی دفعہ کا ابواب اس ملک میں جاری نہوا۔ لہذا پٹہ آبادی سنہ ۱۱۹۶ فصلی میں یہہ دفعات ابواب رعایا پر معاف ومرفوع القلم ہوئی اور رفع جاگداد قانون گویان بوقت بندوبست سنہ ۱۱۹۶ فصلی فیمابین سرکار واونکے دوسرے طریقہ سے کہ بار اوسکا رعایا پر

نہ رہے منقح ہوگا۔

دسویں۔ درباب آباد کرنے پرتی کے امینوں کو چاہیے کہ اوس کی شرح جسطور پر کہ رعایا اپنی رضامندی سے قبول کریں منظور کرلیں کیونکہ جسقدر زمین پرتی بابتہ سنہ ۱۱۹۶ فصلی آباد ہوگی وہ بالکل کفایت راجہ و نیکنامی سرکار کی ہوگی۔ لہذا امینان اس بات کے متلاشی رہیں کہ جو رعایا زمین آبادی کا پٹہ لے اوسکے شامل چند بیگہہ پرتی بھی موافق مقدور کے اوسکے ذمہ کیجاوے تاکہ کچھ زمین افتادہ نہ رہے اور حساب علحدہ زمین پرتی مذکور کا کہ شامل پٹہ ہائے ماہ اساڑھ بابت سنہ ۱۱۹۶ فصلی ذمہ رعایا کیجاوے امینان حضور راجہ میں بھیجیں کہ اطلاع سرکار میں آوے۔

گیارہویں۔ تمام پٹہ باتفاق قانون گویان اور بگواہی اونکی و عامل سنہ حال کی درست ہوں اور نقل اوسکی سررشتہ قانون گوئی میں دیجاوے چنانچہ حکمنامہ اس کا حضور سے بنام قانون گویان صادر ہوگا۔

بارہویں۔ امینوں کو حکم دیا جاوے کہ ہر ایک پرگنے سے تنخواہ رسوم قاضی و چودہری کا تحقیق کرکے حضور میں اطلاع دیں اور قبل اونکی برخاستگی کے مفصل سے حساب تخمینہ کردہ سرکار آبادی سال آیندہ کا موافق اون پٹوں کے کہ رعایا کو دیا ہے بھیجیں۔

دستخط ڈنکین صاحب بہادر بنارس مورخہ ۲۵ جون سنہ ۱۷۸۸ع

راقم مولف عرض کرتا ہے کہ مہاراجہ مہیپ نرائن نے اس حکمنامہ کے پہونچنے پر عذر کیا اور خود جاکر صاحب رزیڈنٹ سے زبانی کہا اور نقصانات ریاست جو فی الواقع تہے بیان کئے مگر صاحب موصوف نے نہ مانا اور بذریعہ تحریر خود اوس زبانی گفتگو کا جواب دیا جو ذیل میں درج ہے۔

راجہ مہیپ نرائن سنگہ زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں کہ نظر احوال ملک پر کرتے ہوئے جو تدبیر آراستگی اوسکی اینجانب سے ہوئی تہی اس سے آپ خوب واقف ہیں مگر گفتگو سے جو کہ آپ نے مجہسے برسوں کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اوس حکمنامہ کے اجرا میں جو کہ اس باب میں تیار ہوا ہے عذر ہے یعنی درباب مسودہ پٹہ کے کہ اوسکے اجرا ہونے سے سبب نقصان تحویل

مالگذاری حال سمجھے ہوئے ہیں ۔ مگر میرا خیال ہے کہ جو حکمنامہ کہ درست ہوا ہے آپنے اسوقت تک پوری طور سے نہیں دیکھا لہذا اوسکو اپنی تحریر کے ساتھ پہنچاتا ہوں اوسکو اچھی طور سے سمجھ لیں کہ اوسکے اجرا ہونے میں کون کونسا عذر ہے تاکہ عمل میں لایا جاوے مگر شرط ہے کہ اگر راجہ صاحب اوسکے اجرا ہونے میں عذر نہ لکھکر قبول کریں تو لازم ہے کہ بالکل اوسکے اجرا اور تمام کرنے مالگذاری میں بھی دل وجان سے حاضر رہیں اور اپنی ذمہ کریں والا خوب جان لیں کہ جو انجام ہونے والا ہے ہوگا ۲۷ جون ۱۷۸۳ء

دستخط مسٹر ڈنکیس صاحب

مہاراجہ اس تحریر کے آنے پر انتہا درجہ کو خوفناک ہوئے اور پوری طور سے معذرت کی جسپر مسٹر ڈنکین صاحب نے ۳۰ جون سنہ مذکور کو ایک طویل تحریر بھیجی جو ذیل میں درج ہے ۔

راجہ مہیپ نرائن سنگھ زمیندار نے جو کہ لکھا ہی کہ عذر کے راہ سے بخبیر عرض کیا تھا مگر اب مجھے اسکے بارہ میں کچھ کہنا قرین مصلحت وقت نہیں ہے ۔ لہذا اب کہ قول حکمنامہ اجرائے وسرانجام مالگذاری سنہ حال کا کر چکے ہیں لہذا اگلی باتوں کی تفتیش کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جس صورت میں کہ امر حال کو اچھی طور سے انجام دے لینگے تو یاد بھی نہ رہے گا ۔ چونکہ چند روز وقت تردد کے اسی گفتگو میں جاتے رہے ۔ لہذا اب اس کام میں پوری پابندی سے مشغول ہو کر امینوں کو مقرر کریں مگر جو امین کہ قرابت وعزیز داری عامل پرگنہ سے رکھتا ہو اوسکو وہاں پر نہ بھیجیں اور تنخواہ امینوں کے ایسے لائق لڈدان مقرر کریں کہ رشوت لینے کا سبب نہو اور اونکو حکمنامہ مناسب لکھکر دیا جاوے اور روز مقرر ہونے میں بغرض رخصت کے نزد اینجانب کے بھیجیں ۔ اونکے حکمنامہ میں یہ درج رہے کہ قانون گویان وچودھریان وواصلیان ہر پرگنہ ومردمان معتبر سرزمین سے کاغذات عمل راجہ چیت سنگھ ۱۱۸۹ فصلی کے کہ اونکے ذریعہ سے میسر ہوسکینگی تلاش کرتے رہیں اور جمع نقدی وعنوان زمین بٹائی موافق حکمنامہ کے مقرر کریں ۔ اور جو کاغذات دفتر اینجانب میں پایا جاویگا وہ قانون گویوں کو بھیجدیا جاویگا ۔ اور جس مقام پر عمل راجہ چیت سنگھ ۱۱۸۹ فصلی میں نل یعنی لٹھ پیمائش نل تین درعہ

الہی سے کہ اب مقرر ہوا ہے کم و بیش ہو گیا ہو یا جس جا کہ بیگہہ بیش لبوہ سے ۱۸۰۲ء فصلی میں کمی و بیشی رکہتا ہو مثل کمی و بیشی نل و بیگہہ کے شرح و عنوان مالگذاری نقدی کی باندازہ ۱۸۰۶ء مقرر کریں اور اس مضمون کا حکمنامہ این جانب سے بہی بنام تمام قانون گویان پرگنات جاویگا۔ امینوں کو چاہیے کہ یہہ سب باتیں نیک نیتی سے کہ سرکار نے بہتری رعایا کیواسطے اس حکمنامہ میں درج کیا ہے اونکو اچہی طور سے سمجہا دیں کہ ہر جگہہ کے لوگ اوسکو قبول کریں اور اگر کہیں کسی پرگنہ میں بیوقوفی یا شرارت سے قبول نہ کریں تو اونکا سبب عند امین مذکور آپکو لکہیگا تاکہ اطلاع حضور میں آ نکر رفع ہو جاوے۔

خلاصہ مدعا حکمنامہ مذکور کا کہ اب اجرا ہونے کی غرض سے دستخط ہو کر جاری ہے اس دو بات پر موقوف ہے۔ اول یہ کہ زمین نقدی و مشخص سے جو کچہ کہ رعایا کو دیجاوے از روے پٹہ بلا ابواب بالمقطع و ثانی عنوان یعنی لٹہہ و غلہ جات و ضابطانہ کے لکہی جاوے دوسرے یہہ کہ آبادی سمہ حال ایسی کوئی زمین افتادہ نہ رہے۔ جبکہ آپ دلی جان سے عنوان حاصل کردہ ہر دو مدعا کو جاری رکہیں گے تو یقین ہے کہ دونوں پورے ہو جاویں اور جبکہ اس طور سے انتظام بند و بست مفصل جائداد مالگذاری سرکار کا ہو جاویگا تو کرسی آپکے بالاتر ہو سکیگی اور خوشنودی گورنر جنرل بہادر و صاحبان کونسل وا ینجانب کی ہوگی کیونکہ انجام پانا اس کا کہ بوجہ احسن از روے دیانت و امانت ہو بہبودی ملک کا سبب ہے۔

۳۰ جون ۱۸۰۸ء مسٹر ڈنکین صاحب بہادر

اصلاح یانا عدالت ملکی فوجداری و دیوانی ہر چہار سرکار کا به اضافه تنخواه حسب رائے مسٹر ڈنکین صاحب

واضح ہو کہ جملہ عدالت ہائے فوجداری و دیوانی سابق سے عملہ ہائے مہاراجہ سے ہوتی رہتیں مگر مسٹر ڈنکین صاحب نے آہستہ آہستہ عدالت فوجداری ہر سہ شہر بقیہ (یعنی علاوہ شہر بنارس کہ وہ سابق ہی سے علحدہ ہو گئے تھے) شہر غازی پور و مرزاپور و جونپور کو رپورٹ کر کے گورنر جنرل سے اپنے موافق حکم لیکر جاری کیا تھا اب اونکی توجہ دفتر دیوانی و فوجداری مفصلات مہاراجہ پر کہ اُنکے نظر سے اس وقت تک بچ رہا تھا ہوئی۔

اول اونہوں نے فرد اسم نویسی عملہ عدالت ملکی و فوجداری طلب کیا جب مہاراجہ نے ۲۹ مئی ۱۷۸۹ء کو ذریعہ خط خود بھیجا تو اوسکے جواب میں ۲۷ نومبر ۱۷۸۹ء کو ذیل کی تحریر بھیجی۔ کہ آپ کا خط مرقومہ ۲۹ مئی ۱۷۸۹ء مع دو فرد اسم نویسی عملہ عدالت ملکی و فوجداری کے پہونچکر ملاحظہ میں آئی اوسکو دیکھکر اینجانب کو یقین ہو گیا کہ اس قدر مشاہرہ قلیل دارو غہائے عدالت مذکور و اس قدر سہ بندی و عملہ سے کسی طور سے ممکن نہیں ہے کہ اجرائے انصاف عدالت ہائے مذکور میں قرار واقعی ہو جاوے۔ اور چونکہ حکم گورنر جنرل بہادر به اجلاس کونسل مرقومہ ۲۹ فروری ۱۷۸۸ء بنام اینجانب اس مضمون کا صادر ہو چکا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر پر لازم و ضروری ہے کہ عدالت ملکی ضلع بنارس کو اس طور سے آراستہ کریں جو کہ قابل اجرائے انصاف و حفاظت جان و مال ساکنان و رعایا ضلع مذکور ہو اور اس کی تدبیر ذمہ اینجانب کر دی ہے پھر اس درمیان میں ۳۰۔ اکتوبر ۱۷۸۹ء کو از سر نو دوسرا حکم اس بارہ میں صادر ہوا لہذا سہ بندی محررہ ذیل ہر دو عدالت کیواسطے شروع ماہ اگہن یعنی کنوار ۱۱۹۷ فصلی سے بتجویز اینجانب ہوئی کہ آپ شروع ماہ مذکور سے آمدنی

جاےداد اخراجات صدر کچہری یعنی فاضل زر مالگذاری سے کہ قسط پر تحصیل ہوتی رہتی ہے۔
مشاہرہ وغیرہ داروغہ ہاے عدالت مذکور کو وقت پر دیتے رہیں اور دو رسید یعنی قبض بابتہ
سہ بندی عملہ صدر کچہری اُنسے ماہ بماہ لیتے رہیں تاکہ صاحبان حضور کلکتہ کو یقین وخاطر جمع
ہوتا رہے کہ وجہ مشاہرہ عملہ عدالت کا ہر چیز سے مقدم جانکر موافق سر رشتہ کے اونکو پہونچتا
رہتا ہے۔

[illegible]

عدالت دیوانی ملکی ابتداء ماہ آسن سنہ ۱۱۹۶ فصلی		عدالت فوجداری ملکی ابتداء ماہ آسن سنہ ۱۱۹۶ فصلی	
۱۲۳۸		۸۹۲	
میر محمد ناظر خان داروغہ	شیخ عنایت علی مصنف	میر محمد وجیہ داروغہ	مولوی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مولوی	پنڈت	مفتی	پنڈت
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
منشی ۲ نفران	امین	رای دیارام سررشتہ دار	ہر لعل نایب سررشتہ دار
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سررشتہ دار	محرر	محرر ۲ نفران	ملا قرآنی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
محرر بہی عدالت کیواسطے	ناظر	گنگا جلی	دفتر بند
۲ نفر [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نایب	پیادہ [illegible] نفر	کاغذ وروشنائی	ناظر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ملا قرآنی	گنگاجلی	چپراسیان	کوڑہ بردار
للعہ عہ	للعہ عہ	عہ نفر	للعہ
		لہ	
فراش	دفترک	جلاد	ڈاکٹر
للعہ	للعہ	عہ عہ	عہ
واسطے مقیدان متعلقہ	جمعدار بندی خانہ مع	واسطے بندی خانہ ۹ شخص	کاغذ و روشنائی
ناظر کہ عقب سے حکم ہوگا نفر	چار پیادہ	متعلقہ ناظر ۶ نفر	عہ
	عہ	للعہ	للعہ

چونکہ نشان داری تمام کام عدالت کی ذمہ ہر ایک داروغہ کے موافق دستور عدالت ہائے کمپنی رکھنا مناسب ہے لہذا تجویز کرنے اپنے عملہ عدالت میں موافق فہرست مرقوم الصدر مجاز رہیں اور عملہ مذکور اپنی تنخواہ معرفت مہر داروغہ ہر ایک عدالت کے پاتے رہیں اور فہرست اسم نویسی اپنے عملہ کی ہمیشہ اپنے دفتر میں رکھیں اور جو عملہ کہ ایک مرتبہ مقرر ہو جاوے بغیر اطلاع و منظوری آپ یعنی مہاراجہ صاحب کلاں وقت ضلع بنارس کے کسی جرم یا عدم لیاقت ادائے کار منصبی سے علحدہ نہ کیا جاوے۔ اگر کسی عملہ عدالت نے رشوت یا نذر لے اور وقت پر کسی داروغہ عدالت نے اوسکی اطلاع نہ کی تو اوسکی ذمہ داری رہیگی اور جواب اس سے لیا جاوے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ چند ماہ گذر گئے کہ بموجب حکم حضور کلکتہ آپ کو اطلاع دیجا چکی ہے کہ اختیار منظوری و عدم منظوری و حکم اجرائے تمام تجویز عدالت ہائے فوجداری متعلقہ زمینداری بنارس خواہ بابت شہر یا خواہ بابت مفصل متعلق صاحب کلاں وقت سے کیا گیا ہے اور ان ایام میں حکم گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل مرقومہ ۲۳ - اکتوبر ۱۷۸۹ء اس مضمون کا صادر ہوا ہے کہ جس طور سے تمام عدالت دیوانی کمپنی انگریز بہادر میں کہ شہر بنارس و شہر ہائے

مرزا پور وغیرہ میں اپیل یعنی نالش بجویز ثانی ہوتی ہے۔ عدالت ہائے ملکی و دیوانی سے بہی ہوتا کہ اجراے انصاف تمام ضلع کا ایک قسم پر مقرر ہوجاوے۔ اور چونکہ تمام عدالت ہائے کمپنی میں یہ رسم مروج و مستقیم ہوچکی کہ ہندوں کے مقدمہ میں موافق شاستر کے اور مسلمانوں کے مقدمہ میں موافق قرآن کے اور اون مقدمات میں کہ ہندو فریادی و مسلمان مدعاعلیہ ہو یا کہ مسلمان فریادی و ہندو مدعاعلیہ ہو موافق شرع مذہب مدعاعلیہ کے تجویز مقدمہ مذکور ہو لہذا مناسب ہے کہ اس وقت سے عدالت دیوانی ملکی میں اس عنوان سے عدالت ہوا کرے اور عدالت فوجداری ملکی میں موافق حکم قرآن موافق دستور کے عمل میں آوے۔

مگر داروغہ کو چاہئے کہ احتیاط کرے کہ ہر مقدمہ میں انصاف ہو جیسا کہ اس امر کے حکمنامہ میں جو کہ ماہ ستمبر ۱۷۸۸ء میں عملہ عدالت کو دیا گیا ہے مندرج ہے اور اختیار ہر دو عدالت ملکی کا بغرض سننے تمام مقدمات متعلقہ ہر ایک کے تمام زمینداری ضلع بنارس پر سیوائے شہر ہائے بنارس و مرزاپور و غازی پور و جون پور کے رہے گا۔ لہذا بغرض اطلاع و استقامت عدالت ملکی کے حسب اندراج حکمنامہ ہذا آپ اسکی نقل داروغہ ہر دو عدالت کو مع پروانہ از طرف خود کے بہجدیں کہ مطابق اوسکے عمل میں لاویں۔ اور خزانچی خزانہ مال کو آپ لکھدیں کہ اپنے سرشتہ کا یہ عنوان رکھیں کہ ہمیشہ تنخواہ عملہ ہر دو عدالت مذکور کی بعد ادا کرنے مالگذاری کے قاضل قسط سے سب اخراجات کے پہلے کچہری صدر میں تنخواہ داروغہ و عملہ ہائے مذکور رکہیں اور دو میں سے ایک قبض دفتر کمپنی میں بہیجا کریں۔

دستخط ڈنکین ۲۷ نومبر ۱۷۸۸ء

معاف ہونا بقایا کا حضور گورنر سے اور تاکید آبادی بعض مقامات ویران شدہ کی

مسٹر ڈنکین صاحب نے جب دیکھا کہ مہاراجہ اونکی اطاعت سے سر مو تجاوز نہیں کرتے

تو بعض امور میں خیر خواہی مہاراجہ کا بھی اظہار حسب عادت خود کرتے رہے جیسا کہ ناظرین حالات پر مخفی نہیں ہے۔ منجملہ اونہیں خیر خواہوں کے یہہ تہا کہ کچھہ روپیہ جو عدم وصولی اور باقیات عمل جگر دیو سنگہ مقرر کردہ دیوان رزیڈنٹ و گورنر صاحب تہا اوسکو مفت بکرم داشتن کی راہ سے حضور گورنر سے معاف کرادیا اور ذیل کی تحریر بھیجی۔ کہ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل بدریافت احوال نزدوہ آبادی سنہ ۱۹۶ فصلی و اقرار اینجانب درباب اخراجات اینٹوں کے کہ آپ سے کیا تہا سب کو منظور کرتے ہیں کہ اخراجات اینٹان مذکور کا آپکے حساب مالگذاری بابت سنہ ۹۵ فصلی میں مجرا ہو جاوے اور حسابات جمع واصلباقی صدد ومفصل کئی برس کو ملاحظہ کرتے ہوئے بنظر بہتری آپکے احوال و آبادی ملک کے زر بقایا قسط ہائے گذشتہ کا بابت مبلغ تین لاکہہ چودہ ہزار تین سو پچاس روپیہ دو آنہ کے کہ موافق آپکے اقرار کے اب تک ڈیڑہ لاکہہ روپیہ واجب الادا ہے بنظر رفاہ احوال آپکے معاف فرمایا اور حضور کمپنی انگریز بہادر ولایت سے بھی معافی زر مذکورہ کرادینگے۔ اگرچہ بموجب قرار داد آپکے معاف نہیں ہو سکتا تہا تاہم چونکہ جائداد و مقدور آپکا از روے حساب گورنر جنرل بہادر کو پورے طور سے معلوم ہو گیا لہذا براہ انصاف نظر مہربانی سرکار کی آپ کے حق میں ہوئی اسکے عوض میں آپسے کچھہ نہیں چاہا جاتا بجز اسکے کہ شکر گذار و ممنون احسان سرکار ہو کر پورے طور سے اپنی زمینداری کو آباد رکہیں اور حکم کے بجالانے میں کوشش کریں اور رعایا عاملوں کے ظلم سے مظلوم ہونے پاویں اور زراعت و کاشت پرگنہ جات کم نہ ہونے پاوے بلکہ بخصوص وہ مقامات کہ اخراج ایام جیت سنگہ سے ویران پڑے ہیں جیسا کہ خرید و سکندر پور و دیگر مقامات ہیں کہ جنکا لکہنا باعث طول ہے پہر پورے طور پر آباد ہو جاویں اور ہر ایک پرگنہ آدمیوں سے مثل سابق کے معمور ہو جاوے اگر آپنے اس قسم کی باتیں اختیار کر لیں تو مہربانی سرکار کی ہمیشہ آپکے احوال پر ہوتی رہیگی۔ اور دولت افزونی آپ کے راج کی تمام اطراف ہندوستان

میں مشہور ہو جاویگی۔

ڈاکنین ۵ نومبر ۱۸۸۸ء

دعوی تنخواہ راج بھوپ نراین سنگھ ورانی لبشن کنور و جگت سنگھ و بابو اودیت سنگھ ولکن سنگھ وغیرہ کا کرنا اور پھر معاملہ تنخواہ پر ہو جانا

بھوپ نراین کہ برادر خورد مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ تھے اپنے بھائی سے کشیدہ خاطر رہتے حالانکہ مہاراجہ اپنی شفقت وعنایت سے اونکی پرورش کرتے جاتے مگر اونکو توحصہ تقسیم راج واضافہ تنخواہ کا ہو رہا تھا لہذا ان خاطر و مدارات پر اونکی طبیعت صلاح پر کیونکر آتی تا اینکہ رانی لبشن کنور دختر بلونت سنگھ بھی شریک اونکی ہو گئیں اور عرضی اپنی حضور گورنر میں بھیجا اور اپنے حصہ سیوی کا دعوے باغوائے بابو اوسان سنگھ کیا اور اوسان سنگھ کے فرزند کو بعد ملنے حصہ مذکور کے گود میں لینا چاہا اور اپنی طرف سے پیروکار نواب سید علی محمد خاں شیر جنگ کو کیا اور نواب سعادت علی خاں بھی اونکے کوششوں میں شریک ہو گئے۔

رانی مذکور نے اپنی عرضی کلکتہ میں وزریعہ گولبرگ صاحب بھیجی اور اونکے ذریعہ سے حضور گورنر میں پہونچکر جمیس گرانٹ صاحب کے پاس آئے تو گلبرگ صاحب نے اطلاع رانی موصوفہ کو دی اور اونہوں نے پھر خط ذیل کا صاحب موصوف کو لکھا۔

صاحب والا مناقب خدا مکان فیض رسان منبع لطف و احسان مدظلہ العالی۔ بعد تمہید مراتب نیاز وعجز و انکسار معروض رائے خورشید ضیا کیا جاتا ہے کہ والا نامہ بجواب عریضہ نیاز نشہ اس امر پر کہ عرضی اس فاخرہ کی دستخط خاص جناب عالی متعالی والا مناقب لارڈ صاحب بہادر سے مزین ہو کر جمیس گرانٹ کے پاس گئی ہے امید کہ آپ کے خاطر خواہ ظہور پذیر ہو

بہترین اوقات میں شرف صدور ہو کر سرفرازی بخش ہوئی اور اوسکے مضمون تفصیل مشحون سے
خاطر افسردہ کو تازگی اور تقویت بے اندازہ ہوئی جس مقام پر مثل آپ ایسے خدایگاں
کے مالک و مربی موجود ہیں امید ہے کہ مدعا اس عاجزہ کا حسب مقصود ظہور پذیر ہو جاوے
مگر اپنے ایام سعادت سے کہ ابھی باقی ہیں میرا مقصود کچھ بھی نہ نکلا اور صورت اوسکی یہ ہے
کہ یہاں پر حضور صاحب عالی مرتبت مسٹر جیمس گرانٹ صاحب میں سوال و جواب معاملہ معرفت
سید علی محمد خان شیر جنگ کے کرائی رہتی ہوں اور وہ تھوڑے زمانہ سے بیمار ہیں لہذا
کوئی گفتگو نہیں ہو سکی جب مزاج خان صاحب موصوف کا بحال و صحیح ہو گا۔ جواب
و سوال راجہ مہیپ نرائن سنگھ سے کرینگے مگر معلوم ہوتا ہے کہ راجہ مشار الیہ اول حکم حضور
میں سیوی حصہ وراثت اس عاجزہ کا خوشی سے دینا قبول نہ کریں گے اور پھر کلکتہ میں عرضی
حضور کے نام اور خطوط اپنے مربیوں کے نام لکھیں گے اور مقدور سے زیادہ بربھی وراثت
اس عاجزہ میں پیروی کریں گے چونکہ ذات عالی کو حضور فیض گنجور میں ہر طرح سے اپنا
پشت و پناہ جانتی ہوں لہذا آپکے مہربانیوں سے امید واثق رکھتی ہوں کہ اگر کوئی مرہبان
راجہ سے دوسرے طور سے عرض کرے تو آپ کے وجہ سے اوسکو ندامت دامنگیر ہو
اور ظہور حق سے کہ عبارت حق رسی اس عاجزہ سے ہے خوشنودی خالق و نیکنامی خلائق
آپکو شرق سے غرب تک ہو مگر غرض یہ ہے کہ دوسرا حال عرضی بابو اوسان سنگھ سے
حضور میں ظاہر ہو جاویگا اور ارادہ اس عاجزہ کا یہ ہے کہ پھر بابو موصوف کو حصہ سوم
بر وراثت ذات خود کرے مگر اس معاملہ میں نوازش و خداوندی آپکی متعلق ہے۔

مہاراجہ مہیپ نرائن کو اسکے اطلاع ہونے کے بعد سید اطہر علی خاں وکیل متعینہ کلکتہ کی
عرضی سے حال درخواست بھوپ نرائن سنگھ معلوم ہوا جو ذیل میں درج ہے۔

مہاراجہ صاحب فیض رسان خلائق دام اقبالہٗ بعد ادائے آداب بندگی و مراتب فدویت
معروض آنکہ سرفراز نامہ فرخندہ عنوان بہترین زمان میں متضمن اداکرنے مالواجب

سرکار تادام آخر کے مع قطعہ عرضی بہ جناب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ و خطوط بخدمت صاحبان والا شان دام اقبالہم شرف صدور فرماکر معزز فرمایا اور تمام مراتب پر اطلاع بخش ہوا۔ کمترین نے حضور گورنر بہادر میں جاکر تمام حضار دربار کے سامنے کہ بہت اشخاص تھے عرض کیا کہ بہ اقبال بندگان عالی و میامن خاوندی و التفات ڈنکین صاحب و ممنت و صداقت مہاراجہ صاحب مالواجب سرکار بیباق و تادام آخر ادا ہوگیا۔ اس کے بعد عرضی بھی حضور میں دی گورنر بہادر اس بات کو سنکر بہت خوش ہوئے اور حقیر کی گفتگو کو تمام حاضرین دربار نے سن لیا المختصر کمترین کو بھی اس کی وجہ سے کمال عزت و خوشنودی حاصل ہوئی اور خطوط مصدورہ کو چیری[۱] صاحب و ٹامس کرام صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ عقب سے جواب ہر ایک کا حاصل کر کے ارسال حضور کروں گا۔ نواب سعادت علی خان بہادر تاریخ یکم ربیع الاول سنہ رواں کو داخل کلکتہ ہوئے اور پیروی دادا دہ اُن کا مقدمہ بابو بھوپ نراین میں معلوم ہوگیا کیونکہ ایک روز وکیل نواب موصوف الذکر کے چیری صاحب کے مکان میں فدوی سے کہتے تھے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ ایک بھائی مالک راج ہو اور دوسرے کو کچھ نہ ملے

---

[۱] مسٹر چیری صاحب اوس زمانہ میں دربار گورنری میں ممتاز تھے اور اعلےٰ کارکن تھے اونھوں نے اپنے خط کا یہ جواب لکھا۔ راجہ صاحب مشفق مہربان مخلصان راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر سلامت بعد شرح شوق ملاقات مسرت آیات مشہود

اوسکے جواب میں میں نے کہا کہ مہاراجہ صاحب نے اِس راج کو وراثت
پدری سے نہیں پایا تاکہ حصہ دیں اور ترکہ بابو درگ بجے سنگھ بیکنٹھ
آنجہانی و مہاراجہ صاحب سے کوئی تعلق نہیں ہے. چنانچہ بابو بھوپ
نرائن سنگھ متروکہ آنجہانی کو اپنے قبضہ و تصرف میں رکھتے ہیں
علاوہ اسکے جو مشاہرہ بابو آنجہانی کا زمانہ مہاراجہ بلونت سنگھ
سے مقرر تہا اب بہی مہاراجہ صاحب بابو بھو نرائن سنگھ
کردیتے ہیں۔ غرض اِسی قسم کی گفتگو رہی آیندہ جس مقام پر

ضمیر مہربانی منظاہر کیا جاتا ہے۔ مہربانی نامہ مشعر کمال محبت و اتحاد بر کہ اوس مشفق نے
مال گذاری سنہ ۹۵ الّٰہ فصلی بتوجہ و تفقد مسٹر ڈنکین بہادر بیباق کیا اور صاحب معزالیہ
نے نظر بر آبادی ملک و بہتری احوال اُس مہربان کے باقیات عمل بابو جگر دیو سنگھ کو
بموجب حکم حضور معاف کیا مع دیگر مراتب محبت و یکجہتی کے معرفت سید اطہر علی خاں
کے وصول ہو کر باعث خوشی ہوا۔ دریافت بیباقی مالگذاری سنہ ۹۵ الّٰہ فصلی سے دل کو نہایت
مسرت ہوئی۔ جواب عرضی سابق کا حضور سے مرحمت ہو چکا ہے معرفت میر صاحب کے
اوس مہربان کو پہونچے گا۔ اِس صورت میں جواب عرضی کا کہ اطہر علی خاں نے مضمون
سابق کی دی ہے کوئی ضروری نہیں۔ اینجانب کو خوبی خواہ اپنا تصور کر کے ہمیشہ وصول مہربانی
نامجات خیریت آیات سے مسرور کرتے رہیں۔

دستخط انگریزی جیری صاحب

اس کا ذکر ہوگا جواب مناسب دیگر حضور میں اطلاع کرے گا۔ دیگر گفتگو ہائے شیر جنگ بہادر دگفتگو بعض معاملہ جواب خط بابو صاحب والا قدر فیض رسان بابو سرت جیت سنگھ صاحب زاد الطافہ سے مشروحاً التماس کرچکا ہوں۔ اُن سے حضور کو واضح ہو جاویگا زیادہ حد ادب۔

عرضی کمترین سید اطہر علیخاں

یہ مقدمہ بابو بھوپ نرائن سنگھ کا دائر رہا حالانکہ زیادتی اس میں جانب بابو مذکور سے تھی آخر اس طور سے طے ہوا کہ مسٹر ڈنکین صاحب نے اونکی تنخواہ معقول جس میں کل اخراجات اونکے بفراغت ہو جاویں تجویز کرکے مہاراجہ اور بابو صاحب مذکور سے دریافت کرایا اور بابو صاحب نے مان لیا اور بعد تکملہ ہو جانے کے بابو صاحب نے راضی نامہ لکھدیا چنانچہ جملہ تحریرات متعلقہ طے ہوئے معاملہ کی بنظر انکشاف حالات درج ہو رہی ہیں۔

اول تحریر ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس کی اس معاملہ میں اس طور پر آئی۔ راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں چونکہ اقوال دعوے مشاہرہ وغیرہ کہ بابو بھوپ نرائن سنگھ نے آپسے کیا ہے زیر پیش ہیں لہذا حضور گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں اطلاع کی گئی کہ راجہ قول سنہ ۱۱۹۶ فصلی پر قایم ہیں یا اگر یہ بات پسند بابو مذکور نہ ہو جاوے تو مبلغ انیس ہزار ۱۹ روپیہ سالانہ بشمول تمام اخراجات مثل شادی وغیرہ کے بھی اسی میں ہو کر مقرر کر دیے جاویں اور ماہ بماہ بابو مذکور کو پہونچتا رہے یا عنایات حضور سے بابو مذکور کو کوئی جگہہ بطریق عاملان دیگر حضور سے تفویض کیجاوے۔ ان صورتوں میں کاغذات و قرار داد سابق کہ راجہ سے بابو مذکور نے پایا ہے سب واپس کر دینگے۔ بعد ملاحظہ کیفیت مذکورہ حکم گورنر جنرل بہادر مرقوم نہم ماہ مارچ سنہ ۱۷۹۵ع اس مضمون کا صادر ہوا کہ جو کچھ حق بابو مذکور میں تجویز کیا ہے وہ موافق و مناسب و پسندیدہ حضور ہے۔ بھوپ نرائن سے بھی دریافت کرایا جاوے کہ منجملہ دو وجہ مرقوم الصدر کے کونسی صورت اختیار کرتے اوسپر قایم ہوتے ہیں کہ اوسپر عمل کیا

جاوے اور اگر دونوں وجہ منظور نہ کریں تو آپ (رزیڈنٹ) جس طور سے کہ از روے قرار داد سنہ ۱۱۹۶ فصلی کے اب تک بابو مذکور کو خرچ دیتے رہے اوسی طور سے آیندہ بھی عمل کریں۔ لہذا بغرض اطلاع آپکے (راجہ صاحب) و نیز بغرض اطلاع بابو مذکور لکھا گیا جسوقت بابو مذکور ہر دو وجہ مذکورہ یعنی پانے اونیس ہزار روپیہ یا عملداری معلومہ کی درخواست کریں گے عمل میں لایا جاویگا ۔ سنہ ۱۷۹۵ء

مسٹر ڈنکین صاحب کلاں بہادر بنارس

تحریر رزیڈنٹ مذکور جب بابو بھوپ نرائن سنگھ کے پاس پہونچی تو اونھوں نے تنخواہ لینا منظور کر کے راضی نامہ اپنے مہر و دستخط سے لکھدیا جسکے نسبت رزیڈنٹ صاحب مذکور نے مہاراجہ کو اطلاع ذریعہ تحریر ذیل دی۔

راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر زمیندار بنارس معلوم کریں۔ آج کہ تاریخ ۱۶ محرم سنہ ۱۲۱۰ھ مطابق ۱۳ اگست سنہ ۱۷۹۵ء ہے بابو بھوپ نرائن سنگھ نے حضور میں آنکر راضی نامہ اپنے مہر و دستخط سے مبلغ اونیس ہزار پانسو روپیہ سالانہ پر بنابر تمامی اخراجات شادی وغیرہ مع متعلقان خود راجہ صاحب سے بابت معاش وگذران ماہ بماہ در بارہ قسط مساوی پانے کے لکھدیا ہے اور حضور نے منظور کر لیا ہے کہ مبلغ مذکور الصدر بابو موصوف پاتے رہیں اور آج تک جو کچھ باقی واجب الدین بابو مذکور کا از روے بندوبست سابقہ ہو وہ بلا توقف دیا جاوے اور راجہ صاحب کو لازم ہے کہ وقت پر بابو صاحب کو روپیہ پہونچا دیا کریں اور اگر توقف ہو تو بابو مذکور اوسکی اطلاع حضور میں کریں عند التحقیق زر قسط مذکور تحویل خزانچی راجہ صاحب سے وقت پر دلوایا جاوے گا۔ چنانچہ نقل پروانہ ہذا مہر و دستخط سے بابو موصوف کو دیگئی چاہیے کہ اوسکو بصورت تمام دست آویز و اقرار نامہ سابق فیمابین راجہ و بابو موصوف جانکر موافق اوسکے طرفین عمل میں لاویں چونکہ مقدمہ معاش و مشاہرہ بابو بھوپ نرائن سنگھ کا اس پروانہ سے طے ہوا۔ اگر کبھی آیندہ بابو بھوپ نرائن سنگھ نالش کریں تو

نامسموع ہوگی۔ مرقوم ۳۱ اگست ۱۷۹۶ء

دستخط مسٹر ڈنکین صاحب بہادر صاحب کلاں بہادر بنارس

نقل

راضی نامہ بمہر و دستخط بابو بھوپ نرائن سنگہ مرقومہ ۱۶ محرم ۱۲۰۲ھ

منکہ بابو بہوپ نرائن سنگہ ہوں۔ چونکہ اینجانب نے اپنی معاش کے واسطے حضور صاحبان کونسل کلکتہ و صاحب والامناقب مسٹر ڈنکین صاحب بہادر صاحب کلاں ضلع بنارس میں نالش کی تہی اور اس پر حضور سے مبلغ اونیس ہزار پانسو روپیہ سکہ تمامی اخراجات اینجانب کیواسطے مع متعلقان و شادی وغیرہ مقرر ہوا اوسکو میں نے اپنی رضا و رغبت سے قبول و منظور کیا لہذا یہہ چند کلمہ بطریق راضی نامہ لکہدیا کہ سند رہے اور وقت پر کام آوے۔

مہر صاحب کلاں بہادر بنارس دستخط صاحب کلاں بہادر بنارس

اسی طور سے ایک دعوی بابو جگت سنگہ و لکن سنگہ پوتے دسارام سنگہ و بابو اودیت سنگہ نے دربارہ شرکت راج کرنا چاہا اور اجازت جانے کلکتہ کی رزیڈنٹ سے چاہی جب اونہوں نے وجہ دریافت کی تو بابت دعوے خود اظہار کیا رزیڈنٹ نے اسکی اطلاع گورنر جنرل بہادر کو کی وہاں سے جواب اخراج دعوے آگیا اوسکو رزیڈنٹ صاحب نے اپنے خط کے ذریعہ سے مہاراجہ کو لکہا جو ذیل میں لکہا جاتا ہے۔

راجہ مہیپ نرائن سنگہ زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں کہ مقدمہ عرائض گذرانیدہ بابو جگت سنگہ و بابو اودیت سنگہ و لکن سنگہ میں چونکہ اونکی درخواست بہ مضمون اجازت جانے کلکتہ کے تہی لہذا اس امر کے دریافت کیواسطے ترجمہ عرضیوں کا حضور گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل میں بہیجا گیا۔ جواب اوسکا مرقومہ ۲۴ ماہ اپریل ۱۷۹۵ء اس مضمون کا صادر ہوا کہ مدعیان مذکور سے کہدیا جاوے کہ بتجویز حضور گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل میں

جو دعوے کیا ہے اوسکی کوئی اصلیت نہیں۔ راج زمینداری بنارس بنام آپکے (راجہ مہیپ نرائن سنگہ) بلا شرکت غیرے مفوض و مقرر ہوا۔ لہذا جو دعوے کہ اُسکے مخالف ہو وہ کبھی سنا نجاوے گا۔

دستخط ڈنکین صاحب بخط انگریزی

زمانہ مخالفت بابو بھوب نرائن سنگہ میں جبکہ اکثر اعزا و اقربا مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ کے برسر مخالفت ہو رہے تہے۔ صاحبزادی راجہ بلونت سنگہ یعنی ہمشیرہ چیت سنگہ بہی بنارس میں آئیں اور تنخواہ مقرر شدہ ایک سو بتیس ۱۳۲ روپیہ ماہواری پر اضافہ چاہا اور ممکن ہے کہ اونکی نالش بہی باغواے بابو بھوب نرائن سنگہ رہی ہو مگر اونہوں نے اپنی عرضی میں اوس سے انکار کیا ہے اگرچہ کوئی فیصلہ آخر بحق انکے کاغذات دفتر مہاراجہ صاحب میں نہیں پایا جاتا۔ تاہم بنظر اطلاع حالات عرضی اونکی نقلی ہوتی ہے۔ خط صبیہ بلونت سنگہ بنام مسٹر ڈنکین صاحب بہادر صاحب خداوند فیاض زمان یکیان و عادل زمان سلامت۔ بعد آداب و ترقی جاہ و جلال بعرض عالی می رساند۔ اینجانبہ اوس خداوند کو بجاے پدر سمجہکر آئی تہی صورت آنے اینجانبہ کی یہہ ہے کہ یہہ راج ملکیت پدر اینجانبہ ہے باوجودیکہ اس قدر معاش مع متعلقان کے حضور سے مقرر ہے اس میں سے اینجانبہ کو محض ایک سو بتیس ۱۳۲ روپیہ تنخواہ دیتے ہیں۔ اس ضعیفہ کا وارث جسطور سے مرگیا حضور پر خوب روشن ہے دس سال سے نہایت تنگی سے اوقات بسر ہوتی ہے اور اپنے واسطے باوجودیکہ اس قدر تنخواہ میں بہت تکلیف سے بسر ہوتی ہے۔ مگر مہیپ نرائن سے کچھ نہیں کہا اور اونہوں نے بہی کبہی نہ پوچہا کہ تمہاری گذر کیونکر ہوتی ہے۔ اسکے قبل میرے بہائی چیت سنگہ نے ساٹھ ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر کی تہی اور اب بہی زمانہ برخورداری میں تجہے بابو بھوب نرائن کو رانی صاحبہ نے سلوک خانہ کیواسطے معاش بتیس ۳۲ ہزار مقرر کی تہی گو اس وقت میں کم پاتے ہیں اور رانی صاحبہ نے میرے کہنے سے دستاویز اینجانبہ کو لکہدی تہی۔

مگر اوس روز کہ حضور کی طرف سے منصف گیا انکار کر گئیں اور میرا لحاظ کچھ نہ کیا حالانکہ دست آویز
اینجانبہ کو لکھدی تھی۔ اور تین سال سے برابر اینجانبہ ورانی صاحبہ نے (مہاراجہ سے)
کہا کہ بیس ہزار روپیہ کی جگہہ انکو (بھوپ نرائن سنگھ) علحدہ کردیں اور اپنے اخراجات
کیواسطے کچھہ نہ کہا۔ تمام عالم میں مشہور ہے کہ جبکہ بھوپ نرائن نے دلیپ سنگ کے کہنے سے
اپنی بہن کو برباد کیا اور کسی کی خاطر وہ تجویز نہیں کرتے۔ اسی بنا پر اینجانبہ نے قسم کھائی ہے
کہ اینجانبہ کو نہ تو اونسے کچھہ لینا منظور ہے اور نہ شرکت میں رہنا منظور ہے صاحب مالک
ومربی ہیں قسم صاحب وگنگاجی کی ہے کہ بھوپ نرائن کے کہنے سے میں یہاں پر نہیں آئی
ہوں۔ صاحب کے ہاتھ سے اگر پانچ روپیہ بھی ملیں گے تو سر وآنکھوں سے لونگی اور اونکے
ہاتھ سے نقدی لینا منظور نہیں ہے۔ اگر پاس حرمت کہ بخشیدہ سرکار ہے منظور ہو نظر حق بر
بر فرماتے ہوئے معاش اینجانبہ وبھوپ نرائن کے متعلق سرکار سے حکم ہو اور پھر ایک سردار
سرکار کا ہمراہ اینجانبہ کے جاکر طرف سرکار والا سے اینجانبہ کو قلعہ میں بیٹھا کر چلا آوے ایسی
عزت وحرمت اینجانبہ ہے اور عدول حکمی سرکار کی کیونکر ہو سکتی ہے۔ واجب تھا عرض کیا
بہر طور جبکہ معاملہ بابو بھوپ نرائن سنگہ طے ہو گیا اور بذریعہ رزیڈنٹ صاحب راضی نامہ انکا
آگیا تو اونہوں نے خط ہندی میں بطور راضی نامہ کے مہاراجہ کو لکھا وہ یہہ ہے لکھتنگ (تحریر)

بابو بھوپ نرائن سنگہ آگے (آئندہ) ہم اپنے گذران کے واسطے رانی صاحبہ وراجہ
صاحب کے حضور میں وصاحبان کونسل وصاحب بنارس کے حضور میں کہتے آئے سو راجہ
صاحب نے ہمارے گذران میں جو آگے (سابق) سے مقرر ہے بیشی سوا (اضافہ) کردیا۔
اور ہمارے سوال (درخواست) پر دستخط کردیا۔ سو ہم اپنی رضامندی وخوشی سے لکھدیتے ہیں
کہ ہم اپنے گذران کی بابت پھر کبھی نالش نہ کریں گے اسواسطے یہ راضی نامہ لکھدیا کہ آگے
(آئندہ) سند رہے۔ دستخط ومہر بابو بھوپ نرائن سنگہ

سنہ ۱۸۰۰ء میں بخط ہندی

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ حالات دیگر مقامات ہندوستان کا ذکر جیسا کہ اور راجگان بنارس کے زمانہ حکومت میں آتا گیا یہ ضروری ہے تا کہ ناظرین کو دوسرے مقامات کے حالات معلوم ہونے کے ساتھ اس ریاست کے واقعات اطلاع ہوتے رہے۔ لہذا بہ نظر سلسلہ حالات متعلقہ زمانہ مہاراجہ مہیپ نرائن سنگھ ہی قلمی ہورہے ہیں۔

حالات ٹیپو سلطان پسر حیدر علی

ٹیپو سلطان کے تخت نشینی بعد انتقال حیدر علی زمانہ مہاراجہ چیت سنگھ میں مذکور ہو چکے اونکی تخت نشینی پر چندے معرکہ کارزار انگریزوں سے گرم رہا مگر آخر میں صلح ہوگئی یہہ زمانہ گورنری مسٹر ہیٹنگ کا تھا تا آنکہ ۱۷۸۵ء میں وہ جانب ولایت روانہ ہوئے اور بجائے انکے میکفرسن صاحب جو کہ اول درجہ کے ممبر کونسل تھے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور اونکے جانے پر ۱۷۸۶ء میں لارڈ کارنوالس گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے۔

چونکہ ٹراونکور کے راجہ سے انگریزوں سے عہدنامہ ہوگیا تھا اس لئے جب ۱۷۸۹ء میں ٹیپو[۱] نے ٹراونکور کے راجہ سے ناحق تکرار کرکے اوسکے ملک پر یورش کی تو انگریزوں کو اوسکی حفاظت کے واسطے بموجب شرط عہدنامہ ٹیپو سلطان پر فوج بھیجنی پڑی اور خود لارڈ کارنوالس نواب نظام الملک والی حیدرآباد اور پیشوا سے مدد کا اقرار لے کر مندراج کی طرف روانہ ہوئے اور ٹیپو سلطان کے علاقہ میسور پر حملہ کیا اور فوج انگریزی بمبئی سے بھی آگئی اور اورجا بجا لڑائی ہونے لگی اور ٹیپو کے قلعہ جو پہاڑوں پر بنے تھے سرکار انگریزی نے فتح کرلئے اور فوج سرکاری بڑھتے بڑھتے ۱۷۹۲ء میں اوسکے دارالحکومت شرینگ پٹن

---

[۱] ٹیپو اس ملک میں شیر کو کہتے ہیں۔

میں جا پہونچے قریب تہا کہ اوس قلعہ میں جس میں ٹیپو تہے یورش ہو جاوے مگر ٹیپو نے اپنے دونوں لڑکے خدمت میں لارڈ کارن والس کے بہیجکر تین کرور تیس لاکہہ روپیہ خرچ فوج کشی اپنے ذمہ قبول کر کے صلح کر لی۔ اور نصف ملک انگریزوں اور نواب نظام الملک و مرہٹوں کو دیدیا اور عہد نامہ صلح سب کے ساتھ تحریر کر دیا۔ اس ملک سے جو ٹیپو نے وقت صلحنامہ کے دیا تہا انگریزوں کے حصہ میں ملیبار کوڑگ و ندیگل اور بارہ محال آئے تہے۔

جب پہر ۱۷۹۳ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں سے لڑائی ہونے لگی تو سرکار نے پٹوچری وغیرہ کو اونکے علاقوں میں سے اپنے قبضہ میں کر لیا اور اسی سنہ میں کارنوالس انگلستان کو چلے گئے اور اونکی جگہہ پر سر جان شور جو کہ ممبر اول کونسل تہے کرسی گورنری پر بیٹھے۔

۱۷۹۵ء میں محمد علی نواب کرناٹک مرے اور اونکی جگہہ پر بڑے بیٹے عمدۃ الامرا مسند نشین ہوئے ۱۷۹۷ء میں آصف الدولہ کا انتقال ہوا اونکے بعد چندے وزیر علی خان پہر نواب سعادت علی خاں مسند نشین ہوئے۔

معاملات درمیان مہاراجہ مہیپ نراین سنگہ و جیمس گرانٹ رزیڈنٹ بنارس

جیمس گرانٹ صاحب رزیڈنٹ بعد مسٹر فوق فرانسیس بعد روانگی مسٹر ہیسٹنگ بہادر و قایم مقامی بلکہ مستقلی جان مکفرسن صاحب گورنر جنرل بہادر آئے کیونکہ اونسے اور گورنر جنرل مذکور سے کمال محبت تہی جیسا کہ اونکے خط بنام مہاراجہ سے جو کہ ذکر تبادلہ گورنران و رزیڈنٹ صاحبان میں مذکور ہو چکا ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی گورنر نے استعفا مسٹر فوق سے دلوا کر انکو بہیجا تہا و مہاراجہ سے اونکی سفارش کی تہی۔ چونکہ جیمس گرانٹ صاحب نہایت چالاک

دعیارہے لہذا حکومت رزیڈنٹی پر ہو چکر پہلے ہی ایک خط شکریہ کا بنام خود
بابت حسن کارکردگی خود مہاراجہ سے منگوا لیا اور مہاراجہ نے
صفائی طبیعت و نیک مزاجی و اطاعت حاکمان کے خیال سے بھیجدیا وہ یہ تہا۔ صاحب
مشفق مہربان کرم فرمائے نیاز مندان سلمہ اللہ تعالی۔ بعد سلام نیاز التیام و آرزوئے
مواصلت موفور المسرت کہ خلاصہ مقصد ہے مشہود ضمیر شفقت تاثیر کیا جاتا ہے صاحب
عالی شان جمیس گرانٹ صاحب جس تاریخ سے کہ وارد بنارس ہوئے ہیں حسن سلوک
وطریق اتحاد کو نیاز مند کے ساتھ اس طور سے برتا ہے کہ زبان اوسکی شکر گذاری سے قاصر
ہے اور اس شہر کے مہاجنوں وغیرہ کے ساتھ بقدر اُنکے مرتبہ کے سلوک کر کے راضی رکھا ہے
اور بہتری کاروبار کمپنی و رفاہ رعایا کی تدبیرات شائستہ عمل میں لائے اور لاتے جاتے
ہیں۔ نیاز مند صاحب موصوف سے راضی وخوشنود ہے اور جزورسی و معاملہ فہمی صاحب
معزالیہ سے یقین ہے کہ انجام ادائے زر کمپنی کا رفاہ خلائق کے ساتھ خوبی و نیکنامی سے
ہوجاوے۔ اور اختیار و اقتدار نیاز مند میں بہی دل سے متوجہ ہیں بعض معاملات کہ بلا
تصفیہ کے سررشتہ گذشتہ میں عمل میں آئے جزورسی صاحب موصوف ودرخواست
نیاز مند سے صورت پذیر ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ اور نواب گورنر مسٹر ہیٹنگ بہادر نے
درباب توقیر نیاز مند فرمایا تہا اور بسبب تشریف لیجانے نواب صاحب کے ولایت میں
عمل میں نہ آئے رہے تہے وہ اب عمل میں آئے و آتے جاتے ہیں اس امر کا شکر اگرچہ زیادہ
اوس سے ہے کہ عرض کیا جاوے مگر بقدر طاقت کے ادائے شکر اس مرحمت کا
بجالاتا ہے۔

اسکے ساتھ مہاراجہ نے اونہیں کی ترغیب و تحریص سے عرضی گورنر جنرل کو بہی بہیجی جو کہ
ذیل میں درج ہے صاحب خداوند نعمت دام اقبالہ بعد آداب و بندگی معروض
آنکہ صاحب عالی شان جمیس گرانٹ صاحب جس تاریخ سے کہ وارد بنارس ہوئے ہیں

اس قسم کا حسن سلوک وطریق اتحاد فدوی کے ساتھ عمل میں لائے ہیں کہ زبان اوسکے شکر واد اکرنے سے قاصر ہے۔ اسی طور پر بقیہ مضمون خط سابق ہے جو بہ لحاظ طول ترک کیا گیا کیونکہ مضمون خط کا بعینہ یکساں ہے صرف نام مکتوب الیہ میں فرق ہے۔

بہر طور جبکہ جمیس گرانٹ صاحب نے سند نیکنامی کے لی اور وہ سند گورنر جنرل کے یہاں بھی بھجوا چکے تو اپنے نفع کی باتوں میں ہاتھ پیر پھیلانا شروع کر دیا اور طرح طرح سے خود اور اپنے متوسلوں کے ذریعہ سے تنگ کرنا شروع کیا مہاراجہ نے پہلی تو اونکے ملانے کے واسطے اونکی متوسلین معزز کی شل سید محمد علی خان شیر جنگ کی تنخواہ قرار واقعی کر دی یعنی سالانہ تیس ہزار مقرر کر دیا مگر اونہوں نے بھی باوجود لیسے رقم کثیر پانے کے پہر بھی بد عہدی مہاراجہ سے کی اور پورے جنبہ دار مسٹر جمیس ہو کر ۔ دیگر مفاسد اوٹھانا شروع کیا اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مدعی بمقابلہ راجہ پیدا کی اور مقدمہ جات دائر ہوئے جیسا کہ حال مقدمہ رانی بشن کنور سے واضح ناظرین ہوگا۔ مہاراجہ نے تنگ ہو کر درخواست شکایت دینا چاہا۔

اوس زمانہ میں گورنر جنرل جان مکفرسن صاحب کسی تقریب سے اس طرف تشریف فرما ہوئے تھے۔ راقم عرض کرتا ہے بجائے جان مکفرسن صاحب کاغذات دفتر میں اس واقعہ کے متعلق نام گورنر وارن ہشٹنگ لکھا ہے۔ مگر جبکہ وارن ہشٹنگ صاحب کا ۸ فروری ۱۷۸۵ء کو استعفا جہاز پر سے بھیجنا ثابت ہے۔ اور یہہ واقعہ ۱۷۸۶ء کا ہے تو وارن ہشٹنگ صاحب کا زمانہ کسی طور سے نہیں ہو سکتا بہر طور راجہ مہیپ نرائن کی شکایت زبانی پر مسٹر جمیس گرانٹ علحدہ کی گئی اور مسٹر ڈنکین صاحب تجویز ہو کر آئے۔ مہاراجہ نے ایک واجب العرض درخواست بھیجدی اور اوسکی بابت امیدوار دستخط ہوئی۔ وہ یہ تھی۔

واجب العرض فدوی مہیپ نرائن سنگھ راجہ بنارس امیدوار ہے کہ معروضات ذیل بدستخط خاص مزین ہوں۔

دستور ملک ہندوستان ہے کہ نائب جب خلاف مرضی منیب ہوتا ہے تو موجب خرابی کام ہوتا
ہے فدوی جوان ہے اور کئی لڑکے رکھتا ہے اور سرانجام کام میں قصور نہیں کرتا بابو عجائب
سنگہ نے سالگذشتہ میں کار نیابت سے کنارہ کیا تھا۔ بندوبست وتحصیل سرانجام یافت
(آمدنی) کے بابت جمیس گرانٹ صاحب نے کہ باطن میں ابتری کار فدوی منظور رکھتے
ہیں مرنے عجائب سنگہ کو دست آویز کرکے بلاضرورت شنکر پنڈت کو کہ کبھی اونکو راجہ ہائے
سابق اس ملک کے سامنے مداخلت نتھی سبکی فدوی کے غرض سے بغرض نیابت
مقرر کیا اور بزور خانہ عجائب سنگہ سے مہر نیابت لیکر حوالہ شنکر پنڈت کیا۔ امیدوار ہے
کہ مقرر کرنے ونہ کرنے نائب میں فدوی خود مختار رہے کہ باقبال خداوند فدوی راج
کے کاموں کو بخوبی سرانجام دیتا ہے اور آیندہ دیکھتا ہے بشرطیکہ یہاں کے صاحبان
بحسب درخواست ممد ومعاون ہوں۔

حکم گورنر جنرل بہادر وصاحبان کونسل بنام مسٹر ڈنکین صاحب بہادر اس مضمون کا صادر ہوا
کہ مردم معتبر کو نائب راج تجویز کرکے مقرر کریں مگر نظر بر درخواست حال کہ مہاراجہ نے دی ہے
مسٹر ڈنکین صاحب فوراً کسی کو خدمت مذکور پر مقرر نہ کریں گے لیکن آیندہ اوسکے باب میں
بموجب ضروریات کار کے عمل میں لاویں گے اس معاملہ میں مسٹر موصوف کو اختیار ہے۔
راقم مولف عرض کرتا ہے کہ یہ حکم ابتدا میں ہوا تھا مگر دوران مقدمہ ہوتے ہوتے مسٹر
ڈنکین صاحب نے اختیار تقرر نائب راج مہاراجہ کو دیدیا اور اوسکے ساتھ دیگر منافع بھی خود
نکالے جیساکہ ذکر انتظام ریاست میں مذکور ہو چکا۔

دوم یہ کہ۔ بعض مستاجران ظلم پیشہ مقرر کردہ جمیس گرانٹ صاحب نے کہ بہت سے محالات لے
رکھا ہے رعایا پر ظلم کرتے ہیں اور خود مختاری کرتے ہیں فدوی چاہتا ہے کہ موافق معمول
قدیم اونکے کاروبار میرے اختیار میں رہیں کہ پرگنات سے جسقدر کہ مناسب جانے اونکے
سپرد کرے۔ جواب بندوبست سال حال میں مسٹر ڈنکین صاحب اس دفعہ کو باطلاع و

و منظوری مہاراجہ مطابق مناسب انصرام دے سکتے ہیں۔

دستخط گورنر جنرل

سیوم یہ کہ۔ جنبت رائے ملازم فدوی ہے اور اپنے کار ماموره پر خیانت کرتا ہے اور کارسازی کر کے اختیار فدوی میں نہیں رہتا اور بعض ملازمین حمایت مردمان محاسبہ مداخل و مخارج قرار واقعی نہیں سمجھاتے فدوی امیدوار ہے کہ بموجب سررشتہ راج تغیر و تبدل کارپردازان و سمجھانے اونکے محاسبہ کا بہ اختیار فدوی رہے۔

جواب۔ منجملہ عملۂ زمینداری کے جو شخص کہ فرمانبرداری مہاراجہ نہ کرے اور صورت نامناسب عمل کرے مہاراجہ بعد اطلاع مسٹر ڈنکین صاحب و منظوری صاحب موصوف اُسکے تغیر کر دینے میں مختار ہیں۔

دستخط انگریزی گورنر جنرل بہادر

چہارم یہ کہ۔ رام چندر پنڈت مقرر کردہ جیمس گرانٹ صاحب ظلم میں مشہور ہے اور کارخانہ ہائے شکر۔ پارچہ۔ سلم و سنجی میں بدعت جدید ایجاد کرکے سبب تکلیف بیوپاریان و رعایا ہو رہا ہے علاوہ اوسکے محال چونہ پزی کا کہ داخل مالگذاری سرکار ہے اپنے اختیار میں لالیا ہے اور چونہ پزی کو معمول قدیم سے بہت گراں کر دیا ہے اور بعض زمین کشت یعنی قابل زراعت میں خلل انداز ہوا امیدوار ہے کہ تمام بدعت ہائے غیر معمولی اوسکی موقوف ہوں۔

جواب۔ مہاراجہ کو چاہیے کہ حقیقت تفصیل وار دفعہ چہارم کو بابت بدعت ہائے بجنت سوڈا یعنی سنجی و محال چونہ کہ بنام رام چندر پنڈت لکھا ہے حضور مسٹر ڈنکین صاحب میں گذرانیں یقین ہے کہ صاحب موصوف بجنت سودائی مذکور و رفع بدعت کو کہ ہوئی ہوگی عمل میں لاوینگے کیونکہ حکمنامہ سرکار میں کہ صاحب موصوف ہمراہ لائے ہیں ممانعت بجنت سوڈا یا بدعت کی جس شخص سے کہ ہوئی ہوگی بوجہ احسن مندرج ہے۔ دستخط انگریزی گورنر جنرل

دفعہ پنجم۔ حقیقت تصرفات جیمس گرانٹ صاحب کو کہ بابو سرت جیت سنگھ نے حضور میں عرض کیا ہے۔ اوسکے ثبوت دینے کیواسطے فدوی یہاں پر حاضر ہے۔

مہاراجہ مہیپ نراین سنگھ

جواب۔ دفعات اثبات کو کہ مہاراجہ نے درباب نالش بنام مسٹر گرانٹ صاحب پیش کیا ہے۔ معرفت وکیل مہاراجہ کے شہر کلکتہ میں بحضور گورنر و صاحبان کونسل دینا چاہیے اس مقام کی تجویز سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

دستخط انگریزی گورنر جنرل

اس حکم ہونے پر مہاراجہ نے جب دیکھا کہ نالش جیمس گرانٹ صاحب پر بجز مقام کلکتہ کے نہیں ہو سکتی تو اونہوں نے معرفت وکیل خود منشی اطہر علی خان کے کونسل میں نالش کی اگرچہ وجوہات نالش جو رزیڈنٹ مذکور پر ہو سکتے تھے بہت تھے مگر مہاراجہ نے اونہیں دفعات کو پیش کیا جنکے واسطے ثبوت کافی موجود تہا۔

میں صرف اوس مقام پر اوس پروانہ کو نقل کرتا ہوں جو کہ حضور گورنر جنرل کے یہاں سے معرفت ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس کے آیا اوس سے مشتی از نمونہ حالات دیا دتی جیمس گرانٹ صاحب ناظرین پر معلوم ہو جاوینگے کو کسیقدر حالات واجب العرض سابق سے بہی معلوم ہو چکے ہیں۔ پروانہ مذکورہ آمدہ از رزیڈنٹ حال بنارس یہ ہے راجہ مہیپ نراین سنگھ بہادر زمیندار بنارس وغیرہ معلوم کریں چونکہ آج حکم گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل بنام اینجانب مرقومہ ۲۴ ماہ اپریل ۱۷۸۸ء بعض دفعات مقدمہ دعوی میں کہ آپنے بنام جیمس گرانٹ صاحب حضور کونسل میں در پیش کیا ہے شرف ورود پا چکا ہے۔ لہذا مطابق ذیل کے آپکو لکہا جاتا ہے کہ اوسکے مضمون سے خوب واقف ہو کر اوسکے موافق عمل کریں۔

دفعہ اول۔ راجہ صاحب نے حضور کونسل میں معرفت اپنے وکیل کے لکہکر دیا ہے کہ مسٹر

گرانٹ صاحب موصوف نے بابت ۱۱۹۳سنہ فصلی مبلغ بتیس ہزار نوسو ستانوے روپیہ ایک آنہ پانچ پائی اور بابت ۱۱۹۴سنہ فصلی سینتیس ہزار ایک سو چونسٹھ روپیہ وجہ بہرائی میں اپنے تصرف میں لائے۔ چونکہ اس بات سے مسٹر گرانٹ صاحب موصوف منکر ہیں لہذا آپکو چاہیے کہ جو وجہ ثبوت ان دونوں کی بابت آپ رکہتے ہوں اونکو پیش کریں اور وہ اصل خط کہ بہرائی کے بارہ میں حسب تحریر اونکے وکیل کے مسٹر فوق صاحب سے پایا تہا اوسکو بہی بجنسہ اصل خط[1] پیش کریں۔

اور خط کے علاوہ جو دوسرے دستاویزات و دلیل ثبوت اس بارہ میں ہو کہ قبل عمل مسٹر گرانٹ صاحب کے منجملہ بہرائی کے جسقدر راجہ کو پہونچے ہوں اونکو بہی ظاہر کردیں دوسرے یہہ کہ حکم حضور کلکتہ ہے کہ ثابت کرنا ان امور کا یعنی تعداد بہرائی بابت ۱۱۹۳سنہ و ۱۱۹۴سنہ فصلی اور اوس حق کا کہ راجہ حصّہ معینہ اوسکا رکہتے ہوں اور منجملہ اوس حصّہ کے راجہ نے خود یا متصدی راجہ نے عملہ سرکار یا مسٹر گرانٹ صاحب ہر ایک کو کس کس قدر پہونچا یا جو کچہہ اس معاملہ میں دست آویز پیش کرسکتے ہوں اونکو اینجانب کے حضور میں پیش کریں اور جن لوگوں کو گواہی میں پیش کرنا چاہیں اونکے نام لکہدیں تاکہ بلاکر گواہی اون کی لیجاوے۔

چونکہ بیان مسٹر گرانٹ صاحب سے کہ حضور کونسل کلکتہ میں گذرانا ہے معلوم ہوتا ہے کہ

[1] خط مذکورہ یہ ہے۔ راجہ صاحب مشفق مہربان منیع الشان راجہ جیب نرائن بہادر زاد اشفاقہ۔ آپکا خط آیا مسرور کیا آپ نے لکہا ہے کہ بابت نصف بہرائی داخلہ ملک کہ مہاجنوں سے وصول ہوتی ہے قدیم سے مال جہات اینجانب ہے ۱۱۹۳سنہ فصلی میں متصدیان سرکار نے اس میں تکرار کیا۔ مشفقا از روے تحقیقات ظاہر ہوا کہ فی الواقع بابت مالجہات اوس مشفق کے ہے اور دوستدار نہیں چاہتا ہے کہ خلاف معمول ہو جو کچہہ معمول قدیم ہے اوسکے موافق عمل کریں متصدیان سرکار تکرار اس بات کی نہ کریں گے۔ دستخط انگریزی۔ مسٹر فوق صاحب بہادر

بھرائی کا لینا از روے رسم سابق ظاہرا عمل میں نہیں آتا لہذا آپ کو چاہئے کہ بغرض دریافت قرار واقعی اس بات کے جمع خرچ تمام بھرائی کا بابتہ ۱۱۹۳ سنہ و ۱۱۹۴ سنہ فصلی کے پیش کریں اور از روے گواہی متصدیاں و صرافان تفصیل اوسکی ثابت کریں۔

دفعہ دوم۔ دوسرے دفعہ نالش میں کہ بنام مسٹر گرانٹ صاحب حضور کلکتہ میں گذرا ہے یہہ مضمون مندرج ہے کہ ۱۱۹۳ سنہ فصلی میں مسٹر گرانٹ صاحب موصوف نے خزانہ کچہری صدر و امانت سے مبلغ چھتیس ہزار نو سو چہتر روپیہ آٹھ آنہ دربارہ بعض فرمائشات لیا یا خرچ کرا دینا مبلغ مذکور کا بموجب حکم یا منظوری صاحب موصوف کے عمل میں آیا ہے اور مبلغ مذکور بتیاری بعض اجناس سونے و چاندی میں خرچ ہوئے ہیں منجملہ تعداد مذکورہ کے مبلغ [illegible] بصیغہ برداشت لکھا گیا ہے۔

اس دفعہ کے بارہ میں راجہ کو چاہئے کہ دست آویز حکمی کہ اونکے ذریعہ سے روپیہ کچہری صدر و امانت سے مسٹر گرانٹ صاحب کو پہونچایا گیا ہو خرچ روپیہ مذکور کا ثبوت دے اور اگر تحقیق قرار واقعی سے ضایع یا نقصان ہونا دست آویزات مذکور کا محقق ہو جاوے تو اوسکو چاہئے کہ عوض میں اوسکے شہادت و گواہی دوسری لا دیں یعنی گواہی بہ حلف انلوگوں کی کہ اپنے ہاتھ سے روپیہ مذکورہ کو خزانہ سے متعلقان یا نوکران مسٹر گرانٹ صاحب کو پہونچایا ہو یا اصل حساب کو پیش کریں کہ اصلیت اوسکی روبروا اینجانب کے خاطر جمعی و اطمینان سے ثابت کر سکیں کہ اوس میں ہر مبلغ اخراجات کو علحدہ علحدہ مع اوسکی تاریخ کے کہ صرافان یا متصدیان یا عملہ سے وقت خرچ ہونے روپیہ مذکور کے اوسکی تاریخیں حساب مذکور میں لکھی ہوئی پائی جاویں اور یہ بھی ثبوت طلب ہے کہ روپیہ لیجانے وقت کس کس نوکر یا باربرداری سے خزانہ بھیجا گیا ہے۔

دفعہ سیوم۔ چونکہ راجہ صاحب نے دوسرے دفعہ میں بنام مسٹر گرانٹ صاحب حضور کلکتہ میں نالش کیا ہے کہ دربارہ اجرائے کار مالی و ملکی و پرمٹ و خزانہ کے مسٹر گرانٹ صاحب نے

اختیار راجہ کو موقوف و معطل رکہا۔ لازم ہے کہ اِس کا ثبوت علحدہ علحدہ اِس طور پر کریں کہ کس کس دفعہ میں اجراے کار ملکی و مالی و پرمٹ و خزانہ میں مسٹر گرانٹ صاحب نے اظہار حکومت خود و موقوفی و عدول اختیار راجہ کیا ہے اور کن کن صورتوں میں خزانہ سے بغیر اطلاع اونکے خرچ کیا ہے۔

چہارم۔ دفعہ نالش میں لکہا ہے کہ بنام نذرانہ کچہری کے محالات سے مسٹر گرانٹ صاحب نے بابتہ سنہ ۹۴ فصلی کے مبلغ لاکہہ روپیہ لیا ہے۔ لازم ہے کہ اِس کا ثبوت دیں اور اسکے ثبوت دینے میں راجہ کو چاہیے کہ اول ظاہر کریں کہ کس شخص کے حکم سے دفعہ نذرانہ کی اول میں مقرر ہوئی اور کس کس کو روپیہ مذکور ادا کیا اور متصدی مذکور کس کے نوکر تہے اور نذرانہ مذکور عاملوں کے پاس سے یا خزانہ راجہ سے خرچ ہوا یا دونوں جگہہ سے ہوا اور یہہ بہی ثابت کرنا چاہیے کہ منجملہ اسکے عاملوں سے کسقدر اور خزانہ راجہ سے کسقدر خرچ ہوا۔ اور مسٹر گرانٹ صاحب نے اوسکے لینے کا حکم یا اذن متصدیوں کو دیا تہا یا نہیں۔

دفعہ پنجم۔ نالش میں درج ہے کہ شیر جنگ ملازم مسٹر گرانٹ صاحب نے سال کے اندر مبلغ دس ہزار تین سو سرسٹھ روپیہ بابت خریداری شال بنابر خلعت خزانہ و مالگذاری سے لیا ہے یا اونکے حکم سے یہ روپیہ خرچ ہو گیا ہے اِس دفعہ کا ثبوت دینا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ یہ بہی ثابت کرنا چاہیے کہ شیر جنگ مذکور نے زمینداری میں کس کس صورت میں حکومت کا اظہار کیا اور وہ صورتیں ظاہر ہیں یا دلالت میں بحکم مسٹر گرانٹ تہیں یا نہیں یا اجرا ہونا دفعات حاکمی کا کہ شیر جنگ سے عمل میں آیا ہو بموجب حکم کرنے یا بہ اتفاق رضامندی راجہ ہوا اور جبکہ بہ اتفاق رضامندی راجہ یہہ بات سمجہی جاوے تو جسوقت میں کہ امر حاکمی کا شیر جنگ سے عمل میں آیا تہا راجہ صاحب نے اوس معاملہ میں نالش یا عذر نہ کی ہو۔

۱۹ مئی سنہ ۱۷۸۸ء مطابق ۱۲ شعبان سنہ ۱۱۹۵ ف

دربارہ قائم کرنے نئی کچہریوں کے مسٹر گرانٹ صاحب نے جواب حضور کونسل میں لکھکر دیا ہے اوسکی نقل بغرض اطلاع راجہ صاحب کونسل سے بہیجی گئی ہے چنانچہ ترجمہ اوسکا ملفوف پروانہ ہذا جارہا ہے۔ اگر اس معاملہ میں کوئی دوسری بات لکھنا یا گواہی گذراننا اس امر کے ثبوت میں ہو کہ احداث کچہری مذکور سے حکومت نامناسب عمل میں آئی اینجانب کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔

ترجمہ

جواب مسٹر گرانٹ صاحب دربارہ احداث کچہری نو بمقام بنارس مرقومہ ۱۱ ماہ اپریل ۱۷۸۸ء گذرانیدہ بحضور گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل۔ یہہ ہے۔

وقت مقرری اینجانب بعہدہ صاحب کلاں بنارس وغیرہ حضور کونسل کلکتہ سے اس طور پر تاکید تمام تہی کہ باقیات سابق کو وصول کریں اور بنا بر تیار کرنے حساب تفصیل وار تمام میں و محال کے ابتداء ۱۱۸۱ سنہ لغایت ۱۱۹۳ سنہ کہ جمع سرکار سے صیغہ خارج میں آگیا تہا حکم تہا چونکہ بغرض اجرائے احکام مرقوم الصدر پانچ ماہ تک ناحق تحریر خطوط راجہ صاحب و نائب راجہ وکشمیری مل میں وقت فضول صرف ہوا اور کوئی کاغذ کہ جسکے ذریعہ سے حقیقت باقیات مذکور جسکی وصولی کا حکم تہا نہ مل سکا۔ چنانچہ ترجمہ تمام خطوط مرقومہ کا ماہ جولائی گذشتہ میں معرفت مسٹر ڈنکین صاحب کے بحضور گورنر جنرل میں پیش کیا گیا ہے چونکہ اس وقت اس سے کچہہ فائدہ نہ ہوا تہا لہذا میں نے خود اپنے طور پر بہ اتفاق شیر جنگ سے اطمینان کر لیا کہ مجلس ثالثان بغرض دریافت احوال باقیات مذکور مقرر ہونا واجب ہے تاہم مجلس مذکور متعلقان اینجانب سے مقرر نہ ہوئی بلکہ اونہیں ٹہیکہ داروں کے درمیان سے جو ملک بنارس میں بڑا ٹہیکہ دار تہا۔ اور بعد وقوع باقیات کے مقرر ہوا تہا اور اوسکے ہمراہ ایک سردار عملہ متعلقہ دفتر نیابت سے مع اوسکے بہائی کے کہ شخص باآبرو و مہاجن معتبر ہے اور پیشکار راجہ و نائب قاضی و قانون گو مع ممبران طرف نائب یا راجہ سے تہے مجلس ثالثان مذکور مقرر ہوئی تہی اونکا کام یہ تہا کہ عذرات

باقیداران کو کہ بعض قید میں اور بعض محصلی پیادہ میں تہے سنکو حق کو ناحق سے تحقیق کریں اور روئداد اپنی تجویز کی نشانی قانون گویان و مہر قاضی سے مرتب کیا کریں۔ چنانچہ یہہ بات اُن خطوط سے جو کہ اوس وقت میں اینجانب نے راجہ کو لکہے تہے مع جوابہائے راجہ مذکور و نقل حکمنامہ ثالثان کل ظاہر ہونگے۔ امید کہ از روے دست آویزہائے مذکور کے نوع مدعا و مقرر ہونا ثالثان کا پورے طور پر ظاہر ہو جاویگا اور کسی کا مقدور نہ رہے گا کہ یہہ سخن تلبیس و خلاف نمائی کو دوسرے طور سے سمجہا سکے یا بجز اوس نیک ارادہ کے کہ اس معاملہ میں میں رکہتا تہا کوئی دوسری خبر معلوم ہو سکے۔

اینجانب کے تہمت لگانے والے جو اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ کچہری مذکور بغرض دریافت تمامی نالشہائے عاملان کہ زمینداروں سے رکہتے تہے مقرر تہی بالکل جہوٹ ہے اور کچہری مذکور کے احداث و قیام میں کسی طور پر موجب ہرج تحصیل سنہ حال نہ تہا اور اوس سے کوئی علاقہ نہتہا اور نہ باعث بے حرمتی راجہ تہا کیونکہ فی الواقع ثالثان مذکور اشخاص معتبر تہے اور سرداری عملہ راجہ سے بغرض دریافت و تحقیق دعوہائے راجہ کہ ہر مرتبہ ہوتا اور بنا بر تخفیف رنج رعایا کہ ہر مرتبہ دعویٰ مذکور باطل نکلتا مقرر ہوے تہے اور زمانہ بحالی ثالثان مذکور زیادہ چہہ ماہ سے نہیں رہا کیونکہ اسیقدر زمانہ میں جو معاملہ و تجویز متعلقہ اونکے تہا وہ پورا ہو چکا تہا اس صورت میں تجویز و تحقیقات ثالثان سے کہ وہ لوگ عمل میں لائے باعث نیکنامی ثالثان ہوتی ہے۔ اور این جانب کو بہی یقین تہا کہ اونکے مقرر ہونے سے رضامندی سرکار و شکرگذاری راجہ حاصل ہوگی اوسکے برخلاف ظہور میں آیا اور راجہ نے برعکس فہمی سے اس حد تک پہونچایا۔ اس قرار واقعی بات کے سمجہانے کے واسطے جیساکہ بابت سنہ ۹ فصلی کے کاغذات ثالثان مذکور نے تیار کئے تہے موجود ہیں اوسی طور پر حسابات دوسرے پانچ سال کے بنارس دفتر صاحب کلاں میں چہوڑ آیا تہا اونکو اب حضور کونسل میں پیش کرتا ہوں۔

اور جو کچہ کہ شکایت کرنے والوں نے لکہا ہے۔ کہ کچہری راجہ کی بغرض اجرائے تمام کارہائی دملکی

متعلقہ زمینداری کافی تہی قابل اعتبار کسی حالت میں نہیں ہے۔ کیونکہ حضور کونسل کو خوب معلوم ہے کہ جو صاحب عوض اینجانب بالفعل بنارس میں گئے ہیں اونہوں نے احوال ناکارگی کچہری ملکی راجہ کو دیکھکر بعض کچہری ہائے مفصل کو مقرر کیا ہے۔ اور تقرر کرنے کچہری ہائے نو مذکور کے نسبت بوجہ عدم کفایت کچہری ہائے راجہ جن میں دخل این جانب دینے سے راجہ اس حد پر ناراض ہوئے ہیں بہ وقت تقرری منصب صاحب کلان بنارس پر ضرورت اوسکی عیاں تہی اور خیال تہا کہ سرکار سے سفارش اوسکی وقت مناسب پر کروں۔ راجہ صاحب نے کبہی عذر وقت حدوث مجلس ثالثان در پیش نہیں کیا بلکہ نہایت احسان سے قبول کیا اور اوسکے قائم ہونے کا حکم دیا۔ اور منجملہ اپنے عملوں کے اونہیں سرداروں یعنی پیشکار مع محرران خود کو بنابر شامل ہونے و پیش روی کرنے کے بہیجا اور قبل موقوف ہونے ثالثان مذکور و خاطر جمع ہونے وصول باقیات کے بموجب اونکے اقرار کے کہ از روے تجویز ثالثان کے حق راجہ موصوف میں برآمد ہوئی کبہی نالش در بارہ احداث کچہری ثالثان نہ کی۔

راقم مؤلف عرض کرتا ہے کہ اس پروانہ کے پہونچنے پر مہاراجہ صاحب کو جواب بہیجنے کی تیاری تہی کہ ایک خط منشی اظہر علی خان وکیل کلکتہ کا مرقومہ ۱۰ شوال آیا جسکے ساتھ مسودہ شیر جنگ بابتہ صلح مقدمہ ہذا ترغیب دستبرداری راجہ صاحب اس مقدمہ سے تہی جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ ذریعہ نائب ریاست آیا بنظر الطاف مظہر مہاراجہ صاحب فیض رسان خلایق مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ بہادر دام اقبالہ فیض رسانا۔ شیر جنگ بہادر بندہ خانہ میں تشریف لائے اور کہا کہ بہر کونسل سے حکم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب از روے قسم دہرم و دیگر غلہ کے جو کچہ کہیں گے اوسکی تحقیقات ڈنکین صاحب کرلیں گے۔ لہذا مصلحت اس میں ہے کہ مہاراجہ صاحب اب اس مقدمہ کو قطع کریں اور بابو صاحب (ناشبا راج) اسکے پیچہے نہ پڑیں کیونکہ کوئی فائدہ اونکو نہ ہوگا۔ شیر جنگ صاحب مذکور ایک مسودہ اپنے ہمراہ

لائے تھے اور مجھے دیئے کہ اگر اسی طور پر مہاراجہ صاحب جواب دیکر معاملہ کو مختصر کردیں تو بہتر ہے لہذا کاغذ مسودہ مذکور بجنسہ ملفوف عریضہ ہذا بھیجا جاتا ہے۔ آپ (یعنی نائب ریاست) اسکو ملاحظہ فرماکر حضور مہاراجہ صاحب میں پیش کرکے جو کچھہ رائے بندگان حضور مقرر ہوجاوے اُس سے کمترین کو اطلاع دیں۔ مسودہ شیر جنگ بہادر یہ ہے۔

ان ایام میں دریافت ہوا ہے کہ پہر کونسل سے اوس جگہہ کے صاحب کے پاس حکم گیا ہے۔ کہ از روئے قسم کے راجہ صاحب و عاملان و صاحبان سے مقدمہ نذرانہ اور بیرائی کی تحقیقات کریں اور در بارہ اختیار و اقتدار شیر جنگ و مقرر کرنے راجہ صاحب کے بطور سالانہ اونکے نام از روئے قسم کے پوچھا جاوے لہذا خاطر ناقص میں براہ دولتخواہی یہہ آتا ہے کہ راجہ صاحب کے خدمت میں التماس کیجاوے کہ قضیہ کو طول نہ دینا چاہیے۔ اور قصہ کو تاہ کرنا چاہیئے اب تک کیا فائدہ دیکھا گیا کہ آئندہ بہی ہوگا ان لوگوں سے معارضہ کرنا صلاح دولت نہیں ہے اور نہ کچھہ دستیاب ہوتا ہے اپنا خرچ آئندہ کا لحاظ رہے یہی جواب دینا چاہیے کہ میں نے جو نالشیں کیں تہیں اوسکی وجہ یہ تہی کہ تمام اخراجات زمینداری پر پڑتے تہے کیونکہ خواہ زمانہ جمیس گرانٹ ہو یا بیشتر کا سب میں خرچ عملہ حضوری صاحبان و نیابت کا زمینداری پر پڑتا تہا اور مجھکو چنداں اختیار نہ تہا۔ اب کہ اخراجات تنخواہ صاحبان وغیرہ کمپنی پر پڑیگا تو مجھکو نالش و گفتگو کسی سے نہیں ہے۔

جیسا کہ عہد نامہ ہیسٹنگ صاحب میں مقرر ہوا تہا کہ چالیس لاکھہ روپیہ سرکار کمپنی کو پہونچایا جاوے اور اس سے زیادہ جو کچھہ خرچ عملہ صاحبان میں ہو وہ مجرا ملا کرے۔ اب مجھے توجہ کمپنی سے عمل میں آیا (یعنی مجرا ملنے لگا) مجھے آرزو اپنے اقتدار و آبرو کی ہے۔

جو سالانہ تیس ہزار روپیہ شیر جنگ کے واسطے میں نے مقرر کیا تہا وہ بشرط موافقت خود تہا کہ صلاح و مشورہ اینجانب میں رہینگے اور اختیار و اقتدار میرے ہاتھ میں رہیگا اور جب اوسکے برعکس معلوم ہوا کہ موافقت صاحب دیانت میں رہتے ہیں تو نالش کی گئی تہی غرض

میری عقل ناقص میں یہی ہے کہ اس مقدمہ کی دست برداری میں اپنے اپنے اخراجات بہی بچینگے اور گفتگو بہی ختم ہوجاویگی اور آیندہ راجہ صاحب کے واسطے بہی بہتر ہوگا۔ اسکے علاوہ بہت سی باتیں ہیں جن کو مفصل نہیں لکہہ سکتا۔ آیندہ خود مختار ہیں جو کچہہ صلاح وبہتر جانیں کریں انتہی

اس خط کے آنے پر مہاراجہ صاحب نے اپنے وکیل منشی اطہر علی خاں سے رائے دریافت کی کہ آیا دست برداری مقدمہ سے کیجاوے یا پیروی کرکے جواب ہر دفعات کا ذریعہ رزیڈنٹ بنارس حال یعنی مسٹر ڈنکیں صاحب بہیجا جاوے۔ اطہر علی خاں کی رائے دربارہ دست برداری معلوم ہوئے جیسا کہ خط محررہ ذیل سے واضح ہے۔

مہاراجہ صاحب فیضرسان خلائق دام اقبالہٗ۔ بعد آداب بندگی عرض ہے کہ نوازش نامہ حضور متضمن بے اختیاری ملازمان بندوبست سنہ حال میں اور ارشاد دریافت صلاح اس بات کی صاحبان والاشان سے بطور خفیہ وفکر دور ہونے بدنامی کی ظہور ایسے نقشہ بندوبست حال میں اور در پیش ہونے مقدمہ جمیس گرانٹ صاحب میں اور استفسار صلاح اس معاملہ کی کمترین سے کہ کیا کرنا چاہیے حالت انتظار میں شرف ورود فرماکر باعث عزت افزائی ہوا۔ فدوی نے تین چار روز قبل اسکے صادر ہونے حکم کونسل سے دربارہ تحقیقات اس امر کے کہ مقدمہ جمیس گرانٹ صاحب میں حکم تنقیح جاچکا اور آنا شیر جنگ کا فدوی کے پاس وحرفہا اتفاق وعدم کاوش کے کہنا اور استدعا مصالحت کرنا کہ مہاراجہ صاحب کو کچہہ حاصل ہوگا اور بجز تردد وفکر بیفائدہ کے کوئی نفع نہ ہوگا لہذا دست بردار ہوں۔ اور دعوے گذشتہ سے صلح کرلیں مفصل ومشروح معروض حضور کردیا ہے اور قطعہ کاغذ مسودہ شیر جنگ بہادر بہی بہیجدیا ہے۔ اس سے پوری کیفیت دریافت ملازمان حضور ہوگی۔ ملازمان جناب نے جو تجویز اس معاملہ میں کیا ہے کہ درگذر کرنے اس مقدمہ کے احسان جمیس گرانٹ پر ہوگا۔ صلاح کمترین بہی یہی ہے۔ کہ بالفعل مقدمات صاحب موصوف سے درگذر فرماکر فتوت و مروت کو کارفرما ہوں تاکہ جو شخص خواہ صاحبان کلکتہ ہوں یا دوسرے ہوں اس قسم کا سلوک

ملازمان عالی کا سنے و دیکھے گا خوبی و نیکی سے یاد کریں گے۔ فدوی نے مراتب اختیاری ملازمان عالی کو خدمت چیری صاحب و تامس کرہام بہادر میں مخفی التماس کیا سنکر وہ حضرات متامل رہ گئے جب مکرر استفسار جواب اس معاملہ میں کیا گیا تو فرمایا عقب سے جو صلاح ہوگی دیجاویگی۔ چمبرسن صاحب نے جواب خط حضور عنایت فرمایا ہے وہ ملفوف عرضی ہذا ہے نظر انور سے گذرے گا۔ جواب عرضی کا گورنر بہادر وجواب تامس کرہام صاحب بہادر وچیری صاحب عنقریب لیکر بھیجا جاوے گا۔ اور فرد اضافہ و یک جوڑہ شال فدوی کے واسطے و خط بنام بابو منوہر داس بابت دینے تنخواہ ماہ بماہ کے کہ عنایت ہوا آداب اس نوازش و عطا کا بجالاتا ہے اور ایک جوڑہ شال و ایک تھان کمخواب کہ منشی سکھ لال[1] کے واسطے بھیجا گیا ہے اوسکی خبر کوٹھی میں لی گئی معلوم ہوا کہ ابھی تک وہ تھان و شال نہیں پہونچی جب آجاویگے منشی صاحب کو پہونچاکر اوسکی رسید لیکر خدمت اقدس میں بھیجی جاویگی۔

عرضی فدوی اظہر علی خاں

اظہر علی خاں وکیل نے دوران مقدمہ مذکورہ میں پھر یہ دوسرا خط بھیجا جو ذیل میں تحریر ہوتا ہے۔ مہاراجہ صاحب فیض رساں خلائق دام اقبالہ بعد گذارش مراتب نیازو

---

[1] منشی سکھ لال صاحب زمانہ وارن ہسٹنگ صاحب سے افسر دفتر رہکر حاضر حضور رہے تھے۔ چنانچہ جب انتظام دفتر کا حکم ہوا تہا تو مہاراجہ صاحب نے ایک عرضی خدمت گورنر میں بھیجی تھی کہ لالہ سکھ لال مع دفتر سابق سے حاضر حضور ہیں اور اب موافق حکم حضور لالہ مذکور بموجب سررشتہ قسم کہا ئینگے اور حسبطور بر کہ اجرای امورات ملکی کے واسطے حضور سے حکم ہوگا موافق ارشاد بجالاویں گے لیکن مالک اجرائے ہر ایک امورات ملکی کے وہ فیض رساں ہیں ایسا ہو کہ بازپرس خسارہ اینجانب سے کیا جاوے لہذا امیدوار ہی کہ یہ مجھی تیار سند کیواسطے دستخط خاص مزین ہو۔ مہر مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ ۲۸ ماہ جنوری ۱۷۹۲ء حکم ہوا کہ بازپرس خسارہ اونسے (راجہ سے)

بندگی عرض کرتا ہے۔ ان ایام میں عنایت نامہ کہ جس میں عرضی حضور و خطوط بنام مسٹر فردورک چیری صاحب بہادر و نواب اشرف الدولہ تامس کرام بہادر مع فرد دستخطی اضافہ کمترین و خط بنام بابو منوہرداس صاحب درباب پروانگی درماہہ ماہ بماہ بنام فدوی تھی پہونچکر مراتبات مندرجہ پر اطلاع دینے والے ہوئے۔ عرضی حضور و خطوط ہر دو صاحبان موصوف کے پاس پہونچا دی گئی۔ نیز شکر گذاری معافی ڈیڑھ لاکھ روپیہ بابت باقی سابق زبانی عرض کیا نواب گورنر بہادر بہت خوش ہوئے اور تبسم فرمایا۔

بندہ کے خط میں کہ حقیقت اجرائے کار اُس مقام کی کہ مسٹر ڈنکین صاحب بہادر تمام اپنے اختیار سے کرتے ہیں اور ملازمان حضور کو دینے عمل و شک و مقرر کرنے کام میں مطلق دخل نہیں ہے اشرف الدولہ سے خلوت میں عرض کیا تمام حقیقت کو سنکر فرمایا کہ اسکو ڈنکین صاحب خلاف حکم حضور کرتے ہیں حضور سے ایسا حکم نہیں ہے۔ بندہ نے عرض کیا اگر خدانخواستہ آخر سال میں باقی رہ جاوے تو اوسکی طلب مہاراجہ سے ہوگی تو یہہ کیا انصاف ہے کہ عملہ کے مقرر کرنے و تعین کار میں اختیار نہ ہو اور جب باقی رہے تو ذمہ مہاراجہ کیجاوے۔ اُسوقت تامس کرام بہادر نے یہ تاکید فرمایا کہ البتہ خلوت میں نواب گورنر جنرل بہادر سے اطلاع اس بات کی بہت ضرور ہے۔ اور ضرور بالضرور کہنا چاہیے فدوی نے چیری صاحب سے بھی بطریق خبر کہا ہے۔ مگر نواب گورنر جنرل بہادر سے بلا اجازت حضور جرات اطلاع نہیں رکھتا۔ ان دو مقامات کے علاوہ ہر جگہہ موافق ایماء حضور شکر گذاری ڈنکین صاحب کرتا رہتا ہوں مگر چونکہ ساکنان بنارس بہانہ بہت ہیں اور سب لوگ شاکی ہیں اور کہتے ہیں کہ کبھی اس طور سے احوال اُس جگہہ (بنارس) کا خراب نتھا تو فقط شکر بندہ سے کہ وہ بھی دل سے نہو کیا ہو سکتا ہے لہذا صورت موجودہ میں منتظر جواب و اجازت حضور ہے یقین ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر باعتبار اپنے انصاف و حق پرستی کے ہرگز ایسے بے انصافی کو جائز نہ رکھیں گے۔

دوسرے یہ کہ درباب تحقیقات مقدمہ جمیس گرانٹ صاحب کہ حضور نواب گورنر جنرل سے
حکم کیا گیا ہے بندہ نے تمام حالات اوسکے مع مسودہ شیر جنگ کے کہ واسطے بھیجنے حضور
کے فدوی کو دیا تھا قبل ازیں بھیجدیا ہے اُس سے دریافت درخواست اُنکے ملازمان
جناب میں مفصل معلوم ہوگی۔ آج کہ تاریخ ۱۳ ربیع الاول سنہ ھ ہے شیر جنگ بہادر
نے بندہ سے فرمایا کہ جمیس گرانٹ صاحب نے تم کو بلایا ہے لہذا تمہارا جانا ضروری ہے.
بندہ نے خیال کیا کہ اگر نہ جاوے تو خوب نہ ہوگا۔ وہ بھی مکدر ہونگے اور اونکے دل کا
حال بھی معلوم نہوگا۔ لہذا بندہ دس بجے اسٹور صاحب کے مکان میں کہ صاحب معزالیہ
وہیں مقیم ہیں گیا اونہوں نے مجھکو خلوت میں بلاکر کہا کہ راجہ صاحب نے جو اس قدر
سلوک میرے ساتھ کیا تو اُنکے واسطے کیا فائدہ ہوگیا جو اب بھی دست بردار نہیں
ہوتے۔ بندہ نے کہا مہاراجہ صاحب کو کسی قسم کی پرخاش ملازمان جناب سے نہیں
ہے۔ اگر مہاراجہ کو پرخاش منظور ہوتی تو یہاں پر کہ بندہ طرف مہاراجہ سے ہر جا حاضر
رہتا ہے کسی قسم کا تذکرہ ضرور کرتا آپ خوب تحقیق کرلیں کہ بندہ نے کسی جگہہ پر تذکرہ
ان معاملات کا کیا یا مہاراجہ نے کبھی اس بارہ میں عرضی حضور میں دیا ہاں جو کچھہ کہ حکم
کونسل سے ہوتا ہے اس میں مہاراجہ مجبور ہیں بندہ اچھے طور سے مزاج مہاراج دہیراج سے
اس معاملہ میں واقف ہے کہ زیادہ کاوش اونکو اس معاملہ میں اب نہیں ہے محض حکم
کونسل سے البتہ مجبور ہیں۔ اوسوقت اونہوں نے سنکر کہا کہ اگر واقعی مجھ سے صاف
ہیں تو خدا جانتا ہے کہ میں بھی اونکی بہتری میں کسی طور سے قاصر نہوں گا۔ نیز ایک بات
کہتا ہوں کہ نہ تو اونکے واسطے برا ہوا ورنہ خلاف سابق قول وعرض کے ہوا اگر اسکو کہدیں
تو طرفین کیواسطے بہتر ہو بندہ نے کہا ارشاد ہو اوسوقت اونہوں نے کہا کہ میں جسوقت
تہا اوس وقت نقشہ تحصیل دوسرے طور پر تہا کہ میرے اور میرے عملہ کیواسطے کوئی
خرچ کمپنی سرکار سے مقرر نہ تہا اور تمام خرچ میرے عملہ کا راجہ صاحب پر پڑتا تہا اب تمام

خرچ کمپنی پر پڑگیا لہذا رفع نالش ہوئی۔ راجہ صاحب اس طور پر کہتے ہیں کہ سابق میں تمام خرچ عملہ وفعلہ کا گہر سے پڑتا تہا اور اوسکی وجہ سے زیر بار تہا لہذا نالش کی تہی اب چونکہ یہہ خرچ سرکار کمپنی سے مقرر ہوگیا تو نالش میری نہ رہی اب میں جمیس گرانٹ صاحب سے بہی کچہہ نہیں چاہتا۔ اس کہنے میں اونکا ہرج بہی نہ ہوگا اور فریاد بہی لغو ہوگی اور میرا کام بہی ہو جاویگا۔

فدوی نے یہ سب مراتب حسب فرمائش جمیس گرانٹ صاحب لکہا ہے اب جناب والا موافق صلاح عمل میں لاویں۔ اور امید ہے کہ بنام بابو منوہر داس خط اونکی کوٹہی میں دربارہ دینے تنخواہ فدوی کے ماہ بماہ بہیجا جاوے۔ بغیر خط کے کوٹہی بابو موصوف میں زر مشاہرہ ماہ بماہ نہ دینگے۔ اور چونکہ اب بڑا دن قریب آگیا ہے۔ اور تمام عملہ وفعلہ درخواست انعامات بہت کریں گے نیز جس روز سے کہ بابو صاحب دام الطافہ روانہ ہوئے ہیں مدت گذری کہ دام و درم عملہ دربار کو نہ ملا اور چونکہ بابو صاحب سب کو انعام بہت دیکر برا طریقہ سکہلا گئے ہیں۔ لہذا فدوی کو سخت تکلیف دیتے ہیں جلد انکے واسطے مرحمت ہو۔ مکرر عرض یہہ کہ جواب خط جیری صاحب کا حاصل کرکے ملفوف عرضی ہذا بہیجتا ہوں وجواب از گورنر جنرل بہادر خط ڈنکین صاحب میں گیا اطلاعاً عرض ہوا۔

سید اظہر علیخاں

مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ نے جب رای دولتخواہان دربارہ دستبرداری نالش دیکہی تو بجائے اسکے کہ ثبوت امور مذکورہ پروانہ کا مسٹر ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکہیں یہ خط ۱۰ دسمبر ۱۷۸۸ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۹۶ فصلی کو لکہا

صاحب مشفق فیضرساں ملجاء نیازمنداں سلمہ اللہ تعالی مفاوضہ سامی مرقومہ ۲۲ ماہ نومبر ۱۷۸۸ء نے بموجب حکم کونسل کالکتہ بمقدمہ مسٹر جمیس گرانٹ صاحب شرف ورود فرمایا۔ نیازمند نے نالش کہ مقدمہ صاحب موصوف میں کونسل میں کیا تہا اب اوسکو موقوف وخارج کرانا چاہتا ہی

چنانچہ نیازمند نے عرضی حضور کونسل میں التماس کر کے ملفوف ہذا بھیجی ہے اوس سے روشن ہوجاویگا۔ لہذا جواب مقدمہ صاحب معزالیہ لکھنا موقوف کیا گیا۔

نقل عرضی کی جو کہ حضور کونسل و صاحب کلاں بہادر کلکتہ میں لکھی گئی اور ملفوف خط مسٹر ڈنکین بہادر بتاریخ ۱۱۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۶ فصلی مطابق ۱۰ دسمبر سنہ ۱۷۸۸ء بھیجی گئی۔

صاحب خداوند نعمت دام اقبالہ واجلالہ آداب و تسلیمات دکورنشات کہ شیوہ بندہ ہائے راسخ الاعتقاد ہے۔ عرض بندگان لامع النور میں پہونچاتا ہے بیشتر مقدمہ جمیس گرانٹ صاحب میں کہ فدوی نے نالش کونسل میں کیا تہا حضور سے جو کچھ کہ مقرون تفضلات خداوندی ہے جلوہ ظہور میں پہونچا شکران تفضلات رعایات خداوندی کا بجالاتا ہے اور اب فدوی نے نالش کو کونسل سے اوٹھالیا ہے۔ لہذا امیدوار تفضلات خداوندی ہے کہ بندگان حضور قبول فرمائیں الٰہی آفتاب دولت واقبال مطلع جاہ وجلال سے تاباں و درخشاں رکھے۔ اسی کے دوسرے روز یہ خط جمیس گرانٹ صاحب کو مہاراجہ نے لکھا۔

صاحب مشفق مہربان ملجا، نیازمنداں مسٹر جمیس گرانٹ بہادر سلمہ اللہ زاد اشفاقہ مخلص نے جو نالش اُس مشفق پر کونسل میں کی تہی اوسکو اپنی رضامندی سے موقوف کر کے نالش کو کونسل سے اوٹہالیا اور اپنی عرضی حضور کونسل میں تاریخ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۷۸۸ء مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۹ فصلی کو مخلص نے بہیجدی اُس مشفق کو بہی معلوم ہوگا اُس صاحب کو بہی مناسب ہے کہ خلش اس بات کی مزاج مبارک سے دفع فرماکے ملاقات ہونے تک محبت نامہ جات کے بہیجنے سے مسرور فرماتے رہیں کہ اس سے ارتباط اخلاص جانبین متصور ہو۔

۱۱ دسمبر سنہ ۱۷۸۸ء مطابق ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۶ ف

اسکے جواب میں مسٹر جمیس گرانٹ صاحب نے بنام مہاراجہ خط ذیل شکریہ کا لکہا۔

راجہ صاحب شفیق مہربان راجہ مہیپ نراین سنگہ بہادر سلمہ اللہ تعالی وہ مہربان جو نالش

اس جانب پر کونسل میں رکہتے تہے اور اوسکو صاحب نے اپنی رضامندی سے اوٹھالیا اس بات سے دوستدار بہی راضی ہوکر اپنی طرف سے اس برخاش سے دست کشی کی اوس شفق سے اب مواخذہ کسی طور پر کبہی نہ ہوگا۔ اس معاملہ میں دلجمعی تمام رکہیں گے اور اس خط کو بجائے دست آویز تصور کریں گے۔

راجہ مہیپ نراین سنگہ کی مسند نشینی کے بعد تغیر اختیار ہر چہار سرکار میں ہونا اور دباؤ کیوجہ سے ترانوے پرگنہ کا نکل جانا اور پرگنہ گنگاپور کے علاوہ دو پرگنہ فیملی ڈومنس پر اختیار رہجانا

مہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ بجائے اپنے نانا راجہ بلونت سنگہ کے مسند نشین تو کئے گئے مگر چونکہ عمالان کمپنی کی نیت اس صوبہ یعنی ہر چہار سرکار کے نسبت جیسا کہ اونکو اوس وقت ضرورت تہی اچھی نہ تہی اور جس ترکیب سے ہواپنے اختیار میں رکہنا مد نظر تہا جو ملاحظہ حالات آیندہ سے واضح رائے ناظرین ہوگا۔ لہذا راجہ مہیپ نرائن سنگہ کو وارن ہسٹنگ نے سند دیتے وقت زمینداری چہار سرکار داخلی و فوجداری تمام قصبجات کی بہ استثنا، عدالت و فوجداری قصبہ بنارس کے دی اور بنارس میں قبضہ راجہ کا بنظر وصول کرنے مالگذاری و اختیارات مقرر کرنے افسران بغرض تحصیل وصول مالگذاری کے دیا۔ نیز کوتوالی جونپور بہی دیا مگر شرط کیا کہ تعمیر قلعہ و مقامات محافظت کو حدود

زمینداری میں تیار نہ کر سکیں اور کسی قسم کی فوج پیادہ یا سوار بلا اجازت گورنر جنرل مقرر نہ کریں اور بائیس لاکھ روپیہ سکہ سے چالیس لاکھ سالانہ مالگذاری قائم کی۔

از روے سند مذکورہ بالا معلوم ہوا کہ فوج کے اختیارات محدود کے گئے اور فوجداری و دیوانی کے اختیارات شہر بنارس کے لے لیئے گئے اور مالگذاری سالانہ ساڑھے بیالیس لاکھ روپیہ سے (جو کہ زمانہ راجہ چیت سنگھ تک رہی تھی) چالیس لاکھ سالانہ کی گئی اور ٹکسال کے اختیارات بھی لے لئے گئے۔

موریل انگریزی

حالانکہ کل آمدنی ہر چہار سرکار کی اونچاس لاکھ روپیہ سالانہ تھی جس میں جاگیر بابوان بھی شریک تھی وارن ہسٹنگ نے چار لاکھ روپیہ بابت توفیر گنجائش محالات اضافہ کرکے کل جمع ترپن لاکھ قرار دیا اور اوس میں سے تیرہ لاکھ روپیہ بابت جاگیر و نانکار زمینداران و اخراجات عدالت کوتوالی وغیرہ علحدہ کرکے مبلغ چالیس لاکھ روپیہ کی سند تعہد بنام مہاراجہ مہیپ نراین لکھا۔ اور پرگنہ بھدوئی کو کہ ایک لاکھ پینسٹھ ہزار روپیہ کا تھا جاگیر مہاراجہ میں اور پرگنہ کیرا منگرور التمغا میں دیا اور پرگنہ مہائچ ضلع بنارس کو پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ کی جاگیر میں بابو درگ بجے سنگھ کو مشروط بشرط نیابت دیا۔

یہاں پر یہ امر بھی قابل تفصیل ہے کہ ہر چہار سرکار میں بعض مقامات علحدہ کر دیے گئے چنانچہ قلعہ لطیف پور و بجے گڈھ اہتمام کرنل چنار گڈھ میں دیا اور سنگ محالی و سائر چنار گڈھ و دیہات علاقہ چنار جاگیر کرنل میں دیے گئے۔ اور زمینداری سرینچہ (چولنہ) کو بھگت سنگھ داد بجے چھوٹے بھائی جگت سنگھ کو دیا جن کے وارثوں سے راجہ بلونت سنگھ نے لڑکر لیا تھا۔ بابو درگ بجے سنگھ کے عذر پر کہ چولنہ علاقہ ریاست ہے مخض اسقدر کہنا تا نا۔ گیا کہ جمع اوسکی اسوقت دس ہزار تھی تو گیارہ ہزار پر بطور نانکار اونکو علحدہ کرکے دی گئی اسیطور پر بارہ ہزار سالانہ کے مواضعات ضلع غازیپور میں بطور نانکار علی نقیم خاں کو دیے گئے

اور سوا ہزار کے مواضعات بابتہ نانکار جاگیر بہوامل زمیندار غازی پور کو ضلع غازی پور میں دیا۔ اور آٹھ ہزار روپیہ کے مواضعات عدلی شاہ زمیندار اکوڑہی بڑہل کو بابت نانکار دئے گئے اور گوبند جیت زمیندار کنتت کو ضلع چنار (مرزاپور) میں سینتیس ہزار پانسو کے مواضعات بطور نانکار دئے گئے۔ اور پرگنہ خرید میں کنتو بابو دیوان کو پندرہ ہزار کی جاگیر ملی۔ اور بینی رام پنڈت وکیل بہوسلہ کو پرگنہ بجری آباد میں کہ جمع اوسکی سینتیس ہزار روپیہ سے زیادہ تہی دی گئی۔ اور پرگنہ بھٹھہ میں موضع جلال پور وغیرہ دو ہزار کی جمع پر بندہو خاں کو عوض خدمتگذاری رہنمائی فوج میں بطور التمغا دیگئی اور یہہ سب کا سب تعہد راجہ میں بعد چندے مجرا کیا گیا۔ کاغذات دفتر مہاراجہ از صفحہ ۸۷ تا ۱۱۱ تاریخ ہذا۔

بہر طور چونکہ راجہ مہیپ نرائن سنگہ وقت مسند نشینی کے محض انیس سال کی تہی لہذا اونکے والد درگ بجے سنگہ کو وارن ہسٹنگ نے منتظم ریاست کیا اور کل ریاست کی نگرانی سپرد رزیڈنٹ کیا مگر چونکہ درگ بجے سنگہ کا انتظام پسند نہ آیا لہذا اپنی کمی لیاقت سے برطرف ہوئے کیونکہ ان میں سختی اور ظلم بہت تہا اور خود مختار بن گئے تہے راجہ کی مطلق صلاح نہ لیتے ملکہ ضابطہ کے کاغذوں پر بہی اونکا نام نہ لکہتے۔

ممورئیل انگریزی

اونکے بعد جگر دیو سنگہ کو گورنر جنرل نے مقرر کیا مگر سنہ ۱۷۸۷ء میں جب گورنر جنرل بنارس میں آئے تو اونکے انتظام میں بہی نقص پایا لہذا عجائب سنگہ کو نائب ریاست مقرر کیا اور ایک دستور العمل تیار کیا جسکے موافق آیندہ انتظام رہے۔ دستور العمل کا انتخاب الفاظ ذیل میں درج ہے۔

۱۔ راجہ زمینداری کے تمام انتظام میں خود مقدم متصور ہونگے اور اونکا نام و مہر و دستخط تمام کاموں میں ثبت کیجاویگی لیکن وہ بذات خود کسی کام میں دخل ندیں اور نہ کسی کاغذ پر جو اونکے سامنے پیش ہو مہر کرنے میں تاخیر کریں۔

۳ـ بابو عجائب سنگھ نائب مقرر ہوں اور تمام انتظام زمینداری اونکے سپرد ہو۔

۴ـ راجہ اور اونکے نائب رزیڈنٹ کے روبروان سب عامل اور کارندہ کا نام پیش کریں جسکو کہ اونہوں نے انتظام کیواسطے انتخاب کیا ہے۔ اور مالگذاری کا کیا بندوبست کیا ہے۔ اسکا مسودہ پیش کریں۔ اگر کسی قسم کی شکایت مسٹر فوق رزیڈنٹ کے سامنے آویگی تو رزیڈنٹ اوسکو نائب سے دریافت کریں گے اور اوسکی تحقیقات عمل میں لاویں گے۔

راجہ اور اوسکے نائب ایک کچہری مقرر کریں گے اور مسٹر فوق ایک متصدی مقرر کریں گے جو کل حسابات کی فرد علحدہ علحدہ تیار کرے گا۔ بعد قسط ماہواری کے جو کمپنی کو واجب الادا ہے اور بعد تنخواہ افسران جو بقیہ بچے گا وہ زمینداری کے غیر معمولی اخراجات اور راجہ کے اخراجات کیواسطے مخصوص رہے گا۔ غیر معمولی اخراجات یہ ہیں تقاوی مرمت قلعہ و تالاب و پل و دیگر ضروری حادثات

اس دستور العمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ کے اختیارات انتظامیہ لے لئے گئے اور اونکے نائب کے سپرد کئے گئے جو بہ نگرانی رزیڈنٹ حکومت چہار سرکار میں منجانب راجہ عمل میں لاوے اور احکامات و فرمان اونکی دستخط سے جاری کرے۔

گورنر جنرل نے اس انتظام کو کونسل میں پیش کرتے وقت لکھا کہ یہ انتظام چند روزہ ہے جسکو مسٹر ہیلر پریسیڈنٹ کونسل نے منظور کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ راجہ بوجہ وراثت قابض ہے مگر اوسکو نابالغ تصور کر کے انتظام ایک دیوان کے سپرد کیا جانا مناسب ہے یعنی اگر وہ بذات خود انتظام کرسکتے تو کوئی وجہ نہ تہی کہ انتظام اونسے لیکر دوسرے کو دیا جاتا۔ مورخین انگریزی

تفصیل انتظام چند روزہ اسطور پر ہے

کہ گورنر جنرل وارن ہسٹنگ نے کونسل میں رپورٹ کی کہ کسقدر بندوبست کی

ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ ایک نیا انتظام ہونا چاہئے اور اونہوں نے کونسل کی منظوری سے ایک نیا بندوبست بنانے کی درخواست کی۔ پارلیمنٹ بہ اجلاس کونسل نے جواب دیا کہ ہم لوگ خوشی سے گورنر جنرل کے بندوبست کی تجویز کو زیرغور کریں گے کیونکہ ممبران کونسل کو یقین تہا کہ گورنر جنرل اُن خاص باتوں کا جن کا کہ بہ نسبت بنارس خیال گورنمنٹ کو ہے جو کچھ تجویز کریں گے خیال رکہیں گے اور اس امر کی احتیاط رکہیں گے کہ جو حقوق راجہ کو ۱۷۸۱ء کے عہدنامہ کے ذریعہ سے دئے گئے ہیں ان میں کسی طرح کی دست اندازی نہ ہوگی۔

اوسکے بعد گورنر جنرل نے اپنے چند روزہ بندوبست کی تجویز کو پیش کیا اور کہا ہم کو یقین ہے کہ پارلیمنٹ اس تجویز کو اوس عہدنامہ سے بہت موافق پاویگی جسکے ذریعہ سے صوبہ راجہ کے اختیار میں ہے۔ اور میں نے جو تجویز کیا ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ کمپنی کا خراج بلا تردد وصول ہو بلکہ خاص غرض یہ ہے کہ راجہ کے نائبوں کے متعلق جو بندوبست تہا وہ ایمانداری کے ساتھ ہو اور جیسا کہ ہم لوگوں کا خیال ہے کہ راجہ کو خاص اونکے انتظام سے باز رکہکر اونکی طرف سے ایک ایجنٹ مقرر کرکے اوسکو اختیار دوں اور مہیپ نراین جب خود اپنا کام کرنے کے لائق ہوں اور اپنا قول گورنمنٹ کے ساتھ پورا کریں اس وقت میں گمان کرتا ہوں کہ بورڈ بلا مداخلت اونکے (نائب کے) ملک کا بندوبست اون پر چہوڑدیگی۔ گورنر جنرل کے اس بندوبست کو پارلیمنٹ نے منظور کیا اور ایک ضروری امر پر اعتراض کیا کہ راجہ کو اُن کاغذوں کی تصدیق نہ کرنا پڑے جو اونکے نائب اونکے یہاں پیش کریں اور کسی طرح کی سختی راجہ پر نہ ہونے پاوے کیونکہ ہم لوگوں کو ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس سے راجہ کے حقوق میں کچھ خلل پڑے اور یہہ بہی بخوبی خیال رہے کہ یہ بندوبست چند روزہ ہے۔

بہرطور گورنر جنرل وارن ہسٹنگ نے جسوقت کہ گورنمنٹ کو چہوڑا اوسوقت بنارس

کی مذکورہ بالا حالت تھی اور اس میں کسی طرح کا شبہہ نہیں ہے کہ راجہ مہیپ نرائن سنگھ کا مرتبہ مثل اپنے بزرگوں کے تھا۔

میموریل انگریزی

نائب ریاست بابو عجائب سنگھ جو کہ حسب حکم گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے اونکا کام اچھا رہا اور کمپنی نے اونکو تحریر خاص میں کارگذار لکھا مگر ایسے اسباب اونکو بھی پیش آتے گئے کہ چند سال کام کرنے کے بعد اونھوں نے بھی کنارہ کشی کی اور بیمار ہوکر مر گئے۔ جیمس گرانٹ صاحب نے جو اوس وقت میں رزیڈنٹ بجائے مسٹر فوق تھے نیت مذکورہ بالا سے بزبردستی خود باوجودیکہ مہاراجہ انتظام کر رہے تھے شنکر پنڈت کو نائب مقرر کیا اور مہر نیابت زبردستی سے بابو عجائب سنگھ کے مکان سے منگوا کر حوالہ شنکر پنڈت کیا جسکی وجہ سے مہاراجہ کو اپنی واجب العرض بحضور گورنر میں امر مذکورہ کی اطلاع دینی پڑی اور چاہا کہ نائب کے مقرر کرنے میں مہاراجہ کو خود اختیار رہے۔ بلکہ زمانہ شنکر پنڈت میں مہاراجہ نے وصول تحصیل بھی بند کر دی تھی تا اینکہ قاضی تقی[لہ] علی خاں نے جب بنظر بند ہو جانے آمدنی سرکار کے تہدید لکھی تو مجبوراً پھر وصول کرنے لگے۔

کاغذات دفتر ملاحظہ ہو صفحہ ۸۶ تاریخ ہذا۔

جب لارڈ کارنوالس ۱۷۸۶ء میں مامور بہ گورنری ہوئے تو راجہ مہیپ نرائن نے اپنا ایک وکیل کلکتہ میں مقرر کیا کہ وہ لارڈ صاحب کے حضور میں حاضر رہکر حالت بنارس کو جو گورنری سرجان مکفرسن کے زمانہ بیس[۲۰] ماہ میں کہ بوجھ ظلم ہو رہی تھی عرض کرے۔ لارڈ کارنوالس دوسرے سال یعنی ۱۷۸۷ء میں بنارس میں آئے تو اونھوں نے انتظام ریاست

لہ اونکی اعزاز اب تک تیلیا نالہ میں رہتی ہیں۔ اور اونکے افراد باعتبار علم نہایت ممتاز ہیں۔

کو حالت ابتری میں پایا مگر وجہ اوسکی راجہ و افسران راجہ نتھے بلکہ بوجہ تقرری رزیڈنٹ بنارس تہی۔ اونہوں نے اپنی تحریر مورخہ ۲۸ اگست ۱۸۰۸ء میں رائٹ آنریبل ڈائرکٹرس کو لکہا کہ باوجود اسکے کہ رزیڈنٹ کو کوئی اختیار باقاعدہ نہیں دیا گیا تاہم اوسکا ہاتھ انتظام ملکی میں پورے حکومت سے ہے۔ اور علاوہ اسکے کہ اوسکو ایک ہزار روپیہ تنخواہ کمپنی سے مقرر ہے مگر چار لاکھ سالانہ سے کم اوسکی یافت نہیں ہے اور یہ علاوہ اوس فائدہ کے ہے جو اوسکو نمک کی تجارت سے حاصل ہوتا ہے۔

لارڈ کارنوالس نے اس رزیڈنٹ کو ہٹا دیا اور بجائے اوسکے مسٹر ڈنکین کو بہ مزید اختیارات کے ساتھ جس سے کہ وہ راجہ کے شریک ہکر انتظام کرسکیں مقرر کیا اور انکو ہدایت کیا کہ راجہ کو انتظام ملکی سے اس طور پر آگاہ کریں کہ جہانتک جلد ممکن ہو اپنے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور بندوبست آراضی کے اختیارات بہی اون کو اس حکم کے ساتھ عطا کئے گئے کہ وہ راجہ صاحب کو جہانتک ہوسکے شریک رکہیں تاکہ بندوبست کے مکمل ہوجانے کے بعد اپنی ریاست کے انتظام میں قابل ہوجاویں۔ اور قصبات مرزاپور و غازیپور و جونپور میں بحکم راجہ و منجانب راجہ عدالت ہائے الضافت مقرر کرنے کے لئے منشار ظاہر کیا گیا۔ تواریخ انگریزی

ناظرین تاریخ ہذا تحریر مذکورہ بالا سے سمجھ سکتے ہوں کہ تقرری رزیڈنٹ حال مع اختیارات سے راجہ کو نفع ہوا ہوگا مگر افسوس کہ رزیڈنٹ صاحب کی ایسی پالیسی رہی کو ریاست راجہ کو پورے طور سے نقصان رساں ثابت ہوئی یہ جمیس گرانٹ رزیڈنٹ سابق سے جوکہ بلا اختیار تہا زیادہ تر دخیل ہوتے گئے اور نقصان ہوتا گیا اور جب عام قاعدہ انگریزی کہ دوسری ریاستوں کو اوس سے لیا یہاں بہی شرکت انتظام سے وہی پالیسی برتی گئی تاآنکہ ریاست کا جو نتیجہ ہوا وہ ناظرین سے مخفی نہ رہے گا۔

مؤلف

مسٹر ڈنکین صاحب رزیڈنٹ کے زمانہ میں پنجم ماہ اکتوبر ۱۷۸۸ء کو برخاستگی عہدہ نیابت از جانب سرکار وبا اختیار رہنا مہاراجہ کا اور بشروط مذکورہ ذیل خود انتظام ریاست بصلاح رزیڈنٹ کرنا ذریعہ حکم گورنر جنرل لارڈ کارنوالس آیا۔ خلاصہ دستور العمل یہ تہا۔ عامل کچہری میں سب کے سامنے تمام کار وبار واجرائے تحصیل وغیرہ کرنا۔ ایک سررشتہ دار مع چند محرران کے جانب سرکار سے مقرر ہونا اور نقل کل کاغذات لیتے رہنا۔ کچہری پرسٹ مہاراجہ مقام ہائے بنارس ومرزاپور وغازی پور وجونپور میں سررشتہ دار جانب سرکار کمپنی سے رہنا۔ قانون گویوں کا مخصوص نوکر کمپنی رہنا اور تنخواہ اونکی راجہ کو دینا۔ بندوبست کے کاغذات مرتب ہونے پر منظوری اور اجرا ذریعہ رزیڈنٹ ہونا کچہری عدالت فوجداری شہر مرزاپور وغازی پور وجونپور میں از جانب سرکار کمپنی مقرر ہونا اور تعلق اوسکا عاملان تحصیل راجہ اوس مقام سے نہ رہنا۔

صـــ ۱۱۹ تاریخ ہذا

اسی حکم مذکورہ کے ساتھ بابت بندوبست کے دستور العمل چند دفعات کا آیا جس میں وجوہات راہداری میں وہ آمدنی جسکو کہ سابق سے عاملان واجارہ داران ریاست مہاراجہ بیں سوداگران وبیوپاریان ومالی پرندگان ومتردوان سے وصول کرتے تہے بند کر دیا۔ اور وجہ ممانعت میں یکساں احکامات کا مثل صوبہ بنگالہ واڑیسہ وبہار کا دینا ظاہر کیا گیا اور حکمنامہ سابق پرسٹ کو جو کہ ۲۸ نومبر ۱۷۸۱ء کو آچکا تہا اور مذکور ہوا قایم مقام اسکا قرار دیا گیا۔ صـــ ۱۲۰ تاریخ ہذا

ناظرین غور کرینگے کہ اس دستور العمل وحکم نے کسقدر نقصان مہاراجہ کیا جبکہ فوجداری کی عدالت علحدہ ہوئی اور عاملان تحصیل سے تعلق نہ رہا تو رعایا سے رعب جاتا رہا کہ بعض مفسد رعایا کو عاملان انگریزی سے موقع سازش کا ملتا رہا اور وہ سبب کمی وصول کا ہوا۔ گو صاحب کلکٹر بنارس نے اوسوقت میں حکمنامہ جاری کیا مگر نے

انتظام میں مفسدان کو اپنی مطلب براری کا موقع خوب ملتا ہے مہاراجہ کو سخت دقتوں کا سامنا تہا۔ مالگذاری کا پورے طور سے وصول نہ ہو سکنا اور سرکار کمپنی کو دو چند مقدار مقررہ سابق سے ادا کرنا پڑتا۔ چنانچہ مہاراجہ کو گورنر جنرل کے حضور میں بابت بعض مفسدان لکھنا پڑا جیسا کہ جنیت رائے ملازم مہاراجہ کا خیانت کرنا اور مہاراجہ کے اختیار میں نہ رہنا اور بعض ملازمین کا حمایت مردمان محاسبہ سے مداخل و مخارج کا نہ سمجھانا ایسا ہی محال پرمٹ میں رام چند پنڈت مقرر کردہ جمیس گرانٹ کا کار ہائے شکر و پارچہ سلم و سجی میں بدعت جدید کرنا اور محال چونہ پزی کو اپنے اختیار میں کر لینا اور تصرفات مالی جمیس گرانٹ تہاجسکی بابت مہاراج کو نالش کرنا اور پہر بعض وجوہ سے دست بردار ہونا پڑا تہا اور محال پرمٹ کا نقصان معمولی نہ تہا مگر چونکہ کمپنی خود تاجر تہی اور سوداگر انگریزی کے حمایت میں دیگر قوم کے سوداگروں کا بہی نفع لازم تہا۔ جس کسی بڑے سوداگر انگریزی نے جو تحریک کی وہ خواہ کسی ملک کے متعلق ہو منظور ہو جاتی۔ اور سراج الدولہ والی مرشد آباد کا قصہ اسی معاملہ تجارت میں پیش نظر والیان ملک تہا لہذا بجز اطاعت چارہ کیا تہا صاحب رزیڈنٹ بنارس نے مسٹر بارلو صاحب کے تحریر پر بابت محال پرمٹ کلکتہ لکہہ بہیجا۔

خلاصہ علاوہ فوجداری و عدالت شہر بنارس کے کہ یہ پہلے سے قائم تہی جیسا کہ مذکور ہوا اس اختیار مہاراجہ کی آمد کے بعد دیگر ہر سہ شہر یعنی مرزا پور میں لالہ بخشی سنگہ اور غازی پور میں مولوی امیر اللہ اور جونپور میں مفتی کریم اللہ آخر ماہ جنوری ۱۷۸۸ء سے تہا ۳۱ مارچ سنہ مذکور میں عدالت فوجداری پر مقرر ہو کر اپنا کام اجرا کرنے لگے اور تحصیل راجہ کے عمالان سے واسطہ حکومت نہ رہا بلکہ اونکو مدد دینی پڑی۔

اور محال پرمٹ میں ۲۸ مارچ سنہ مذکور سے یہ کارروائی ہوئی کہ مسٹر بارلو صاحب کی تحریر ذریعہ مسٹر ڈنکین صاحب جب کلکتہ پہونچی تو بجائے اسکے کہ باعتبار سابق انتظام رزیڈنٹ

کے کہ پیشکار محض کچہری مذکور میں جانب سرکار سے رہیں تمام اختیار کچہری مذکور کا یکم اپریل ۱۸۵۵ء سے رزیڈنٹ کو گورنر جنرل نے دیدیا اور یہہ حکم ۲۸ مارچ کو ہو چکا اس حکم میں علاوہ ممانعت محصول راہداری وغیرہ جسکو کہ سابق میں بند کیا تہا محصول گنجیات وہاٹ وغیرہ کو منع کیا اور یہ سختی کی کہ وصولیابی کی صورت میں یا ارادہ وصولیابی میں جرمانہ بتاکید شدید نقد مدعا علیہ (یعنی حاکم وصول کنندہ) سے وصول کیا جاوے بلکہ کام وخدمت سے علحدہ کیا جاوے اور مقدار جرمانہ سہ چند نقصان مدعی (یعنی فریادی) سے وصول ہوکر دو حصہ فریادی کو اور ایک حصہ اخراجات کچہری پرمٹ میں دیا جاوے اگر مدعا علیہ (حاکم وصول کنندہ) اپیل کرنا چاہئے تو چہار چند جرمانہ کا پہلے مچلکہ لکہدے اوس وقت اپیل کرے تاکہ درصورت بحال رہنے تجویز کی جرمانہ چہارم حصہ زیادہ وصول ہوا۔ صفحہ ۱۳۱ تاریخ ہذا

۲۵ جون ۱۸۵۵ء کو جب حکمنامہ بابت بندوبست اور دستور العمل چند دفعات کا آیا تو اس میں رسوم قاضی وچودہری ودیگر ابواب آمدنی سابق بند کرکے تمام آراضی کی آمدنی نقدی وبٹائی پر رکہی گئی۔ مہاراجہ کے عذر زبانی پر دہمکی دی گئی کہ اگر قبول نکروگے تو جو انجام ہونے والا ہے ہوگا۔ صفحہ تاریخ ہذا

مہاراجہ کو بندوبست میں بالکل بے اختیار رزیڈنٹ نے رکہا چنانچہ اسکی اطلاع وصلاح جب اپنے منشی اطہر علی خاں حاضر دربار گورنر جنرل سے لی کہ وہ دربار کے متوسلین سے رائے لیں تو اونہوں نے چیری صاحب وتامس کرام صاحب سے مخفی کہا تو وہ حضرات سنکر متامل رہ گئے پہر استفسار دوبارہ پر کہا کہ ڈنکین صاحب خلاف حکم حضور کرتے ہیں۔ حضور سے ایسا حکم نہیں ہے۔ اطہر علی خاں نے اُن لوگوں سے کہا کہ اگر آخر سال باقی رہ جاوے گی تو اوسکی طلب مہاراجہ سے ہوگی۔ کیا انصاف ہے کہ تقرر عملہ وتعین کار میں اختیار نہو اور باقی رہ جانے میں ذمہ دار ہوں۔ تو تامس

کرہام صاحب نے کہا البتہ یہ بات خلوت میں گورنر جنرل سے کہنا چاہیے۔

ملاحظہ ہو۔ خلاصہ کاغذات دفتر گورنری موجودہ دفتر مہاراجہ

راقم مولف عرض کرتا ہے کہ یہ نیم بیضہ کی مثل صادق آتی ہے گورنر جنرل جس بات کو حکم نہ دیتے اُس سے زیادہ رزیڈنٹ صاحبان بجالاتے مگر گو وہ رزیڈنٹ میں جب نفع ملاحظہ ہوتا تو وہ معرض قبول میں آجاتا۔ پھر رزیڈنٹ صاحبان کیونکر بلند پروازی نہ کرتے۔

تاہم مسٹر ڈنکین صاحب اپنے ارادہ کے موافق پورے طور پر اوس وقت تک کامیاب نہ ہوئے جسوقت تک کہ شرکت انتظام مہاراجہ برائے نام ہی تہی کیونکہ اونکو کوئی قانونی اختیار راجہ سے علٰحدہ ہوکر باختیار خود کام کرنے کا نہتا اور اِس وجہ سے تغیر و تبدل میں راجہ کی رضامندی حاصل کرنی پڑتی اور راجہ کو کسی معاملہ کا فائدہ و حقیقت سمجھانے میں رزیڈنٹ کو برسوں انتظار کرنا پڑتا اور ہر قسم کی دہمکی اونکو استعمال کرنا پڑتی۔ اور کیونکر نہ ہوتا کہ راجہ پر جب دباؤ ڈالا جاتا تو بیچارے خوف سے خاموش ہوجاتے مگر جبکہ اونکو دوسرے صاحبان دربار گورنر جنرل یا خود اپنی رائے سے نقصان محسوس ہوتا تو اس میں متامل ہوجاتے۔ خود راجہ کا تو یہ حال تہا اور ملازمین دیانتدار جنپر کہ امرا کا اعتماد ہوتا ہے اُسوقت تک مہاراجہ کو اونکی تقدیر سے نہ ملا تہا جس جس کو اونہوں نے دوست سمجھا وہی دشمن نکلا۔ سکھ لال جسکا نام آگے آرہا ہے افسر دفتر ہوکر زمانہ وارن ہسٹنگ سے حاضر حضور رہا کرتے اون سے حسب قاعدہ وارن ہسٹنگ نے قسم کہلائی مہاراجہ نے ۲۸ جنوری ۱۷۹۲ء کے خط میں اونکے نسبت گورنر جنرل کو لکہا کہ موافق حکم حضور لالہ مذکور بموجب سر رشتہ قسم کہائیں گے اور حسبطور پر کہ اجراے امورات ملکی کے واسطے حضور سے حکم ہوگا موافق ارشاد بجالائیں گے۔ تا اینکہ برابر لارڈ کارنوالس ملکہ زمانہ سرجان شور تک وہیں حاضر رہے۔ آخر سازش حکام سے کرکے آنے تو مہاراجہ کو دہوکا دیکر بجائے

پٹہ انتظامی چیند روزہ کے استمراری پٹہ لکھوا دیا جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ مؤلف۔

اسباب خرابی یہہ تہے

کہ صوبہ خود ایک بدامنی کا منظر بن گیا تہا اور جیت سنگہ کے نکالے جانے کے بعد ایک ایسا راجہ کمزور تخت نشین ہوا جسکو کہ اپنے ملک کے انتظام میں دخل نہ تہا اور انتظام ملکی نائبوں کے ہاتہ میں دیا گیا جسکو کہ گورنر جنرل براہ راست مقرر کرتے تہے۔ وارن ہسٹنگ نے جسقدر انتخابات نائبوں کے کئے وہ ایک سے ایک بدتر ثابت ہوئے اور اکثر تبادلہ رزیڈنٹوں نے جسکی وجہ نااتفاقی درمیان گورنر جنرل وکونسل ہوا کرتی تہی حالت معاملہ کو اور بہی بدتر کردی تہی۔

ان سب وجوہات سے انتظام میں بہت خلل ہوا اور صوبہ کی حالت قریب ویرانی کے پہونچ گئی اوسی زمانہ میں خراج زمینداری بہی بائیس لاکہ سے چالیس لاکہ کردیا گیا اور صوبہ اس قدر تعداد کے ادا کرنے کے لئے کسی طرح پر تیار نہ تہا۔ لہذا رزیڈنٹ نے آخر میں حسب ذیل رپورٹ بہیجی۔

راجہ صاحب نے ایک مدت تک ریاست کے نہ ملنے کی ناامیدی میں پرورش پائی ہے اور چونکہ زیر حکم نائب اور منیجروں کے حالت دباؤ میں رکہے گئے ہیں لہذا اونکی طبیعت کسی طرح پر حوصلہ افزا نہیں ہوتی۔ ہرچند یہ کہنا مشکل ہے کہ کیا صورت واقع ہوئی اگر راجہ مہیپ نرائن سنگہ کو پورے اختیارات ملکی اونکے ہاتہ میں آزادی کے ساتہ دیدئے جاتے۔

یہہ ایک ایسا مسودہ تہا جس سے ارادہ گورنمنٹ کا ظاہر ہوسکتا تہا تاہم رزیڈنٹ نے اپنی جوابدہی بچانے کے واسطے اور اپنے انتظام کی ناکامیابی کی وجہ سے یہ نہ چاہا کہ گورنمنٹ اونکی سفارش پر فوراً عمل درآمد کرکے کوئی نیا طریقہ عمل میں لاوے کیونکہ یورپ کے ملکوں میں دوہری حکومت کبہی کامیاب نہیں ہوتی جیسا کہ شخصی حکومت

کامیاب ہوتی ہے۔

رزیڈنٹ کی اس رپورٹ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ راجہ کے معاملہ کو مبہم (گول) کر دیا یعنی یہہ کہ نہ تو راجہ قابل ترقی تہے اور نہ رزیڈنٹ اونکو اختیار دینے کے ساعی تہے اور صوبہ کی بدامنی ایسی تہی کہ اوسپر فوراً توجہ کیجاوے اور منقسمہ حکومت کی کامیابی کی امید نہیں کیجاسکتی تہی۔

اوسی زمانہ میں لارڈ کارنوالس اجراء انتظام دوامی بندوبست کی فکر میں تہے اور یہ بہی فکر تہی کہ عدالت ہائے انصاف انگریزی طریقہ پر تمام ہندوستان میں قایم ہوں۔ انکی یہ بہی رائے تہی کہ اگر یہہ انتظام بنارس کے ایسے مقام میں جاری ہوجاوے جو کہ تمام ہندوستان کے ذی اثر و اہل علم کے مجمع کی جا ہے تو اس انتظام کے فائدہ کی طرف ہر شخص کی توجہ مبذول ہوگی اور انتظام مذکورہ پسندیدہ ہوکر دوسرے مقامات پر قایم ہونے میں معین ہوگا جسکی وجہ سے قوم انگریزی کی خوبی طول و عرض ہندوستان میں مشہور ہوجاویگی۔

مگر اس کا عمل درآمد صرف دو طریقہ سے ہوسکتا تہا۔ یا تو خود راجہ مہیپ نرائن سنگہ اس کا انتظام کریں یا گورنمنٹ کو باقاعدہ اختیار دیں کہ وہ انتظام کرسکے۔ بہت دنوں تک تحریرات اس بارہ میں رہیں اور ۱۷۹۳ء میں لارڈ کارنوالس نے جب گورنری چہوڑی اوس وقت تک کوئی بات ٹہیک نہیں ہوئی تہی۔ اونکے جانشین سرجان شور نے سابق گورنر کی تجویز کردہ طریقہ کے اجرا کرنے کے لئے رزیڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ رائے اور منشاء مہاراجہ کو دربارہ اجرا تجویز نو کے دریافت کریں اور حتی الامکان کوشش کریں اور سمجہادیں کہ گورنر جنرل کی یہ تجویز اونکے لئے مفید ہوگی اور اسکے اجرا میں اونکے ملک کی بہتری ظہور میں ہوگی۔ نقل محو ریل

رزیڈنٹ مہاراجہ کے خود انتظام کرنے کو ناممکن سمجہتے تہے لہذا دوسرے طریقہ کی امید

رکہتے گویہ بہی ایک مشکل کام تہا مگر رزیڈنٹ نے خیال کیا کہ متواتر افہام تفہیم سے مقصد براری ہوجاویگی. لہذا رزیڈنٹ نے حسب اجازت لارڈ مذکور کے راجہ کو اس انتظام کے اصول کو سمجہانا شروع کیا اور اُسپر توجہ دلاکر عملدرآمد کرنے کی تاکید کی لیکن راجہ کی عقل وفہم اس قدر مضبوط نتہی کہ وہ اس دقیق سوال کا فیصلہ کرسکیں لہذا راجہ وہانے گگے کہ وہ اسکو حل کریں.

نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ راجہ کوئی تصفیہ نہ کرسکے اور اپنی دادی (گلاب کنور) سے انہوں نے استمزاج چاہا. پہر راجہ کو عرصہ تک غور رہا تا اینکہ سکہ لال (جو کہ فی الواقع رزیڈنٹ سے ملا ہوا تہا) راجہ کو لیکر رانی گلاب کنور کے پاس رزیڈنٹ کے سوال پیش کرنے اور اونسے رائے لینے کو گئے.

بیچاری عورت امور مملکت میں اور پہر ایسے پیچیدہ مسئلہ میں کیا فیصلہ کرسکتیں بجز اسکے کہ انہوں نے رائے راجہ دریافت کی. راجہ نے جواب دیا کہ (بخلاف دیگر رزیڈنٹ سابق کے) درمیان چہہ سالی موجودہ رزیڈنٹ کے اونکو اپنے اختیار میں ناگواری محسوس نہ ہوئی اور وہ اب رزیڈنٹ کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں کیونکہ تجویز رزیڈنٹ فی الواقع اچہی ہے تا اینکہ رانی گلاب کنور نے ۲۵ جولائی ۱۷۹۵ء میں راجہ کی رائے سے اتفاق کرلیا. موریل انگریزی.

کچہ دن کے بعد راجہ مہیپ نرائن نے گورنر جنرل کی اس تجویز کو اس شرط پر قبول کیا کہ سرکاری بندوبست جاری نہ کیا جاوے اور اس میں اونہیں کا انتظام بدستور سابق رہے اور کمپنی کا چالیس لاکہہ روپیہ دینے کے بعد باقی آمدنی راجہ کی ہووے. اگر

سے کیونکہ رزیڈنٹ ڈنکین صاحب عجب پالسی کے آدمی تہے اگر آپکا کام موافق دلخواہ راجہ کرتے تو اوسی کے ساتھ گورنمنٹ کے مفید مطلب بہی کرلیتے جسکو راجہ نہ سمجہ سکتے.

گورنمنٹ زائد آمدنی کو ملک کے فائدہ میں لگانا چاہے تو اُس میں راجہ کو کچھ عذر نہ ہوگا اور آخر شرط یہ تھی کہ راجہ کے دستخط تمام ضلع بنارس جہاں پر کہ سرکاری بندوبست جاری ہیں ہو مثل سابق کے کاغذات دیوانی کے ہوا کریں۔

گورنر جنرل نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ راجہ کو وہ اطلاع دیں کہ گورنر جنرل نے اُنکے اس نیک اطوار کو بہت پسند کیا کہ اونہوں نے سرکار کے کہنے کو مانا اور اپنی زاید آمدنی کا خرچ کرنا سرکار کی تجویز پر رکھا۔ پھر رزیڈنٹ کو ہدایت کی کہ راجہ کو سمجھا دیں کہ سالانہ جو زائد آمدنی وصول کیجاوے گی وہ برابر راجہ کے حوالہ کیجا ویگی اور اس میں سے صرف اوسیقدر نکال لیا جاوے گا جتنا کہ وہ اپنی خوشی سے ملک کی بہتری اور ترقی کے لئے دیا کریں گے۔ نقل موریل

نتیجہ یہ نکلا کہ رزیڈنٹ صاحب نے ۲۷ اکتوبر ۱۷۹۴ء کو یہ عہد نامہ لکھا اور باعتبار خیال اہالیان ریاست اس میں حرفت برتی گئی۔ یعنی انتظام مذکورہ راجہ پر چند روزہ ظاہر کیا گیا حالانکہ وہ استمراری تہا جو کہ خود مکمل ہو جانے کے بعد معلوم ہوا۔

قولنامہ فیمابین مسٹر ڈنکیں صاحب بہادر وراجہ مہیپ نارائن سنگھ بہادر

درین ولا مد نظر گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل بنا بر بہبود سکنائے ضلع بنارس بدیں وجہ منظور شدہ کہ آنچہ رقم اجرائے عدالت و بندوبست مالی و ملکی در صوبہ جات

بنگالہ و بہار و اوڑلیہ در ۱۷۹۳ء از وقت نواب معلی القاب گورنر جنرل مارکوئش کرنوالس بہادر تجویز شدہ اجراے گردیدہ بمنظوری و پسندیدگی راجہ مہیپ ناراین سنگہ بہادر زمیندار ضلع بنارس وغیرہ درین جا ہم اجراے یابد چنانچہ بعد دریافت احوال این معنی راجہ صاحب معزالیہ این معنی را قبول و منظور کردند کہ درین صورت از ابتداے ۱۲۰۲ فصلی اجراے عدالت کہ تا ہنوز بدست اہل ہند بود معرفت صاحبان انگریز انصرام خواہد یافت و ہم یک صاحب علحدہ بعہدہ کلکٹری یعنی تحصیلدار موسوم خواہد گردید۔ و اجراے عدالت اپیل تقسیمیکہ سررشتہ در بنگالہ تقرر یافت بہمان عنوان بابت ضلع بنارس وغیرہ بعمل خواہد آمد چنانچہ بنا بر انجام این ہمہ امورات اخراجات سرکاری کمپنی انگریز بہادر بطوریکہ حالا درین ملک صرف می گردد ازان مبلغ زیادہ بخرج خواہد در آمد و جائداد و وصول ملک از روے بندوبست تشخیصی و مقرری کہ از ۱۱۹۷ فصلی بعمل آمدہ بفضل الٰہی زیادہ از پیشتر بہ نظر می آید لہذا بنا بر سرانجام اخراجات مذکور کہ محض بہ نظر سرسبزی و بہبودگی ہر چہار سرکار ضلع بنارس بعمل خواہد آمد فیمابین راجہ مہیپ ناراین سنگہ بہادر و مسٹر ڈنکین صاحب بہادر باطلاع گورنر جنرل بہادر در اجلاس کونسل دفعات ذیل کہ انفصال منقح یافتہ بموجب آن در آیندہ از وقت نشستن نقشہ نو بعمل آید۔

دفعہ اول۔ اینکہ منجملہ زر کفایت کہ سواے چہل لک روپیہ بعد دفعات بحالی راجہ مہیپ ناراین سنگہ بہادر بموجب پٹہ استمراری کہ از مسٹر ڈنکین صاحب بہادر در ۱۷۸۱ء بنام راجہ موصوف ادا گردیدہ مبلغ یک لک روپیہ ہر سال بلاتفاوت راجہ مہیپ نارائن سنگہ بہادر از خزانہ ملکی سیواے جاگیرات و التمغا کہ حالا بقبضہ راجہ موصوف است می گرفتہ باشند۔ و ہمہ کفایت بہ امداد اخراجات مالی و ملکی و عدالت ہاے نو و پشتین و بنا بر آوردہ باٹ شالہ وراستہ بندی و پل بندی و جنگل اندازی وغیرہ کہ

دریں ملک اللہ ہر سال باختیار سرکار کمپنی بخرچ در آید۔

دفعہ دوئیم۔ اینکہ انچہ بندوبست محالات راج بنارس وغیرہ از حضور مسٹر ڈنکین صاحب بہادر باطلاع و منظوری راجہ مہیپ نارائن سنگھ بہادر گردیدہ و پٹہ ورسید و فارغخطی از دستخط و مہر راجہ معزالیہ بعاملان زمینداران و مستاجران دادہ میشود۔ دفتر و خزانچی راجہ موصوف کہ از ہمیشہ برائے اجرائے امورات ملکی می باشد و دستخط مہر و دفتر و خزانچی بدستور بحال باشد۔

دفعہ سیوم۔ اینکہ از محالات وجاگیر والتمغا وغیرہ در بست علاقہ نج راجہ مہیپ نارائن سنگھ بہادر انچہ اناامیان برائے کسے مقدمہ خود بابت مالگذاری وکشناربن وغیرہ جہت نالش درحضور برسد بتجویز آں قسمیکہ از نیک سلوک تا حال فیمابین مسٹر ڈنکین صاحب و عملہ راجہ معزالیہ بوقوع آمدہ در آیندہ ہم بدیں وجہ بعمل آید یعنی کہ چوں صاحب کلکٹر کہ برائے تحصیل باشد علاقہ دخل زیادہ از صاحبان دیگر دریں معاملہ خواہد داشت رسم ایں باشد کہ بہ اطلاع دریافت احوال صاحب کلکٹر موصوف نظر برحرمت و پاسداری مرتبہ راجہ معزالیہ داشتہ۔ معرفت راجہ موصوف یا عملہ کچہری راجہ معزالیہ انفصال ایں ہمہ مقدمات گردد۔ و بدیں شرط کہ احوال اجرائے انصاف ایں ہمہ سکنائے سرکار کمپنی انگریز بہادر لازم وضرور است اگر در کدام دفعہ بعد سپرد بودن نالش ہا مذکور بحضور راجہ مہیپ نارائن سنگھ بہادر یا درکچہری پیش عملہ راجہ موصوف رضامندی فریادیان و مظلومان نگردد راجہ صاحب دریں صورت بابت انفصال ہم چنیں مقدمات نظر کردہ بہ صلاح صاحب کلکٹر و بقسمیکہ در عمل مسٹر ڈنکین صاحب بہادر بعمل آمدہ است غور فرمودہ منظور خواہند داشت۔ و صاحب کلکٹر مذکور را ہم می باید کہ درہمہ امور واجبی تامقدور پاس خاطر و نظر بحال داشتن حرمت و مرتبہ راجہ موصوف کہ بہ ہمہ عنوان منظور سرکار است بواقعی بپردازد و خدا نخواستہ اگر ہم چنیں مقدمہ رود ہد کہ از تجویز راجہ موصوف

وصاحب کلکٹر معزز الیہ باتفاق وانفصال نیا بداحوال آں وانفصال مقدمہ مذکور از گورنر جنرل بہادر در اجلاس کونسل تعلق دارد دریں صورت ایں اقرار نامہ فیمابین راجہ مہیپ نارائن سنگہ بہادر زمیندار بنارس وغیرہ ومسٹر ڈنکیں صاحب بہادر کہ حالا بعہدہ صاحب کلانی ضلع مذکور جانب سرکار کمپنی انگریز بہادر مقرر است باطلاع ومنظوری گورنر جنرل بہادر در اجلاس کونسل تحریر وتنقیح یافت۔ کہ سال بسال مطابق آں بعمل آمد۔

تحریر بتاریخ لبست وہفتم اکتوبر ۱۷۹۴ء۔

عہدنامہ کا انتخاب حسب ذیل ہے

۱۔ راجہ مہیپ نراین سنگہ زمیندار کی رضامندی سے گورنر جنرل اس وقت ضلع بنارس میں اوسکے مفاد کے غرض سے وہی طریقہ وقاعدہ حکومت وانصاف ومالگذاری کا جاری کرنا چاہتے ہیں جو کہ ۱۷۹۳ء میں صوبہ جات بنگال وبہار واڑیسہ میں قایم کیا گیا ہے۔ اور راجہ مذکور نے اوسکو قبول کر لیا ہے۔ لہذا حسب ذیل شرائط بمنظوری گورنر جنرل ان کونسل طے پائے اور راجہ اور مسٹر ڈنکین کے درمیان میں قرار دئے گئے جسکے روسے آیندہ عمل درآمد کیا جاوے گا اور نیا انتظام جاری کیا جاوے گا۔

۲۔ اس چالیس لاکہ روپیہ کے علاوہ جن کے نسبت (بہ شمول گہٹائے جانے والی چیزوں کے) وعدہ کیا گیا تہا کہ راجہ مہیپ نرائن سنگہ (موافق استمراری پٹہ کے جسکو اونہوں نے آنرِبل وارن ہسٹنگ سے ۱۷۸۱ء میں پایا تہا) سرکار گورنمنٹ کو ادا کیا کریں گے بقیہ محاصل سے ایک لاکہ روپیہ سالانہ بغیر کسی رکاوٹ کے ملکی خزانہ سے راجہ مہیپ نراین کو (علاوہ جاگیر والتمغا کے جو اونکے قبضہ میں ہے) دیا جاوے گا۔

۳۔ بندوبست آراضیات واقع راج بنارس راجہ مہیپ نراین سنگہ بہادر کی منظوری سے کیا گیا ہے لہذا پٹہ ورسیدات وفارغخطی وغیرہ راجہ مذکور کے خاص دستخط ومہر سے عامل وزمیندار وکاشتکاران کو دی گئی ہے۔

۱۲ نسبت شکایات مالگذاری و معافی زمین وغیرہ جو کہ سرکار انگریزی میں منجانب سکنائے جاگیر والتمغا کے پیش کیجاویں اوسکی تحقیقات اوسی طریق پر کیجاویگی یعنی کلکٹر (مسٹر ڈنکین) توقیر و عزت راجہ کا خیال رکھکر راجہ کے عمال کے ذریعہ سے ایسے مقدمات کو طے کردیں گے۔ اور اگر ایسا موقع ہو کہ اس قسم کی درخواست راجہ کی کچہری میں پیش ہونے پر فریق ثانی کا اطمینان وتشفی نہ ہو تو راجہ اس معاملہ میں کلکٹر (مسٹر ڈنکن) سے صلاح لیں گے۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا کوئی معاملہ پیش ہو کہ راجہ اور کلکٹر کے درمیان میں طے نہ ہو تو اوسکا تصفیہ گورنر جنرل ان کونسل کے اوپر منحصر رہے گا۔

اگرچہ اس معاہدہ کے الفاظ باعتبار سابق طے شدہ الفاظ کے تبدیل کئے گئے جیسا کہ عبارت بالا مذکورہ تحریرات راجہ و گورنر جنرل سے ناظرین پر مخفی نہ رہیں گے تاہم نتیجہ عہدنامہ مذکورہ عبارت ذیل سے ناظرین پر ہویدا ہوگا۔

اولؔ یہ کہ برٹش گورنمنٹ نے بنارس کے صوبہ کو ۱۷۹۴ء میں انگریزی عملداری کا حصہ تصور نہیں کیا اور انگریزی انتظامات اجرا کرنے میں اپنے کو مجاز بغیر عہدنامہ اور منظوری راجہ بنارس کے سمجھا۔

دوؔم یہ کہ اس عہدنامہ نے ۱۷۸۱ء کی سند منسوخ نہیں کیا بلکہ (سوائے اُن تغیرات کے اعتبار کے جن کا معاہدہ میں نام لیا گیا ہے) سند کو تسلیم کیا ہے۔

سوؔم یہ کہ اس عہدنامہ کے روسے راجہ بنارس کے حقوق مالکانہ اس ملکیت میں جو کہ انگریزی عملداری کے ہاتھ میں دیدئے گئے قایم رہے اور یہ خاص شرط کی گئی کہ سند اور پٹہ جات جو اس عملداری میں اجرا ہوں اب بھی وہ مہاراجہ کے دستخط و مہر سے ہوں۔

چوتھےؔ یہ کہ نسبت ذاتی جائداد کے جسکو فیملی ڈومنس کے نام سے تواریخ میں مشہور کیا ہے۔ عہدنامہ کے روسے انتظام اوسکا راجہ کے ہاتھ میں بدستور قایم رہا بشرطیکہ شکایت کی حالت میں کلکٹر سے صلاح کرلیجاوے۔ اور بصورت اسکے کہ راجہ کلکٹر سے متفق الرائے نہوں

تو اس معاملہ کی اپیل گورنر جنرل ان کونسل کے یہاں ہو۔

پنجم و آخری بات یہ ہے کہ یہ انتظام جسکا عمل درآمد اس عہد نامہ کے رو سے ہوا وہ ماسوا ر بندوبست استمراری کے جو راجہ کے نام سے اور اونکے دستخط و مہر سے کیا گیا محض عارضی تھا مثل اوس دستور العمل کے جسکو وارن ہیسٹنگ نے بنایا تھا۔ اور دستور العمل اور اس عہد نامہ کے شرائط کے موازنہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عہد نامہ اوس دستور العمل کا تکملہ تھا۔ فرق ہر دو میں صرف اس قدر تھا کہ دستور العمل گورنر جنرل کا محض حکم تھا اس وجہ سے راجہ پر وہ لابدی نہ تھا لیکن یہ عہد نامہ راجہ کا خود کردہ فعل تھا اوسکی وجہ سے گورنمنٹ کو ضروری اصلاحات انتظامیہ کرنے کا حق قانوناً ہوا۔ عہد نامہ کے شرائط سے اوسکی عارضی کیفیت صاف ظاہر ہوتی ہے اور راجہ کے متصدی کو رزیڈنٹ صاحب نے جو تحریر بھیجی ہے جسکا حوالہ ۲۵ جولائی ۱۷۹۴ء کی رپورٹ میں موجود ہے اوس سے بالکل شبہہ اس معاملہ میں نہیں رہتا ہے۔ مقصد رپورٹ یہ ہے یہ بات کہ راجہ مرض فالج میں مبتلا ہو گئے ہیں ایک خاص سبب یہ تھا جس سے ہماری گورنمنٹ ضلع بنارس کے انتظام میں مزید دخل دہی کے واسطے [بخلاف اوس صورت کے جو دوسری حالت میں (یعنی اگر مرض فالج میں مبتلا نہ ہوتے)] مجبور ہو گئی ہے۔

القصہ راجہ بنارس قانوناً تمام ریاست میں ویسے ہی حاکم رہے جیسا کہ پہلے تھے لیکن عارضی طور پر زیادہ حصہ کے انتظام کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ میں دیدیا اور فیملی ڈومنس کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں اب بھی (بہ پابندی اصلاح گورنر جنرل جو کلکٹر کے ذریعہ سے ہوئی تھی) باقی رکھا۔

یہ بات کہ برٹش گورنمنٹ نے معاہدہ کے متعلق یہی رائے قایم کی سند مہاراجہ اودت نارائن سنگھ سے بھی ظاہر ہوتی ہے جسکو گورنمنٹ نے بعد انتقال مہاراجہ مہیپ نرائن دیا جسکا لفظی ترجمہ بمطابق سند فارسی کے اس طور پر ہوتا ہے۔ کہ متصدیان

و زمینداران وجوہریان وغیرہ وغیرہ باشندگان چہار سرکار بنارس جونپور چنار غازیپور جو کہ صوبہ الہ آباد کے سرحد پر واقع ہیں معلوم کریں کہ مذکورہ بالا چہار سرکار کی زمینداری برٹش گورنمنٹ نے راجہ مہیپ نرائن سنگہ کو بہ تغیر راجہ چیت سنگہ کے عطا فرمائی تہی۔ چونکہ راجہ مہیپ نرائن سنگہ بہادر نے جنہوں نے اپنے فرائض کو حسب اطمینان برٹش گورنمنٹ اپنے معاہدہ وسند کی پابندی کامل سے انجام دیا جو مابین اونکے اور مسٹر ڈنکن کے ۲۷ ماہ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ میں ہوا اور منظوری اوسکی گورنر جنرل نے دی تہی انتقال کیا۔

لہذا بہ لحاظ حقوق اُنکے لڑکے یعنی معزز راجہ اودیت نارائن سنگہ کے برٹش گورنمنٹ کی پسندیدگی ہے کہ اونکو مذکورہ بالا چہار سرکار کی زمینداری مع ان جاگیر و التمغا (علاقہ پنج کے) جن سے اونکی فیملی ڈومنس بنتی ہے شروع خریف ۱۲۰۳ فصلی سے موافق اونہیں شرائط کے جن سے کہ اُنکے باپ کو دی گئی تہیں عطا کرے۔

نوٹ۔ یہ خلاصہ سند کا ہے اور اصل سند مع تفصیل کے حالات مہاراجہ اودیت سنگہ میں آویگی اسیطور کی سند بعینہ جانشین راجہ اودیت نارائن سنگہ یعنی راجہ ایشری پرشاد نراین سنگہ کو بہی ۲۹ جولائی ۱۸۳۵ء میں ملی ہے تو چہار سرکار کی زمینداری بشمول جاگیر و التمغا موسومہ فیملی ڈومنس عطا کی گئی ہے۔ اور سند مذکورہ حالات مہاراجہ ایشری پرشاد نراین سنگہ میں آویگی۔

یہہ فیملی ڈومنس (علاقہ پنج) میں پرگنہ کرامنگر و بہدوہی وگنگا پور شامل ہے جو کہ راجہ بلونت سنگہ کی ذاتی جائداد قایم کی ہوئی ہے قبل اسکے کہ وہ بنارس غازی پور وغیرہ کے ناظم و زمیندار مقرر کئے گئے۔ یہ پرگنہ جات مختلف اوقات اور مختلف سندوں کے ذریعہ سے حاصل کئے گئے تہے اور یہہ چہار سرکار سے بالکل علحدہ تصور کئے جاتے۔

اصلی سند چیت سنگہ کے وقت پریشانی میں ضایع ہو گئی لہذا وارن ہسٹنگ نے نئی

سند والتمغا اپنے مہر و دستخط سے اجرا کیا اور تمام اختیارات انتظامی فوجداری و دیوانی وہاں راجہ کی اُس میں تسلیم کرلئے یہہ سند حالات راجہ بھیپ نرائن میں گذری۔ تاآنکہ راجہ بھیپ نارائن سنگہ نے انتقال کیا اور اُنکے جانشین مہاراجہ اودیت نرائن سنگہ نابالغ ۱۳ سال کی عمر کے تہے۔

شادی کنور اودیت نرائن سنگہ صاحب منجھوا میں

راجہ بھیپ نرائن سنگہ صاحب کو اپنے نور دیدہ کنور اودیت نارائن سنگہ کی شادی کی فکر تہی کہ کسی اچہے گہر میں جو ذی حسب و نسب ہو کیجاوے مگر کوئی لڑکی اس صفت کی نہ ملتی تہی چونکہ روزمرہ یہی تلاش تہی ایک روز بابو پرتاب رودر سنگہہ نے آکر مہاراج سے کہا کہ راجہ فتح شاہ کی لڑکی اپنے نانا بابو پہلوان سنگہ کے یہاں ہیں اوسسے بہتر صاحب نسب کوئی لڑکی آپ کو نہ ملیگی۔ علاوہ اسکے دوسری جگہہ کرنے میں آپکو خرچ کی زیادہ زیر باری ہوگی گو جہیز کا سامان تو محض بقدر استطاعت ہی ملیگا مگر ایسی لڑکی دوسری جگہہ نہ ملیگی۔ جسکو راجہ صاحب نے بعد ملاحظہ زائچہ وغیرہ منظور کر لیا اور تیاری شادی ہونے لگی۔

لہ پہلوان سنگہ صاحب پسر عینی سنگہ ہیں جن کے باپ بیری سال سے راجہ منارام صاحب نے جنگ کرکے پرگنہ منجھوا کو لیا تہا اور مقتول ہوئے اپنے پدر بیری سال پر عینی سنگہ پرگنہ بینا میں چہپے گئے اور پہر علی قلی خاں ناظم چوکہنڈی کے ساتہہ راجہ بلونت سنگہ کے مقابلہ میں آئے پہر شکست پاکر پہرے اور اپنے گہر میں مرے۔ اونکے صاحبزادے پہلوان سنگہ نے اپنے بہانجہ گوروت سنگہ کی شادی بابو عجائب سنگہ نائب راج کی لڑکی سے کیا اور عجائب سنگہ نے پرگنہ منجھوا اپنے داماد کو ٹہیکہ پر دیا۔ مگر اونسے سرانجام روپیہ نہ ہو سکا۔ لہذا اونکے ماموں پہلوان سنگہ نے

پنج شاخہ و دستیان وسکی نقری بغرض سامان آرائش و روشنی و نقرئی و طلائی عاریاں دھودہ ہاتھی کے وجھولیں زرنگار و پالکی و ناکی جھالردار و بوجہ دکھر کھڑیا تمام جان نقرئی و طلائی جو قیمتی پارچہ سے منڈھی ہوئی تھی تیار ہونے لگی۔

اسی اثنار میں بابو جگت سنگھ نے ڈنکین صاحب رزیڈنٹ سے کہکر یہہ رخنہ ڈالا کہ اس لڑکی کا باپ فتح شاہ گورنمنٹ کمپنی انگریز بہادر سے باغی ہے راجہ صاحب کو مناسب نہیں ہے کہ باغی سرکار کے لڑکی سے شادی کریں۔ ڈنکین صاحب نے راجہ صاحب کو بلواکر تمام حال کہا۔ اونھوں نے جوابدیا کہ راجہ فتح شاہ جو لڑکی کے باپ ہیں یہاں نہیں ہیں بلکہ اپنے ملک میں ہیں بغرض اگر مجرم ہیں تو وہ لڑکی نے کیا قصور کیا ہے جسکا خون ہے۔ اوسی کی گردن پر رہنا چاہئے اور اوسکے عزیز و قریب و فرزند کو اُس جرم سے کیا علاقہ ہے۔ رزیڈنٹ صاحب نے کہا آپ بہت درست فرماتے ہیں مگر آپ دو ہفتہ تامل فرماویں۔ ہم حکم کلکتہ سے منگالیں اُسوقت آپ شادی کریں۔ راجہ صاحب نے بھی کہا بہتر ہے۔ صلاح ما ہمہ آن است کان صلاح شما ہست۔ تیاریاں شادی کے موقوف ہوگئیں اور ایکبارگی سناٹا سا ہوگیا اور چہل پہل موقوف ہوگئی۔ چودہ روز گذرنے اور جواب کلکتہ آنے پر جو مشعر منظوری شادی تھا پھر وہی دھوم دھام و رونق ہوگئی مہاراجہ نے بعد تقرر شادی گورنر جنرل بہادر کو خط بطور عرضداشت لکھا اور وہاں سے منظوری مع خلعت کے آئی۔ جو تحریر ذیل گورنر سے معلوم ہوگی۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت۔ عرضی مرسلہ آپ کی مشحون مراتبات خصوصیت و محبت پر اور اطلاع ارادہ اس رفعت پناہ انصرام امر خیر یعنی شادی بڑے

اپنے ذمہ لیا۔ اس وجہہ سے نیپال میں آکر پھر مقیم ہوئے اور اونکے نواسی کی شادی کنور اودیت نرائن سنگھ صاحب سے ہوئی۔ مہاراجہ فتح شاہ کا حال تلاش کرنا ہے۔

صاحبزادہ پر بعد دو ماہ کے اور اس امر کے اظہار میں کہ پسر مذکور دولت خواہان سرکار
دولت مدار کمپنی بہادر و نیز وارث اُنکی زمینداری کا ہے اور جو کچھ عزت افزائی اُسکی
ہو سکے کیجاوے بہونچکر مسرور و مطلع کیا۔ چونکہ دولت خواہی اُس رفعت پناہ کی کمال
صداقت و ارادت سے نسبت اس سرکار فیض آثار کی خاطر اس جانب میں منقوش
و مرسوم ہے۔ اس صورت میں اس امر کی اطلاع سے انتہا کی خوشی حاصل ہوئی۔
بہ مقتضائے وفور شفقت اُس رفعت پناہ کے صاحبزادہ کو حضور سے خلعت پارچہ
معہ جیغہ و سرپیچ مرصع و مالائے مروارید مرحمت ہوا اور معرفت صاحب بسیار مہربان
مسٹر ڈنکین صاحب بہادر بہونچے گا کہ لازم کہ اینجانب کو ہر حال میں متوجہ احوال خود و پسر
خود سمجھکر اسی طور برابر سال عرائض احوال خود سے مسرور و مطلع کرتے رہیں۔

۷ شعبان ۱۱۹۵ فصلی — دستخط گورنر جنرل صاحب بہادر

ہر طرف سے آواز خورمی و خوشی سے دن عید رات شب برات ہو رہی تھی۔ تا اینکہ نوید شرکت
شادی تقسیم ہوئے اور روز معین آنے پر دولہہ کو پوشاک مقبول زرتار پر بہار پہنا کر
تخت رواں جواہر زرنگار پر سوار کرکے لیچلے چھوٹا بڑا سب ملاحظہ جمال دولہہ میں سرشار
نظر آئے۔ آگے سب کے ہاتھی پر نشان بہراوتے بعد ڈنکا بجتا ہوا پھر روشن چوکی کے سریلی
آوازوں سے عجب سماں تھا۔ پھر سواروں کی فوج نہایت وقار سے جاتے ہوئے
بعد اوسکے پیادوں تلنگہ کے قطار پھر نجیب و خاص بردار پھر علم بردار و سونٹہ بردار و
نقیب و چوبدار آوازیں دیتے ہوئے ہمراہ تخت رواں دولہہ روانہ ہوئے۔ جمواے
تالاب پر جب بارات بہونچی تو بارات دوبارہ سجی گئی اور مثل باد بہاری دولہہ کی سواری چلی
و ساعت و شگون نیک میں بابو پہلوان سنگہ کے دروازہ پر بارات جا کر لگی۔ بعد ادائے
رواسم شادی جو اُس وقت کے متعلق ہوتے ہیں۔ باغ منجھو اہیں نیا خیمہ استادہ تھا
وہاں قیام ہوا اور آتش بازیاں چھوٹنے لگیں پھر ناچ رنگ سے وہ صحبت بارونق

رہی تہی - پہر سامان کہانے کا ہوا۔

بوجہ خیر خواہی بابو عجائب سنگہ کے اگرچہ وہ اس خاندان سے نہ تہے مگر قوم کے گوتم ہونے کی وجہ سے مہارانی گلاب کنور صاحبہ نے راجہ مہیپ نرائن سنگہ صاحب سے کہا تہا کہ ہم تم سے دو چیز کے خواہاں ہیں اول تو یہ کہ بابو عجائب سنگہ کے لڑکوں کو کہانا اپنے ساتھ کہلانا دوسرے یہ کہ اپنے کانوں میں موتی ضرور پہن لینا - جب کہانا کہانے کا سامان ہونے لگا تو چونکہ مذہب شرفاء ہنود میں ساتھ کہانا کہانے کے متعلق بڑی تفتیش و تحقیق ذات ہوتی ہے۔ اور بابو عجائب سنگہ کے لڑکوں کے ساتھ کہانا کہلائے جانے کا سامان (بوجہ ارشاد رانی صاحبہ) تہا - بابو سرب جیت سنگہ نے بابو بہوپ نرائن چہوٹے بابو سے کہا کہ بابو عجائب سنگہ کے لڑکے آئے ہیں اور اون کا حال معلوم نہیں لہذا بہات کیونکر اونکے ساتھ کہایا جاوے گا چہوٹے بابو نے جواب دیا کہ شادی ہمارے بہائی کی ہے بہات ہم کہائیں گے پہر بابو سرب جیت سنگہ نے بابو شیام نرائن سے بہی کہا انہوں نے جواب میں کہا کہ چونکہ راجہ مہیپ نرائن اونکو ساتھ میں کہلانا چاہتے ہیں تو ہم بہی کہلائینگے اگر راجہ مہیپ نرائن ہندو ہیں تو ہم بہی ہندو[ف] ہیں - اور اگر وہ مسلمان ہیں تو ہم بہی مسلمان ہیں - لہذا جو اونکی رائے ہوگی وہی ہماری رای ہے غرض سب نے ملکر بہات کہایا مگر سرب جیت سنگہ نے نہ کہایا اور نہ اونکو کسی نے ملایا - بعد چندے سرب جیت سنگہ نے خود سے راجہ صاحب کی رسوئیں میں کہا لیا - مگر وہ بات راجہ کے دل سے نہ گئی -

---

ف ہندو کا لفظ مذہب ہنود میں نہایت تعریف کا لفظ ہے جو بمقابل دیگر فرقہ جات اس مذہب کے بطور فصل و فرق و تمیز کے کیا جاتا ہے حالانکہ بظاہر اسم جنس ہونے کے تمام اس مذہب کے لوگ ہندو کہے جاتے ہیں - اور ساتھ کہانا کہانے میں جو شخص شریک کر لیا جاتا ہے وہ داخل برادری ہوتا ہے

تیسرے روز علی الصباح بارات وہاں سے رخصت ہوئی اور دولہن کو پالکی میں بٹھا کر مع جلوس کے رام نگر کے گہاٹ پر جو خیمہ استادہ تہا اوتارا اور ساعت نیک میں راہ کہڑکی گہاٹ سے جو بارہ دری کے نیچے ہے قلعہ میں لائے۔ وہاں کے رسوم ہوکر چہوٹے اور بڑوں نے خوشی کا ہنگامہ کیا۔

پہر راجہ صاحب نے قلعہ کے دروازہ کے سامنے والے بارڈہ (یعنی اجودہیا) میں محفل کا سامان کیا اور صاحبان انگریزو مہاجنان شہر کو شریک کیا جشن میں شریک ہوہو کر رخصت ہوئے راجہ صاحب نے لوگوں کو جو قابل رخصت کرنے کے تہے کسی کو گہوڑا اور کسی کو ہاتہی اور کسی کو شال و دوشالہ کسیکو جوڑا دیکر رخصت کیا۔

کچہ دنوں کے بعد شادی بڑی بہوی و چہوٹی بہوی (دختران راجہ مہیپ نرائن سنگہ) کی شیوہر میں ہوئی وہاں سے راجہ دوست دو ن سنگہ و بابو رادہے موہن سنگہ بیاہ کرنے کو آئے تہے۔ راجہ صاحب اس کام سے فارغ ہو کر کچہا میں چلے گئے۔ بابو سرپ جیت سنگہ جنہوں نے ہنگامہ بجاٹ میں کیا تہا اونکا قیام گنگا محل میں تہا راجہ صاحب نے اون سے کہا کہ یہاں سے مکان زنانہ قریب ہے آپ اپنا قیام بیرون قلعہ کیجئے۔ بابو صاحب نے اپنا قیام بیرون قلعہ بہائی رام کے مکان پر کیا اور خود سے رسوئیں مہاراج میں کہایا مگر راجہ کے دل سے وہ بات نہ گئی بعد چندے بابو صاحب اپنے وطن کو چلے گئے۔

اور جو اس میں شریک نہو اوسکی توہین ہوتی ہے کہ وہ درجہ میں برابر نہیں ہے۔ اور اس قسم کے اختلافات سے اس مذہب میں بہت سے خلل واقع ہوجاتے ہیں جیساکہ مختلف واقعات اس تاریخ کے جو کہ متعلق برہمنان گوتم سے شاہد حال ہے۔ مظہر حسن مصنف کتاب ہذا۔

شادی بابو بھوپ نراین سنگھ مشہور بہ چھوٹے بابو

ان کی شادی مرسا میں ہوئی راجہ صاحب نے جانا پسند نہیں کیا۔ اور بابو درگ بجے سنگھ اور بابو سرپ جیت سنگھ کو سمدہی بناکر بھیجا اور ساعت نیک میں رام نگر سے روانہ ہوئے اور سسرال پہونچکر بعد ادائے رسم شادی دولہن کو بیاہ لائے اور تالاب رام نگر پر ٹھہرے پھر ساعت نیک میں رام نگر میں آگئے۔

بعد ختم شادی خط نواب گورنر جنرل چارلس اسٹوارٹ بنام مہاراجہ
مہیپ نراین سنگھ آیا

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستان سلامت عرضی مشعر حسن انصرام شادی بڑے صاحبزادے اوس رفعت وعوالی پناہ وشکر گذاری وسپاسداری عنایات خلعت کہ بموجب حکم حضور مسٹر ڈنکین صاحب بہادر نے صاحبزادہ اس معتقد دوستاں کو دیا ہے مع خریطہ نذر مبارکباد ہمراہ خط صاحب موصوف نظر سے گذر کر موجب مزید خوشنودی خاطر ہوا اور دریافت حسن انجام اس خوشی سے کمال درجہ مسرت ہوئی خدا اس خوشی کو آپ پر مبارک کرے۔ نذر مرسلہ دل سے قبول ہوئی مگر نظر بر رسم و دستور اس سرکار کے واپس لالہ سردار سنگھ آپکے وکیل کو ہوئی۔ لازم کہ این جانب کو ہمیشہ متوجہ احوال خود جانکر ارسال عرائض حالات خیریت آیات کرتے رہیں۔

دستخط انگریزی چارلس اسٹوارٹ صاحب بہادر گورنر جنرل

انتقال راجہ مہیپ نراین سنگھ

راجہ مہیپ نراین سنگھ صاحب بعد فراغ شادی ہر دو دختران کچھا میں تشریف لے گئے

وہاں طبیعت علیل ہوئی۔ علاج ہوتا رہا مگر بیماری میں کمی نہ معلوم ہوئی اور رفتہ رفتہ
مہلک ہوگئی۔ قلعہ کے تمام اعزا و اقربا وہاں پہونچ گئے۔ اور تیمارداری میں مشغول رہے
مگر راجہ صاحب موصوف آخر ماہ بھادوں سمت ۱۸۵۲ فصلی مطابق ستمبر ۱۷۹۵ء و صفر ۱۲۱۰ھ
میں انتقال فرما گئے ایک شور گریہ و زاری کا بلند ہوا آخر نعش کو مقام متبرک پر لاکر حسب
قاعدہ شرفاء ہنود جلایا کنور اودیت نارائن سنگھ نے آگ دی بمعمولی کریا کرم
گنگا میں ہوا۔ سب لوگ نہانے کو سنکھو دھارا میں جایا کرتے بابو روپ سنگھ کے ملنے
کے واسطے بابو جگت سنگھ نے کوشش کی وہ بھی آ کے کام میں شریک رہے بابو سرب
جیت سنگھ بھی وطن سے آئے اور رچھپیت رائے کے باغ میں اوترے اور شریک رہے
جب ان کاموں سے فراغت ہوگئی تو ڈنکین صاحب نے جو بنارس کے رزیڈنٹ صاحب تھے
کہلا بھیجا کہ جو رسم ماتم پرسی کا ہو وہ ہم پر بھی ظاہر کیا جاوے تاکہ ہم بھی اوسکے موافق ماتم
پرسی کو آویں۔ اونکو بتلایا گیا کہ جو ماتم پرسی کو آتا ہے وہ پگڑی و دوشالہ لاتا ہے۔
ڈنکین صاحب نے سنکر کہلا بھیجا کہ جو شخص کنور صاحب کی پگڑی باندھتا ہو اوسکو
ہمارے پاس بھیجدو۔ لالہ لچھمی رام مختار نے جگن جمعدار کو پیش کیا صاحب ممدوح نے
پگڑی بندھوا کے رخصت کیا۔ دوسرے روز صبح کو صاحب ممدوح تشریف لائے اور
کنور صاحب کو پگڑی بندھوا کے گئے۔

بابو سرب جیت سنگھ نے بمقتضائے بزرگی خاندانی صاحب ممدوح سے کہا کہ
آپ کنور صاحب کے مالک ہیں اُنکے واسطے جو بہتری ہو سکے فرمائی جاوے اور خلعت
راج کا کلکتہ سے جلد منگوا دیا جاوے صاحب ممدوح نے بہت تسلی و تشفی دی اور
رخصت ہوئے۔

گوشوارہ حالات راجہ

اودیت ناراین سنگھ صاحب

سال ولادت = ساون سدی ۱۳ روز چہار شنبہ سمت ۱۸۳۹ مطابق ۲۱ اگست سنہ ۱۷۸۲ء و ۱۱ شعبان سنہ ۱۱۹۶ھ و سنہ ۱۱۸۹ فصلی

سال مسند نشینی۔ آخر ماہ بہادوں سمت ۱۸۵۲ مطابق ستمبر سنہ ۱۷۹۵ء و سنہ ۱۲۰۲ فصلی و صفر سنہ ۱۲۱۰ھ

سال انتقال۔ چیت سدی چٹھ روز شنبہ سنہ ۱۲۴۲ فصلی و سمت ۱۸۹۲ بکرماجیتی مطابق ۵ ر ذی حجہ سنہ ۱۲۵۰ھ و ۴ اپریل سنہ ۱۸۳۵ء

مدت حکومت۔ ۴۰ سال

مصاحبان خاص۔ راجہ میر تقی خلف زین العابدین فتحپوری۔ راجہ میر شیر علی بڑاگانوں۔ ہزاری صاحب گھورے سنگھ۔ جگن جمعدار۔ ٹھاکر ہورل سنگھ۔ دیوان بالکشن۔ سیتل سنگھ یخود۔ مولوی گلشن علی صاحب۔

رزیڈنٹ۔ ڈنکین صاحب۔ ماروی صاحب۔ چیری صاحب۔

حالات تولد راجہ اودیت نارائن سنگھ صاحب و ذکر مسند نشینی و تحریرات رزیڈنٹ و گورنر جنرل سے ہونا اور جوابات کا آنا

اودیت نرائن سنگھ صاحب اپنے والد ماجد راجہ مہیپ نرائن سنگھ صاحب کے عہد میں ۱۳ ساون سدی روز چہار شنبہ سمت ۱۸۳۹ بکرماجیتی و ۲۱ اگست سنہ ۱۷۸۲ء و گیارہ شعبان سنہ ۱۱۹۶ھ و سنہ ۱۱۸۹ فصلی کو پیدا ہوئے اور ظل عافیت اپنے والد ماجد میں پرورش پاتے رہے مگر صغر سنی ہی کا زمانہ ہنوز طے نہ ہوا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اوٹھ گیا اور محض چودہویں برس یتیم ہو گئے۔ چونکہ اپنے بھائیوں بابو دیپ نرائن سنگھ و بابو پرسدہ نرائن سنگھ میں بڑے تھے لہذا بجائے پدر مسند نشینی لازم تھی تا اینکہ بعد فراغ امور مذہبی اپنے والد کے اور ادا کرنے رسوم ماتم پرسی وغیرہ کے کہ مقامات مختلف ریاست و رزیڈنٹ وغیرہ از جانب سرکار سے ہوئی۔ کنوار سنہ ۱۲۰۳ فصلی مطابق ستمبر سنہ ۱۷۹۵ء و صفر سنہ ۱۲۱۰ھ و سمت ۱۸۵۲ بکرماجیتی بجائے پدر خود مسند نشین ہوئے۔

شادی راجہ مذکور کی اپنے والد کے زمانہ میں سنہ ۱۷۹۳ء و شوال سنہ ۱۱۹۵ فصلی مقام منجھوا میں راجہ فتح شاہ کی لڑکی سے جو نواسی پہلوان سنگھ پسر عینی سنگھ پسر بیری سال زمیندار سابق منجھوا کے تھیں ہوئی۔

مسند نشینی راجہ موصوف خانگی طور سے مقام مجھا میں ہوئی مہارانی گلاب کنور صاحبہ زوجہ مہاراجہ بلونت سنگھ نے کہ گھر میں بزرگ خاندان تھیں پگڑی سر پر جلوہ افروز کردی

اور مبارک سلامت کا شور اہل محفل سے اوٹھا جشن امیرانہ ہونے لگا سب لوگوں نے نذریں دیں بنارس و رام نگر کے تمام رعایا حاضر تھے۔ بعد فراغ رسم مذکورہ جو کہ خانگی طور سے ہوئی فکر مسند نشینی باضابطہ وحصول مسند کی شروع ہوئی اور تحریرات رزیڈنٹ صاحب بنارس سے جو کہ اُس وقت میں اول ہیں ڈنکین صاحب تھے ہونے لگی اور اسی کے ساتھ گورنر جنرل بہادر کے خدمت میں کہ زمانہ سرجان شور صاحب گورنر جنرل کا تھا اور وہ ۱۷۹۵ء میں بعد مستعفی ہونے لارڈ کارن والس صاحب کے عہدہ گورنر جنرل پر ممتاز ہوئے تھے عرضیاں ذریعہ معتمد خود بھیجیں۔

مسٹر ڈنکین صاحب رزیڈنٹ بنارس نے پروانہ تسلی مشحون ۱۹ فروری ۱۷۹۶ء کو بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔ راجہ صاحب مشفق مہربان استظہار مخلصان سلامت۔ بعد شوق ملاقات مسرت آیات مشہود خاطر دوستی ظاہر ہو خط مسرت منط آیا دریافت صحت وعافیت سے آپکے مسرور خاطر ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہمہ وجوہ حق اُس مہربان میں خیریت سے گذریگی لازم ہے کہ اکثر سرگذشت ضلع بنارس و تندرستی ذات خود سے برسم مراسلات اطلاع دیتے رہیں اور چونکہ اس وقت تک جوان و ناتجربہ کار ہیں لہذا مدعا غرض گویان و خواہان نفع خود پر عامل ہوکر موجب صلاح و قول ملازمان واعزا معتبران و دیانت داران مہیپ نراین بہادر پر عمل کریں گے اور بہمہ وجوہ پابندی ایما و اشارہ حضور پر نور سرجان شور بارنٹ گورنر جنرل بہادر کی جس امر میں صادر ہو واجب الاطاعت جانیں اس صورت میں یقین ہے کہ حد بلوغ پہونچنے پر حسبطور سے کہ راجہ مہیپ نراین بہادر بیکنٹھ باشی اپنے گھر کے کاروبار میں مختار تھے صاحبان کونسل آپ کی ہوشیاری دیکھکر بحال کردیں گے۔

ڈنکن صاحب کلاں ۱۹ر فروری ۱۷۹۶ء

اسی طور سے جانبین سے سلسلہ خط وکتابت جاری تھا چنانچہ دوسرا خط محررہ ۲۲ جون سنہ

مذکور کا از جانب رزیڈنٹ صاحب آیا جو ڈنکن صاحب کی تبدیلی پر مسٹر ماروی صاحب آگئے تھے جو ذیل میں بعد حذف القاب درج ہے۔

خط خیریت نمط مرقومہ ۲۳ ماہ مئی کل آیا دریافت صحت وعافیت آپکے ذات سے وشب و روز اطاعت گورنر جنرل وصاحبان کونسل کی خوشنودی کی فکر میں رہنا اور عرضی حضور معظم الیہ میں روانہ کرنا معلوم کرکے سبب مسرت ہوا۔ راجہ صاحب مہربان قبول کرنے میں حکم صاحبان موصوف کے ہر طرح سے بہتری آپکی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپکے حق میں ہر طرح سے خیریت گذریگی۔ خاطر جمع رکھیں اور اکثر اپنی خیریت احوال فرخندہ مآل سے مسرور وخوش کرتے رہیں۔ لالہ سکھ لال کو جو کچھ مناسب تھا لکھا جاچکا ہے۔

اسی تاریخ میں ایک خط رزیڈنٹ بنارس کا ۲۲ جون ۱۷۹۶ء کو بنام رانی گلاب کنور صاحبہ آیا جسکا مضمون یہ تھا۔ رانی صاحبہ مشفقہ محترمہ سلمہا خط خیریت نمط احسن ازمنہ میں موصول ہوا دریافت صحت وعافیت ذات رانی صاحبہ سے موجب خوشنودی خاطر ہوا اور مضمون خط راجہ صاحب معلوم کرکے سبب مسرت ہوا۔ مشفقہ من قبول کرنا حکم صاحبان کونسل دارالحکومت کلکتہ کا سبب نکلنے نتایج نیک کا حق راجہ صاحب میں ہوگا۔ لہذا راجہ صاحب کو صحبت غرض گویان وسخن شنوی گندم نمایان جو فروش سے باز رکھیں اور تمام امور میں موافق صلاح وقول معتبران ودیانتداران راجہ بیکنٹھ باشی کے عمل کرتے رہیں۔

۲۵- ربیع الاول ۱۲۰۳ فصلی مطابق ۹ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو بعد ایک ماہ انتقال مہاراجہ آنجہانی راجہ اودیت نارائن کے پاس خط ماتم پرسی مع خلعت ماتمی از جانب ^(سرجان شور) گورنر جنرل صاحب بہادر آیا جو ذیل میں درج ہے۔ رفعت وعوالی مرتبت معتضد دوستاں سلامت۔ عرضی اُس رفعت وعوالی پناہ کی متضمن خبر وحشت اثر انتقال والد آپکے مع دیگر مراتب رنج وافسوس اور اس امر میں کہ والد اُس معتضد دوستان کے

نواختہ و پرداختہ سرکار کمپنی تہے اور ہمیشہ مورد تفضلات سرکار موصوف رہے اب وہ عوالی پناہ اوسی طور پر مورد مراہم حضور ہوں پہونچی اور حالات مندرجہ کے دریافت کا سبب ہو کر موجب کدورت خاطر ہوی چونکہ اس امر کا واقع ہونا مشیت ایزدی سے ہے لہذا راضی برضاء الہی ہو کر صبر میں مشغول ہوں اور دوسرے غم کشیدہ لوگوں کی تسلی کرتے رہیں۔ صاحب بسیار مہربان مسٹر ماردی صاحب اوس جگہ پر جانب سرکار سے اوس معتضد دوستان کو خلعت ماتمی سے مخلع کریں گے۔

نیز چونکہ مقرر ہونا اوس معتضد دوستان کا زمینداری و جاگیر وغیرہ متعلقات پدر خود پر حضور سے قرار پاگیا ہے اس صورت میں بعد کو قطعہ سند اوسکی بنام اوس رفعت پناہ کے حضور سے مرحمت ہوگی اور صاحب موصوف خلعت راج سے بہی اوسوقت جانب سرکار سے مخلع کریں گے چونکہ حد بلوغ تک اُس رفعت پناہ کے پہونچنے میں اہتمام زمینداری وغیرہ کی سپردگی کسی شخص سربراہ کار لائق کو لازم ہے۔ لہذا لالہ سکھ لال کو کہ منجملہ معتمدین پدر اوس رفعت پناہ کے ہیں اور واقفیت تمام رکھتے ہیں اور ہمیشہ کمال دیانتداری و نیر خواہی سے سرسبزی و رفاہ اُس خاندان میں کوشش کیا ہے۔ عہدہ سربراہ کاری پر کہ سبب نفع کثیر اُس رفعت پناہ کا ہوگا جسکا خیال اینجانب کو ہمیشہ رہتا ہے نامزد کئے گئے اور اس مقدمہ میں جو کچھ ایما ضروری تہے وہ صاحب موصوف کو لکہے گئے باقی مراتب زبانی صاحب موصوف معلوم ہونگے لازم کہ اینجانب کو ہمیشہ متوجہ احوال خود سمجھکر اطلاع حالات خیریت سمات سے خوش کرتے رہیں۔

اسی مضمون کا ایک پروانہ اسی تاریخ کا لکھا ہوا بنام رانی گلاب کنور تہا۔ چونکہ زمانہ شباب مہاراجہ تہا اور خود غرض لوگ اپنے نفع کے خیال سے مہاراجہ کو دوسرے رنگ پر لاتا چاہتے جسکی اطلاع رزیڈنٹ وغیرہ کو ہو چکی تہی اور اونہوں نے اشارتاً مہاراجہ صاحب و رانی صاحبہ کو لکہا بہی تہا۔ اور گورنر جنرل نے انہیں خیالات سے شخص معتمد کو نامزد

سزا اولی پرجو کہ عہدہ کاروبار ریاست کا تہا کردیا تہا مگر چونکہ لالہ سکھ لال کے وجہ سے ریاست کے تراوے پرگنہ ذریعہ ٹھیکہ استمراری نکل گئے۔ لہذا مہاراجہ کو خیال تہا کہ آیندہ دوسرا نقصان نہ ہو لہذا مشیروں نے اوسکو علحدہ کرنا چاہا اور مہاراجہ کو خود انتظام کرنے کی رائے دی اور در پردہ اپنا نفع ملحوظ خاطر رکہا تا اینکہ مہاراجہ نے اس معاملہ میں دوبارہ عرضی گورنر جنرل کے یہاں بہیجی اور خود انتظام کرنا چاہا۔ مگر گورنر جنرل نے گو الفاظ شائستہ میں اس کا جواب دیا تاہم اپنی تجویز پر باقی رہے جو اونکی عبارت سے کہ ذیل میں درج ہے واضح ہوگی۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔ عرضی اوس رفعت پناہ کی متضمن طلب اجازت اس سرکار کی درباب التزام انتظام امور متعلقہ زمینداری خود کہ وقت وفات پدر اوس عوالی پناہ سے اہتمام و خبر گیری لالہ سکھ لال میں ہوئی تہی مع دیگر مراتب عقیدت و ارادت کے پہونچی اور حالات مندرجہ سے مفصل اطلاع ہوئی۔ جو کچھ کیفیت قابلیت و اوضاع و اطوار آپ کے دریافت اس جانب میں آئے اوس سے یقین ہوگیا کہ لیاقت و حیثیت حسن انجام و انتظام امور زمینداری مذکور میں مساعی جمیلہ عمل میں لاوینگے کہ موجب ظہور عزت و نیکنامی و ذریعہ تصدیق مراتب مخطورہ و تخیلہ خاطر اس جانب مقدمہ حسن اطوار و حیثیت اوس عوالی پناہ میں ہوسکے اور نقشہ انتظام و تمشیت امور مذکور کا براہ دانائی و دور بینی اس طور سے قرار پاوے کہ ہمیشہ باعث سرسبزی ملک و رفاہ و فارغ البالی رعایا رہے اور مالواجب سرکار وقت پر بلا قصور کے پہونچکر سبب مزید شفقت و توجہ اس سرکار کا اوس عوالی پناہ پر ہو۔ امید قوی ہے کہ وہ رفعت پناہ اجرا و انتظام جمیع امور متعلقہ خود میں کمال صفائی و بے حجابی سے صاحب کلکٹر و صاحب کلاں اوس مقام سے صلاح و صوابدید کرتے رہیں گے۔ جیساکہ صاحبان موصوف کو بہی اجازت ہوچکی ہے کہ ہمیشہ اوقات ضروری میں صلاح دہی و اعانت امور متعلقہ اوس عوالی پناہ میں لوازم

توجہ وسعی ادا کریں گے۔ اور ظہور پاسداری مراتب وصلاح ومشورہ صاحب موصوف جانب اس عوالی پناہ سے دلائل دور اندیشی ودانائی اس عوالی پناہ کے مقصور ہوکر موجب مزید رضامندی خاطر اینجانب ہوگا۔ ۱۷ رجب ۱۲۰۹ فصلی یعنی مارچ ۱۸۰۱ء

آخر مہاراجہ نے اپنی عقل دوربیں سے مزید اطمینان کیواسطے اقرارنامہ سکھ لال سے لکھوالیا جو ذیل میں درج ہے۔

منکہ سکھ لال مسمقر حضور میں اقرار کرتا ہوں کہ ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری حضور میں حاضر رہوں اور جو امور کہ حضور سے ارشاد ہوں اونکو بموجب حکم حضور بجالاؤں اور کبھی خلاف مرضی حضور کہیں نہ جاؤں اور تمام اپنی زندگی میں موافق حکم حضور ہر بات وہر امر میں مقید وحاضر رہوں۔ اگر کبھی اسکے خلاف خلاف مرضی حضور واقع ہو تو مہاراجہ مالک ہیں جو کچھ پسند مزاج ہو تدارک اوسکا قرار واقعی مسمقر کو دیں اوسکی شکایت کسی جگہ نہ کروں گا۔ اگر کہیں اوسکی شکایت کروں تو اوسکی سزا سری گنگاجی دبشیشر ناتھ جی مجھے دیں اور ہمیشہ خیرخواہی ودولتخواہی سرکار میں حاضر رہوں۔ لہذا یہ چند کلمہ بطریق اقرارنامہ و دستآویز بخوشی ورضامندی خود لکھدیا کہ وقت ضرورت کے کام آوے۔ ۳ ذالحجہ مطابق

چیت سدی پورنماشی ۱۲۰۹ فصلی مہر سکھ لال

چونکہ سکھ لال سے معاملہ ریاست میں خرابی ظاہر ہوچکی تھی لہذا اون سے بعض ارکین ریاست جن کو مزاج مہاراجہ میں دخل تھا ناراض رہتے۔ تا آنکہ سکھ لال صاحب مذکور نے لمسڈن صاحب کلکٹر کو عرضی مشعر شکایت بابو چھترو سنگھ راجپوت ۲ فروری ۱۸۰۱ء کو اس مضمون کی دی کہ چھترو سنگھ راجپوت مہاراجہ کو دوسری طرف مائل کرتے ہیں اور انتظام ریاست کو بطمع نذرانہ درہم برہم کرتے ہیں۔ تا آنکہ دونوں کی شکایت بریہہ کاغذات کلکتہ گئے وہاں پر چونکہ بجائی سر جان شور صاحب مارکوئس ولزلی آچکے تھے جو کہ لقب مشیر خاص حضور فیض معمور شاہ کیواں بارگاہ انگلستان اشرف الاشراف مارکوئس ولزلی صاحب بہادر

برعظم عساکر بادشاہی سرکار کمپنی انگریز بہادر کشور ہند سے ممتاز تہے تا اینکہ ۲۴ نومبر ۱۸۰۱ء
کو بنام مہاراجہ اودیت ناراین سنگہ شقہ بھیجا جس میں نقرری لالہ سکھ لال عہدہ نیابت
مہاراجہ پر مرقوم تہی۔

اگرچہ انتظام ریاست ذریعہ لالہ سکھ لال وقت انتقال مہاراجہ مہیپ نرائن سے ہو رہی
رہا تہا۔ اور گورنر جنرل سرجان شور صاحب نے اوسی زمانہ انتقال مہاراجہ مذکور میں سند
وغیرہ حسب دستور مرتب کرائی تہی مگر ۱۷۹۶ء میں مسٹر چیری صاحب لکہنؤ سے بعد ختم جنگ
روہیلہ و نواب وزیر لکہنؤ میں واپس آچکے تہے اور وہاں سے تبدیل ہوکر بنارس کے رزیڈنٹ
ہوچکے تہے کہ خط ذیل نواب گورنر جنرل اسمی مہاراجہ اودیت نارائن آیا۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔ سند زمینداری سرکار بنارس وغیرہ
بنام اوس عوالی پناہ کے مرتب ہوکر مہر و دستخط سے مکمل ہوگئی ہے اور اوس عوالی پناہ

۱۷۹۴ء میں جبکہ انتقال فیض اللہ خاں مرحوم پر معلوم ہوا کہ محمد علی خاں پسر فیض اللہ خاں مسند نشین ہوئے اور انسے
اور نواب وزیر شجاع الدولہ سے بوجہ آمد و رفت ماخوذ و بادشرکت شادی پسران نواب وزیر کمال اتحاد
تہا بلکہ اتحاد مذہب سے اور بہی لطف دوبالا ہوگیا تہا یعنی محمد علی خاں نے مذہب شیعہ پر اپنا عمل رکہا تہا مگر غلام محمد خاں
چہوٹے بہائی محمد علیخاں نے اپنے بہائی کو اٹہائیس روز مسند نشینی کے بعد زخمی کیا اور خود مسند نشین ہوئے۔ نواب وزیر
نے بوجہ محبت محمد علیخاں کے غلام محمد خاں سے اوس زخمی نیم جاں کو مانگا مگر اونہوں نے ندیا۔ اور بندوق سے اوڑا دیا
اوس وقت نواب وزیر نے اوپر چڑہائی کی چونکہ معاہدہ نواب وزیر و سرکار کمپنی میں اعانت یکے بادیگرے لازم تہی
لہذا جانب سرکار سے مع فوج چیری صاحب بہی گئے غلام محمد خاں بعد شکست چیری صاحب کے پاس حاضر ہوئے
اونہوں نے بحراست انگریزی روانہ بنارس کیا نواب وزیر نے احمد علیخاں صغیر السن پسر محمد علیخاں کو مسند نشین کیا اور
جلد اول اونکا منصرم کارو مختار تابلوغ اونکے نواب نصر اللہ خاں کو مقرر کیا اور اونسے عہد نامہ جات لکہوائے جو حالات خواتین امید وار
میں مذکور ہیں۔ اوسی زمانہ میں چیری صاحب بنارس تبدیل ہوکر آئے اور اونکی جگہہ پر لسڈن صاحب بنارس سے

کے پاس پہونچانے کو اقتدار الدولہ ممتاز الملک امتیاز خان جارج فرڈریک مسٹر چیری بہادر قایم جنگ کے پاس بھیجی گئی ہے بہادر موصوف اس عوالی پناہ کو دینگے اور جانب سرکار کمپنی انگریز بہادر سے خلعت مبارک بادسے مخلع کرینگے لازم کہ وہ عوالی پناہ دولت خواہی سرکار میں مستعد و مصروف رہکر ہر حال میں اینجانب کو متوجہ احوال و خوبی خواہ خود معلوم کرتے رہیں۔ سر جان شور گورنر جنرل بہادر کا اسی خط کے ساتھ ایک خط بنام رانی گلاب کنور صاحبہ بھی تہا جسکا مضمون یہ تہا۔

زبدۃ الاماثلہ والاقران سلمہا۔ سند زمینداری سرکار بنارس وغیرہ بنام رفعت وعوالی پناہ راجہ اودیت نارائن سنگہ درست ہوکر مہر و دستخط سے مکمل ہوکر بغرض پہونچانے راجہ موصی الیہ کے پاس اقتدار الملک امتیاز خان جارج فرڈریک مسٹر چیری بہادر قایم جنگ کے بھیجی گئی ہے۔ بہادر موصوف راجہ مشار الیہ کو دینگے اور طرف سرکار کمپنی انگریز بہادر سے خلعت مبارک بادسے بھی اونکو مخلع کرینگے لازم کہ وہ زبدۃ الاماثلہ ہمیشہ دولت خواہی میں مستعد و مصروف رہکر ہر حال میں اینجانب کو متوجہ احوال و خوبی خواہ خود و راجہ مشار الیہ معلوم کرتے رہیں۔

دستخط انگریزی مسٹر جان اسٹور بہادر گورنر جنرل

ملاحظہ ہوکاغذات دفتر

مہاراجہ اودیت نارائن سنگہ اُس زمانہ میں بتقریب دورہ ہمراہ چھوٹے ڈنکین صاحب سہنیے اور چوبے پور و سید پور ہوکر غازی پور ہوتے ہوے جب بلیا میں آئے تہے تو چھوٹے ڈنکین صاحب نے مہاراجہ کو آگے چلنے کو کہا تا اینکہ مہاراجہ دو منزلہ کوچ کرکے چندراوتی میں داخل ہوئے چونکہ بوجہ بعد دوری مسافت اسباب ضروری نہ پہونچ سکا تہا لہذا تشویش تہی بابو جگت سنگہ اپنی زمینداری پر موجود تہے اونہوں نے کل سامان ضروری مثل حقہ و نیچہ جدید وغیرہ مع جنس و شیرینی وغیرہ

سے چھپا دیا جس سے مہاراج کو آرام ملا اور شب کو رہکر صبح کو رام نگر پہونچگر اور دس بارہ روز رام نگر میں رہکر چکیا گئے تہے اور لال پور کے باغ میں خیمہ زن تہے۔ اور گرنول کے رمنہ میں ہرن وچیتل کا شکار کہیل کر واپس آئے رہتے کہ بہ خطوط مذکورہ ہے مہاراج فوراً سوار ہوکر رام نگر پہونچے اور صبح کو مارکہم صاحب کی کوٹہی میں کہ اوس زمانہ میں اپیل کی کوٹہی سے موسوم تہی اور اب ندیسر کہتے ہیں لکتو بر ۱۷۹۶ء قیام کیا۔

چیری صاحب نے وہاں آنکر خلعت زیب بدن مہاراجہ کیا اور جو کچہہ معمول خلعت ہے وہ بہی ہوا اور سند بہی دی۔

مہاراج بخوشی وخوری وہاں سے روانہ ہوکر ہر معبد گاہ بنارس میں ہوتے ہوئے رام نگر میں آئے۔ سند جو سرکار سے ملی یہ تہی جسکو کتاب میموریل انگریزی سے میں نے نقل کیا ہے۔

نقل سند گورنمنٹ جو مہاراجہ اودیت نارائن سنگہ کو ملی

متصدیان حال واستقبال وزمینداران وچودہریان وقانونگویان ومقدمان ومزارعان وساکنان سرکار بنارس وسرکار چنار وسرکار جونپور وسرکار غازیپور وغیرہ مضاف صوبہ الہ آباد بدانند۔

چونکہ زمینداری سرکارات بنارس وغیرہ بہ تغیری راجہ چیت سنگہ از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر بمہاراجہ مہیپ نرائن سنگہ بہادر مفوض شدہ بود۔ و راجہ مہیپ نرائن

سنگھ از ابتدائے تفویض زمینداری مذکور پیوستہ حسب استرضائے سرکار کمپنی و بموجب شرائط مندرجہ اقرارنامہ کہ بتاریخ بست و ہفتم ماہ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ ہجری فیمابین امین الملک ممتاز الدولہ مسٹر جیوناتھن ڈنگن صاحب بہادر غضنفر جنگ صاحب کلاں بنارس و راجہ مہیپ نرائن سنگھ بہادر مسطور بہ اطلاع و منظوری نواب گورنر جنرل بہادر موثق و مثبت شدہ بود بتقدیم لوازم زمینداری معروف و مستعد بودہ ودیعت حیات سپردہ دریں صورت نظر بر استحقاق پسرش رفعت و عوالی پناہ مہاراجہ اودت نارائن سنگھ بہادر زمینداری سرکارات مسطورہ معہ محالات جاگیر التمغا وغیرہ علاقہ ہائے بدستوریکہ بدست تصرف پدرش راجہ مہیپ نرائن سنگھ متوفی بود از ابتدائے فصل خریف ۱۲۰۴ھ فصلی از طرف سرکار کمپنی انگریز بہادر براجہ موصی الیہ بشروط مرقوم الصدر مقرر مفوض نمودہ شد باید کہ آنہا راجہ مشار الیہ را زمیندار سرکارات وغیرہ مذکور متقل دانستہ از سخن صلاح صوابدید او کہ ترویج بہ کفایت سرکار و رفاہیت رعایا باشد بیرون نروند و ہر سال سند مجدد نہ طلبند ۔ وسبیل موصی الیہ اینکہ در تقدیم لوازم زمینداری ۔ بموجب شرائط اقرارنامہ مذکور کما ینبغی پرداختہ دقیقہ از دقائق خرمی و ہوشیاری غیر مرعی نگذارد ۔ و در انچہ حسن مجرائی او روز بروز بحضور ظاہر گردد ۔ سعی موفورہ بکار برد دریں باب تاکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرد ۔

بتاریخ سی ام ۳۰ ماہ ستمبر ۱۷۹۶ء مطابق ہفدہم ۱۷ ماہ آسن ۱۲۰۳ھ فصلی ایک ہزار و دو صد و سہ فصلی قلمی شد ۔

ملاحظہ ہو کتاب میموریل تاریخ بنارس انگریزی صفحہ ۶۹

تشریف آوری سر جان شور صاحب گورنر جنرل بمقام بنارس و سامان تیاری مکان و پیشکش وغیرہ پھر روانگی

جانب لکھنؤ و مہاراجہ کا لکھنؤ بغرض خلعت از نواب آصف الدولہ جانا و خلعت لیکر واپس ہونا

ذی حجہ ۱۲۱۱؁ہجری مطابق جون ۱۷۹۷؁ء میں جب جان شور صاحب بہ ارادہ سفر لکھنؤ کلکتہ سے بنارس میں تشریف فرما ہوئے تو مہاراجہ نے اپنا قیام کچھا میں رکھا تا اینکہ انکی پیشوائی حسب معمول ہونے کے بعد جب نوبت باز دید گورنر جنرل کے آنے کی آئی تو بڑی تیاری مکان کچھا میں ہوئی دروازہ سے صحن مکان تک مشجر و کمخواب و تاش و بادلہ و گلبدن و مشروع بچھے ہوئے تھے اوسی پر سے گذرتے ہوئے تشریف فرما ہوئے. شنشین محل کچھا میں مقام نشست کا تھا. کشتیاں نذر کی لگائی گئیں جن میں حسب معمول جواہرات و پارچہ ہائے بیش قیمت و نقد تھے گورنر جنرل صاحب نے سب کو قبول فرمایا اور مہاراج بہادر کا ہاتھ پکڑ کر کہا جب تک میرے دم میں دم ہے آپ کے لئے جو موجب بہتری ہوگا اوسکو اپنے امکان میں دریغ نہ رکھوں گا اسکے علاوہ بہت سی تسلی و تشفی دی۔

بابو سرب جیت سنگھ جن کا تذکرہ حالات راجہ مہیپ نرائن سنگھ میں آچکا چونکہ اوس زمانہ میں پیروں سے معذور ہو گئے تھے اور چوکی پر بذریعہ چار آدمیوں کے آئے تھے جب سامنے آئے تو صاحب بہادر بغلگیر ہونے کو کھڑے ہو گئے. بابو صاحب نے قدم صاحب کا لیا اور کہا میں قابل بغلگیری نہیں ہوں بلکہ قابل قدم بوسی ہوں جسکو سنکر گورنر جنرل صاحب بہت خوش ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر تسلی دی. بابو صاحب نے عرض کیا حضور لکھنؤ تشریف لیجا رہے ہیں گو ہم کو حضور سے سرفرازی ہو گئی اور خلعت و سند سے ممتاز ہو چکے مگر چونکہ ہم لوگ وزیر الممالک کے کہلاتے ہیں لہذا وہاں سے بھی ضرور دلوایا جاوے

گورنر جنرل صاحب نے وعدہ کیا کہ میں ضرور کوشش کروں گا۔

چونکہ بوجہ اخراجات ملک ضرورت روپیہ کی تھی لہذا گورنر جنرل صاحب ممدوح سے دس لاکھ روپیہ طلب کیا اور اوسکو مالگذاری میں مجرا دینے کا وعدہ فرمایا۔ مہاراج نے دس لاکھ روپیہ کی اشرفیاں اپنی ماں سے لیکر دوارکا داس کی کوٹھی میں گرو کر کے دس لاکھ روپیہ خزانہ کمپنی انگریز بہادر میں جمع کر دیا۔ لارڈ موصوف تو روانہ لکھنؤ ہوئے اور چیری صاحب سے اس روپیہ کی مجرائی کو ہدایت فرما گئے چنانچہ صاحب کلکٹر کا خط بنام مہاراجہ اس مضمون کا آیا راجہ صاحب مشفق مہربان مخلصان سلامت۔ چونکہ مبلغ دس لاکھ روپیہ بموجب حکم گورنر جنرل بہادر بہ اجلاس کونسل آپنے خزانہ کمپنی میں جمع کیا ہے چنانچہ بند قسط بندی اوسکی میعاد سال بسال مجرائی مالگذاری علاقہ اُس صاحب میں دستخط ہو کر جاتی ہے موافق بند دستخطی کے مالگذاری میں مجرا ہو گی ۱۹ جولائی ۱۷۹۷ء

مسٹر چیری صاحب بہادر بنارس

لارڈ ممدوح نے حسب وعدہ لکھنؤ پہونچکر کہا اور نواب آصف الدولہ نے منظور کر لیا۔ وہاں سے گورنر جنرل کا خط اس مضمون کا آیا کہ نواب نامدار گردوں اقتدار نواب آصف الدولہ نے فرمایا ہے کہ ہم فیض آباد میں لکھنؤ سے آتے ہیں راجہ صاحب وہاں حاضر ہوں ہم اُنکو فیض آباد میں خلعت راج کا عطا کرینگے۔

جب مہاراجہ نے چکیا میں یہ خط پڑھا تو وہاں سے واپس ہو کر رام نگر میں آئے اور اسباب سفر از قسم گھوڑے و ہاتھی و خیمہ جات وغیرہ کے مرتب ہو کر ساعت نیک میں ذی حجہ ۱۲۱۱ھ مطابق جون ۱۷۹۷ء و جیٹھ ۱۲۰۴ فصلی میں رام نگر سے روانہ ہوئے۔ پہلا مقام جمیت رائے کے باغ میں کیا اور وہاں پر پانچ چار روز قیام کیا تا اینکہ تمام ہمراہیان و سامان لشکر فراہم ہو گیا تو صبح کو سوار ہو کر دوپہر کا کھانا پھولپور کے آگے قریب بڑا گانوں کے نوش کر کے شام کو جونپور میں شب باش ہوئے۔ وہاں سے کوچ کر کے شاہ گنج میں آئے یہاں پر

مہاراج کے سواری کی ہتھنی جسکا نام چنچل پری تہا مر گئی۔ دوسرے روز جلال پور میں قیام ہوا اوسکے صبح کو روانہ ہوکر بیگم گنج میں جا پہونچے وہاں سے سورج کنڈ مقام ہوا شب کو رہکر صبح کو وہاں کے درشنوں (زیارت) کا رسم ادا کرکے پہر روانہ ہوکر ہنومان گوٹ کے نیچے مقام ہوا اس مقام پر پانچ چار روز اس وجہ سے ٹہرے کہ نواب آصف الدولہ ابہی تک فیض آباد میں نہیں آئے تہے اونکا انتظار تہا۔ تا اینکہ چھ روز کے بعد دوپہر کو نواب معلی القاب جب فیض آباد میں جلوہ فرما ہوئے اور توپوں کی سلامی ہوئی اور مہاراج کے مختاروں نے بہی اطلاع دی اوسوقت سوار ہوکر مہاراج فیض آباد میں آئے اور اوسیوقت ملاقات نواب سے چاہا مگر معلوم ہوا کہ حضور نواب صاحب و گورنر جنرل صاحب دونوں حضرات تعب سفر سے خستہ ہوکر اس وقت آرام میں ہیں مہاراج نے عقب گلاب باڑی جانب پورب کہلی باغ میں قیام گاہ بنایا اور گورنر جنرل صاحب موتی باغ میں ٹہرے۔ علی الصباح مہاراج نے گورنر جنرل صاحب سے ملاقات کی وہاں پر تفضل حسین خاں و حسن رضا خاں و تحسین علی خاں و راجہ ٹکیٹ رائے وغیرہ اشخاص معتمدین و مقربین نواب نامدار حاضر تہے۔ اون سے مہاراج کی ملاقات گورنر صاحب نے کرادی اور کہا آپ سب حضرات سعی کرکے خلعت مہاراج کو جلد دلادیں کیونکہ ہم کل پرسوں میں کوچ کردینا چاہتے ہیں اگر ہمارے سامنے ہوجاوے تو کمال مہربانی ہے اون لوگوں نے عرض کیا بہت خوب انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور امید ہے کہ پرسوں ہی ہوجاوے۔ مہاراج رخصت ہوکر اپنے مقام پر آئے جب روز مقرر آیا تو مہاراج معہ جلوس شہر میں براہ ترپولیا مکان بڑی بیگم صاحبہ میں جس میں بڑی تیاری تہی اور نواب نامدار اس میں رونق افروز تہے آئے۔ وہاں پر ڈیوڑہی کے تین سو سوار جنکو نواب نامدار نے مول لیا تہا وہ سم سے سم اور کان سے کان ملائے کہڑے تہے انکے علاوہ چالیس پچاس ہاتہی تہے کہ جن پر عماریاں نقرئی و طلائی تہیں اور بعض میں جڑاو

وہیناکاری کا کام تہا اونکی نیچی جہولیں بانات و مخملی زردوزی تہیں بعض ہاتہی پر سامان
باورچی خانہ اور بعض خالی گدی کسے ہوئے تہے اور سب کے سب قطار باندہے ہوئے
تہے۔ جب مہاراج بہادر کی پالکی پہونچی توکسی نے آواز دی مہاراج کی پالکی یہیں رکہو
یہاں سے پاپیادہ جانا ہوگا۔ مگر چند خواجہ سرا جو آگے مونڈہوں پر بیٹھے تہے اونہوں نے کہا
نہیں آپکی پالکی آگے جانے دو۔ جب سواری خواجہ سراؤں کی قریب پہونچی تو اون لوگوں نے
دعائیں دیں خداتم کو سلامت رکہی تم بلونڈ کے چراغ ہو ہمیشہ روشن رہو۔ الغرض
مہاراج کی سواری جب قریب ڈیوڑہی خاص پہونچی تو مہاراج پالکی سے اوترے اس وقت
ہمراہی میں بابو اوساں سنگہ و دیوان لالہ سکہ لعل و لالہ گہر بخش بخشی و متوسلان خواص تہے
کیونکہ اُنکے پاس اشرفیاں نذر کی تہیں اور باقی لوگ باہر رہ گئے۔ بعض لوگوں نے اندر
جانا چاہا اونپر صندوق کے کندے کی مار ہونے لگی۔ مہاراج جب قریب پہونچے تو دیکہا کہ
صحن مکان میں ایک سوزنی بچہی ہے اور اوسپر دو تکیہ لگی ہیں اور نواب نامدار اوسپر رونق
افروز ہیں۔ چونکہ فصل کیری انبہ تہی نواب نامدار براہ شوق گہڑا اچار کا گود میں لئے ہوئے
اوسکی تیاری میں مشغول تہے۔ پوشاک نواب میں راد ہا نگری چار خانہ کی سوسی کا پاجامہ
اور چندیلی کے محمودی کا انگرکہہ آصف خانی اور سادہ تاج محمودی کا سر پر زیب ہو رہا تہا قریب نواب حسن رضا خاں و تفضل حسین
خاں و تحسین علیخاں و راجہ مکیشٹ رائے و راجہ مہرا یہہ سب لوگ دست بستہ کہڑے
ہوئے تہے۔ مہاراج بہادر نے نذر دی نواب نامدار نے قبول فرماکر ارشاد فرمایا ہم کو
لوگ قوی ہیکل کہتے ہیں مگر یہ راجہ مجہسے بہی زیادہ جسیم و لحیم و شحیم ہے یہہ کہکر اشارہ بیٹہنے
کا فرمایا مہاراج بہادر تسلیمات بجالاکے بیٹھے مگر دو چار شخص براہ نادانی اور بہی بیٹھ گئے
جس سے مزاج نواب میں فی الجملہ خیال پیدا ہوا۔ نواب نے تحسین علی خاں سے فرمایا
کہ خلعت سے انکو سرافراز کرو۔ تحسین علی خاں مہاراج کو جلوخانہ میں لائے اور خلعت
پہنایا۔ دیوان لالہ سکہہ لال و بخشی لالہ گہر بخش و بابو اوساں سنگہ کو جیرا گوشوارہ و دو شالہ

مع شال رومال و نیم آستین پانچ پارچہ کا خلعت ہوا اور منور تھ خواص کو دو شالہ شال عطا ہوا۔ اور سات پارچہ کا خلعت بابو سرب جیت سنگھ کیواسطے ہوا کیونکہ گورنر جنرل نے پہلے ہی سے کہلا بھیجا تھا کہ سرب جیت سنگھ پیروں سے معذور ہونے کی وجہ سے حاضری دربار سے مجبور ہیں۔ مگر چونکہ قابل خلعت بخشنے کے ہیں لہذا غائبانہ سرفراز کئے جاویں۔

مہاراج نے خلعت کی نذر دی اور نواب صاحب نے قبول فرمایا اور موتی کا ہار گلے میں پہنایا اور سپر و تلوار ہاتھ میں دیا اور گجباگ نقرئی اپنے ہاتھ سے مہاراج کے کندھے پر رکھدیا۔ مہاراج نے ان چیزوں کی پھر نذر دی اور رخصت ہوکر اپنے فرودگاہ پر آئے۔ مہاراج بہادر کے فرودگاہ پر شاگرد پیشہ نواب صاحب وکہاریاں بیگم صاحبہ کی و شہدے و شہدنیں و فقرا شہر حاضر ہوتے گئے اور مہاراج کے یہاں سے حسب رتبہ و لیاقت پاکر خوش خوش واپس ہوتے گئے۔ مہاراج کے اس انعام میں دس پندرہ ہزار روپیہ خرچ ہوئے۔

صبح کو نواب نامدار جانب لکھنؤ روانہ ہوئے۔ اور گورنر جنرل صاحب براہ سرجو کلکتہ کی طرف گئے اور مہاراج گفتار گھاٹ نہا کے مقامات معبدگاہ کی زیارت کرکے بیراگی اور بشنو کو بہت کچھ دیکر آصف باغ و دیگر مقامات کی سیر کرتے اپنی منزل پر آئے اور پگڑی باندھنے والوں سے پگڑیاں وضعدار خرید کرکے سب کے سروں پر بندھوائیں اور وہیں سے ایک ہتھنی جواہر علی خاں خواجہ سرا سے آٹھ سو روپیہ کو خرید کرکے اوسی پر سوار ہوکر تیسرے پہر کو کوچ کرکے بھرت کنڈ میں شب کو قیام کیا اور منزل بہ منزل کوچ کرکے علاقہ الہ آباد میں آئے۔

مہاراج بہادر نے اسباب و ہمراہیان کو چھوڑکر جریدہ سواری خوشحال رائے صوبہ دار الہ آباد کے پاس جو فرزند راجہ نول رائے تھے اور اونکا مکان قلعہ کے نیچے پورب کیطرف

تھا۔ تشریف لیجا کر دو روز مقام کر کے قلعہ کی خوب سیر کی پھر سوار ہو کر چوک میں ہوتے ہوئے خسرو باغ میں آئے۔ اور چمن چمن روش روش سیر کر کے بلوہ گھاٹ پر کشتی پر سوار ہو کر اوسکا لطف دیکھتے ہوئے اپنے مقام پر آئے اور علی الصباح غسل تربینی کر کے اپنی لشکر میں آکر کوچ کا حکم دیا۔ اور منزل بمنزل براہ طمانچہ آباد سفر کرتے ہوئے مع الخیر رام نگر میں آئے۔ قلعہ میں پہونچکر مہارانی صاحبہ و نیز دیگر بزرگ جو قابل نذر تھے۔ نذر دیا اور باہر آنکر مسند راج پر جلوہ فرما ہوئے۔ بنارس و رام نگر کے رئیس و مہاجن و رعایا سب نے نذریں دیں۔

مہاراج جو تحفہ جات و اشیاء نفیسہ ہمراہ لائے تھے مع پرشاد کے ادنے اعلیٰ لوگوں کو تقسیم فرما کے رام نگر میں استقامت فرما ہوئے۔

ذکر صحبت عیش و عشرت مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ و بنا جھولا ساون و شوق ستار وغیرہ

ایک سال جب ساون آیا تو مہاراج نے اپنے شوق ہمہ جہت سے جھولا کی بنا اس طور سے ڈالی کہ باغ میں جھولا ہو اور اس میں اسباب عیش و نشاط مہیا ہوں ہر درخت کے ڈالیوں پر لعل لعل جھولے پڑے اور جھولے پر رنڈیاں سرخ پوشاک و زیورات مثل ٹیکا و سرسرے و مالا و جھومک و بالیاں و کرن پھول و چمپا کلی و کنٹھ مالا و ہیکل و زنجیر طلائی و نقرئی و چندن ہار و موتی کے مالے و دو لڑا و پنج لڑا و ستارٹا و دھکدکی و جگنو و دست بند

دنورتن دنونگا و بازو بند و بانک و کنگن دپہونچی دجہانگیری دچھلے پور پور دپای زیب دگوجرے دتوڑے دپہڑے وانگشتانہ وغیرہ پہنے ہوئے تہیں۔
مہاراج بہادر کا جہولا چبوترہ باغ پر پڑا رہتا جس میں کٹھ پتلیاں اور مورتیں جڑی رہتیں دو شہتیر رنگین جڑے ہوئے اوسپر سرخ ریشم کے رسے پڑے ہوئے اور تختہ سرخ رسوں میں بندہا رہتا اوسپر خود مہاراج رہتے اور دونوں طرف کو دو رنڈیاں پینگ مارتیں اور سب کے سب خوشی دخرمی کے ساتھ ساون گاتیں۔
باغوں میں ہر طرف رنڈیوں کا غول باہر باغ کے بازاریوں کا ہجوم رہتا قسم کی دوکان از قسم نان بائی دحلوائی دخوانچہ والے دتنبولی دتنباکو والے قرینہ سے دوکان آراستہ کئے رہتے جسکو جس چیز کی ضرورت ہوتی وہ بیسر وموجود رہتی اور سرکار سے ملتی مردوں میں سے بنارس کے شوقین وتماشہ بین سرخ پوشاک پہنے اپنی اپنی غول باندہے رہتے۔ ہر چہار طرف کو کالی گہٹا غم کی گہٹانے والی نہایت پر بہار اور جوش خوشی کے آثار وہ پورہا ہوا کا زور وہ پانی برسنے کا شور وہ بجلی کا کڑکنا وہ بادل کا گرجنا کبھی پانی کی پہوہار کبھی بوندیونکی بہار۔ پانی برسنے سے پپیہا کی پکار وہ کوئل کی کوکار۔ وہ موروں کی للکار عجیب سماں بندہا ہوا تہا۔ اور عجب قسم کی چہل پہل تہی۔
عین صحبت جہولا میں جلکیا سے ذریعہ بن رکہوار محافظ جنگل، خبر شیر کے موجودگی کی آئی اور معلوم ہوا کہ اس نے بہینسا مارا ہے۔ مہاراج سنگہ ہاتہی جنگی فیلبان پر سوار ہوکر گنگو خواص کو خواصی میں لیکر اور دیگر ہمراہیوں کو دوسرے ہاتہی پر سوار کراکے شب ہی کو روانہ ہوگئے آگے آگے پنج شاخے جلتے جاتے تہے اور بہوہار پانی کے سبب پڑتے جاتے تاآنکہ نالہ وندی اطے کرتے ہوئے صبح ہوتے جلکیا جا پہونچی اور بعد فراغ غسل وطعام سوار ہوکر جنگل میں پہونچکر مچان باندہے ہوئے پر بیٹہکر ہنکوا کرکے لاہوری بندوق سے گولی شیر کی پیشانی پر ماری کہ اوسی جگہہ دم پٹک کر مرگیا۔ مہاراج نے

خوش ہوکر اوسکو ہاتھی پر لدوالیا۔ اور واپس رام نگر ہوئے اور شام ہوتے ہوتے پھر تالاب پر آنکر اوسی جلسہ میں مشغول ہوئے۔ اوس شیر کے دیکھنے کا بھی ایک تماشا سا ہوگیا۔ اونہیں ایام میں مہاراج کو شوق ستار بجانے کا ہوا اور ستار جان بین کار کے شاگرد ہوئے دو شالہ دشال و رومال و اشرفیاں و روپیہ و جوڑے دئے مٹھائیاں تقسیم ہوئیں اوس شوق نے ایسی ترقی کی کہ شب و روز ستار بجایا کرتے اور اوسی عیش و عشرت میں اوقات بسر کرتے۔ یہہ جلسہ اسیطور سے پانچ چار برس رہا۔ اور کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

بناء راجہ تالاب و مندر راہ پنچ کوس میں

دوہو صاحبہ یعنی مادر گرامی راجہ اودت نارایں سنگھ و زوجہ مہاراجہ مہیپ نرائن نے جب دیکھا کہ مہاراجہ اودیت نارایں نے دس لاکھ اشرفیاں یکبار لارڈ سرجان شور گورنر جنرل کے تعمیل حکم کی نیز اُنکے اخراجات ذاتی متعلق شوق خود بڑھے ہوئے ہیں۔ روپیہ بچنا اور جمع رہنا مشکل ہے لہذا ہم بھی اپنا نام کرجائیں تاکہ تقارا اس تئے تک زمانہ میں ہماری یاد باقی رہے۔

اوسی خیال سے پنچ کوس بنارس کے راہ میں کوئی یادگار بنانے کا قصد ہوا۔ کیونکہ مذہب ہندو میں بنارس کا طواف اسی پنچ کوس کے راہ سے اعظم ترین عبادت ہے چونکہ اوسکو ہر امیر و فقیر پیادہ پا بجالاتا ہے۔ اور ہر صاحب حیثیت بقدر استطاعت خود اُن جاتریوں کو راحت پہوچانا ثواب عظیم سمجھتا ہے اسی خیال سے رانی صاحب کے طرف سے بھی ایک تالاب وشیوالہ و باغ و مکان تیار ہونے کا حکم ہوا۔ چنانچہ اس کا اہتمام سیوک چودھری کو دیا گیا اور اونہوں نے نہایت مستعدی سے اسکو مدت کافی میں تیار کرایا جب سب کام وہاں کا ختم ہوگیا تو حسب رواج شادی باغ و تالاب کی گئی اور سب لوگ

قلعہ سے گئے اور بڑی خوشی و خورمی سے پوجا وغیرہ ہو کر برہمنوں کو کھانا کھلایا گیا اور دود ہو صاحبہ کا بڑا نام ہوا۔ راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ ابتک انکی یادگار میں یہہ تالاب و مندر و باغ و مکان موجود ہے۔ رتھہ جاترہ کی رسم اساڑھ میں اسی راجہ تالاب سے شروع ہوتی ہے اور نہایت جلوس و تزک و احتشام سے رستہ مذکورہ روانہ ہوکر جانب گنگا پور جاتی ہے یہہ تالاب اگرچہ رانی صاحبہ مذکور کا بنوایا ہوا ہے مگر مشہور نام اسکا راجہ تالاب ہے۔ قریب قریب ہر سال روز مذکور یعنی رتھہ جاترہ میں مسند نشین ریاست جاتے ہیں اور اس رسم کو ادا کرتے ہیں۔ تالاب نہایت وسیع و پختہ ہے اور سڑک سے متصل ہے۔ مسافروں کو انتہا درجہ کی راحت و عافیت اُس سے ہوتی ہے اطراف سڑک میں بڑے بڑے درخت سایہ دار ہیں۔ بازار میں اشیاء ضرورت بھی مل جاتی ہیں۔ گنگا پور کے قلعہ سے جو کہ اصل مسکن اس خاندان کا ہے بہت ہی قریب ہے۔ یہ تالاب بنارس سے جانب مغرب تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔

تاریخ الیٹری خلیفہ امیر علی بہ اضافہ عبارت

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ چونکہ شہر بنارس میں واقعہ عظیم فساد وزیر علی خاں عہد مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ میں ہوا لہذا بہ نظر ربط مقام حالات مختصر آصف الدولہ اور انکا انتقال پھر تخت نشینی وزیر علی خاں و انکے معزولی کیواسطے سرجان شور گورنر جنرل کا لکھنؤ جانا اور معزول کرکے نواب سعادت علی خاں کو مسند نشین کرنا لکھنا ضروری ہے تاکہ ناظرین کو ربط حالات سے دلچسپی رہے۔

تخت نشینی آصف الدولہ و مختار الدولہ کی ترقی سے عمایدین کا گریز کرنا چہار سرکار کا نکلنا فوجوں کو توڑنا۔

قتل مختار الدولہ - دوسری فوجوں کو توڑنا - ایرج خاں کی نیابت چندے رہنا پھر حسن رضا خاں کی نیابت - زمانہ مختار الدولہ میں سعادت علیخاں کے حالات و قیام بنارس جھاؤلال کے قید سے موت آصف الدولہ - مسند نشینی وزیر علیخان - حرکات وزیر علیخان سے سرجان شور گورنر جنرل کا لکھنؤ جانا اور قید کرنا

جب مغلوبی افغانان سے اور اونکے ملک کے تہوڑے حصہ کو اونکو عطا کرنے اور بقیہ شامل روہیلکھنڈ کرنے اور اپنا قبضہ کر لینے سے شجاع الدولہ کو فراغت حاصل ہو چکی تو شجاع الدولہ نے تہوڑے ہی زمانہ کے بعد انتقال کیا اور اونکے بیٹے مرزا امانی عرف آصف الدولہ کہ ابہی اونکے والد دفن نہ ہو چکے تہے مسند نشین ہوئے اور صدائے نقارہ در دولت پر بجنے لگی - آصف الدولہ کا خرچ بہت زیادہ تہا اور نہایت عیش پسند تہے جب تخت اودہ پر جلوس کیا تو میر مرتضیٰ خاں برادر زادہ مصطفوی خاں کو کہ میر سامان خانہ اونکا زمانہ صاحب زادگی سے تہا خلعت نیابت کل دیکر ہفت ہزاری و صاحب نوبت کیا اور ماہی مراتب

بہی بخشا اور خطاب مختار الدولہ سے سرفراز کیا۔ اونکے پدر کے رفقا مثل ایرج خاں و شیدی بشیر وغیرہ کے اپنی امید سے مایوس ہوکر اپنے اپنے فکر میں پڑگئے ایرج خاں نے بہانہ حصول اسنادِ حضور بادشاہ اور بناء کرنے معنبو طی دوستی نجف خاں (جن کے عروج کا تذکرہ آیندہ آرہا ہے۔) کے روانہ شاہجہان آباد ہوے اور اپنا نکل آنا غنیمت جانا۔ اور تہوڑے ہی زمانہ کے بعد آصف الدولہ مع کل افواج کے بوجہ عدم موافقت با مادر وحیدہ خود یعنی بہو بیگم صاحبہ زوجہ شجاع الدولہ و نواب بیگم زوجہ صفدر جنگ جدہ آصف الدولہ جانب لکہنو روانہ ہوئے اور شہر سے نکلکے نے پراپنی ماں بہو بیگم صاحبہ کو پیام زر خزانہ پدر بہیجا اور اقسام اقسام کے کلمات ناخوش لپسر و مادر میں ہوئے آخر معتدبہ روپیہ دیتے بشرط فارغخطی قبول کیا اور آصف الدولہ نے ظاہر میں پچاس لاکہہ روپیہ اپنی ماں سے لیکر فارغخطی مال پدر سے لکہدیا۔

چونکہ آصف الدولہ نے زمانہ صاحبزادگی میں چند نفر تلنگہ کو مقرب بنا رکہا تہا اور وہ تمام وقت مثل سایہ کے حاضر رہتے اب وقت اختیار میں ہر ایک ان پیادہ ہائے ہندو کو خطاب و منصب و خدمات و رسالہ کئی سو سوار و پالکی جہالردار دیکر ایک کو ان میں سے حکومت بیسواڑہ دیا اور ایک کو کہاردان پالکی اپنے سے اوسی زمرہ میں منسلک کر رکہا تہا اوسکو راجہ مہرا کا خطاب دیا۔ اوسکے مقربین بجز پونج وادنے لوگوں کے نہ تہے لیعد چندے لکہنو پہونچکر مقیم ہوئے۔ اور تہوڑے زمانہ بعد طرف اٹاوہ کہ منتہائے حدود ملک اونکا انتر بیدہ میں تہا جاکر خیمہ زن ہوکر عرصہ تک مقیم رہے وہانپر اپنے چہوٹے بہائی مرزا سعادت علیخاں کو کہ حکومت ملک افاغنہ رکہتے تہے مع شیدی بشیر کے طلب کیا جب حاضر ہوئے تو اول شیدی

بشیر کو سوء مواطنت کرکے غافل کیا اور بعد چندے بعض جمعداروں کو مخفی اشارہ کیا کہ شیدی بشیر کو گرفتار کرا دیں۔ شیدی بشیر قبل از دہام مطلع ہو گئی بعض اپنے مخلصان کے ساتھ تجرمیں تیے کر کیا کریں۔ دفعۃً لوگ پہونچ گئے۔ میر بہادر علی ایک سید نجیب بارہہ نے کہا اپنی زندگی تک ان لوگوں کو میں مشغول رکھوں گا آپ جسطور سے ممکن ہو اس مہلکہ سے نکلکر دریا کے گھاٹ تک کہ بہت کم فاصلے ہے حدود ملک نجف خاں ہیں کہ دریا کے اس طرف ہے پہونچ جاویں اور اپنی سواری پر کہ تیار تھی سوار کرکے ہمراہی میں چند شخص کرکے کہا جہانتک ہوسکے بھاگ جائے اور آپ متوجہ ان لوگوں کے ہو کر لڑنے لگے شیدی بشیر تو نکل گئے اور میر بہادر علی داد بہادری دیکر شربت موت پی چکے۔

اور مرزا سعادت علی خاں بھائی آصف الدولہ نے یہ برتاؤ کیا کہ اونکو ذریعہ رزیڈنٹ حکومت صوبہ کٹہر سے جس میں کہ اپنے پدر شجاع الدولہ کے زمانہ سے بعد جنگ و فتح روہیلکھنڈ حاکم صوبہ بریلی تھے علحدہ کیا اور صورت سنگہ کو کہ وہ بھی عہد پیدے کام دیوانی پر مقرر تھے حاکم بنایا پھر رزیڈنٹ سے کہلایا کہ مرزا سعادت علی خاں صوبہ بریلی میں نہ رہیں بلکہ میرے پاس رہا کریں میں بہ نسبت اور بھائیوں کے اونکی کفالت زیادہ کروں گا کیونکہ دستور قدیم ہے کہ بعد باپ کے بڑا بیٹا وارث و جانشین ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائی اوسکے تابع فرمان رہتے ہیں۔

صاحب نے جواب دیا کہ نواب شجاع الدولہ نے اونکو لائق سمجھکر صوبہ کٹہر کا اپنی زندگی میں مالک و مختار کر دیا ہے اور وہ صاحب فوج ہیں لہذا ہم اس میں دخل نہیں دیسکتے۔ ہمارے نزدیک اونکی وہاں کی معزولی

آپکے واسطے موجب نیکنامی ہے وہ آپ کے مرہون منت ہوکر مثل غیر صوبہ دار کے باطاعت رہیں گے اور آجتک کوئی امر خلاف بھی اُنسے ظاہر نہیں ہوا۔

مختار الدولہ نے نشی کر جانب آصف الدولہ سے یہ شعلہ بھڑکایا کہ اگر یمین الدولہ بدستور حاکم صوبہ مذکور رہیں گے تو اور بھائیوں کو بھی حوصلہ خودسری ہوگا۔ اور ایک ریاست میں دو حاکم سے انتظام نہ ہو سکے گا۔ اور جب اونکو ایک صوبہ ملا ہے تو اور بھائیوں نے کیا قصور کیا ہے اونکو بھی حسب مراتب ممالک محروسہ میں دیا جاوے۔ اور جبکہ مجھے مسند نشین کیا ہے تو سب بھائی میرے سپرد ہونا چاہئے۔ اور میں اونکے فراخور حال متکفل رہوں گا۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو میرے واسطے کچھ جاگیر ہو جاوے اور دوسرے کو مسند نشین کر دیجئے۔

راقم عرض کرتا ہے کہ

صاحبان بصیرت غور کر سکتے ہیں کہ ایسی قسم کے عقل و سمجھ اور ایسے ہی مشیر دن کی رائے سے دوسری قوموں نے دخل تمام پایا ورنہ اپنا عزیز جس سے کسی قسم کی مخالفت نہیں پائی گئی اوسکو علحدہ کرنا اور اپنی کمزوری و کم قوتی و بے اعتباری سے دوسرے سرکار کو حمایت دلملک میں طلب کرنا اور جب وہ کلمہ حق کہے تو ناراض ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

صاحب رزیڈنٹ نے یہ کلمات رنجش آمیز سنکر جواب دیا ہم تابع فرمان گورنر جنرل ہیں اونکو حالات لکھتے ہیں جیسا حکم آویگا عمل کریں گے۔

خلاصہ بعد گفتگوئے کثیر کے مختار الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ کو راضی کرکے اس امر خاص کا اختیار آصف الدولہ کو دلوایا اور شقہ طلب یمین الدولہ روانہ ہوا۔

یمین الدولہ سعادت علی خاں نے اپنی فہم و فراست کو دخل دیا انجام کار کو

خیال کرکے اپنی فوج کی قوت پر بھروسہ نہ کرکے صبر وسکوت کو اختیار کیا کیونکہ اس وقت داسطہ انگریز ہو رہے تھے اور جنگ میں مقابلہ انگریزوں سے ہوتا. اس دانشمندی واطاعت وسمجھ کی وجہ سے وثوق یمین الدولہ کا حکام انگریزی وگورنر جنرل پر ہوا اور مستحق ریاست سمجھکر باعتبار لیاقت امیدوار دقت کیا.

یمین الدولہ لکھنؤ پہونچکر قریب سعادت گنج فروکش ہوئے وہیں پر نواب غازی الدین حیدر پیدا ہوئے بروایت ثقات آصف الدولہ کا خیال تھا کہ غازی الدین حیدر کو متبنی کریں مگر یمین الدولہ کو خیال عالی تھا کہ میں خود اس مسند پر بیٹھوں گا او سوقت یہ جانشین ہوگا. ہاں یہ ذہن میں تھا کہ تا بلوغ اسکے اگر بھی مجھے اپنا نائب کاروبار کریں تو کیا مضایقہ. لیکن صاف نہ کہتے اور آصف الدولہ نے بھی مشیروں کی رائے نہ دینے سے توجہ نہ کی. کیونکہ اگر یمین الدولہ ہوتے تو اُن لوگوں کو موقع خورد برد کا کیونکر ملتا.

غرض چند روز بیکر رنگ دربار و مزاج آصف الدولہ وحال ارکان دولت دگرگوں دیکھکر برخاستہ خاطر ہوکر برضامندی نواب آصف الدولہ تین لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کراکے بنارس درگاکنڈ میں مقیم رہے. اور انگریزان کلکتہ و گورنر جنرل سے پورے اعزاز پر ملاقات رکھی. زمانہ قیام بنارس میں نواب گورنر جنرل اور لارڈ کارن والس صاحب بہادر سے خط وکتابت تھی اور وہ لوگ بھی اونکو تسکین دیکر بعد برادر امیدوار رکھتے. جب کلکتہ جاتے تو صاحبان عالیشان لازمہ مہمانداری کو پورے طور پر انجام دیتے احترام سواری یہ تھا کہ کسی کی سواری اُنکے آگے نہ جاتی اور اگر کوئی نکل جاتا تو جابک کھاتا. انکے ملازمین شہر میں ہتھیار بند گھومتے. ان پر کسی طرح کی سماعت نالش نہ ہوتی

محرم میں انکی وجہ سے خراب نہ ہلتی۔ وہیں پر مقدمہ بازی خندق کلکتہ ہوا جنرل قلعہ نے خندق کا پار ہونا گھوڑے سے ناممکن سمجھکر قلعہ کی شرط کردی۔ نواب یمین الدولہ نے بہت انگریزوں کے سامنے اپنا گھوڑا مع سواری خود خندق کے اوس پار کردیا۔ اور قلعہ کا دعوے حسب شرط کیا۔ مگر بعد تنقیح یہہ جواب پایا کہ ملکیت غیر پر شرط ناجائز ہے مگر بجائے سعادت علی خاں یہہ دروازہ مقفل رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی رہا تا اینکہ بعد انتقال نواب سعادت علیخان نواب غازی الدین حیدر نے بپاس لارڈ ما یرا اس دروازہ کو کہلوا دیا۔

کار نیابت مختار الدولہ کا اِس حد تک پہونچا کہ بجز نام کے حکومت آصف الدولہ سے اور کچھہ نہ رہا اور اس نے اپنے بڑے بہائی سید محمد خان نامی کو خطاب اقتدار الدولہ بہادر و نیابت صوبہ الہ آباد و نوابی اور تمام اپنے اقربا و دوستوں کو مراتب زیادہ از لیاقت پر پہونچا کر تمام ملازمین قدیم و جدید شجاع الدولہ و آصف الدولہ کو عنایت و رعب سے اپنا متوسل کرلیا اور کسی کو مجال نہ تہی کہ دم مخالفت مار سکے۔

اخراج چار سرکار بنارس کا ذریعہ مختار الدولہ احمق کے ہوا کہ محض سخنان بیفروغ مسٹر جان برسٹو ریذیڈنٹ سے خوش و مغرور ہوکر آصف الدولہ کو کہ کام ملک داری سے نہ رکہتے تہے، راضی کرکے سند عطا اس ملک کی دلوادی اور باوجود ایسے تواضع نمایاں کے اپنے استقلال و حمایت کیواسطے کوئی عہد و پیمان ارباب کونسل سے نہ لیا اگر چاہتے تو ایسا عہد لے سکتے تہے کہ کوئی نگاہ تند سے اونکو نہ دیکھہ سکے مقتول ہونا جسکا تذکرہ آرہا ہے۔ کیا معنی۔

خلاصہ بنارس مع توابع کے ضمیمہ بنگالہ و عظیم آباد ہوگیا اور معاملات مالی و ملکی صوبہ اودہ و الہ آباد چنار گڈہ و کوڑہ و اٹاوہ وغیرہ ملک مقبوضہ آصف الدولہ میں بہی بغیر خوشی و اطلاع مسٹر جان برسٹو ریذیڈنٹ کوئی امر نہ ہونے پاتا اور آصف الدولہ اپنی فارغ البالی و آسائش کے واسطے باواز بلند کہنے لگے کہ مسٹر جان برسٹو میرا بہائی و مالک و مختار کار ہے

جو کچھ وہ کہیں اوسکی تعمیل کرو۔

آصف الدولہ نے اپنی آرام طلبی و عیش پسندی سے چاہا کہ فوج آراستہ پدرد سرداران تیار کردہ پدر کا خرچ فضول ہے لہذا انکے استیصال کی فکر میں پڑے جو خود بے پروبال ہونا تھا تا اینکہ نجیب بلٹن کو مختار الدولہ نے موقوف کیا۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ۔

شجاع الدولہ مغفور نے چار پانچ ہزار نجیب مفلس شاہ جہاں آباد و اطراف و جوانب کو جمع کرکے فی نفر پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کرکے نجیب بلٹن نام رکھا تھا اور سید احمد نامی ایک شخص کو اونکا سردار کردیا تھا اور اونکی تعلیم بہ قاعدہ انگریزی کی تھی اگرچہ بندوقیں اُنکی فتیلہ دار تھیں مگر چالاکدستی شلک (باڑہ) میں چقماقی کا کام دیتیں جو اس زمانہ میں انگریزی فوج میں برتی جاتیں بلکہ ان سے بھی زیادہ چست تھیں جب آصف الدولہ کو اونکا بے پروبال کرنا منظور ہوا تو اُس زمانہ میں وہ فوج کالپی کی طرف متعین تھی اونکو بلوا بھیجا جب قریب پہونچ گئے تو اپنی لشکر سے دور اونکو ٹھہرنے کا حکم دیا پھر کہلا بھیجا کہ توپیں داخل توپ خانہ کردیں اُن میں سے بعض توپیں تو انہوں نے داخل کردیں اور دو ایک توپ رکھہ چھوڑیں جب اُن دو توپوں و کل بندوقوں کے داخل کرنے کا حکم پہونچا تو اُن لوگوں نے جانا کہ منظور تنخواہ ندینا اور ذلیل و بے آبرو کرنا اور تفرقہ جماعت منظور ہے اُن لوگوں نے جواب دیا کہ جب ایسا حکم ہورہا ہے تو پہلے ہماری تنخواہ جو سرکار میں ہے عطا ہوجائے تو ہم بندوق و توپوں کو داخل کردیں آصف الدولہ سنکر برہم ہوئے اور مختار الدولہ کو حکم دیا کہ یہ لوگ سرتابی کررہے ہیں انکی تادیب کرنا چاہئے۔ مختار الدولہ نے عذر کیا کہ یہ سب ملازم سرکار ہیں اور حق بجانب ہیں محض اپنی تنخواہ چاہتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی غرض نہیں ہے آصف الدولہ نے

کہاکہ اگر تم انکے مقابلہ کو نہیں جاتے ہو تو میں خود جاؤں گا۔

مجبوراً مختارالدولہ فوج ملازم خود متعینہ سرکار کو لیکر مقابلہ کو گئے۔ نجیب پلٹن کے سردار سید احمد اگرچہ مرچکے تھے مگر پھر بھی وہ لوگ صفیں آراستہ کرکے لڑنے لگے اور یہاں تک نوبت پہونچا دی کہ قریب تھا کہ مختارالدولہ کو اپنے سامنے سے ہٹادیں مگر چونکہ اژدہام جانب مختارالدولہ زیادہ تھا بعد زد و خورد لائق و مقتول و مجروح یاران موافق کے کہ جماعت کثیرہ تھی تھوڑے باقی ماندہ جب زخمی ہوچکے تو ظفر سے مایوس ہوکر اپنی اپنی راہ پر چلدئے اور بہت سی خلق خدا طرفین سے کہ سب ملازم آصف الدولہ اور اسکے زور بازو تھے نابود و تباہ ہوگئے۔

اسیطور سے بے عقلی آصف الدولہ و غرور و حماقت مختارالدولہ سے اکثر اراکین ناراض رہتے۔ اکثر ملازمان سرکار آصف الدولہ خصوص بعض خواجہ سرایان کہ شجاع الدولہ نے بہ تتبع فوج انگریزی انکو جنرل قرار دیکر ہر ایک کے ساتھ چھ سات پلٹن اور چند ضرب توپ دے رکھا تھا احوال صاحبزادہ بلند اقبال کو دیکھکر اپنے دلمیں خیالات تراشا کرتے منجملہ اُنکے بسنت خاں خواجہ سرا تھے کہ معتمد شجاع الدولہ تھے اور واقع میں جری شخص تھے۔ لہذا مختارالدولہ سے دعوائے ہم چشمی رکھنے میں اُنکے مطیع نہ ہوتے اور اکثر ناچاقیاں ہوتی رہتیں اور وہ اونکو وسائل صاف کرنا چاہتے تا اینکہ الیمرتبہ بہت کدورت بڑھگئی۔

تھوڑے زمانہ کے بعد آصف الدولہ بھی باطن میں مختارالدولہ سے ان کی خودرائی اور اتفاق کرلینے سے مسٹر جان برسٹو کے آزردہ ہوگئے اور انکے اوکھاڑنے کی فکر میں ہوئے بسنت خواجہ سرا نے مافی الضمیر نواب کو سمجھکر چاہاکہ کسی طور سے قابو پاکر مختارالدولہ کو مارڈالے۔ تا اینکہ رضائے آصف الدولہ حاصل کرنیکے بعد بسنت نے از راہ حیلہ و تزویر سے بنا دوستی ڈالی۔ اور عہد و مواثیق کاغذ کو درمیان میں لاکر

مختار الدولہ کی دعوت کی اور یہہ مقرر کیا کہ اول روز تشریف لاکر دونوں وقت کہانا نوش فرمادیں اور تمام دن ورات لہو لعب میں گذرانکر آخر شب اپنے مکانپر واپس آویں اسکو مختار الدولہ نے قبول کر لیا۔ روز مقررہ پر کہ آخر روز زندگی کا تہا دربار میں آئے اور آصف الدولہ سے اجازت لیکر بسنت کے مکان پر گئے۔ بسنت نے بعض اپنے مخلصان سے مراد علی ولطف علی کو قتل مختار الدولہ پر تیار کر رکہا تہا۔ جب مختار الدولہ آئے تو دروازہ تک بسنت نے استقبال کیا اور بکمال تواضع وفروتنی سے سواری سے اوتارا اور مسند پر کہ اونکے واسطے بچہا رکہی تہی بٹہایا۔ چونکہ موسم گرما تہا اور ارباب استطاعت آفتاب بلند ہوجانے پر تہہ خانہ ہوا کرتے تہے۔ لہذا بسنت نے تہہ خانہ میں جانے کی تکلیف دی اور ایک تہہ خانہ میں کہ نہایت پر تکلف کر رکہا تہا اور گویا اسی کام کے واسطے بنا رکہا تہا بہیجا اور وہاں پر اوس عورت کو بہی بلوایا جو اونکی محبوبہ تہی۔ اور دربار کے کپڑے بہی اتروا دیئے۔ جب دوپہر ہوئی۔ اور مختار الدولہ نے اپنے مصاحبوں کو بہی رخصت کر دیا اور آمادہ خواب ہوئے جو حقیقت میں خواب آخرت تہا۔ اور خدمتگاروں نے بہی اپنی اپنی جگہ پر آرام کیا۔ تو مراد علی داوسکے بہائی دو تین شخصوں کو لیکر ایکبارگی ٹوٹ پڑے اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ بعض خدمتگار اوسکے بہاگ کر اوسکے خیمہ میں جا پہونچے۔

بسنت اپنی فوج وتوپخانہ تیار کرکے دو تین کمپنی کو لیکر مسند حضور آصف الدولہ ہوئے دروازہ کے پہرہ داروں نے تہوڑے فاصلہ پر فوج کو ٹہرا کر تنہا جانے کا حکم دیا۔ بسنت حالت نشہ میں تلوار کہینچے ہوئے آداب مبارکباد بجالائے کہ حسب حکم حضور حضور کے دشمن کو مار آیا۔ آصف الدولہ کو اپنی جان کا خوف ہوا

کہا تلوار کھینچے ہوئے کیوں آئے گیا میرا بھی ارادہ ہے اُس نے جواب دیا کیا مجال کیا نمک حرامی کروں گا۔ آصف الدولہ نے کہا تلوار پھینک دو اس اجل گرفتہ نے پھینکدیا جب خالی ہاتھ ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ مار ڈالیں حسب حکم وہ بھی مارے گئے۔ اُنکے چچا یا خالو جن کو بڑے مرزا کہتے تھے اور حضور آصف الدولہ میں تھے بعد مارے جانے لبسنت کے بھونچے اور اونکو مقتول دیکھکر متحیر ہوئے آخر اپنی حفظ آبرو کے واسطے تلوار کھینچکر کہا اگر کوئی مجھ سے تعرض نہ کرے تو میں بھی متعرض نہ ہونگا۔ آصف الدولہ کو چونکہ اپنی جان کا خوف ہو چکا تھا لہذا باواز بلند کہا کہ اگر جاوے تو کوئی اُس سے متعرض نہ ہو۔ اس نے بھی نکل جانا غنیمت سمجھا چونکہ جرأت رکھتا تھا لہذا کوئی اُس سے مزاحم نہ ہوا۔

آصف الدولہ نے دوسری فوج کے توڑنے کی فکر کی اور وہ فوج محبوب علیخان خواجہ سرا کی تھی کہ جو انگریزی سردار کے ذریعہ سے شکست کی گئی۔ اور وجہ تنگدلی فوج کی کہ جو فی الحقیقت اپنی بیخ و بنیاد کھودنا تھا مزاج آصف الدولہ میں یہ تھی کہ وہ نہایت آسائش دوست تھے اور کوئی بات بجز بازیچۂ طفلانہ مثل پتنگ اوڑانا مرغ لڑانا چوسر بازی وغیرہ کے نہ کرتے اور دوسرے کاموں سے نہایت بیزار و نفرت رکھتے تھے اور ایک لمحہ بھی ریاست کے کاموں میں دخل دینا نہ چاہتے تھے چونکہ انگریزوں کو جانتے تھے کہ وجود مجھ ایسے سردار بے آثار کا مغتنم جانکر راضی تکلیف دہی پر مرے نہ ہونگے۔ لہذا زمام ملکداری اونکے ہاتھ میں سپرد کر کے فارغ البالی سے بسر کرنے کی فکر تھی

اصحاب انگریزی کہ نہایت دانا و ہوشیار ہیں وجود ایسے شخص کا لطیفہ غیبی سمجھتے اور کسی طور سے اونکی ناخوشی کے خواہاں نہ ہوتے اور کل معاملات ملکی و انتظام

فوج اپنے اختیار میں رکھکر درپردہ مالک ملک و فوج وخزانہ رہنا چاہتے اور خوبی اتفاق یہ تہی کہ طرفین سے غنیمت سمجہتے مگر شجاع الدولہ کا گہر کہ یادگار امراے عظام وخانۂ اُمید لاکہوں ہندو و مسلمانوں کا تہا مسکن وماواے چند اراذل کا ہو کہ نشان اُن بزرگوار و نکا نہ رہ گیا۔ اور اگر صاحب رفاہ رہے تو چند پیادگان بکسریہ اور فیلبانان و کہاران وغیرہ رہے۔

خلاصہ سرداران زمانہ شجاع الدولہ کو اس قسم کی حرکات واوضاع آصف الدولہ کے دیکہکر ہر شخص کو اپنی فکر پڑی ہی۔ منجملہ انکے محبوب علیخاں خواجہ سرا کہ تہوڑی سی جرات وغیرت رکہتے تہے حیران رہے تہے کہ کیا کریں مگر دس بارہ ہزار کی جمعیت سوار و پیادہ ہاے جنگاتی و اسباب شایستہ اُنکے ساتہ تہا اور وہ کوڑہ واٹاوہ کی طرف حسب حکم شجاع الدولہ بکمال سطوت و اقتدار سے گذرانا کرتے۔

آصف الدولہ کے ذہن میں آیا کہ اونکی فوج اس طور سے توڑ دی جاوے کہ وہ کسی طرف جانے نہ پاویں اور محض چند شخصوں کو لیکر حاضر حضور رہیں محبوب علیخان کو کسی طور سے اس ارادہ کا پتہ چل گیا تہا لہذا وہ یہی چاہتے تہے کہ اگر آصف الدولہ اپنا ارادہ ظاہر کریں تو اُس وقت مجبوری سے تنگ نمک حرامی کو گوارا کرکے نجف خاں بہادر سے ملجاؤں۔

آصف الدولہ نے مسٹر جان برسٹو سے مشورہ کرکے ایک فوج انگریزی کو چند کپتانوں کی سرداری میں اس کام پر مقرر کیا اور اغیار سے مخفی روانہ کر دیا۔ کپتانان مذکور کسی طرف کے جانے کا بہانہ کرکے مثل مسافروں کے متصل لشکر محبوب علی خاں پہونچے اور ملاقات محبوب علیخاں چاہی انہوں نے بہی مضائقہ نہ کیا تا اینکہ ملاقات ہوئی اور باہم دگر دید و باز دید عمل میں آئی۔ تین چار روز کے بعد کپتان مع اپنی فوج کے آخر شب کوچ کرکے اول صبح سر پر لشکر

محبوب علی خاں کے پہونچی۔ تمام لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضاء حاجت کو گیا ہوا اور کوئی سو رہا تھا صرف چند تلنگہ سنتری کو پہرہ پر تھے مانع ہوئے۔

افواج انگریزی نے نماناور متصل بدشکل دبارہ ہے کہ کھڑے ہوکر کہاکہ ہم کسیطرف کو جانا چاہتے ہیں جسکی راہ بجز درمیان لشکر کے نہیں ہے۔ مردم لشکر نے ممانعت کیا ان لوگوں نے نہ سنا اور مستعد پرخاش پر ہوگئے۔

لشکر محبوب علی خاں تیار نہ تہا ایک بارہ ہونے کے ساتھہ بہت سے لوگ زخمی ہوگئے اور باقی ماندہ بھاگ نکلے۔ محبوب علی خاں اس ماجرے کو سنکر حیران ہوگئے چونکہ ملاقات کے وقت عہد و پیمان ہوگیا تہا لہذا بضرورت کپتان مذکور سے رخصت لیکر مع اپنے اسباب کے خدمت آصف الدولہ میں پہونچے۔ وہ تو خود اسی بہی بات چاہتے تہے لہذا مشمول عواطف کرکے تنخواہ اُنکے واسطے مقرر کردی۔

لطافت علی خاں خواجہ سرا کہ وہ بہی کمیدان ملکہ مالک چار پانچ پلٹن کے تہے ان حالات کو دیکہکر اپنے رستگاری کے فکر میں ہوئے۔ چونکہ ہمیشہ سے مقرر تہا کہ ایک فوج جانب شجاع الدولہ سے حضور بادشاہ میں رہے اور کوئی اس کام کے واسطے تجویز ہو رہا تہا جب وہ نامزد ہوئے تو انہوں نے نکل جانا غنیمت جانا اور وہاں کی تعیناتی منظور کرلی اور حضور بادشاہ میں جاکر نواب نجف خاں سے ملاقات کرکے اپنی اوقات گذاری کرنے لگے۔ اوسی زمانہ میں مختار الدولہ کے بہائی مقید ہوئے اور اونکا مال ضبطی سرکار میں آیا اور ان کے مختار الدولہ اور لڑکی و عورت کے واسطے ایک لاکہ روپیہ کی جاگیر سالانہ کی مقرر ہوئی اور آصف الدولہ مع کل اتباع و جان بریسٹو وغیرہ صاحبان انگریز کے لکھنؤ میں مقیم ہوئے۔ اور نواب بیگم زوجہ صفدر جنگ مادر شجاع الدولہ و بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ مادر آصف الدولہ جو تعدد میں استحقاق پر ... کی

فیض آباد میں رہ گئیں۔ اور اونہوں نے اپنا روپیہ گورنمنٹ انگریزی میں جمع کرکے اپنے ملازمین وغیرہ کا وثیقہ علحدہ کرلیا۔ جو کتاب عہدنامہ انگریزی مترجمہ کنہیالال منضرم میں ذکر عہدنامجات اودھ میں مرقوم ہیں۔

کار نیابت کے واسطے بعد قتل مختار الدولہ چونکہ دوسرا شخص نظر میں نہ آیا۔ لہذا لہذا آصف الدولہ نے ایرج خاں کو جو بہانہ اودھ سے جانب شاہجہاں آباد چلے گئے تہے رقایم استمالت لکہنا شروع کیا مگر اُن پیر خردمند کو عہد وقول صاحب زادہ پر چونکہ اعتماد نہ تہا۔ لہذا جان برسٹو کے نام استدعا خط طلب متضمن عہد وپیمان حفظ آبرو چاہا جب انکا خط گیا تو لکہنؤ آئے اور بعد ورود کے منصب نیابت واختیار تمام معاملات سے سرفراز وعنایت خلعت وفیل وپالکی جہالردار ونوبت ودیگر مراتب امارت سے ممتاز ہوئے۔

محض دو تین ماہ ایرج خاں کار گذار ومرجع صغار وکبار آصف الدولہ وممالک محروسہ انکے رہے اوسی زمانہ میں تہوڑا سا انتظام معقول کیا تہا اور جان برسٹو سے سوال وجواب جاری رکہا تہا کہ آپ علاقہ ملکی ومالی کاموں سے نہ رکہیں اور جسقدر روپیہ قرض کا دعوے ذمہ آصف الدولہ رکہتے ہیں اُنکے اقساط مقرر کرکے مجہے نقد لے لیں اور طریقہ قدیم عہد شجاع الدولہ پر موافق عہد وپیمان کے کہ کمپنی سے اور اُن مرحوم سے ہوا ہے پابند رہیں اور اگر آپ کو منظور نہ ہو تو بندہ کونسل سے گفتگو کریگا۔ مسٹر جان برسٹو انکے طلب کرنے سے نادم اور اپنے معاملہ میں حیران تہے کہ اسی عرصہ میں مادہ سوء القنیہ کہ سابق سے تہا زیادہ ہوکر منجر بہ استسقا ہوگیا اور ایک ماہ وچند روز مبتلا رہکر جہان فانی سے گذر گئے۔

آصف الدولہ کو فکر نائب نائب کی پڑ گئی اور جان برسٹو بہی تلاش میں تہے چونکہ حسن رضا خاں عہد شجاع الدولہ سے داروغہ باورچی خانہ ہونے کے علاوہ تہوڑا سا

تقرب رکھتے تھے اور آصف الدولہ کے زمانہ میں بھی تقرب بڑہا کر خلوت و جلوت میں حاضر ہوکر واسطہ سوال و جواب جان برسٹو رہے تھے لہذا تجویز نیابت کی دنوں میں گذری۔ مگر وجہ اسکے کہ جاہل محض تھے اور آرام طلب و عشرت خواہ اور لوگوں کے آمد و رفت و سوال و جواب سے کہ لازمہ ملکداری ہے متنفر تھے اور بعض صفات آخری میں اہم مرتبہ اپنے آقا آصف الدولہ تھے لہذا وہ خود استعفا اس امر سے کر رہے تھے۔ مگر خدا جانے کس وجہ سے جان برسٹو کی رائے اس امر پر قرار پائی کہ دوسرا نائب کارداں و معاملہ شناس اس نائب کو دیا جاوے اور نیابت کل ان عزیز کو دیا دے۔

اسمٰعیل بیگ نامی مغل ولایت زاد عیار ان روزگار اور نہایت دنیادار اور الہ آباد کی ڈاک کے داروغہ تھے کیونکہ اُس وقت میں بادشاہ الہ آباد میں موجود تھے اور فوج انگریزی وہاں پر موجود تھی۔ لہذا ہرکاروں اور جاسوس کا مقرر کرنا اور شاہجہاں آباد سے وغیرہ اُن مقامات سے جہاں پر سرداران انگریزی مامور تھے خبر منگوانا انکا کام تھا اُنسے اور حیدر بیگ خاں کابلی سے سازش اور طمع نفع تھی اور حیدر بیگ خاں بھی سبز باغ اونکو دکھلایا کرتے اور اسمٰعیل بیگ خان برسٹو سے وقت بیماری لارنج خاں سے تقریب اونکی کرتے رہتے۔

یہ حیدر بیگ و انور بیگ دونوں برادر کابلی زادہ عامل پیشہ زمانہ شجاع الدولہ میں مستاجر اکثر پرگنہ تھے مگر عمل تحصیل میں نہایت سخت گیر اور زمانہ شجاع الدولہ میں بوجہ باقیات مستاجری مقید رہے تھے تا انیکہ انکے بڑے بھائی اسی دار دیگر میں مر گئے اور حیدر بیگ خاں بسعی و حمایت بعض مقربان رستگاری پا گئے تا آنکہ مدد بخت و اقبال سے نیابت دو کرور کے ملک کی کہ فی الحقیقت اصل مالک ہونا ہے ترقی کرکے پاگئے۔

خلاصہ حسن رضا خاں نائب اور حیدر بیگ خاں نیابت حسن رضا خاں میں مقرر ہوئے

اور دونوں کو بہ تفاوت قدر مراتب خلعت فاخرہ و جواہر و اسپ و فیل ملے اور حسن رضا خاں نے جاگیر لاکھ روپیہ کی پایا۔

ملخص التواریخ: دفتر سوم

اس وزیر کے زمانہ میں بہت سے مذہب شیعہ کو ترقی ہوئی۔ مولوی دلدار علی صاحب غفرانمآب جو ہندوستان میں اول مجتہد ہیں انکے زمانہ میں آئے اور اونکی ترقی ہوئی جنکا خاندان اب تک لکھنؤ میں ممتاز ہے اور مرجع خاص و عام ہو رہا ہے علاوہ تصانیف و درسیات کے کاروبار انکے یہاں جاری ہے۔

سرکار گورنمنٹ انگریزی میں بھی ممتاز ہیں۔ راقم مولف کے استاد جناب مولوی سید محمد حسین عرف علن صاحب اسی خاندان کے رکن تھے یرواللہ مضجعہ اس وزیر نے اور بھی امور خیر جاری کرائے نہر آصفی نجف اشرف میں بحکم آصف الدولہ جاری کی جہاں ایک مشک پانی کی بڑی قیمت کو آتی تھی آصف الدولہ نے ایک بہت بڑا امام باڑہ بنوایا جسکو اس طور سے مستحکم کیا ہے کہ وہ چندے بطور قلعہ انگریزوں کے قبضہ میں رہا اور اب بدستور عزا خانہ ہے اور امام باڑہ آصف الدولہ سے مشہور ہے اور اوسی میں قبر آصف الدولہ ہے۔

آصف الدولہ کو اپنے اہلکاروں میں جھاؤلال پر بہت اعتماد تھا جن کے نام کا پل قریب دلکشا اب تک واقع ہے کیونکہ جب ٹکیت رائے نائب مرزا حسن رضا خاں نے بہتر لاکھ قرضہ و سود بابت اقساط سرکار و قرضہ مہاجنان پیش کیا تو آصف الدولہ نے جھاؤلال کو کہ اوسوقت حاضر تھے سمجھنے کو کہا انہوں نے کہا کہ یہ کام متعلق دیوان ہے نواب نے کہا تم کو میرے نمک کا لحاظ نہیں ہے۔ اوسوقت جھاؤلال نے وثیقہ جات ناموں اور اجرہ بھجوا کر جانچ کرائی تو محض گیارہ لاکھ نکلے۔ آصف الدولہ کو مرزا کی غفلت اور جھاؤلال کی امانت و دیانت کا یقین ہو گیا۔ جھاؤلال جیسا کہ مردمتدین

تھے ایسی ہی نہایت تیز و چالاک تھے۔ انگریزوں کی حکومت اونکو اچھی معلوم ہوتی۔ نیز
نواب کے تقرب کی وجہ سے روزانہ ملاقات ذکرتے اور ٹکیت رائے کو بالاعلان
خائن کہتے۔

جھاؤلال نے اپنی چالاکی سے شاہ زماں خاں بادشاہ کابل و سیندھیا پٹیل و نواب
محمد علی خاں حاکم ارکاٹ کے نام کہ اوس زمانہ میں اپنی اپنی جگہ پر حکمراں تھے خطوط بقلم
بالک رام لکھوائے تھے وہ اس زمانہ میں گرفتار ہوئے تاآنکہ جب سر جان شور گورنر جنرل
مطابق ۱۷۹۶ء میں لکھنؤ میں آئے تو جھاؤلال کو نواب سے مانگا کہ یہ ہمارا دشمن ہے
ہمکو دیجئے ہم انکو اپنے علاقہ میں بعزت رکھیں گے نواب کو بوجہ خیرخواہی اوسکے دینا شاق
تھا مگر مجبور ہوئے تاآنکہ بعزت و حرمت روانہ عظیم آباد ہوئے اور وہاں پر ۱۲۲۶ھ
میں انتقال کیا۔ نواب کو اونکے جانے کے صدمہ میں علالت دامنگیر ہوئی اور چونکہ نواب
کو کسی زمانہ میں شراب منہ لگ گئی تھی اور پھر اوس سے توبہ کرنے کے بعد افیون کی عادت
تھی وہ بعد جانے جھاؤلال کے بڑھ گئی اور اوسکی زیادتی سے بیماری استسقا ہو گئی
دوا کو عمداً نہ کھاتے اور غذا فاسد و ممنوع سے پرہیز نہ کرتے۔ ہاتھ پیروں پر ورم
آگیا تاآنکہ بروایت کمال الدین حیدر روز پنجشنبہ ۳ بجے دن کو ۲۸ ماہ ربیع الاول
۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء ماہ ستمبر و بدی ماہ کنوار ۱۲۰۴ف بعد اکیاون برس کے
بائیس سال چار ماہ چار روز حکومت کرکے انتقال کیا اور پھر رات گئے اپنے امام
باڑہ میں مدفون ہوئے۔ بوجہ تعلیقہ ہو جانے کوٹھی کے مرزا حسن رضا خاں
کے یہاں سے کفن آیا۔ تاریخ انتقال

کلک بندہ کاصف والی بہر تربت آصف نوشت
ہمنشیں روح و ریحان و جنات نعیم
۱۲۱۲ھ

یہ نواب بہت بڑا ذخیرہ دنیا پر چھوڑ گیا بوجہ سخاوت اسقدر مشہور ہوگئے کہ دوکاندار اون کے نام پر
دوکان کھولتے ہیں۔ بجز اسکے کہ مورخین انکی نسبت [illegible] فوج کر دینے کا الزام لگاتے

ہیں کیونکہ اس وقت مزدوات نہ رہ گئی تھی۔ مگر صاحب سیر کا خیال ہے کہ نشان مکسوبۂ حیدری اسی فوج کے کم کردینے سے جاتی رہی۔ اور کوئی نقص بجز اوصاف بے پایان کے نہ تھا۔

خرچ جیب خاص پچاس ہزار روپیہ ماہواری تھا باورچی خانہ سترہ سو روپیہ یومیہ کا تھا جس میں دو سو روپیہ کے ظروف گلی آتے تھے۔ قریب دو ہزار کے ہاتھی تھے جس میں سات سو کشتی کرنے والے تھے اصطبل میں ہزار گھوڑے دو تحفانہ بخی گنج چارباغ میں جو کہ ولایتی اور جنگل کے تھے رہتے تھے مگر عربی اس زمانہ میں کمیاب تھے لاکھوں کا اونکا اسباب تھا۔ ملازمین اہلکاران اعلی کی تنخواہ یعنی انکے وزیر حسن رضا خاں کے ۳۶ لاکھ سالانہ۔ امیر الدولہ ۲۴ لاکھ سالانہ۔ ٹکیٹ والے ۱۶ لاکھ سالانہ وقس علی ہذا۔

خرچ محلات البتہ کم تھا نوابہ عالیہ وجناب عالیہ کا خرچ اونکی جاگیر سے تھا وہ مقیم فیض آباد تہیں آرام خاص باہر ہوتا اور نواب بہو صاحبہ سے حسب دستور زمانہ موافقت نہ رہی۔ اوقات شبانہ روزی دو ساعت شب باقی رہنے پر اوٹھکر قرآن شریف دور کوع پڑہکر نماز صبح کے بعد خاک پاک پر بیٹھکر نہایت کلمات عاجزی کے درگاہ باری میں بطور مناجات عرض کرتے بعد فراغ بوچہ یا پالکی جہاز داریا ہاتھی پر سوار ہوتے گھوڑے پر بہت کم سوار ہوتے عیش باغ چار باغ ہواخوری کا معمول تھا ہرکارہ ومخبروں کو حکم تہا کہ ہم کسی حال میں ہوں چلے آؤ اکثر مستغیث عرضی سواری میں دیدیتے اور اوسی وقت حکم ہو جاتا اہلکار اسکی وجہ سے نہایت ڈر کے کام کرتے۔ اونکے زمانہ میں یہ حضرات رزیڈنٹ تھے۔ میجر بیلیر صاحب جان برسٹو صاحب جو پہلے خصومت امیر الدولہ سے لکھنؤ سے موقوف ہوگئے تھے اور پھر آگئے تھے۔ مڈلٹن صاحب جان برسٹو صاحب جان چیری صاحب جنہوں نے کوٹھی

رزیڈنٹی قدیم تعمیر کی تھی۔

نائب نواب مختارالدولہ۔ محمد ایلچ خان۔ نواب سرفرازالدولہ۔ تفضل حسین خاں۔ فوج اسی ہزار تلنگہ۔ سوار عجب تینتس ہزار۔ فیل جنگی یا پتنگ بازی بہت ہوتی ۹ بجے دربار ہوتا باقی اوقات لہو ولعب امیرانہ رہتا۔ نہر آصفی کربلا معلی عراق میں اور امام باڑہ آصف الدولہ لکھنؤ میں انکی عظیم یادگار ہیں۔

چونکہ آصف الدولہ کے کوئی اولاد نہ تھی لہذا اکثر زنان حاملہ کو حرم میں داخل کرکے اونکے لڑکوں کو متبنیٰ فرماتے چنانچہ اُن سب میں بڑے وزیر علی خاں تھے اور انہیں کے بیٹا ہونے کا اقرار جان شور صاحب سے اپنی حیات میں فرمایا تھا اور صاحب رزیڈنٹ سے بھی کیا تھا چنانچہ بعد انتقال آصف الدولہ لمسڈن صاحب رزیڈنٹ مع فوج آئے چونکہ فوج دور دیہ نواب کی کھڑی تھی وہ مزاحم ہونے لگی۔ تفضل حسین خاں نے بہو بیگم صاحب سے عرض حال کرایا اونہوں نے محرم علی خان وجواہر علی نواب ناظر کو بھیجا وہ رزیڈنٹ صاحب کو لے گئے جناب عالیہ مادر گرامی نواب آصف الدولہ نے کہلا بھیجا کہ میری نظر میں جہان تیرہ تار ہے تم وارث ریاست ہو جسکو چاہو بیٹھاؤ۔ مرزا جنگلی و مرزا مینڈو بھائی آصف الدولہ کے بھی مع اسلحہ آئے تھے مگر رزیڈنٹ نے پکار کر کہا سوا اسکے کون مسند نشین ہوگا جسکو وہ خود کر گیا ہے۔ مرزا وزیر علی خاں بیچ محلہ میں اپنے مکتب سے حسب طلب نواب ناظر محمد تحسین علی خاں پوچہ میں سوار ہوکر پہلے آچکے تھے اور ننگے سر گریبان دریدہ پائیں نعش کھڑے رو رہے تھے جواہر علیخاں نے حسب حکم بیگم صاحبہ دوشالہ سبز جو پلنگ مرحوم پر پڑا تھا اونکی گردن میں ڈال دیا باہر آئے الحکم نسلک توپ ومنادی شہر ہوا حسا ضرالوقت عزیز واقربا ملازمین نے نذر دی حسقدر بھائی باسید موہوم تھے وہ رزیڈنٹ صاحب کی باتیں سنکر مایوس ہوگئے۔ جناب عالیہ نے امتیاز حق و باطل نہ کیا رزیڈنٹ

صاحب پر محمول رہا۔ بہر طور ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق ستمبر سنہ ۱۷۹۶ء میں وزیر علیخاں
مسند نشین ہوئے۔ پانچ مہینے کئی روز کی مدت ریاست میں جو طرز مرزا وزیر علیخاں
نے اختیار کیا تھا وہ بالکل خلاف آداب و روش ریاست تھا۔ مصاحب مثل عزت علی
و وارث علی وغیرہ ایسے جمع کئے جو بد معاش و کوتہ اندیش تھے۔ ارباب نشاط کے سوا
کوئی اہل کار خوش نہ تھا۔ چار عورتیں اپنے پدر مجازی آصف الدولہ کی محل سے اپنے
تصرف میں لائے اور خیال حرمت کا نہ کیا اس کا شہرہ بہت ہوا۔ نواب ناظر تحسین
علیخاں کو جو انکا محسن مسند نشینی کا ہوا تھا اپنی حرکات ناشایستہ سے ناخوش کیا۔ ہر روز
طلب اشیاء بیش قیمت و کمیاب کرکے نااہلوں کو دیتے اور عورات محل کے خواستگار
ہوتے جب وہ سمجھاتے تو خفا ہو جاتے جناب عالیہ نے محل کا آنا جانا منع کر دیا کیونکہ ایک
صاحبہ یعنی بو بو کی پروردہ لڑکی کو نکال لیگئے تھے کارخانوں سے گھوڑے اور
دوسرے جانور منگوا کر فضول و ناحق ذبح کراتے۔ خان علامہ تفضل حسین خاں انکی
حرکات ناشایستہ کو دیکھکر حیران رہتے اور محمول نوجوانی پر کرکے حفاظت عزت متوسلان
سرکار میں کوشش کرتے تا اینکہ انکو معلوم ہوا کہ تحسین علی خاں خواجہ سرا کو جسکے متعلق
عہدہ نظارت محل زنانہ نواب آصف الدولہ سے تھا گرفتاری کا ارادہ ہے تو تحسین
علی خاں کو بلوا کر یا انکے خود حاضر ہونے پر رزیڈنٹ صاحب کی کوٹھی پر بھیجدیا اور
انکے محافظ جان و آبرو ہوئے۔ وزیر علیخاں گرفتاری تحسین علی خاں کیواسطے تفضل حسین
خاں کے مکان پر آئے انہوں نے سمجھا کر واپس کیا پھر رزیڈنٹ صاحب کی کوٹھی پر گئے
انہوں نے بھی پہلے بہت سمجھایا مگر جب ان سے بھی بخشونت و غصہ تحسین علیخاں کو مانگا
تو انہوں نے بھی جواب سخت دیا۔ اب سب کو نمک حرام کہنا شروع کیا اور ہر ایک کے نام
پر چورنگ تلوار کا مار کر کہنے لگے کہ میں اس نمک حرام پر تلوار مارتا ہوں۔
خلاصہ سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو جب یہ اخبار متحقق متواتر پہونچی اور تحریرات

رزیڈنٹ صاحب وعزالحسن خان علامہ سے سمجھے کہ مبادا کوئی فساد برپا نہ ہو جائے۔
کیونکہ فوج حاکم وقت سے موافق ہے لہٰذا کلکتہ سے بنارس تک براہ دریا تشریف لائے اور بنارس سے براہ خشکی لکھنؤ روانہ ہوئے۔ مہاراج اودیت نارائن سنگھ گورنر جنرل سے ملاقات کر کے حسب دستور شکارگاہ کو گئے۔ وہاں پر تھوڑے ہی دنوں بعد معلوم ہوا کہ نواب سعادت علی خاں بنارس سے جانب کانپور ایک فینس پر جا رہے تھے اور ڈاک کہاروں کی برابر لگی ہوئی تھی جب بعض ملازمین راجہ نے جو نواب مذکور کو پہچانتے تھے اور وہی خبر بھی لائے تھے نواب کو سلام کیا تو اونہوں نے جواب سلام نہ دیا بلکہ فینس کے دروازہ بند کر لئے اور اپنے جانے کا اظہار جو خاص مصلحت پر مبنی تھا نہ چاہا جب یہ خبر مہاراج کو معلوم ہوئی تو فرمایا کچھ نہ کچھ اس میں راز ہے دیکھئے کیا نتیجہ نمایاں ہوتا ہے تھوڑے دنوں کے بعد گرفتاری وزیر علی خاں و مسند نشینی سعادت علیخاں معلوم ہوئی۔

تاریخ اودھ کمال الدین حیدر و محض التواریخ و سلطان الحکایات

گرفتاری وزیر علی خان و تخت نشینی سعادت علی خاں

۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۶ء میں سرجان شور گورنر جنرل بعد دربار بنارس براہ خشکی لکھنؤ گئے جب جاندہ پرتاب گڈھ میں پہونچے تو مرزا وزیر علی خاں حسب دستور نوابان اودھ استقبال کو موجود تھے گورنر جنرل مع اپنی فوج ہمراہی کے کہ ایک کمپ تھی روانہ لکھنؤ ہوئے وہاں پہونچکر ارکان دولت جو بانی بیخ کنی ریاست وزیر علی خاں

تب ادن لوگوں نے اونکی کردار نازیبا اور عدم استحقاق ان کا بوجہ نہونے اولاد آصف الدولہ کے بیان کیا۔ گورنر جنرل نے جواب دیا ہم سے نواب آصف الدولہ نے خود اقرار اوسکے بیٹے ہونے کا کیا ہے اور ہماری اجازت سے اونکو قایم مقام کیا ہے تو اب کیسے کہا جاوے کہ وہ نطفہ نواب سے نہیں ہے۔ نواب ناظر نے عرض کیا اسکی تحقیق نواب بہو صاحبہ خاص محل جناب عالی سے ممکن ہے اور نواب ناظر نے خود اپنا اظہار دیا کہ فقط برہان علی خاں نطفہ نواب سے ہوا تہا وہ صغر سنی میں مرگیا باقی اور اولاد بنام نامی امارت ہیں اور نواب بہو صاحبہ نے بہی پس چلمن سے انکار کیا کہ یہ فرزند نہیں۔ گورنر جنرل نے بنظر دور کرنے اپنی بدنامی کے ایک محضر لکہا جسپر تمام ارکان دولت وعزیزوا قرباء وضیع وشریف مہر کریں تاکہ سند کامل ہو جاوے۔ بعد اسکے بحیلہ تبدیل آب وہوا مع فوج کوٹہی بی بی پور میں اس خیال سے آگئے کہ اگر شہر میں فساد ہوا تو مفت میں خون رعایا ہوگا کیونکہ فوج کو وزیر علی خاں سے موافق پاچکے تہے۔

چونکہ شہر میں خبر مشہور کر دیا تہا کہ نواب گورنر جنرل ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اس وجہ سے حسب مصلحت سب ارکین دولت وبیگمات ونیز مرزا وزیر علی خاں اوسی جا پر مقیم ہوئے۔

نواب گورنر جنرل نے بہ مقتضاے وقت وبہ خاطر مرزا وزیر علی خاں تفضل حسین خاں سے نیابت نکال کر خلعت نیابت نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خاں کو اور خلعت دیوانی مہاراجہ ٹکیت راے کو دی اور بعد دلجوئی تمام ان دونوں سے کہا کہ تم نمکخوار قدیم ریاست ہو تم بہی غیر مستحق کے نیا ہوگے اور ہمارا وثوق سرکار میں ابہی میں ہے کہ نواب سعادت علی خان جو اولاد اکبر نواب شجاع الدولہ ہیں اور مستحق وزارت آبائی ہیں وہ مسند نشین ہوں یہ کہکر محضر ابطال حکومت وزیر علی خاں و

مسند نشینی یمین الدولہ سعادت علی خاں انکو دیا کہ اسپر سب وضیع و شریف کی مہر ہونا چاہئے۔ دونوں نے اوسے لیا اور کوشش مذکور میں ہوئے۔ تا اینکہ نواب گورنر جنرل نے ایک روز دربار عام کیا۔ امرا و اعزا و ارکان دولت سب حاضر ہوئے دربار میں پورا بند و بست تہا فوج گورا و ہندوستانی احاطہ کوٹھی میں دور و یہ کھڑی ہوئی تہی جب کوئی آتا تو دروازہ کہل جاتا ورنہ پہر بند ہوجاتا تاکہ ہجوم عام نہ ہوجائے نواب گورنر جنرل درجہ اول کوٹھی بالاخانہ پر بیٹھی تہی اور درجہ دوم میں سب درباری جمع تہے۔

صاحب سکریٹری اعظم نے وہ محضر پیش کیا تاکہ سب لوگ اُسپر دستخط کریں پہلے تو ہرایک نے عذرات کیا مگر جب اُسپر مہریں نواب عالیہ (مادر شجاع الدولہ) اور جناب عالیہ (زوجہ شجاع الدولہ) اور نواب بہو صاحبہ (زوجہ آصف الدولہ) اور نواب ناظر محمد تحسین علی خاں و محمد آفرین علی خاں و نواب اشرف علی خاں (خان علامہ) کی دیکھیں تو مجبور ہوکر سب نے مہر کی صبح سے تین بجے تک یہہ مرحلہ طے ہوا پہر رخصت ہوکر ہرایک سرگردان اپنی جگہہ پر واپس گئے۔

اسکے بعد وزیر علی خاں بلوائے گئے بڑے تزک سے سواری داخل کرہ ہوئی سکریٹری صاحب نے وہ محضر دکہلاکر کہا نواب گورنر جنرل صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارا اس میں کچہہ قصور نہیں ہے مگر چونکہ ہم حافظ و حامی اس ریاست کے ہیں لہذا چاہتے ہیں کہ حق مستحق ریاست کو ملے اور غیر مستحق اس سے علحدہ رہے۔ اس امر خاص کے علاوہ آپ ہر حال میں ہم سے مطمئن رہیں اس سے زیادہ آپ کا حفظ مراتب کریں گے اور ہر حال میں حامی و حافظ رہیں گے اور آپ کے مال و اسباب ذاتی سے واسطہ نہ رکہیں گے۔ اب آپ کا اس شہر میں رہنا مناسب نہیں بلکہ بنارس آپ کے واسطے خوب ہے وہاں باطمینان فارغ البال ہوکر قیام کیجئے تین لاکہ روپیہ

سالانہ وزیعہ صاحب رزیڈنٹ آپکو طا کرے گا۔

مرزا وزیر علی خاں سنکر آبدیدہ ہو رخصت ہوکر سیدھے بہو بیگم صاحبہ زوجہ آصف الدولہ کے پاس جاکر عرض کیا مجھے آپ سے فقط اس قدر شکایت ہے کہ بالفرض میں نواب آصف الدولہ کا بیٹا نتہا اون کا غلام تو تہا آپ کی اطاعت کوئی مجھسے زیادہ نہ کرے گا۔ جناب عالیہ چونکہ عاشق اپنے بیٹے کے نام کی تہیں سنکر رونے لگیں گو ظاہر میں کہا کہ اگر میری مہر سے فقط تم کو مسند نشینی ملے تو حاضر ہے مگر باطن میں اونکو بہو رنج تہا کہ اونکی کسی مصاحبہ یعنی کسی بوبوکی کسی پروردہ لڑکی کو اپنی خدمت میں لائے تہے اوسپر نواب ناظر جواہر علیخاں نے انکی محل میں جانے کی ممانعت کردی تہی۔ وزیر علیخاں نے جہنجلاکر نواب ناظر کے محل میں جانے کی ممانعت کردی تہی۔

نواب گورنر جنرل کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر علی خاں کے پاس ہزارہا جاں نثار سرفروش جمع ہوئے ہیں ایسا نہو کہ سوار ہوکر شہر میں جاویں تو مشکل ہوگی اس وجہ سے دوبارہ طلب کیا۔ سوار ہوتے وقت ڈنکہ سواری کی خود ممانعت کردی۔ عبدالرحمن خاں رسالدار قندہاری نے گستاخانہ عرض کیا حضور اس وقت نہ جائیں دغا ہے ہم لوگ جاں نثاری کو موجود ہیں۔ مگر نواب اشرف علی خاں و نواب قاسم علی خاں کہ مقرب خاص تہے کہنے لگے ملکہ نہ جانے میں کام بگڑ جائے گا۔ رسالدار نے سنکر کہا کہ ہم اپنے حق نمک سے ادا ہوگئے اور اوسی وقت سیدہے مع رسالہ خاص پور چلے گئے۔

وزیر علی خاں جب داخل کمرہ ہوئے تو سکریٹری نے کہا اب حضور کا یہیں تشریف رکہنا مناسب ہے اور گوروں نے آکر پہرہ کرلیا اور گارد تلنگہ نے جو باہر ہہا تک کے تہا اہتمام کرکے جلوس سواری کو ہٹا دیا لشکر میں غل نواب کے قید ہونے کا ہوگیا۔ نواب

قاسم علی خاں و نواب اشرف علی خاں بظاہر مصاحب وقت بد اور وضعداری کے حاضر رہے۔ مگر باطن میں گوئیدہ سرکار تھے سرکار بھی ان سے مطمئن نہی اس وجہ سے نواب گورنر جنرل نے بمضمون واحد ان چاروں شخصوں کی یعنی نواب اشرف علی خاں و نواب قاسم علیخاں و محمد تحسین علی خاں و محمد آفرین علی خاں کو چٹھیاں دیں۔ اور خیر خواہ سرکار کمپنی مشہور ہوئے۔ ان میں سے تین کی پنشن جاری ہوئی۔ البتہ آفرین علیخاں کسی وجہ سے نہ پا سکے۔

ملاحظہ ہو تاریخ اودھ۔ کمال الدین حیدر

بقیہ حالات سعادت علی خاں زمانہ قیام بنارس میں و بعد اختلاف امراء وزیر علی خاں بلوایا جانا اور تخت نشین اودھ ہونا

باوجودیکہ حکامان انگریزی و گورنر جنرل نے نواب سعادت علی خاں کو بعد اونکے برادر کے امیدوار کر دیا تھا مگر جبکہ وزیر علی خاں کے مسند نشینی کی خبر سنی تھی تو کمال درجہ تحیر و افسوس تہا تا اینکہ اسی فکر میں بنارس سے بسواری بجرہ روانہ کلکتہ ہوئے کہ گورنر جنرل سے ایفاء وعدہ کرانا چاہیے۔ یہاں لکھنؤ میں یاوری اقبال یمین الدولہ سے از خود ورق ریاست درہم و برہم ہوا۔ اور تفضل حسین خاں نائب سلطنت اور وزیر علی خاں سے بگڑی اور خان علامہ نے ایک خط سعادت علی خاں کو لکھکر بہیجا جو اونکو راج محل بنگالہ میں ملا۔ اور واپس بنارس

ہوئے جب چیری صاحب سے ملاقات کی تو اونہوں نے کہا کہ نواب گورنر جنرل
صاحب امور جدید میں آپ سے عہد و میثاق فرماویں گے۔ اُسے آپکو قبول منظور
کرنا ہوگا۔ نواب یمین الدولہ نے بخیال اپنے دوسرے بھائیوں مثل مرزا جنگلی کے
کہ لکھنؤ میں موجود تھے بجز منظوری چارہ نہ دیکھا اور اسی قسم کی تحریر ہو کر دستخط بھی
ہوگئی۔ اسی عرصہ میں بہو بیگم صاحبہ کا شقہ خاص بھی پہنچا اور دوسری رات کو یمین
الدولہ سعادت علیخاں ڈاک میں روانہ کانپور ہوئے جس شام کو کانپور پہونچے
اوسی دن وزیر علیخاں لکھنؤ میں گرفتار ہوئے اوسکی صبح کو ناکہ شہر پر پہونچے
خلاصہ ۲۱ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء مطابق ۳ر شعبان روز شنبہ ۱۲۱۲ھ ہو روز بسنت
کو بڑی دہوم دہام سے خیرات کرتے ہوئے داخل شہر ہوئے پہلے سنہرے
برج میں جناب عالیہ اپنی ماں کے سلام کو قباء زرد بسنتی پہنے ہوئے گئے وہاں
ماں کی دی ہوئی خلعت پہنی پھر داخل دولت خانہ ہوئے اور ساعت نیک
میں مسند نشین ہوئے ارکان دولت نے نذریں دیں شلک سلامی کی سر
ہوئی اوس دن سن شریف مابین ساٹھہ سال تہا۔ سال بھر تک بظاہر مشغول عیش
و عشرت رہے اور کسی کارخانہ و اہل کار و مصاحب و منافق سے غرض نہ ہوئی
مگر سب کو بھجتے رہے آخر کو جسقدر زیادہ تنخواہ والے تھے سب کو بہ لطائف
علحدہ کیا اور انتظام کر کے فراہمی روپیہ کی فکر کی۔

بیان ثقات ہے کہ جسوقت اپنی ماں کو نذر دی تو عرض کیا کہ غلام سے ایک
قصور در باب تحریر عہد و میثاق جدید از گورنر جنرل ہو گیا ہے چونکہ مجھے مجبوری
میں ہوا ہے۔ لہذا وہ آپ کی مدد خلعت سے ہٹ سکتا ہے آپ کو یہ کہنا چاہئے
کہ یہ ریاست میرے خاوند میرے بیٹے کی ہے بجز اسکی مسند نشینی کا اختیار
ہے دوسرے کو نہیں ہے۔ مگر جواہر علی خاں نواب ناظر بیگم صاحبہ نے بیگم صاحبہ

کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے آپ سے بگڑ جائینگے۔ نواب یمین الدولہ خاموش رہ گئے۔ تاریخ اودھ کمال الدین حیدر

مہاراجہ اودیت نارائن کو شوق باز و بجری کا ہونا و خبر قید وزیر علیخان سننا

مہاراجہ اودیت نرائن سنگھ کی طبیعت میں ہر قسم کے ذوق و شوق کا مادہ موجود تھا۔ بندوق کے ذریعہ سے تو اکثر شکار فرمایا کرتے مگر جب پرانے طریقہ کے شکار یعنی شکار طیور کا بذریعہ باز و بجری کے ہونا سنتے تو طبیعت کا جذبہ بڑھجایا کرتا چنانچہ ایک کارخانہ بازخانہ رام نگر میں واری گڑہی پر قریب انبار خانہ شیخ فتح علی کی سپردگی میں قائم ہوا۔ اور دو سو باز بردار ملازم ہوئے۔ اسی سلسلہ میں جمعدار جیت سنگھ نے عرض کیا کہ علاقہ بھدوہی کی طرف عرصہ سے سواری نہیں گئی اوس طرف اگر سواری چلے تو انتظام پرگنہ بھی ہو اور باز و بجری کا شکار بھی ہو مہاراج کو یہ بات پسند آئی۔ اور کونڈہ میں جاکر خیمہ زن ہوئے اطراف و جوانب میں شکار بھی ہوتا اور انتظام پرگنہ بھی ہوتا رہتا ایک روز رام دیو باز دار کی بجری نے خوب تماشا کیا یعنی ایک سارس پر چھوڑی گئی اور اوس نے جاکر پکڑا اور آپ بچہ گا ڈسے ہوئے لپٹی رہی سارس اوڑتے ہوئے جاتے سوار اسکے پیچھے دوڑے مگر بجز ٹھاکر نرائن سنگھ اور کوئی نہ پہونچا یہانتک کہ تھک کر زمین پر آئے بجری بدستور اوسکو دبائے رہی تا اینکہ ٹھاکر نرائن سنگھ نے پہونچکر شکار کو پکڑا۔ رام دیو کو کپڑے وغیرہ ملے دوسرے روز غلام رسول کے بجری نے ایسا ہی لطف دکھلایا وہ بھی سرفراز ہوئے اور گھوڑا سواری کو ملا۔ پھر مہاراجہ کونڈہ سے بڑگانواں سمدہا کے تال

میں گئے اور خوب شکار کھیلا۔ وہیں پر تقریب بسنت ہوئی۔ اور تمام خیمہ جات و مسند و تمام فروش و لباس مصاحبان نذر دئے گئے۔ علاوہ جیون شاہ و نثار خاں بین کار و حسین بخش قوال و میاں بڈھن ڈھاری و میاں جھینگا و کریم بخش گویّے کے میاں کاموں بھی جو لکھنؤ سے آئے تھے شریک محفل رہے۔ مہاراجہ پھر کونڈہ میں آئے یہاں پر شیولال دوبے رئیس جونپور کی طرف سے نوید شرکت شادی فرزند خود کا ملا۔ مہاراج نے کہا ایسا شخص جاوے جس سے دوبے جی ناراض نہوں۔ غرض بابو ٹھاکر نرائن سنگھ تجویز کئے گئے۔ اُنکے ہمراہ ایک جوڑا معقول و روپیہ نوید و چار گھوڑے کہ ایک اس میں الٰہی اور دوسرا سمندہ تیسرا عربی و چوتھا صندلی ابلق تھا کیا گیا جب ٹھاکر مذکور بہ جگہ شریک بارات ہوئے تھے تو سنا کہ نواب وزیر علیخاں لکھنؤ سے قید ہو کر جونپور میں آ پہونچے۔ تمام اہل شہر بغرض مجرا حاضر ہوئے اُن میں شیولال دوبے بھی تھے۔ تا اینکہ جب شیولال صاحب نے اونکو جا کے نذر دی تو وزیر علیخاں نے اونکو راجہ بنارس سمجھا اور اسی خیال سے خلعت سے سرفراز کیا مگر بعد رخصت ہو جانے اُنکے جب اصلیت معلوم ہوئی کہ وہ راجہ بنارس نہیں ہیں تو بتاسف سے خاموش رہ گئے۔ نواب صاحب کے خیمہ جات بل اس پار لین میں تھے۔ ٹھاکر نرائن سنگھ یہ سب ماجرا دیکھکر اور شیولال دوبے سے رخصت ہو کر کونڈہ میں آئے اور تمام ماجرا بیان کیا بعد چندے مہاراجہ بنارس میں آئے۔

تاریخ اکبری خلیفہ سید امیر علی

نواب وزیر علی خان کا لکھنؤ سے بنارس میں آنا اور مہاراجہ ادویت نرائن سنگھ سے ملاقات کرنا و چیری صاحب کی نصیحت مہاراجہ

سے پھر مہاراجہ کا بغرض شکار طیور جانا و خبر ہنگامہ وزیرعلیخان سننا

جب وزیر علی خان بنارس باغ مادہوداس کے باغ ویروایتی ورگا گنڈ میں مقیم ہوئے تو کوئی قید و پابندی اوسی مکان میں رہنے کی نہ تہی بلکہ آزادانہ سوار ہوکر شہر کی ہر گلی کوچہ میں سیر کرتے۔ چنانچہ ایک روز جناب عالی شاہزادہ مرزا خورم بخت صاحب کے حضور میں نواب موصوف گئے اور وہاں سے خلعت سے سرفراز ہوکر اپنے فرودگاہ باغ مادہوداس میں واپس گئے۔ مہاراجہ اودیت ناراین سنگہ پرگنہ کونڈ سے رام نگر میں آئے اور دو تین روز کے بعد چیری صاحب کی ملاقات کو گئے۔ چیری صاحب نے فرمایا کہ راجہ صاحب ہم تمہاری بہبودی و نیک نامی کیواسطے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اس لڑکے سے (نواب وزیرعلیخاں) خلوص کا برتاؤ نہ رکہنا ورنہ موجب تمہاری بدنامی کا ہے۔ چونکہ مجھکو تمہارے اچھے جد سے کمال ارتباط تہا لہذا بغرض نصیحت تم کو منع کر رہے ہیں۔ مہاراجہ نے سنکر اونکی نصیحت پر عمل کرنے کا پورا ارادہ کرلیا اور جس راہ پر قیام نواب صاحب کا تہا اوسکو یکقلم چہوڑ دیا اور اگر کہیں اتفاق سے ملاقات راہ میں ہوجانے کا احتمال پیدا ہوتا تو داہنے بائیں طرف کو ہوکر چلے جاتے اور ملاقات نہ کرتے تاآنکہ چیری صاحب نے بنظر مزید اطمینان بابو سریجیت سنگ سے بہی کہا کہ ہم نے تو مہاراج کو سمجہا دیا ہے مگر تم بہی سمجہا دینا بابو صاحب نے عرض کیا بہت خوب چنانچہ بابو صاحب نے بہی مہاراج کو سمجہا دیا اوسکے جواب میں مہاراج نے فرمایا مجھکو دونوں صاحبوں کی نصیحت قبول ہے۔ میں پہلے ہی سے ملاقات نواب صاحب سے کنارہ کش ہوں۔ مگر عجب اتفاق کہ ایک روز میلہ

بہرت ملاپ بنارس میں ایک طرف سے نواب صاحب کی سواری آئی تہی تو دوسری طرف سے مہاراج کی سواری پہونچ گئی اور دونوں ہاتہی متصل ہوگئے اوسوقت مہاراج نے ہاتہی کو جلد بٹہاکر نذر دی نواب وزیر نے نذر لیکر فرمایاکہ ہاتہی کہڑا کرو اوسکے کہڑا ہوجانے پر اپنی دستار کو مہاراج کی پگڑی سے بدلا اور اپنی دستار مہاراج کے سر پر رکہدیا اور ایک دوشالہ گلابی کامدار قیمتی مرحمت فرمایا۔ مہاراج نے پہر نذر دی نواب صاحب نے قبول کرکے باتیں کرنی شروع کی کہ یہہ میلہ آج تمام ہوا یا کل بہی ہوگا۔ مہاراج عرض کیاکہ یہہ میلہ تو آج ہوچکا مگر کل پرانے قلعہ پر ہوگا۔ نواب وزیر نے فرمایاکہ اگر کل میلہ میں آنا تو مجہکو بہی خبر کرنا میں بہی آؤنگا۔

مہاراج میلہ دیکہکر نواب وزیر سے رخصت ہوکر گہر میں تشریف لائے اور بابو سرپ جیت سنگہ سے کل قصہ بیان کرکے کہا صاحب ممدوح سے بنظر اطلاع عرض کردیجئے کہ محض اتفاق سے ملاقات ہوگئی ورنہ خود سے ارادہ نہ تہا اور کہدیجئے گا کہ اوسوقت ٹیولال دوبے و دیوان شکر اللہ بہی موجود تہے اون سے بہی تحقیق کرلیجئے گا۔ بابو صاحب نے جب تمام قصہ بیان کیا تو صاحب نے فرمایا اگرہوس است ہمیں قدر بس است مگر آئندہ کو احتیاط رکہیں۔ دوسرے روز شام کو مہاراج معہ مصاحبان سوار ہوکر بغرض شرکت میلہ پرانے قلعہ کے دروازہ وزیر علی خاں پر ہوکر گذرے مگر نہ رُکے اور بنظر پالسی و حکمت عملی ذریعہ بابو شیو رتن سنگہ پسر بابو عجائب سنگہ کہلا بہیجا کہ حضور نواب میں اطلاع کرتے آؤ کہ ہم میلہ جاتے وقت در دولت پر حاضر ہوئے مگر حضور کے آرام میں ہونے کی وجہہ سے ٹہر نہ سکے اور روادوی میں چلے آئے۔ بابو صاحب سے نواب وزیر نے سنکر فوراً سوار ہوکر معہ میر عزت علی و مرزا وارث علی کے جو کہ مصاحب خاص تہے ہاتہیوں پر سوار ہوکر معہ سو سوار گندہ بنہ والوں کے میلہ میں تشریف لائے اور مہاراج سے میلہ دیکہتے و باتیں کرتے چلے۔ اسی میلہ میں میر عزت علی نے ایک پرتلہ کامدار جسپر نگینہ جڑے تہے مہاراج بہادر کو نذر دیا۔ بعد میلہ

دیکھنے کے نواب وزیر باغ مادہو داس میں اور مہاراج کھیما میں تشریف لائے۔
اسکے بعد دو تین ماہ تک پھر ملاقات نہوئی۔ نواب صاحب نے گھبراکر بابو شیورتن سنگھ کی زبانی ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ رائے مشیران سے مہاراجہ نے مڑواڈبہہ کا مقام تجویز کیا کہ جسطور سے رداروی ملاقات میلہ میں ہوچکی ہے ویسہی مڑواڈبہہ میں بہی ہوجاوے اور مہاراج نے فکر ملاقات میں ہوکر جگن جمعدار کو باوجود اونکے بیمار ہونے کے بلوایا اور کپڑے وپگڑی نفیس جو کہ ساون کے مہینہ میں بنوائی گئی تہی منگوائی گئی۔ اور چند سوار جو وجیہہ وروودار مثل جمیر سنگھ وزیر سنگھ خواجہ محمود مرزا غلام محمد مرزا شاہ جی کے تہے بغرض ہمراہی جلو کے بلوائے گئے۔ مگر جگن جمعدار نے بعد ماننے حکم کے سمجہایا کہ حضور کو نصیحت چیری صاحب کی کیا یاد نہیں ہے وہ حضور کے خاندان کے مربی ہیں اونکا حکم ٹالنا مناسب نہیں اور حضور میں و نواب وزیر میں صاحبزادہ پن ہے مبادا کوئی امر خلاف نمایاں ہوکر حضور کے دشمنوں پر حرف آوے اور موجب بدنامی ہو اور نواب وزیر علیخاں سے اپنے گھر میں کیا بن آیا جو یہاں پر بن آویگا۔ مہاراج بہادر نصیحت جگن جمعدار کو سنکر مشکور ہوئے اور معاملہ ملاقات گاؤخورد ددریابرد ہوگیا۔
جگن جمعدار سے وبابو شیورتن سے اوسی کی وجہہ سے کچہہ دنوں میں کدورت آگئی کیونکہ بابو شیورتن سنگھ کو ہر دو طرف سے خفت ہوئی۔
انہیں ایام میں ماہ محرم آگیا نواب صاحب نے سامان تعزیہ داری کیا اور برابر دس روز تک پانی وشربت کی سبیل جاری رکہی اور طعام داری کی ہر قسم کا کہانا مثل شیرمال وباقرخانی وچپاتی۔ وگاؤدیدہ۔ وگاؤزبان۔ ونان تنک وآبی وخمیری روٹیاں ونان خطائی۔ ونان تافتان چاول کے قسم سے عدس پلاؤ۔ یخنی پلاؤ۔ قورمہ پلاؤ۔ زردہ پلاؤ۔ مزعفر پلاؤ۔ متنجن پلاؤ عباسی پلاؤ۔ میٹہا پلاؤ۔ زعفرانی پلاؤ۔ وگوشتہ پلاؤ۔ ترچلاؤ ریز بریاں۔ قبولی۔ کہچڑی شیر برنج وخشکہ وغیرہ دال زقسم دال۔ دال ارہر دال مسور دال مونگ۔ دال مسور۔ دال

مونگ۔ دال مسور۔ دال ماش۔ دال نخود وغیرہ واز قسم گوشت۔ قلیہ۔ قورمہ۔ دوپیازہ۔ کباب شامی۔ وسیخ وپرسندہ۔ وگولہ واز قسم دیگر غذا یا قوتی نمش اچار۔ مربہ۔ انواع واقسام کے بعد کھانا کی تقسیم ہوتی۔

روز عاشورکو نواب بغرض دفن تعزیہ سیاہ پوش ہوئے مگر بلحاظ وضعداری تمام کپڑو نپر دھنک نقرئی لگی ہوئی تھی ماتم کرتے تخیاں بجاتے مرثیہ پڑھتے درگاہ حضرت فاطمہ کی طرف چلی۔ چونکہ اُن ایام میں مہاراج کا قیام کوٹھی راجہ دروازہ میں تھا اور نواب صاحب کا گذر ادسکے نیچے سے ہوا تو اوٹھکر آداب بجالائے۔

نواب صاحب درگاہ شریف کی طرف چلے گئے اور بعد دوپہر دفن سے فارغ ہوکر نماز عاشورہ پڑھکر پھر مادہو داس کی باغ میں بدستور رہنے لگے۔

چونکہ جگن جمعدار اور بابو شیورتن سنگہ ہردو مصاحب راجہ میں کشیدگی بوجہ ہونے ملاقات نواب ومہاراج کے پیدا ہو چکی تھی لہذا اس طرف کے دیگر مصاحبوں کو شیورتن سنگہ سے ورغلان کر نواب کے متوسلین سے ملانا چاہا چنانچہ بابو ٹہاکر نرائن سنگہ مصاحب مہاراجہ کو شوق ملاقات میر عزت علی صاحب مصاحب نواب دلاکر بابو شیورتن سنگہ لئے جاتے تہے کاشی پورہ کے قریب حسب اتفاق جگن جمعدار سے ملاقات ہوگئی۔ جمعدار مذکور نے بابو ٹہاکر نرائن سے پوچھا آپ کہاں جارہے ہیں کہا کہ میر صاحب کی ملاقات کو جارہا ہوں اور ابہی واپس آتا ہوں جمعدار نے کہا بڑے آدمی کی ملاقات کو اسطور سے جانا پسند نہیں ہے۔ بابو صاحب سمجھ گئے اور واپس ہوئے۔

چند روز کے بعد بابو شیورتن سنگہ نے مہاراج سے بھوبیور کے میدان میں شکار جانوروں کے ہونے کا حال بیان کرکے آمادہ کیا اور مہاراج کچھا سے پہر رات گئے چلے آگے آگے بابو شیورتن سنگہ گھوڑے پر راہ بتلاتے ہوئے تہے اور مہاراج موتی مالا ہتہنی پر اور گنگو خواص خواصی میں تہے اور دوسرے مصاحبین ہاتہیوں پر سوار ہوکر

چلے۔ کچھ رات باقی رہے بھدپور پہونچے۔ مقامی لوگ فرودگاہ پر ٹھہرے اور شکاری ہمراہ ہوئے پھر دن چڑھنے تک خوب شکار کھیلا اور اپنے ہمراہ لاکر خوب سا تقسیم کیا مہاراج بابو شیو رتن سے راضی ہوئے۔ وہاں بدستور یہی طریقہ رہا روزانہ شکار ہوا کرتا۔ تا اینکہ احمد خاں جمعدار کی برادری کا ایک سوار جسکا نام میرن تھا وہ بابو سرپ جیت سنگھ کا خط لایا اور زبانی سامنے مہاراج کے عرض کرنے لگا کہ نواب وزیر علی خاں بہادر نے چیری صاحب رزیڈنٹ کو مار ڈالا اور کئی انگریز مارے ہوئے سڑک پر پڑے ہیں شہر میں دوہائی نواب وزیر علی خاں کی پھر گئی۔

تاریخ الیشری خلیفہ سید امیر علی

فساد مرزا وزیر علیخاں بنارس میں اور چیری صاحب کا مارا جانا اور وزیر علیخاں کا بھاگنا اور ترائی نیپال ہو کر براہ لکھنؤ وغیرہ جیپور پہونچنا اور بقیہ حال بنارس

وزیر علی خاں بعد گرفتاری مقام لکھنؤ ہفتہ عشرہ کے بعد ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء حسب حکم نواب گورنر جنرل مع اپنے مال و اسباب و جواہر بیش قیمت و ہاتھی و گھوڑے و رفقا و متوسلین و ملازمین کے لکھنؤ سے روانہ ہو کر داخل بنارس ہو کر درگا کنڈ میں مقیم ہوئے جس میں نواب یمین الدولہ بہادر رہتے تھے۔ چند روز تک بڑے عزت و احتشام سے بسر کیا جیسا کہ مذکور ہوا بعد اسکے اپنے خیال خام سے چاہا کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کریں اور اپنی گوشہ نشینی عافیت و عزلت و دولت خداداد کو غنیمت نہ سمجھی اور مخبران خاص نے اسی

ناعاقبت اندیشی میں ساتھ دیا بہ اخفار راجہ علی بہادر بندیلکھنڈ (باندا والے) اور گسائیں ہمت بہادر اور مہاراجہ سیندھیا اور راجہ جو گردو پیش تھے سبنے اپنی کمک کی درخواست کی اور ایک تاریخ ٹہرائی کہ فلاں تاریخ یہہ ہنگامہ فساد برپا ہوگا اور کئی ہزار گنوار سربندی بھی نوکر رکھا اور ایک عرضی شاہ زمان بادشاہ کابل کو بھیجی اور اس خط میں نواب شمس الدولہ ڈھاکہ بھی شریک تھے اور پلٹن چھاؤنی سکرور کو بھی موافق کرلیا اونکے افسروں نے یہ اقرار کیا کہ ہم باڑھ آسمانی مارکر تمہارے شریک ہوجائینگے۔ غرض اپنی نزدیک خوب ہی مصالحہ جمع کیا۔ جب گورنر جنرل کو ایسی اخبار متوحش پہونچی اور اونکے ارادہ فاسد سے واقف ہوئے کہا ہمارے سمجہانے سے بھی بوے وزارت دماغ سے نہیں گئی۔

جان چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو حکم قطعی پہونچا کہ جس صورت سے ممکن ہو وزیر علیخاں کو کلکتہ روانہ کرو۔ صاحب مذکور نے پہلے بکمال مہربانی سے فرمایا کہ جس طور سے آپ حسب حکم نواب گورنر جنرل لکھنؤ سے بنارس آئے اوسی طرح آپ کلکتہ تشریف لیجائیں تو بہتر ہے اور اگر خلاف کیجئے گا تو آپ کا سراسر نقصان ہے۔ وزیر علی خاں نے اپنے مصاحبان نافہم سے جو لوگ اونکی خرابی لکھنؤ کے موجب ہوئے تھے مشورہ کیا تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ کلکتہ میں قید فرنگ ہے یہ سامان نوابی ورفیق رہنے نہ پاوینگے پھر اس قید سے مرجانا بہتر ہے ہم جان نثار تو حاضر ہیں۔ ملاحظہ ہو تاریخ اودھ کمال الدین حیدر

منجملہ مصاحبین خاص وزیر علی خاں کہ عزت علی و وارث علی و اشرف علی خاں و قاسم علیخاں وغیرہ تھے محض نواب قاسم علیخاں نے بڑی وضعداری و ایمانداری سے کام کیا جو کہ نواب آصف الدولہ کے عزیز تھے نواب آصف الدولہ کی ماں نواب قاسم علیخاں کی پہوپہی تہیں چنانچہ منجملہ دیگر اراکین سلطنت جب گورنر جنرل نے محضر ابطال فرزندی مرزا وزیر علیخاں پیش کیا تھا تو اونہوں نے عذر کیا اور کہا کہ آصف الدولہ نے جب فرزند بناکر مرے مہر چاہی تو میں نے عذر کیا آخر جب اپنی پہوپہی یعنی ماں آصف الدولہ سے پوچھا تو اونہوں نے

جواب دیا کہ جس میں مرزا امانی کی خوشی ہو وہ کرو چنانچہ میں نے مہر کر دی اب اوسکے خلاف میں مہر نہ کروں گا اور جب وزیر علی خاں کوٹھی رزیڈنٹی میں مقید ہوئے تو وہاں بھی انکے ساتھ رہے اور جب بنارس آئے تو اپنے عیال کو وہیں رخصت کرکے آئے۔

وزیر علی خاں بھی انکو صاحب لیاقت امیر معتمد جانکر بطور سفارت چیری صاحب کے پاس بھیجا کرتے جب حکم گورنر روانگی کلکتہ کا آیا اور وزیر علی خاں نے عذرات بارد کیے کیونکہ اسوقت تک باوجود مرتب ہو جانے محضر ابطال فرزندی کے خیال واپسی ریاست کا تھا اور نواب سعادت علی خاں کو بھی انکی بیباکی سے اندیشہ رہا کرتا تھا۔ ایک روز چیری صاحب نے نواب قاسم علی خاں سے کہا کہ اگر وزیر علی پانچ رقم جواہر بیش بہا جو اونکے پاس ہے ہمکو دیں تو ہم سرکار سے اوسکی عوض میں خاطر خواہ پنشن مقرر کرا دینگے۔ وزیر علی خاں نے نواب کے کہنے سے قبول کیا اور اوسیوقت ایک کشتی میں اون پانچ رقم جواہر مطلوبہ کو اپنے سامنے رکہا اور کہا انکو میں تمہاری معرفت صاحب کے پاس بھیجدونگا بشرطیکہ مرا جانا کلکتہ کا نہو صاحب اسکو معاف کر دیں جب سفیر باتمیز نے صاحب سے درخواست شرطیہ کی تو اونہوں نے جواب دیا کہ ہم حکم نواب گورنر جنرل کے خلاف نہیں کر سکتے جب قاسم علی خاں نے جواب پیام بیان کیا تو وزیر علیخاں نے اونہیں کے سامنے اپنی سفاہت سے ہاون دستہ میں رکہکر کچلوا دیا۔ قاسم علیخاں یہہ کیفیت دیکھکر نہایت افسردہ ہوئے اور کہا اب ہم آپ سے رخصت ہوئے اور کبھی حاضر نہونگے۔ اب تک اپنی نافہمی سے برباد و خراب ہوئے اور اس سے زیادہ ہوجئے گا۔ اور صاحب سے آنکر ماجرا بیان کرکے کہا کہ آپ اس طفل نادان سے بہت ہوشیار رہئے گا۔ مگر افسوس ہم کسی طرف کے نہ ہوئے نہ لکھنؤ جانے کے قابل رہے۔ اب صرف آپ سے یہ امید ہے کہ لمسڈن صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو ایک چٹھی مشعر میری حفظ آبرو کے لکھدیں کہ اپنے گھر میں بعزت بیٹھا رہوں اونہوں نے دلجوئی کی اور چٹھی دی اور تین ہزار روپیہ ماہواری کی پنشن بھی کرا دی۔

بہر طور مصاحبان نافہم نے مادہ نادانی وزیر علیخاں پر اور روغن دیگر باب دتاب کر رکھا تہا تا آنکہ بہر فروری ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۳ھ کو چیری صاحب نے وزیر علیخاں کو بلوا کر پہر سمجھایا جب نہ مانا تو صاحب نے جواب سخت دیا اونہوں نے غصہ میں ہو کر تلوار ولایتی کمر سے کہینچکر ماری صاحب اوٹھ کہڑے ہوئے چاہا کہ کوہٹی کے کوٹہے پر چلے جاویں پیچہے کرسی رکہی تہی اولجہہ کر گرے دوسری تلوار پڑی کام تمام ہوگیا۔ بروایت آئینہ تاریخ میں کپتان کانوے صاحب اور گریہم صاحب کا بہی وہیں کام تمام کیا۔ میم صاحبہ کوٹہے پر گئیں زینہ کا دروازہ بند کر لیا جان سے بچیں۔ تلنگہ سلامی کے باہر جمے ہوئے تہے بہاگ کر جا بجا چہپ رہے۔

وزیر علیخاں وہاں سے چلکر ڈیوس صاحب جج کی کوہٹی پر آئے جواب جنام ندلیسر ملکیت مہاراجہ بنارس میں ہے اور امراء عظیم الشان مثل گورنر و شاہزادگان انگلینڈ کی فرودگاہ ہوا

چیری صاحب سے قاسم علیخاں نے کہا وہ اور سرکار کے خیرخواہ ہیں اونکی بہی پرورش ہونا چاہئے ایک نواب اشرف علیخاں دوسرے محمد آفرین علیخاں صاحب نے رزیڈنٹی لکہنؤ سے دو ہزار ماہواری اشرف علیخاں کے اور ہزار روپیہ ماہواری آفرین علیخاں کی مع میر خدا بخش کے کرادیا۔ محمد آفرین علیخاں نے بخیال مخالفت سعادت علیخاں قبول نہ کیا۔ اشرف علیخاں نے قبول کیا اور اونکے مرنے پر اونکے بیٹوں مرزا عباس اور روشن الدولہ پر جاری رہی۔

جب سعادت علیخاں نے نواب قاسم علیخاں کا حال سنا تو بلوا کر مقرب خاص کیا اور مقام جیہٹ کی جاگیر چہ بارہ ہزار سال کی تہی دی اب اونکو چار ہزار ماہواری ہو گئی۔

جب نواب بہو بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں اور نواب قاسم علیخاں اپنی بہو بیبی کی عیادت کو گئے تو جنابہ موصوفہ نے اور او صلہ رحمی مثل اکبر علیخاں و اصغر علیخاں کے ہزار روپیہ ماہواری انکا بہی کرادیا اب پانچہزار ملنے لگا جب اجازت بیگم صاحبہ لکہنؤ آئے تو ذریعہ کرنل بیلی صاحب اپنی تنخواہ سے دو سو روپیہ ماہواری خرچ خزاواری حسینیہ کا علحدہ کر دیا۔ وہی تنخواہ بندہ مہدی علیخاں کو ملتی رہی۔ تاریخ اودہ

کرتی ہے۔ اونکی میم کوٹھے پر چڑھ گئی صاحب نے زینہ کی جالی سے بلم سے کئی آدمیوں کو زخمی کیا۔ وزیر علیخاں وہاں سے شہر کو چلے۔ اس درمیان میں شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا دفعتہً منادی بنام وزیر علیخاں بھی ہوئی بدمعاشان نوملازم شہر سب طرف سے ٹوٹ پڑے لوٹ شروع کردی۔ مرزا مظفر بخت عرف مرزا جمعہ منجھلے بیٹے مرزا جواں بخت شاہزادہ کے اپنی نافہمی سے اپنے گھر سے ہاتھی پر سوار چلے آتے تھے مرزا وزیر علیخاں کو اپنی خواصی میں بٹھا لیا یہ بمنزلہ وزارت آبائی مورچھل ہلانے لگے اور سرگرم مقابلہ قتال ہوئے اور خیال خام یہ تھا کہ اگر بن پڑے تو ہم بادشاہ تم وزیر بنائے ہو غرض یہ ہنگامہ بازیچہ طفلاں کئی ساعت رہا گوہار زمیندار کچھ رعایائے شہر بہ طمع لوٹ شریک ہائے وہوئے رہے۔ ایک کمپنی تلنگہ کی ایک تمن نجیب میواتیوں کا وایک چھوٹا گردہ توپ کا تھا۔ تاریخ اودھ کمال الدین حیدر

جب صاحب نے دیکھا کہ باغی دور ہوگئے موقع خالی پاکر شہر کے باہر باہر جو کہ درمیان رام نگر وچنار گڈھ ہے اور اوس زمانہ میں وہاں پر فوج رہتی تھی جانا چاہا جب خبر روانگی صاحب ممدوح کی بابو سرپ جیت سنگھ عزیز راجہ اودیت نارائن سنگھ نے سنا تو خود مسلح ہوکر اور پچاس آدمی اپنے ہمراہیان میں سے مع احمد خاں جمعدار لیکر بغرض مدد جا پہونچے صاحب ممدوح نے اونکے آنے کو غنیمت سمجھکر اونکی خیرخواہی کی تعریف کی۔

وزیر علیخاں کی طرف سے ہنگامہ گرم تھا کہ صاحب مذکور مع پلٹن و توپ کے ہمراہی کرنل برنٹ صاحب واپس ہوئے جب سگرہ سے جگت گنج میں پہونچے تو دو چار آواز خالی توپ کی کردیا جس سے تماشہ بین بھاگ نکلے پھر توپ چہرہ والی مارنا شروع کردیا۔

فوج وزیر علیخاں نے میدان سے ہٹکر ایک باغ میں پناہ لی جب وہاں بھی پاؤں ٹھہر نہ سکے تو سیدھی راہ اپنے گھر کی لی۔ وزیر علیخاں نے اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا کہ اسی میدان مصاف میں ڈٹکر مرجائے شاہزادہ نے دیکھا کہ مفت میری جان جائیگی سمجھایا کہ بھائی یہ جان یہ لڑائی سے بنتی ہے بگڑ بھی جاتی ہے جوائی وجہالت پر کام نہ کرنا چاہئے گھر چلیے وہاں پہونچکر

انتظام کریں گے۔ تا آنکہ پہرے تو شاہزادہ تو اپنے گھر میں جا بیٹھے۔ اور وزیر علی خاں حالت سراسیمگی میں مع مصاحبان جن میں مرزائی بیگ کابلی اور میر عزت علی وغیرہ گیارہ آدمی تھے اور پچاس ساٹھ آدمی بھی پیٹیاں جواہر کی کمر میں باندھے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اعظم گڈہ آئے۔ وہاں کا راجہ نادر شاہ تھا وہ اونکو کنارہ دریائے گھاگرہ پہونچا کر پھر آیا۔ پار اوترنے پر گھبرا کے جنگل میں خایف و ترساں پھرتے رہے۔ راہ میں دلدل میں پھنسے رسّا پھینک کر نکالے گئے۔ اس جنگل میں زمینداروں کے گوہار سے چند روز تک ہنگامہ برپا رہا۔

وزیر علی خاں صحرانوردی سے چاہا کہ ترائی نیپال میں خاک چھاننے سے کیا حاصل بٹول سے نیپال چلی جائے مگر نہ جا سکی اودھ کے جنگل اور ملک ترائی میں کئی برس تک پھرتے رہے لوٹ مار پر اوقات تھی زر نقد تو موجود نہ تھا جواہرات کا خریدار کون تھا جسکی قسمت کا تھا اوسکی پاس رہا جب ہمراہی فاقہ مست مرنے لگے تو جمعیت پریشان ہو گئی فوج انگریزی و فوج نواب سعادت علی خاں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ عبدالرحمن خاں قندہاری رسالہ کے سواروں کو اکثر بوجہ حق نمک طرح دینا پڑتا ورنہ گرفتاری مشکل نہ تھی یہ رسالہ انگی زنانہ حکومت ملکہ زمانہ گرفتاری میں بھی موافق تھا اور اونکے افسر رزیڈنٹ کے یہاں جانے کو مانع ہوئے تھے۔

بہر طور وزیر علی خاں بادیہ پیمائی سے تنگ ہو کر تبدیل صورت سے فیض آباد آئے پھر لکھنو آئے اور چوک میں ہرن سرا میں اوتر کر بصورت فقیر بیراگی نکلا ہاتھ میں طوطا کا پنجرا لیکر قبر نواب آصف الدولہ پر گئے اور کسی نے نہ پہچانا پھر بڑی گھاٹ گومتی اوتر کر بجنور ہو کر الہ آباد سے جمنا اوتر جے پور میں اس خیال سے کہ اطراف کے راجاؤں سے مدد لیکر پھر ہنگامہ برپا کریں اور شاہ زماں خاں بادشاہ کابل سے جا کر ملیں اور اونسے مدد لیں مگر دام اجل سے غافل تھے۔

تاریخ اودھ کمال الدین حیدر (تاریخ البشری)

بہر طور جبکہ وزیر علی خاں مع اپنے مصاحبین و ہمراہیان کے جانب اعظم گڈہ روانہ ہو چلے اور

میدان مصاف غازیان نامرد سے صاف ہوا تو نواب علی اکبر خاں طباطبائی متوسل گورنمنٹ اور مرزا بابچو کوتوال شہر نے ایک پلٹن اور دو توپوں سے بندوبست شہر کیا توپ سے چھرے مارنا شروع کر دیا۔ عوام خلقت جو ہر طرف سے جمع ہو گئے تھے کافور ہو گئی شہر میں امن امان ہو گیا۔

بعد رفع ہنگامہ شاہزادہ صاحب کو حکم سرکار ہوا کہ حضور اپنے قدم مبارک سے فرخ آباد کو آباد کریں وہ تو اوس طرف گئے اور تحقیقات ہنگامہ وزیر علیخان میں لوگ پکڑے جانے لگے۔

تاریخ اودھ کمال الدین حیدر

جس زمانہ میں کہ وزیر علیخاں نے یہہ ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اونہیں ایام میں مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ بہو بہوگ میدان میں وزیعہ باز و بحری شکار طیور کر رہے تھے تاآنکہ اس ہنگامہ کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ چیری صاحب کی لاش اونکی کوٹھی میں ہے اور کئی انگریز سڑک پر مارے ہوئے پڑے ہیں۔ مہاراج نے تمام لشکر و نیز ہمراہیان بابو سرب جیت سنگھ کو جو ہمراہ تھے نیز پرگنہ جات سے اشخاص متعین شدہ کو بلوا کر ہمراہ لیکر خود ہاتھی پر سوار ہو کر چلے۔ اور بی ہتاب کو جو اوس وقت جو محل تھیں کوٹ گنگاپور میں بھیجکر دو گھڑی دن باقی رہے بندرہ کی گڑہی کے پچھم طرف کو آئے۔ یہاں پر بابو شیو رتن سنگھ نے مع رام سہائے برہمن و بہانجہ غلام علی خاں مسمی مرزا سید ان کے حضور میں آکر عرض کیا کہ ہم کو کیا حکم ہوتا ہے۔ مطلب اونکا یہہ تھا کہ ہم لوگ نواب کا ساتھہ دیں یا گورنمنٹ کی طرف رہیں۔

مہاراج نے صاف و کھلے الفاظ میں جواب دیا کہ ہم شریک کمپنی انگریزی ہیں مگر تم کو اختیار ہے جو تمہارا منشا ہو اوسکو بجا لاؤ یہ سنکر بابو صاحب اپنی گڑہی کے طرف گئے اور مہاراج نے لوہتہ کی راہ لی یہاں تک کہ دو تین گھڑی رات گئے لوہتہ میں آئے۔ مہاراج اودیت نارائن سنگھ اوسیوقت آگے بڑھے اور روہنیہ و مڑواڈیہہ کے درمیان ہوتے چلے۔ لالہ گورکھبخش نے کہا کہ ہاتھیوں کے گھنٹے کھلوا ڈالے جاویں اور مشعلیں گل کر دیجاویں اور چپکے چپکے چلا جاوے جس میں کوئی فتور برپا نہو اور کوئی نقصان لشکر کو نہ پہونچے۔ مہاراج نے کہا کہ کیا ہم چور ہیں

جو تاریکی میں جلیں بلکہ اور مشعل روشن کردو۔ ہم لوگ اپنے گھر کو جا رہے ہیں کسی کے جھگڑے و فساد سے کیا تعلق ہے۔ بہرطور مہاراج باہر باہر شہر کے ہوکر نصف شب کو رام نگر کے گھاٹ برآ پہونچے اور کشتی پر سوار ہوکر مع الخیر قلعہ میں داخل ہوئے۔

علی الصباح اوٹھکر کمپا ہوتے ہوئے سکرور میں جا پہونچے کوٹھی چیری صاحب میں انکی لاش کہیں سے اوٹھائی ہوئی تہی اور پانچ چار انگریز وہاں پر موجود تہے۔ مہاراج بہی اون میں شریک ہوگئے اور جب نعش چیری صاحب قبرستان کو روانہ ہوئی تو سب انگریز برہنہ سر پیادہ پا تہے اور ہندوستانی رئیس و عوام الناس و مرزا بابجو کوتوال ہمراہ لاش تہے آگے آگے توپوں کی سلامی ہوتی جاتی تہی۔

جب حسب دستور انگریزان اونکو دفن کرکے پہرے اور اپنے اپنے مکانات میں آئے تو مجرموں کی تلاش جو کہ نواب وزیر کے شریک تہے ہونے لگی۔ چونکہ میر عزت علی بجنگ سنگہ کے مکان میں رہتے تہے لہذا بجنگ سنگہ گرفتار ہوئے ایسے ہی قایم علی نامی بہی قید ہوئے۔

سپاہیان پیادہ نواب صاحب مثل نجیب و خاص بردار کے لڑائی میں مقید ہوگئے تہے صاحبان انگریز نے اون سے پوچہا تم کیوں لڑے اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سپاہی آدمی ہیں اور ہمارا یہی کام ہے۔ ہم کل تک اونکے نوکر تہے اور اونکا حکم بجالاتے تہے آج آپکے نوکر ہیں جو حکم کیجئے بجالاویں اور جس سے کہئے اوس سے لڑیں۔ صاحبان انگریز نے اُن سب کو رہا کر دیا۔ مگر دوسرے مددگاران نواب وزیر کی جستجو برابر باقی رہی کہ کون کون شریک نواب وزیر علیخاں تہا تا اینکہ بابو جگت سنگہ اور بابو شیو رتن سنگہ پسر بابو عجائب سنگہ کی شرکت کا ثبوت پہونچا اس وجہ سے جگت سنگہ کا مکان جو جگت گنج بنارس میں ہے گھیر لیا گیا اور خانہ تلاشی ہونے لگی۔ معلوم ہوا کہ زنانہ مکان میں پوشیدہ ہیں۔ مرزا بابجو کوتوال نے چند ہتیاریاں بلوائیں کہ اسی عرصہ میں کرنل برنٹ صاحب و

ڈیوس صاحب تشریف لائے۔ ہتھیاریاں بحکم صاحب ممدوح اندر گئیں اور عورتوں کو پہچانکر ایک کوٹھری میں کردیا اور جگت سنگھ کو تلاش کرنے لگیں مگر کہیں نشان نہ پایا بجز اسکے اسکے کہ ایک بڑا صندوق مقفل رکھا دیکھا۔ ایک ہتھیاری نے اگر صاحب ممدوح سے کل حال بیان کیا صاحب نے مرزا پانچو کوتوال کو صندوق اوٹھوالانے کا حکم دیا وہ قریب بیس آدمی کے لیکر اندر گئے اور وہ صندوق اوٹھالائے اوسکے کھولنے پر بابو جگت سنگھ برآمد ہوئے اور پا بزنجیر ہو کر نینی میں قید ہوئے پھر کالے پانی بھیجے گئے۔ جہاز پر بہ مقتضائے غیرت کچھ کھا کر مر گئے لاش سمندر میں دی گئی۔

ہرکاروں نے خبر دی کہ بابو عجائب سنگھ کے لڑکے بابو شیو پرسن سنگھ پنڈرہ کی گڑہی میں پوشیدہ ہیں حکم ہوا ایک پلٹن وہاں بھی جاوے اور اونکو گرفتار کر لاوے۔ جب پلٹن آنیکی خبر اونکو معلوم ہوئی تو وہاں سے نکل بھاگے اور جس جنگل میں نواب وزیر علی خاں پوشیدہ تھے وہیں جا پہونچے اور رہنے لگے۔ چونکہ فوج انگریزی نواب وزیر اونکی تلاش میں رہتے تھے تو ایک رات کو اوس جنگل میں شہرہ آمد غنیم اوٹھا۔ بابو شیو پرسن سنگھ نے تلوار کھینچی تھیلی ہاتھہ کی کٹ گئی اوس کی وجہ سے انتقال کیا۔ بابو شیو رتن سنگھ اور بابو شیو سنگھ نے حسب رسم ہنود آگ دی۔ یہ دونوں چندے وہاں رہے جب صورت بہبود نہ دیکھی تو وہاں سے بندیلکھنڈ کی طرف گئے وہاں سے راجہ جیت سنگھ کے پاس گئے وہ خود ہی درماندہ تھے شفاعت کسکی کرتے مجبور ہو کر بندیلکھنڈ پھر آئے اور وہیں زندگی بسر کرکے آخر ہوئے۔

نواب دلیل خاں جو غالبا غلام محمد خاں قاتل محمد علیخاں کے سلسلہ میں بنارس میں رہتے تھے اونپر بھی شرکت وزیر علیخاں کا جرم لگایا گیا۔ نواب مذکور نے بہ مقتضائے غیرت کہ خدا جانے صاحبان انگریز کیونکر پیش آدیں۔ رات کو اپنی کوٹھی میں طلبنچہ مار کر مر گئے۔ اسی طور سے سلسلہ سراغ رسانی جاری تھا اکثر بے قصور بھی گرفتار ہوتے کیونکہ اونسے جس کسیکو دشمنی ہوئی

وہ مجبری کرتا مگر بعد زحمت صفائی دینے کے کہ وہ بہی ایک قسم کی قید سے بدتر ہونے رہائی پاتے۔

صاحبان انگریز نے مہاراجہ اودیت نارائن سے در پردہ سراغ لیا کہ آپ جسکو جانتے ہوں بتلا دیں اونہوں نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا کہ ہم شریک مشورہ تہے اور نہ کسیکو جانیں ہم شریک کمپنی انگریز بہادر تہے اور اب بہی ہیں۔

حکامان انگریزی کو طرز و روش دہ خیرخواہی مہاراجہ بہت پسند آئی کلکتہ سے چٹھی خوشنودی و خیرخواہی منگوائی اور فرزند بہادر کا خطاب ملا۔

گرفتار ہونا وزیر علی خان کا جے پور ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ء مین

کرنل کالنس صاحب کی پلٹن وزیر علی خاں کے تعاقب میں تہے جب نواب معزول مذکور جے پور پہونچے تو پہلے راجہ جے پور نے بہت خاطرداری کی اور عزت سے رکہا مگر جب کرنل کالنس وجان منشی وہاں پہونچے اور اشرفیاں معتد بہ دینے کا وعدہ راجہ سے کیا تو راجہ اپنی اماں دادہ سے بدسر غدر و بیوفائی ہو گیا نواب معزول کے مقید ہو جانے کی فکر میں پڑے۔ قالب دوستی میں بہ پہلو دشمنی رہکر وزیر علی خاں سے کہا کہ اگر آپکے خاطرخواہ میرے ذریعہ سے سرکار سے تصفیہ ہو جاوے تو اس خاک چہاننے وصحرا نوردی و مرگ بیابان ہونے سے بہتر ہے نیز اونکے رفیقوں کو بہی نشیب و فراز سے سمجہایا کہ تم کے بال بچے مفت تباہ و برباد ہوئے اگر کہیں گرفتار ہو گئے تو سولی پاؤگے لہذا

میں نے یہ تدبیر سوچی ہے کہ صاحب کے منشی مرزا باقر کو جو میر منشی رزیڈنٹی ہیں بلواتا ہوں آپ خود اون سے بالمشافہ گفتگو کریں وزیر علیخاں اجل گرفتہ راضی ہوگئے اور رفقار خاص نے بھی سمجھایا کہ راجہ کی صلاح مناسب و بہتر ہے۔

پھر یہ چال کی گئی کہ منشی مع پہرہ کے آویں اور گرفتار کریں۔غرض ایک روز منشی مذکور کے آنے کا دن مقرر ہوا وہ اپنے ہمراہ پوشیدہ طور سے ایک پہرہ تلنگہ کا لیتے آئے اور تلنگوں کو کمیں میں رکھکر سمجھا دیا کہ میری آواز بلند ہونے پر فوراً آجانا۔ وزیر علیخاں بس کرے غافل تھے تنہا چلے آئے اور صرف کمر میں قرولی تھی خلوت ہوئی راجہ بے پور منشی کا مقابلہ کرکے خود چلے گئے وزیر علیخاں حسب عادت خود اپنے دل کے غبار نکالنے کی راہ سے شکایت سرکار چلا چلا کر کہنے لگے۔منشی پر ایسا رعب شجاعت غالب تھا کہ بجز گفتگوے نرم کے کسی بات کا جواب سخت نہ دیسکے۔چلاتے چلاتے حلق وزیر علی خان خشک ہوگیا پانی پینے کو مانگا منشی نے صراحی ہاتھ میں دیدی۔ وزیر علیخاں کے دونوں ہاتھ صراحی کے سنبھالنے میں لگا دئے۔پانی پینے کی حالت میں دونوں ہاتھ جب پھنس گئے تو منشی نے قرولی نکال لی تلنگہ جو گھات میں تھے دوڑ پڑے اور ۱۲۱۶ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء میں گرفتار کر لیا اوسیوقت فوج میں لائے جیپور سے منزل بہ منزل کانپور تک آئے اور وہاں سے بسواری بجرہ بڑے حفاظت سے کلکتہ کے قلعہ میں پہونچا دیا۔

اسباب وزیر علی خاں ضبط سرکار ہوا قلمدان میں ایک خط نواب شمس الدولہ چھوٹے بھائی ناظم جہانگیر نگر ڈھاکہ کہ داماد نواب مبارک الدولہ ناظم بنگالہ کے تھے نکلا اسی وجہ سے وہ کلکتہ میں قید رہے سوپریم کورٹ میں روبکاری کو

جایا کرتے۔ مرزا ابراہیم خاں مرزا ابوالقاسم خاں کہ دونوں بھائی تب لکھنؤ سے اُنکی گواہی میں گئے وہ بھی مقید ہوئے کئی مہینہ کے بعد نجات پائی۔ نواب ناظم الدولہ بیٹے نواب عماد الملک وزیر ہندوستان کی محض دوستی شمس الدولہ میں پکڑے گئے یعنی اُنکے کہنے سے عرضی شاہ کابل کو اپنے ہاتھ سے لکھی تھی یہ تو قید میں مرے البتہ نواب شمس الدولہ بڑے اخراجات وصرف کثیر سے چھوٹے۔ رفقائے خاص وزیر علیخاں بھاگے کچھ لوگ لکھنؤ پہونچے۔ بنارس کے کچھ لوگ گرفتار ہوئے اکثر کو پھانسی دی گئی اور بعض دریائے شور بھیجے گئے۔

وزیر علی خاں کلکتہ میں ایک بنگلہ میں جسکے غلام گردش میں لوہے کے چھڑ لگے تھے رہا کرتے بجز ڈاکٹر کوئی ہندوستانی نجانے پاتا کچھ کتابیں تاریخ کی انیس تنہائی تھیں مگدر وسامان ورزش رکھا رہتا اور کھانا وپوشاک حسب خواہش ملتی گوروں کا ڈبل پہرہ رہتا۔

جب اونیس برس چند ماہ ابتدائے آوارگی وقید سے ہوچکے تو نواب گورنر جنرل نے اُنکے حال پر رحم کھاکر قید سے رہا کیا اور مدراس میں رہنے کی اجازت دی مگر ابھی روانگی نہ ہوئی تھی کہ ماہ جون ۱۸۱۷ء مطابق شعبان ۱۲۳۲ ہجری ۳۶ برس کے سن میں اپنی موت سے مرے۔ مرزا جعفر کربلائے بھتیجا مرزا ابراہیم بنارسی کی ضروریات مذہب کے واسطے بلائے گئے اور کاشی باغ میں جہاں ٹیپو سلطان کا بیٹا بھی دفن ہے مدفون ہوئے۔ جنازہ کے ہمراہ کمپنی کا تلنگہ آگے اور تابوت کے پیچھے گورے تھے اور کوتوال شہر مہتمم تھے۔ چند غربا مومنین شہرہ وزیر ہند سمجھکر ساتھ تھے بعد دفن چند روز قبر پر پہرہ رہا۔ چھوٹا مقبرہ بنوا دیا گیا۔ قید کا زمانہ ۱۹ سال ۳ ماہ چند روز ہے۔ مدت منصوبی وزارت ۴ ماہ

ہ یوم بقیہ عمر ناکامی و حسرت مین گذری. اونکی قبر پر یہ اشعار ہیں.

وزیر ہند وزیر علی آصف جاہ
چو سوئے خلد برین زین سرا غرور

زدیم غوطہ بدریاے فکر تا آریم
بدست گوہر تاریخ فوت آن مغفور

بگوشم آمدہ ناگہ بشور و شیون و شین
نوای واے دریغا زجن وانس وطیور

١٢٣٢ھ
١٨١٧ء

تاریخ اودہ کمال الدین حیدر

سال معزولی ١٢١٢ھ و آخر ١٧٩٧ء

سال قید لکھنؤ ״ ״

سال فساد ١٢١٣ھ ١٧٩٩

سال قید جے پور ١٢١٦ھ ١٨٠١ء

وفات ١٢٣٢ھ ١٨١٧ء

خبر آمد آمد ارل آف مارننگٹن گورنر جنرل پر جنکو پھر خطاب مارکوئس آف ولیزلی ملا مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کا استقبال کو جانا پھر بنارس مین دربار ہونا و قلعہ رامنگر میں اونکو نذر دیا جانا

سر جان شور گورنر جنرل جن کے زمانہ مین مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ مسند نشین ہوئے اور

اونکے بقیہ حالات مذکور ہوئے ۱۷۹۸ء میں ولایت گئے اور انگلستان میں جاکر خطاب ڈیون موتھ کا حاصل کیا اونکی جگہ پر بہ عہدہ گورنر جنرلی ارل آف مارننگٹن صاحب آئے جن کو بعد فتح ٹیپو سلطان کے خطاب مارکوئس آف ولزلی ملا۔ اس لارڈ کی خبر بغرض انتظام ملک وملاحظہ فوج ۱۷۹۹ء میں آنے کی مشہور ہوئی مہاراجہ اودیت ناراین سنگہ بہ سواری کشتی براہ دریا استقبال کو چلے کیونکہ اوس زمانہ تک کلکتہ سے بنارس آنے کی راہ بجز دریا نتھی تا اینکہ مہاراجہ نے مقابل بکسر میں مقام نراین پور میں مقام کیا۔ قریب ایک ماہ کے انتظار میں گذر گیا۔ مگر کوئی تاریخ صحیح تشریف آوری کی مہاراجہ کو معلوم نہ ہوسکی۔ اس وقت تمامی لشکر کو مع ہاتھی وگھوڑے کے اوسی مقام پر چھوڑا اور خود مع بعض مصاحب وخدمتگاروں کے واپس ہوکر بلیا میں مقام کیا دو روز وہاں رہکر سمریا گھاٹ پر جا پہونچے وہاں دس پندرہ روز مقام رہا۔

چونکہ اس مقام سے مہاراجہ کا ننہال قریب تہا لہذا اسلام کہلا بہیجا وہاں سے جواب سلام میں ناشتہ کے نام سے بہنگیوں پر چیزیں کہانے کی آئیں اون میں سے جو پسند مہاراجہ ہوئیں وہ رکھ لی گئیں باقی کو تقسیم کردیا وہاں بہی جب خبر تحقیق تاریخ آمد لارڈ مذکور صحیح طور پر معلوم نہ ہوئی تو پہر بلیا میں آئے اور چند روز قیام کرکے روانہ ہوکر دوابے وسمریا کے درمیان لنگر ڈالا اور ہرکارونکو ہر طرف خبر صحیح لانے کو روانہ کیا۔

چونکہ زمانہ تداخل فصلین آگیا یعنی ایک فصل جاکر دوسری فصل آرہی تہی اور وہ مقام نمناک تہا لہذا لوگوں کو بخار آنے لگا بلکہ خود مہاراجہ کو بہی بخار آگیا۔ اس مقام پر خبر انتقال بابو دلیپ سنگہ واونکے زوجہ کی اونکے ہمراہ ستی ہوجانے کی آئی چونکہ اونکے صاحبزادے بابو گنو سنگہ ہمراہ مہاراجہ تہے لہذا بعد حصول اجازت روانہ وطن ہوئے۔

یہاں سے مہاراجہ براہ خشکی بسواری پالکی بلیا گئے شاگرد پیشہ خاص خاص ہمراہ پیادہ چلے باقی لوگ کشتی پر چہوڑدے گئے تا اینکہ نصف شب کو بلیا میں پہونچے جان لیب صاحب

رزیڈنٹ کا بجرا لگا تھا اور اونکے منشی حیدر علی موجود تھے چونکہ صاحب ممدوح آرام میں تھے لہذا مہاراج نے منشی مذکور کو بلاکر فرمایا کہ صاحب بہادر تو آرام میں ہیں اونکو تکلیف دینا مناسب نہیں مگر آپ میری طرف سے صاحب ممدوح سے فرمادینگے کہ میں بوجہ علالت طبیعت رام نگر جارہا ہوں جب خبر صحیح لاٹ صاحب کے آمد کی معلوم ہو تو مجھے اطلاع دیجاوے میں فوراً چلا آؤں گا۔

یہ فرماکر اوسیوقت روانہ ہوکر صبح ہوتے نراین پور میں آئے یہاں پر بوجہ شدت بخار کے ایک مکان سنگت میں آرام فرمارہے بہ اصرار جگن جمعدار کچھ کھچڑی کھائی اور پہر کوچ کیا ولدار نگر میں پہر رات گئے اپنی لشکر میں کہ براہ خشکی پیچھے پیچھے آرہا تھا داخل ہوئے اور موتی مالا ہاتھی پر سوار ہوکر علی الصباح سکلڈیہہ پہونچے اور دوسرے روز قلعہ رام نگر میں داخل ہوئے حکیم صدرالدین علی خاں و حکیم غلام حسین و حکیم سلامت علیخاں کے علاج سے طبیعت مہاراج کی صحیح ہوگئی۔ نصف شب کیوقت لفافہ رزیڈنٹ و عرضی حیدر علیخاں ملی کہ لاٹ صاحب بکسر میں آگئے۔

مہاراج پچھلے پہر کو سوار ہوکر ذریعہ ڈاک بکسر میں جا پہونچے اور لاٹ صاحب سے اچھی طور سے ملاقات ہوئی پہر اونہیں کے ہمراہ کشتیوں پر سوار ہوکر چوچک پور تک آئے وہاں سے جناب لاٹ صاحب براہ خشکی بسواری پالکی لین غازیپور میں آئے اور چہاؤنی ہوکر قواعد فوج متعینہ لین مذکورہ دیکھکر ٹہرے۔ مہاراج بہادر براہ خشکی داناپور ہوتے ہوئے راج گہاٹ کے اوتر باغ شیوپور میں جو خیمہ استادہ تھے اُن میں داخل ہوئے۔

لاٹ صاحب کیواسطے احاطہ کوٹھی ڈنکین صاحب میں جو ہری گرانٹ صاحب کی کوٹھی کے اوتر طرف کو تہے اوسکی میدان میں وہ خیمہ جات جو ٹیپو سلطان کی لڑائی سے لوٹ میں آئے تہے اور اونکے کلسون پر تصویر دیوونکی بنی تہی اور اونکے چوبوں میں دیوارگیر روشنی کی لگی تہیں اور چہار طرف شیشوں کے کواڑ تہے اور اُن میں غلام گردش و دیوانخانہ

نقش دار تہے۔ وہ خیمہ جات نہایت بلند مثل کوہ الوند سب کے سب باناتی مطلا و منقش و بعض مخملی زردوزی سے مغرق و دلکش تہے کہڑے ہوئے تہے کہ لاٹ صاحب اونہیں

حال مغلوبی ٹیپو سلطان دہیو نچنا فوج انگریزی کا اونکی دار الحکومت میں و معاملہ تین کرور تیس لاکہ روپیہ و نصف ملک دینے پر ہونا حالات راجہ مہیپ نرائن میں گذر چکا ۱۷۹۳ء میں سر جان شور انگلستان کو گئے اور لارڈ ٹین موتہہ کا خطاب وہاں جاکر حاصل کیا اور ہندوستان میں اونکی جگہہ پر ارل آف مارنگٹن آئے جن کو بعد واقعہ ٹیپو سلطان خطاب مارکوئس آف ویزلی اسی جلدوی میں ملا۔

اگرچہ ٹیپو نے مصیبت کے وقت انگریزوں سے ظاہر میں صلح کر لی تہی لیکن آتش عداوت اوسی طرح اوسکے سینہ میں بہڑک رہی تہی تا اینکہ گورنر کو ثابت ہوا کہ ٹیپو سلطان فرانسیسیوں سے خط ولتابت رکہتے ہیں اور اونسے فکر طلب کرنے مدد کی کر رہے ہیں تو مندراج میں فوج کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور ٹیپو کو لکہہ بہیجا کہ ملیبار کی طرف سمندر کے کنارے کے سب علاقہ حوالہ کرکے جو خرچ فراہمی فوج میں ہوا ہے اوسکو دیدو اور آیندہ کو اس مضمون کا عہدنامہ لکہدو کہ فرانسیسیوں سے کبہی کسی طرح کا سروکار نہ رکہیں گے اور جسقدر فرانسیسی تمہاری عملداری میں رہتے ہوں اونکو فوراً اپنے علاقہ سے نکال دو ورنہ سرکار کمپنی کو اپنا دشمن جانو جب ٹیپو کی طرف سے کچہ جواب نہ آیا تو مندراج اور بمبئی دونوں جانب سے فوج انگریزی نے اوسکے ملک پر یورش کرنی شروع کردی۔ نواب حیدر آباد کی فوج بہی اس مہم میں ہمراہ سرکار تہی۔ مگر مہاراج سیندہیا کے ورغلانے سے پیشوا شریک امداد نہ ہوئے۔ خلاصہ جب شیرنگاپٹن کو بیس کوس رہ گیا تو فوج انگریزی اور ٹیپو سے مقابلہ ہوا اور ٹیپو شکست کہاکر پیچہے ہٹے اور محض اس خیال سے کہ مبادا فوج انگریزی اوسی راہ سے جس سے پیشتر آئی تہی اب بہی تعاقب کرے بالکل گہاس بہوس تک نیست و نابود کرتا چلا گیا۔ مگر جب سنا کہ انگریز اوس راہ سے نہیں آئے بلکہ دوسری راہ اختیار کی تو اونکا دل ٹوٹ گیا اور اپنے سپاہیوں سے کہا کہ اب میرے دن آ پہونچے اونہوں نے جواب دیا کہ جہاں آپکا پسینہ گرے گا وہاں ہمارا خون گرے گا۔

انگریزوں نے شیرنگ پٹن کا محاصرہ کیا اور گورنر جنرل بذات خاص مستعد کارزار ہوئے اور ۲ مئی ۱۷۹۹ء

خیموں میں آکر داخل ہوئے توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ وہاں پر انتظام جان لیب صاحب رزیڈنٹ بنارس کا تہا۔

سابق میں جسقدر حضرات گورنر جنرل آئے وہ ضعیف وسن آئے مگر یہ گورنر صاحب جوان وصغیر سن تہے لیکن اس سن میں نہایت ذی شعور وذی عقل وکمال فراست رکہتے تہے لاٹ صاحب ممدوح نے فرمایا منشی قدیم سے کہو کہ وہ اپنی کتاب لاوے اور بڑہے یعنی جس جس طریقہ سے لوگوں کی ملاقات مقرر ہو اوسی قاعدہ سے ہم بہی ملاقات کریں آخر منشی گنیش پرشاد منشی قدیم وسابق حاضر ہوئے۔ اور سب رئیس ہندوستانی وانگین

کو نشان انگریزی قلعہ پر نصب کر دیا۔ ٹیپو کی صرف لاش ملی اور لڑکے اوسکے حاضر ہوئے ۹۲۹ ضرب توپ اور ایک لاکہ بندوق مع ساز وسامان کے اور قریب ایک کرور ایک لاکہ روپیہ کے نقد اور جواہرات انگریزوں کو ملے۔

اگرچہ بموجب دار ومدار لازم تہا کہ تمام ملک ٹیپو کا سرکار اور نواب حیدر آباد میں تقسیم ہو مگر گورنر جنرل نے علاقہ نواب نظام الملک بڑہانا مناسب نہ سمجہکر کچہہ تو علاقہ ٹیپو سے خود تقسیم کر لیا اور باقی علاقہ خاندان سابق راجہ کو جنکے خاندان میں راجہ میسور حال ہیں جن سے حیدر علی نے بیدخل کر کے لیا تہا دیدیا اون سے اقرار کرا لیا کہ آئندہ کو حفاظت کے واسطے فوج سرکاری اس میں رہا کرے اور سات لاکہ روپیہ سالانہ خراج ادا کیا کرے اور جب ضرورت ہو تو ملک کا انتظام بہی سرکار اپنے طور پر کرے۔ بقیہ حال ریاست ہائے دکن تلجاجی تنجور کا راجہ لاولد مرا تو فقط ایک لڑکا متبنی سرجوجی دس برس کا تہا گوامرسنگہ راجہ کے بہائی نے دعوے راج کا کیا مگر سرکار نے لڑکے مذکور کو مسند نشین کیا اور چچا کو پنشن کر دی اور خدمت فوجداری ودیوانی اپنے اختیار میں رکہی۔ بعد وفات نواب سورت بہی حال وہاں کا ہوا۔ علی ہذا القیاس یہی حال کرناٹک میں بعد موت عمدۃ الامرا نواب کرناٹک کے ظہور میں آیا جب اوسکے بیٹے علی حسین نے ان شرطوں کو قبول نہ کیا تو اوسکے چچا زاد بہائی عظیم الدولہ کو اونہیں شرائط پر وہاں کا نواب بنالیا۔

صاحب کی کوٹھی میں آ بیٹھے اور مہاراج بہادر بھی وہاں جلوہ افروز تھے۔ رن بہادر راجہ نیپال کے اور شیولال دوبے بھی حاضر تھے اور شہر کے تمام ذی عزت رئیس موجود تھے مہاراج کے منجھلے بھائی بابو دیپ نرائن سنگھ بھی آئے وہاں کوئی کرسی خالی نتھی مہاراج سب کی طرف دیکھنے لگے منجملہ اونکے جگن جمعدار کی طرف بھی دیکھا جمعدار نے بابو صاحب کو گود میں اوٹھا کر میز پر جو لکھنے کے واسطے تھا بٹھا دیا۔ مہاراج جگن جمعدار کی ہوشیاری وشعور پر بہت خوش ہوئے۔

کوٹھی کے باہر پانچسو سوار جنکے گھوڑے مشکی تھے اور وردی اونکی یک رنگ وضع کی تھی اور آہنی ٹوپی و آہنی میان تلوار رکھتے تھے کھڑے تھے غرض اندر باہر نہایت کثرت رئیسوں و اونکے ہمراہیوں و فوج کی تھی۔

اب یہہ تجویز ہونے لگی کہ پہلے ملاقات کس کی ہو آخر پہلے شاہزادہ مرزا خورم صاحب کی ملاقات ہوئی پھر شاہزادہ مرزا حاجی صاحب سے معانقہ ہوا۔ پھر مرزا عالی قدر کی نوبت آئی۔ مگر جب اونکے آنے میں دیر ہوئی تو لاٹ صاحب نے فرمایا مہاراجہ بنارس کو لاؤ۔ تا اینکہ مہاراجہ صاحب تشریف لے گئے تو جو سلامی کی تجویز مرزا عالیقدر کے واسطے ہوئی تھی وہ مہاراج بہادر کے واسطے ہوئی۔ مہاراج خلعت سے سرفراز ہو کر اور نذر خلعت کی دیکر اپنی جگہہ پر آ بیٹھے پھر جو جس حیثیت کے تھے خلعت سے سرفراز ہوتے گئے جب مرزا عالیقدر آئے تو لاٹ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور سلامی توپ اونکے واسطے پھر سر ہوئی۔ آخر لاٹ صاحب نے سب کو عطر وپان دیکر رخصت کیا۔

مرزا عالی قدر جو بطن نواب جہان آبادی زوجہ شاہزادہ مرزا جوان بخت ابن شاہ عالم بہادر تھے اور اپنی ماں کی جہت سے شیعہ ہوئے۔ یہ نواب جہان آبادی وہی ہیں جو لکھنؤ سے ہمراہ ہوئیں۔

مرزا مظفر بخت عرف مرزا ہمعہ منجھلے بیٹے مرزا جوان بخت شاہزادہ کے ہیں جو بعد معرکہ وزیر علیخاں قاتل چیری صاحب فرخ آباد بھیجے گئے۔ سلطان الحکایات

اس زمانہ میں مہاراج کے دیوان سکھہ لال صاحب سے تہے اون سے مہاراج خوش نہ تہی۔
کیونکہ معاملہ سپردگی تراتوے پرگنہ کا انہیں کی چالاکی ودہوکا دینے سے زمانہ مہاراجہ
مہیپ نراین میں ہوا تہا۔ مہاراج نے ذریعہ سکریٹری صاحب عرضی حضور لاٹ صاحب
میں اس مضمون کی پیش کی کہ ہم اب حد بلوغ کو پہونچے اور اپنے نیک و بد کے سمجھنے کی قابلیت
ہم میں پوری طور سے ہوگئی۔ لہذا راج کے کام میں پورا اختیار رہنا چاہیے۔ جسکو ہم
چاہیں دیوان کریں اور جسکو چاہیں برطرف کریں گو اس کوشش میں قریب لاکہ روپیہ
کے خرچ ہوئے مگر لاٹ صاحب نے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔
مہاراج نے گورنر جنرل صاحب بہادر سے عرض کیا کہ میرے غریب خانہ کو بہی سرفراز
فرمایا جاوے۔ صاحب نے منظور فرمایا اون کی تشریف آوری کے روز حسب معمول تشریف
آوری مہمانان وحکامان ادا کیا گیا۔ نئی حویلی کے دروازہ سے ٹہاکر دوارہ تک جواب
مکان جدید مثل بارہ دری کے لب دریا بنگیا ہے اور اس میں صبح کا دربار ہوتا ہے
تہان تاش اور بادلہ و کمخواب و مشجر و گلبدن و مشروع و ململ بچہائی گئی گورنر جنرل صاحب
اوسپر سے گذر کرتے ہوئے ٹہاکر دوارے میں جسے بارہ دری گنگا محل کہتے ہیں کرسی زرنگار
پر بیٹھے اور گانا و ناچ شروع ہوا۔ دو سوار انٹاگرڈ کی برہنہ تلوار ادہر سے اودہر
ٹہل رہے تہے گورنر جنرل نے اونکو دیکھکر فرمایا کہ تم مت ٹہلو بلکہ ایک جا کہڑے رہو اب
میں گہر میں آگیا ہوں۔ گورنر جنرل صاحب نے مہاراج سے فرمایا میں تم سے بہت خوش ہوا
حسب معمول صاحب کے سامنے کشتیاں نذر کی لائی گئیں اور وہ قبول ہوئیں اور وہ
سب کشتیاں سرکار لاٹ صاحب میں بہیجدی گئیں۔ اور سکتر صاحب و شاگرد پیشہ کو بہی
حسب لیاقت بہیجا گیا۔ اور منشی گنیش پرشاد منشی سابق لاٹ صاحب کو پانسو روپئے ایک
دوشالہ مع شال و رومال عطا ہوا۔ گورنر جنرل صاحب کا تمام قیام بنارس میں پانچ چار
روز رہا پہر روانگی جانب لکہنو براہ خشکی ہوئی۔

مہاراج نے سنا کہ کل صاحب کا کوچ ہوگا تو پہر شیو پور کے خیمہ میں داخل ہوئے صبح کو صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور جلو میں سب سوار پرا باندھے ہوئے روانہ ہوئے۔

مہاراج بہادر بھی جھوم کے باغ تک ہمراہ گورنر جنرل صاحب گئے۔ صاحب نے فرمایا راجہ صاحب ہم آپ سے بہت راضی و خوش ہوئے۔ اب آپ رخصت ہوں۔ مہاراج وہاں سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آنکر بعد غسل و طعام ہاتھی پر سوار ہو کر معہ جلوس شہر میں ہوتے اور ہر ایک معبد گاہ کی زیارت درشن کرتے شام ہوتے ہوتے رام نگر کے قلعہ میں آئے۔ مخبروں نے دیوان سکھ لال کو خبر دی کہ اب آپ کام سے معطل ہوئے۔ اور کل اختیار مہاراج کو ہوا اُنکے گہر میں ماتم پڑ گیا۔ اور مہاراج نے کل کام راج کا عمال سے لینا شروع کردیا۔

بناء عمارات بارہ دری چکیا و باغ و مندر و تالاب و دلکشا و باولی وغیرہ

سنہ ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں مہاراجہ نے بعد چلے جانے مارکوئس آف ویزلی گورنر جنرل کے جانب چکیا سفر کیا اور باغ در بہون میں قیام کیا۔

چونکہ چکیا میں کوئی مکان قیام کا نہ تہا لہذا فکر میں کوٹھی بنوانے کے ہوئے مہاراجہ جیت سنگھ نے فقط بنیادی پتھر رکہا تہا مگر اونکو دیگر ترددات سے موقع اوسکے تکمیل کا نہ ملا مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ صاحب نے اپنے مشیروں سے رائی لی کہ آیا اوسی بنیاد پر عمارت بنوائی جاوے یا کسی علحدہ مقام پر بنوائی جاوے اس میں اختلاف آرا ہونے پر کثرت رائے بنیاد راجہ جیت سنگھ پر ہوئی حکم تیاری کا پاتے ہی کاریگروں نے بارہ دری سنگین و پختہ تیاری کی جو

اس وقت تک موجود ہے۔ بعد تیاری کے تصویریں جا بجا قرینہ سے لگائی گئیں فرش کرسی وغیرہ اور جہاڑ شیشہ و فانوس سے زینت دی گئی۔

اس باغ کے گرد ہر چہار طرف دیوار پختہ بنائی گئی اور اوسکے ہر چہار طرف چار برج بنائے گئے اسوقت اُس باغ کی حالت مثل پرستان نمایاں تھی کہ ہر چہار طرف پہاڑ اور میدان اور وسط میں یہ مکان والاشان تھا۔

بارہ دری کے دکھن طرف ایک تالاب پختہ سنگی پر از آب اور اوسکے کنارہ پر شیوالہ نہایت آب و تاب سے بنایا گیا۔ اور پورب طرف باغ انبہ لگایا گیا۔ بارہ دری کے دروازہ پر پہاٹک بنا کر اُسکے آگے سڑک خوشنما تیار ہوئی۔ اور اونکے جانشین ایشری پرشاد نرائن سنگہ کے زمانہ میں چندراوتی ندی سے ایک نہر کاٹ کرلائی گئی اور پل بنایا گیا بعد پل کے دونوں طرف ہر قسم کے شاگرد پیشہ و دوکاندار آباد کئے گئے۔

اوتر اس باغ کے بنگلہ مسمی بہ دلکشا بنایا گیا اور ایک چھوٹا سا باغ سرسبز و شاداب تیار کیا گیا اور ایک باولی خوشنما پانی سے لبریز تیار ہوئی۔ وہ پہاڑونکا منظر وہ میدان فراخ وہ جنگل کے درختوں کی ہری بھری شاخ میں یہہ مقام جدید عجیب فرحت افزا و تیار ہوا۔ جو اب تک اوسی شان بلکہ اضافہ جات جدید سے رونق افزا ہے۔

ایک طرف پل کے اسی پار مکان تحصیلداری کے نام سے بنایا گیا جس میں عمال کچہری کرتے تہوڑے فاصلہ کوٹھی پر جانب پورب ایک ندی جاری ہے جسکا نام عوام کے زبان پر کرمناسہ ہے اس میں ایک مقام پر پانی کی چادر اس زور و شور سے گرتی ہے کہ چاندی کھلی ہوئی کے بہنے کا گمان ہوتا ہے

اوسکے ایک طرف کو قبر لطیف شاہ بری اور دوسری طرف قبر سید صاحب ہے قبر لطیف شاہ پر مہاراج اودت نارائن سنگہ نے گنبد پختہ بنوا دیا۔ اُس آبشار کے کنارہ پر وہ مقام دلکش پر بہار ہے کہ کیسا ہی انسان غمگین جاوے ممکن نہیں کہ غم وہیں چھوڑ کر نہ پھرے۔

مہاراج اودت نارائن سنگھ نے بعد تیاری بارہ دری باغ وتالاب جکیا کی شادی بہی ایک نیک ساعت میں کی اور اس روز بڑی خوشی منائی گئی اور جلسہ عام کیا گیا برہمنوں کی دعوت از قسم کہانا وشیرینی ونقد پارچہ ہوئی۔

مزید مسرت کا سبب یہ ہوا کہ جس روز کوٹھی جکیا میں رونق افروز ہوئے اوسی دن رام نگر میں بڑی بہوی صاحبہ یعنی بہن مہاراجہ سے جن کی شادی شیوہر میں ہوئی ہتی صاحبزادہ بلند اقبال پیدا ہوئے جن کا نام رگہونندن سنگہ رکہا گیا۔ رام نگر سے حجام وباری خبر دہ لیکر آئے مہاراج نے خوش ہوکر اونکو اشرفیاں دیں اور سرکاری ملازموں کو جوڑہ عطا ہوئے۔

راقم مصنف خدمت ناظرین باتمکین میں عرض پرداز ہے کہ چونکہ تاریخ ہذا کے تذکرہ آیندہ میں اُن عہدنامہ جات کا حوالہ ہے جن کو نواب سعادت علی خاں نے ہنوربل کمپنی ایسٹ انڈین سے کیا ہے۔ لہذا بنظر سہولت ناظرین پہلی وہ تحریر ہوتے ہیں تاکہ ربط حالات میں بوجہ سہولت فہم کا منقطع نہ ہونے پاوے۔

نواب سعادت علیخاں کا انگریزوں سے معاہدہ کرنا

جب نواب سعادت علیخاں بموجودگی سرجان شور صاحب گورنر جنرل مقام لکھنؤ میں بعد گرفتاری وزیر علی خاں ۱۲۱۲ھ ہجری مطابق ۱۷۹۸ء میں مسند نشین ہوئے تو حسب قاعدہ وتیز وعدہ ملکہ تحریر از جیری صاحب یہ پہلا عہدنامہ درمیان نواب موصوف وگورنر جنرل سرجان شور صاحب ۱۷۹۸ء میں ہوا جو ذیل میں درج ہے۔

عہدنامہ

چونکہ اکثر عہدنامہ جات بہ اوقات مختلف فیما بین نواب شجاع الدولہ بہادر مرحوم اور نواب آصف الدولہ بہادر کے اور ہنوربل ایسٹ انڈیا کمپنی کے قرار پائے ہیں جن کے رو سے

مفاد ممالک طرفین متصور ہیں لہذا نواب وزیر الممالک یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخاں بہادر مبارز جنگ اور سرجان شور مارونٹ منجانب ہنوریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے بنظر مداومت دوستی و اتحاد جو فیما بین سرکارین کے جاری ہے اور بہ لحاظ مفاد باہمی جو اُسنے پیدا ہوتا ہے اب شرائط ذیل منظور کرتے ہیں۔

شرط اول۔ صلح و دوستی و اتحاد جو اس قدر عرصہ دراز سے فیما بین سرکارین جاری ہی دوامی ہوگا دوست اور دشمن ہر ایک کے اُسی ہیئت میں دوسرے جانب سے گردانی جائنگی اور فریقین معاہدہ وعدہ کرتے ہیں کہ تمام عہدنامجات و اقرارنامجات سابق جو فیما بین سرکارین اب تک قائم ہیں اور جو خلاف منشا، عہدنامہ حال کے نہ ہوں اس عہدنامہ سے مستحکم ہونگی۔

شرط دوم۔ از روے عہدنامجات سرکارین ہنوریبل ایسٹ انڈیا کمپنی پر فرض ہے کہ بمقابلہ تمام دشمنان کے حفاظت ملک نواب سعادت علی خاں کریں اور بنظر اسکے کہ عہدنامہ کے شرائط بخوبی تعمیل ہوں اور نیز بخیال حفاظت اپنے ملک کے انگریزی کمپنی نے اپنی فوج کو بہت زیادہ کیا ہے اور رجمنٹ ہاے جدید سوار و پیادہ ملازم رکھے ہیں۔ لہذا نواب سعادت علی خاں وعدہ کرتے ہیں کہ ماورائے مبلغ چھپن لاکھ ستہتر ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ سالانہ کے جو نواب آصف الدولہ نے انگریزی کمپنی کو دینا منظور اور قبول کیا ہے وہ مبلغ انیس لاکھ بائیس ہزار تین سو باسٹھ روپیہ اور بھی ادا کریںگے یعنی کل روپیہ چہتر لاکھ ادا کیا کریں گے اور یہ روپیہ سکہ اودہ رائج الوقت ہوگا۔

شرط سیوم۔ یہ روپیہ ۷۶ لاکہ تاریخ ۲۱ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء سے جس تاریخ نواب سعادت علیخاں مسند نشین اودہ ہوے شروع ہوگا اور نواب وعدہ کرتے ہیں کہ یہ روپیہ حسب وعدہ واجب ہوگا بہ تعداد چھ لاکہ تینتیس ۳۳ ہزار تین سو تینتیس ۳۳ روپیہ پانچ آنہ چار پائی سکہ اودہ کے ماہ بماہ بموجب فرد قسط بندی منسلکہ ادا ہوگا۔

شرط چہارم۔ جو بقایائے مبلغان حسب اقرارنامجات سابق وجہ ۲۱ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء
ہوگا وہ فوراً ادا کیا جائے گا۔

شرط پنجم۔ نواب سعادت علیخاں وعدہ کرتے ہیں کہ سالانہ گذارہ وزیر علی خاں کو ایک لاکھ
پچاس ہزار روپیہ کا دیا جائے گا اور اقرار کرتے ہیں کہ یہہ روپیہ بہ اقساط ماہواری بتعدادی بارہ
ہزار پانچسو روپیہ کے کمپنی انگریزی کو دیا جائے گا اور انگریزی کمپنی مذکور وزیر علیخاں کو جب
تک وہ انکے ممالک میں رہے گا دیں گے۔

شرط ششم۔ تنخواہ بیگم اور شاہزادگان بنارس کی بتعدادی دو لاکھ چار ہزار روپیہ سالانہ اور
پنشن فرخ آباد بتعدادی تنتیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ رقم چہتر لاکھ روپیہ سکہ اودہ مذکورۂ
بالا میں شامل ہیں۔

شرط ہفتم گورنر جنرل سرجان شور بارونٹ منجانب ایسٹ انڈیا کمپنی وعدہ کرتے ہیں کہ فوج
انگریزی جو ملک اودہ میں بغرض حفاظت رہیگی وہ ہرگز کم دس ہزار سپاہ ولایتی و ہندوستانی
سے نہ ہوگی۔ اس میں پیادہ و سوار و توپ خانہ سب ہونگی اور اگر کسی وقت ضرورت پر فوج
انگریزی ولایتی و ہندوستانی پیادہ و سوار و توپ خانہ ملک اودہ میں تیرہ ہزار سپاہ سے زیادہ
رکھی جائیگی تو نواب سعادت علیخاں وعدہ کرتے ہیں کہ جو سپاہ زیادہ تعداد مذکورۂ بالا سے ہوگی
اوسکا خرچہ وہ علاوہ دیں گے اور اسی طرح اگر فوج انگریزی ولایتی و ہندوستانی پیادہ و سوار
و توپ خانہ ملک اودہ میں کسی ضرورت سے آٹھ ہزار نفری سے کم ہوجائیگی تو جسقدر اس
تعداد سے کم ہوگی اس قدر فوج کا خرچہ چہتر لاکھ روپیہ میں سے اونکو مجرا ملیگا۔

شرط ہشتم۔ چونکہ انگریزی کمپنی کے پاس کوئی قلعہ ملک اودہ میں نہیں ہے اور نواب سعادت
علیخاں کو اطمینان کلی دوستی انگریزی کمپنی پر ہے لہذا وہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ قلعہ الہ آباد
مع تعمیرات و گہاٹ وغیرہ جو اوسکے متعلق ہیں اور اسقدر زمین جسقدر اونکو واسطے چھاؤنی
وغیرہ کے مطلوب ہوگی دیں گے اور انگریزی کمپنی وعدہ کرتے ہیں کہ وہ ذمہ دار نوابکے بابتہ

محصول گھاٹ ہونگے اور نواب مذکور یہہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ جسقدر روپیہ واسطے مستحکم کرنے اور مرمت کرنے قلعہ مذکور کے صرف ہوگا وہ بھی دینگے بشرطیکہ تعداد اوسکی آٹھ لاکھ روپیہ سکہ اودہ سے زیادہ نہوگی اور یہہ روپیہ یا جسقدر حقیقت میں اس سے کم صرف ہوگا دو سال میں تاریخ عہد نامہ ہذا سے انگریزی کمپنی کو ادا کر دینگے یعنی جسقدر ایک سال میں صرف ہوگا اس قدر اوس سال میں دیا کریں گے اور نواب سعادت علیخاں بہادر اوسی نظر سے یہہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ وہ انگریزی کمپنی کو روپیہ واسطے مرمت قلعہ فتح گڈہ کے چھ مہینہ کے عرصہ میں تاریخ عہد نامہ ہذا سے دینگے جو زاید از تین لاکھ روپیہ نہوگا۔

شرط نہم۔ اگر واسطے بہترین حفاظت ملک نواب سعادت علیخاں کے یہ مصلحت ہو کہ چھاونی کانپور اور فتح گڈہ میں سے فوج کسی اور مقام مناسب پر جاوے تو نواب سعادت علیخاں استرضا اپنے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خرچ نقل مقام فوج یعنی خرچ راہ فوج اور صرف تعمیر چھاونی مقام مجوزہ کا دیں گے۔

شرط دہم۔ چونکہ انگریزی کمپنی کا صرف کثیر قائم کرنے حق نواب سعادت علیخاں میں ہوا ہے بنظر اوسکے نواب اقرار کرتے ہیں کہ وہ بارہ لاکھ روپیہ انگریزی کمپنی کو دیں گے۔

شرط یازدہم۔ چونکہ تقسیم تنخواہ فوج انگریزی کمپنی مقیم ملک اودہ منحصر ادای بروقت اقساط مشروطہ شرط دوم وسیوم عہد نامہ ہذا کے ہے لہذا نواب ممدوح اقرار کرتے ہیں کہ وہ کوشش بلیغ کریں گے کہ قسط وقت پر ادا ہو لیکن اگر احیانا خلاف کوشش ونیت نواب قسط بروقت ادا نہو اور باقی رہجائے تو نواب سعادت علیخاں وعدہ و اقرار کرتے ہیں کہ وہ اس طرح کی ضمانت بابت ادائے بقایا و اقساط آیندہ داخل کمپنی کریں گے جس سے اطمینان اوسکا ہوگا۔

شرط دوازدہم۔ چونکہ از روے عہد نامہ جو اب فیما بین نواب وزیر اور کمپنی کے ہوا ہے اور یہہ ادائے بہت زیادہ ہوگئی اور دیگر اخراجات بھی نواب پر لازم اور فرض ہیں لہذا

بمقابلہ جمع وخرچ ملک یہ ضروری متصور ہوا کہ اس قدر کمی اخراجات دفاتر وملازمین وغیرہ میں کیجائے جسقدر ضروری اور مناسب متصور ہو۔ پس اس باب میں نواب وعدہ کرتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کمپنی سے مشورہ کرکے اونکی رائے کے مطابق اخراجات فضولی کی کمی عمل میں آویگی۔

شرط سیزدہم۔ چونکہ معاملات ملکداری یعنی پولٹیکل نواب سعادت علیخاں اور انگریزی کمپنی کے واحد ہیں لہذا یہ ضرور ہے کہ جو تحریرات نواب سعادت علیخاں اور رئیسان غیر کے ساتھ ہو وہ بہ اطلاع واسترضا کمپنی کے ہو اور نواب سعادت علیخاں منظور کرکے اقرار کرتے ہیں کہ کوئی تحریر بخلاف منشا اس عہدنامہ کے اونسے ظہور میں نہ آئیگی۔

شرط چہاردہم۔ چونکہ شرائط مندرجہ عہدنامہ تجارت کے جو فیمابین سرکارین کے قرار پایا ہے اب تک قرار واقعی تعمیل ملک نواب وزیر میں نہیں ہوتے لہذا منظور رہا کہ فریقین معاہدہ کوشش بلیغ اونکی تعمیل میں کریں۔

شرط پانزدہم۔ نواب سعادت علیخاں وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کسی یورپ ذاکوکسی نوکری پر اپنے یہاں ملازم نہ رکھیں گے اور نہ کسی کو اپنے ملک میں بغیر مرضی کمپنی کے آباد ہونے دیں گے۔

شرط شانزدہم۔ نواب سعادت علیخاں وعدہ کرتے ہیں کہ گذارہ معقول واسطے مشہور اولاد برادر یعنی نواب آصف الدولہ مرحوم کے مقرر ہو اور بخوشی ورضامندی اقرار کرتے ہیں کہ وہ اونکی پرورش کریں گے۔

شرط ہفتدہم۔ نواب وزیر الممالک سعادت علیخاں بہادر منجانب اپنے اور اپنے ورثا کے اور گورنر جنرل سرجان شور بارونٹ صاحب بہادر منجانب ایسٹ انڈیا کمپنی اقرار کرتے ہیں کہ تمام شرائط مندرجہ عہدنامہ ہذا کا لحاظ بہ ایمانداری اور مصروفیت تمام ہوگا اور دونوں قرار کرتے ہیں کہ وہ خود اور اپنے ممالک اور رعایا میں اس عہدنامہ کو اور تمام شرائط عہدنامہ کو

جاری اور بحال رکھیں گے اور تمام امورات سرکارین نہایت یکجہتی اور اتحاد سے طرفین میں سرانجام پایا کریں گے اور نواب ممدوح کو کل اختیارات امورات خانگی پر اور اپنے ملک موروثی پر اور اپنی فوج پر اور رعایا پر حاصل رہے گا۔

فرد قسط بندی بابت ادائے سالانہ

اول قسط ماہ جنوری تاریخ یکم فروری واجب الادا ہوگی	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
دوم قسط ماہ فروری تاریخ یکم مارچ واجب الادا ہوگی	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
سوم قسط ماہ مارچ تاریخ یکم اپریل واجب الادا ہوگی	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
چہارم قسط ماہ اپریل تاریخ یکم مئی واجب الادا ہوگی	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
پنجم قسط ماہ مئی تاریخ یکم جون واجب الادا ہوگی	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
ششم قسط ماہ جون تاریخ یکم جولائی واجب الادا ہوگی	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
ہفتم قسط ماہ جولائی تاریخ یکم اگست واجب الادا ہوگی۔	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی
ہشتم قسط ماہ اگست تاریخ یکم ستمبر واجب الادا ہوگی۔	لکھ [illegible] ۵ ر ۴ پائی

نہم قسط ماہ ستمبر تاریخ یکم اکتوبر واجب الادا ہوگی — ے لک [illegible] ۵ ر ۴ پائی

دہم قسط ماہ اکتوبر تاریخ یکم نومبر واجب الادا ہوگی — ے لک [illegible] ۵ ر ۴ پائی

یازدہم قسط ماہ نومبر تاریخ یکم دسمبر واجب الادا ہوگی — ے لک [illegible] ۵ ر ۴ پائی

دوازدہم قسط ماہ دسمبر تاریخ یکم جنوری واجب الادا ہوگی — ے لک [illegible] ۵ ر ۴ پائی

کل سکہ روپیہ — [illegible] لک

دستخط جان شور — مہر فارسی

ہمارے روبرو اسپر دستخط اور مہر ہوکر پانچ نقول دی گئیں بتاریخ ۲۱ ماہ فروری ۱۷۹۸ء

دستخط جی لمسدن رزیڈنٹ

دستخط این بی ایڈمنسٹن مترجم فارسی

کتاب عہدنامہ میں ابتداء عہدنامجات اودھ میں بطور مجمل بہ نسبت عہدنامہ مذکورۂ بالا کے لکھا ہے کہ چونکہ اس عہدنامہ میں چہتر لاکھ سالانہ گورنمنٹ انگریزی کو دینا اور فوج انگریزی دس ہزار باعتبار شمار اوسط رہنا مرقوم تھا اور فوج وزیر صرف ایک گروہ مسلح تھی کہ کچھ انتظام اس میں نہ تھا اگر زمان شاہ افغانستان سے حملہ آور ہوتا جسکا اندیشہ اکثر ہندوستان

میں رہتا تہا تو یہہ فوج بجائے مدد کے وقت دینے والی تہی لہذا ۱۷۹۹ء میں گورنر جنرل مارکوئس آف ولیسلی نے وزیر کو اس نیت سے ایک تحریر بھیجی جس میں اون کو ترغیب فوج کے موقوف کرنے اور اونکے عوض انگریزی فوج رکھنے کے ہوئی اور اس تحریر کے لیجانے کو اور وزیر کے تفہیم کرنے کو کہ وہ بجائے نقدی دینے کے کچھہ ملک بغرض خرچ فوج انگریزی دین میجر سکوٹ صاحب تجویز ہوئے۔

نواب وزیر کی مرضی بالکل قبول کرنے کی نتہی مگر اونکو خوف دیا کہ وہ اپنے فرزند کو ملک دیدے آخر کار بعد گفتگوئے بسیار و آنے مہنوربل مسٹر ولیسلی صاحب برادر گورنر جنرل بہادر کے بمقام لکھنؤ عہدنامہ مورخہ ۱۰ ماہ نومبر ۱۸۰۱ء قرار پایا جس میں وزیر نے ملک دوآب گورنمنٹ انگریزی کے حوالہ کیا جسکی آمدنی ایکروڑ پینتیس لاکھہ بائیس ہزار چار سو چوہتر روپیہ تہی یہ ملک بالعوض تمام اخراجات فوج و دیگر اخراجات کے دیا گیا اور اپنی فوج کم کرکے چار بٹالین پیادگان اور ایک پلٹن نجیب دو ہزار سوار تین سو گولہ انداز رکہے اور اقرار کیا کہ باقی ماندہ ملک میں وہ انتظام قرار واقعی رکھیں گے۔

از کتاب عہدناجات

اور مولوی کمال الدین صاحب کی کتاب کا مفہوم یہ ہے کہ بعد مسندنشینی نواب سعادت علی خاں سے تقاضا تقسیم ملک کا ہونے لگا (کیونکہ شرط یازدہم میں صورت اطمینان گورنمنٹ مرقوم تہی) نواب سعادت علی خاں ہنگامہ وزیر علی خاں کا عذر کرکے ٹال دیا کرتے تا آنکہ چار برس اسی طور سے ٹلتے گئے ایک روز کرنل اسکاٹ صاحب رزیڈنٹ نے تنگ ہوکر مولوی سبحان وکیل جناب عالی سے کہا اور اپنی کرچ نکال کر میز پر رکہدی کہ اسکا جواب لاؤ (یعنی مطلب یہ تہا کہ اگر ملک نہ دوگے تو جنگ ہوگی) مولوی نے کہا اس کا جواب بعد معرکہ بکسر ختم ہوگیا اب کس کی مجال جواب ثانی کی ہے مولوی نے نواب سعادت علیخاں سے آکر بیان کیا اونہوں نے دیکہا کہ اب یہ کسی طور ٹلنا نا ممکن ہے مجبور ہوکر حکم دیا کہ

عمال سے کاغذ ملک طلب کر کے صاحب رزیڈنٹ کو بھیجدو۔ بعض اہل کاروں نے مثل الماس علیخاں کے حقیقت حال جمع خام کا کاغذ نہ دیا ورنہ اس توفیر میں کچھ ملک بچ جاتا۔ مگر لطف تو یہ ہے کہ جس نے ازراہ نمک حلالی کے مثل مرزا مہدی علیخاں ناظم بریلی کے جمع خام لکھدی وہ بگڑے گئے اور مقید ہوئے۔

مصنف مذکور لکھتے ہیں کہ بعد جنگ بکسر عہد نامہ دولتین عالیتین میں یہ قرارداد تھا کہ آمدنی ملک سے ۶ آنے تنخواہ دو کمپ کانپور و فرخ آباد دیجاوے اور انتظام ملک محروسہ بصلاح ورائے ہر دو سرکارین ہو۔ اور ہر وقت پر روپیہ نہ پہونچنے سے سود اقساط بڑھتا جاتا تھا لہذا عوض نقدی کے ملک دیدیا اور ۲ آنے میں تنخواہ مذکورہ ذیل مجرا دی گئی اب اگر نقصان ہوا تو حکومت کا مگر ہاں نواب وزیر یہ سمجھے تھے کہ بقیہ ملک بلاشرکت ہوگا وہ بھی نہ ہوا اور بتدریج مداخلت بڑھتی گئی۔

تفصیل رقومات جو ۲ آنے میں مجرا ہوئیں۔

تنخواہ شاہزادگان بنارس میں پچیس ہزار اولاد حافظ رحمت خاں روہیلہ میں ایک لاکھ سالانہ نواب نامر جنگ اولاد نواب احمد خاں بنگش رئیس فرخ آباد ۱۶ لاکھ سالانہ معافیدار وجاگیردار و یومیہ دار نو لاکھ۔

قصبہ مجھر یٹہ لاکھ روپیہ جاگیر نواب مدارالدولہ پچاس ہزار۔ جاگیر الماس علیخاں پچاس ہزار۔ جاگیر تفضل حسین خاں چالیس ہزار۔ تنخواہ نواب اشرف علیخاں وغیرہ تنخواہ دو کمپ مذکور۔ یہ سب مجرا لیکر نصف ملک تفویض حکام انگلشیہ ہوا جسکی جمع ایک کرور بتیس لاکھ تینتیس ہزار چار سو بچہتر روپیہ ہوتے ہیں۔

اب میں اس عہد نامہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۰۱ء مطابق ۲ ماہ رجب ۱۲۱۶ھ کو نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو تفہیم مقصود میں سہولت رہے۔

عہد نامہ فیما بین ہنورابل ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب وزیر الممالک یمین الدولہ ناظم الملک

سعادت علی خاں بہادر مبارز جنگ در بارہ شامل کرنے ہمیشہ کے واسطے بعض اضلاع علاقہ نواب وزیر کو بابتہ معاوضہ زر سالانہ جو وزیر کو دیتا ہے۔

چونکہ عہدنامہ میں جو اب فیما بین نواب وزیر اور ہنوربل الیسٹ انڈیا کمپنی کے جاری اور قائم ہے اوسکی روسے کمپنی نے وعدہ کیا ہے کہ حفاظت ملک نواب وزیر بمقابلہ اوسکے دشمنان کے کریں گے اور واسطے اسکے کہ کمپنی تعمیل اس شرط کی کرسکے نواب وزیر برازروئے عہدنامہ مذکور فرض ہے کہ وہ کمپنی کو ہمیشہ چہتر لاکھ روپیہ سکہ اودہ سال بسال دیا کریں اور یہہ بہی اوسی عہدنامہ سے واجب آیا ہے کہ جسقدر فوج سوای فوج شرائط عہدنامہ کمپنی کو اوسکی حفاظت کے واسطے ضرورت ہوگی اوسکا خرچ نواب وزیر دینگے اور چونکہ مصلحت وقت یہہ قرار پائی کہ روپیہ ایسی طور پر قرار دیا جاوے جس سے اطمینان ادائے صرف فوج وغیرہ متصور ہو اور اس میں وہم کمی و بیشی کا باقی نہ رہے اور کمپنی کو اطمینان کلی اوسکے ادا ہونے کا بروقت وجوب حاصل ہو لہذا عہدنامہ ذیل جس میں دس شرط ہیں فیمابین ہزایکسلنسی موسٹ نوبل مارکوئس ویسلی کی پی گورنر جنرل امورات ملکی و جنگی قوم انگلستان جو ملک ہندوستان میں بوساطت ہنوربل ہنری ویسلی اور لفٹنٹ گورنر سکوٹ جن کو اختیارات عطیہ گورنر جنرل بہادر درباب تقرری عہدنامہ نواب وزیر سے منجانب و بنام گورنر جنرل حاصل ہیں فریق اول۔

اور نواب وزیر الممالک یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علی خاں بہادر مبارز جنگ فریق ثانی منجانب اپنے اور اپنے ورثا اور جانشین کے دربارہ اسکے قرار پایا کہ ہنوربل الیسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے واسطے بعض اضلاع علاقہ نواب وزیر کے بابت سالانہ گذشتہ اور دیگر رقومات کے جو اب ذمہ نواب کے بالعوض کمپنی کے عہود حفاظت کے باقی ہیں دئے جائیں۔

شرط اول نواب وزیر ازروے اسکے علاقہ جات ذیل دیہی ملک کے واسطے ہمیشہ کے

ہنوربل ایسٹ انڈیا کمپنی کو بالعوض سالانہ اور اخراجات ایزادی فوج اور پنشن بنارس و فرخ آباد کے دیتے ہیں جن کی آمدنی کی تعداد ایک کرور پینتیس لاکھ بائیس ہزار چار سو چوہتر روپیہ آٹھ آنہ تین پائی مع خرچہ تحصیل ہے۔

چکلہ کوڑہ و چکلہ اٹاوہ ۔ پچیس لاکھ اڑتالیس ہزار پانچسو ستہتر روپیہ گیارہ آنہ ۹ پائی

کیٹھر وغیرہ ۔ پانچ لاکھ تینتیس ہزار تین سو چوہتر روپیہ ۹ پائی

فرخ آباد وغیرہ ۔ چار لاکھ پانچہزار ایک روپیہ

کھیری گڈہ وغیرہ ۔ دو لاکھہ دس ہزار ایکروپیہ

اعظم گڈہ وغیرہ ۔ اعظم گڈہ مؤ ناتھ بھنجن ۔ چھ لاکھ بچانوی ہزار چھ سو چونتیس روپیہ سات آنہ ۶ پائی

گورکھپور وغیرہ و بٹول ۔ پانچ لاکھہ پچاس ہزار چار سو ترپن روپیہ اٹھ آنہ ۔
گورکھہ وغیرہ

صوبہ الہ آباد وغیرہ ۔ پانچ لاکہ اونچاس ہزار چار سو چون روپیہ

چکلہ بریلی آصف آباد - نو لاکھ چونتیس ہزار تین سو ترسٹھ گیارہ آنہ ۳ پائی — ۱۱ر۳ پائی

کیلپوری - تینتالیس لاکھ تیرہ ہزار چار سو ستاون روپیہ گیارہ آنہ ۳ پائی — ۱۱ر۳ پائی

نواب گنج کھلی وغیرہ - ایک لاکھ انتیس ہزار دو سو بیالیس روپیہ دس آنہ — ۱۰ر

محال وغیرہ بہ استثناء تعلقہ اردل - ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار تین سو اٹھتر روپیہ چار آنہ — ۴ر

کل جمع سکہ لکھنو — ایک کرور ... لاکھ ... ۸ر۳ پائی

محالات مذکورہ بالا اس نیت پر ہنوربل کمپنی کو دی گئی جس صورت پر وہ سنہ ۱۲۰۸ف میں ماتحت عاملان تھی پس کوئی دعوی نسبت دیہات یا قطعات زمین کے جو سابق شامل یا علحدہ محالات مذکور سے ہو گئے ہوں نہ ہوگا۔

شرط دوم - جو سالانہ ازروے شرط دوم عہدنامہ ۱۷۹۸ء کے نواب وزیر نے کمپنی کو دینا منظور کیا تہا جسکے عوض اور بالعوض اخراجات ایزاد فوج کے یہ علاقہ دیا گیا اب ہمیشہ کیواسطے موقوف ہوگیا اور نواب اب اداے اخراجات ایزاد فوج سے جو بروقت ضرورت واسطے حفاظت اودہ اور اوسکے تعلقات کے ہوگی (خواہ حفاظت ملک جو اب علاقہ کمپنی میں شامل ہوا اور خواہ جو باقی نواب کے پاس رہا ہے ہو) بری ہونگے۔

شرط سیوم - ہنوربل ایسٹ انڈیا کمپنی وعدہ کرتے ہیں کہ جو ملک نواب وزیر کے پاس

باقی رہا ہے اوسکی حفاظت بمقابلہ دشمنان بیرونی واندرونی ملک وہ کرینگے بشرطیکہ یہہ امر گورنمنٹ انگریزی کے اختیار میں رہے کہ جہاں اونکو ضرورت معلوم ہو وہاں اپنی فوج علاقہ نواب وزیر میں رکھیں اور یہہ بھی شرط ہے کہ نواب چار بٹالین پیادگان کی اور ایک بٹلین نجیب اور میواتیوں کی اور دو ہزار سوار اور تین ہزار گولہ انداز تک اپنے ملازم رکھیں اور باقی فوج کو برخواست کردیں بہ استثنا اس قدر مسلح چپراسیوں کے جو تحصیل مالگذاری کے واسطے ضروری متصور ہوں اور تھوڑے سے سوار اور نجیب جو ہمراہ عاملان رہینگے۔

شرط چہارم - ایک رجمنٹ انگریزی فوج کا اور تھوڑا توپ خانہ ہمیشہ نواب کی اردلی میں رہے گا۔

شرط پنجم - تاکہ اصل منشا اور معنی شرط اول و دوم وسیوم وچہارم عہدنامہ ہذا کے واضح ہوں یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو ملک سپرد ہوا ہے وہ بعوض سالانہ اور تمام اخراجات کے جو کمپنی کے حفاظت ملک وغیرہ نواب وزیر میں ہوتی تھی دیا گیا ہے پس آیندہ اب کچھ مطالبہ بباعث اخراجات کے جو ہنوربل کمپنی کا فراہم کرنے فوج میں واسطے رفع کرنے حملہ یا روکنے تو ہم حملہ دشمن غیر کے ہوگا یا بسبب ڈیٹچمنٹ فوج انگریزی کے جو ہمراہ نواب کے رہے گا۔ یا بابت اس فوج کے ہوگا جو بروقت ضرورت واسطے فرو کرنے سرکشی یا بدانتظامی کے فراہم ہوگی یا واسطے صرف کسی مقام چھاونی کے ہوگا یا بباعث کمی آمدنی علاقہ سپردکردہ کے بوجہ آفات ارضی وسماوی یا جنگ یا اور وجہ کے ہوگا خزانہ نواب پر نہوگا۔

شرط ششم - جو علاقہ از روئے شرط اول عہدنامہ ہذا کے ممالک کمپنی میں شامل کیا گیا ہے وہ کلیۃً زیر انتظام اور حکومت کمپنی مذکور کے اور اونکے افسران کے رہے گا اور ہنوربل ایسٹ انڈیا کمپنی اس تحریر سے ذمہ کرتے ہیں کہ قبضہ اوس علاقہ کا جو اب بعد سپردگی علاقہ کے رہے گا۔ بابت نواب اور اونکے ورثا کے رہے گا اور اونکی یعنی نواب اور اونکے ورثا کی حکومت اوس میں بلا مزاحمت رہیگی اور نواب وعدہ کرتے ہیں کہ وہ علاقہ باقیماندہ میں ایسا انتظام بذریعہ اپنے اہلکاران

کریں گے جس سے بہبودی رعایا اور حفاظت جان و مال باشندگان مقصود ہوگی اور نواب ہمیشہ حسب ہدایت اور صلاح افسران ہنوربل کمپنی کے کاربند ہونگے۔

شرط ہفتم۔ علاقہ سپرد شدہ حسب شرط اول عہدنامہ ہذا افسران ہنوربل کمپنی کو شروع ۱۲۰۹ فصلی سے جو مطابق ۲۲ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ء کے ہوگا دیا جاوے گا۔ اور نواب اُسوقت تک زر سالانہ اور صرف ازیادی فوج انگریزی اپنے خزانہ سے دینگے جب تک افسران انگریزی بخوبی قبضہ ملک سپرد شدہ کا اہل کاران نواب سے نہ پائیں گے اور کمپنی بعد پانے قبضہ ملک سپرد شدہ کے پھر نواب سے کچھ مطالبہ نہ کرے گی۔

شرط ہشتم۔ فریقین معاہدہ بنظر قائم کرنے ایسے رسم تجارت فیمابین ممالک سرکارین کے جس سے فائدہ رعایائے جانبین متصور ہو اقرار کرتے ہیں کہ ایک صلحنامہ تجارت جداگانہ قرار دیا جاوے لہذا یہ اقرار ہوتا ہے کہ جہازرانی دریائے گنگ میں اور دیگر دریاہائے سرحدی ممالک طرفین میں بلا محصول اور مزاحمت ہوا کرے۔ یعنی کسی کشتی سے دریائے گنگ میں اور دیگر دریاہائے سرحدی جانبین میں مزاحمت نہوگی اور نہ وہ واسطے طلبی محصول کے روکی جاینگی اور نہ اُس کشتی سے محصول طلب ہوگا جو فریقین معاہدہ کے ملک میں کسی مقام پر اس نیت سے قیام کریں کہ وہ اپنا اسباب وہاں نہ اوتاریں گے مگر یہہ سرکارین کو اختیار حاصل رہے گا کہ اوس اجناس پر جو اونکے ملک میں آئے گا یا اونکے ملک سے جائے گا۔ محصول کہ تعداد رواج اور نرخ حال سے زیادہ نہ ہوگا لیں اور یہہ بھی وعدہ ہوتا ہے کہ جو شے ملک نواب میں واسطے صرف فوج مقیم علاقہ سپرد شدہ کے خرید کیجائینگی اوسکے نسبت دعوی مستثنےٰ ہونے کا پیش نہ کیا جائے گا اُسوقت میں بھی جب شے مذکور افسران کمپنی کو دیجائینگی۔ تو محصول ادا کریں گے۔

شرط نہم۔ تمام عہود عہدنامجات سابق جو بابت قائم کرنے اور متفق کرنے رسوم دوستی و اتفاق کے فیمابین سرکارین ہوئی ہیں قائم رہیں گی اور تمام شرائط عہدنامہ سنہ ۱۷۹۸ء کے جو فیمابین گورنر جنرل سرجان شور صاحب منجانب ہنوربل ایسٹ انڈیا کمپنی اور نواب وزیر کے ہوئی ہیں

اور اس عہد نامہ سے منسوخ نہیں ہوئے وہ سب قائم اور جاری رہیں گی اور انکی تعمیل طرفین پر فرض ہوگی۔

شرط دہم۔ یہہ عہد نامہ دس شرط کا معرفت ہنوریبل ہنری ویسلی اور لفٹنٹ کرنیل سکوٹ صاحب کے باختیارات عطیہ گورنر جنرل بہادر کے ساتھہ نواب وزیر کے بمقام لکھنو تاریخ ۱۰ ماہ نومبر ۱۸۰۱ء مطابق دوم ماہ رجب ۱۲۱۶ھ کے قرار پاکر منعقد ہوا۔

مہر	دستخط ویسلی	مہر سعادت علیخاں

تصدیق اسکی گورنر جنرل بہادر نے بمقام لب دریاے گنگ متصل بتاریخ ۱۴ ماہ نومبر ۱۸۰۱ء کے کی۔

دستخط این بی اڈمنسٹن
سکریٹری گورنمنٹ سکرت اور پولیٹکل ڈپارٹمنٹ

حالات الرک سنگہ خلف روپ سنگہ بابت لینے ٹھیکہ و پریشانی انکے پھر تنخواہ گورنمنٹ سے ہوجانا۔

بابو الرک سنگہ خلف روپ سنگہ کو جوکہ اولاد میا رام سنگہ سے تہے دیہات خام پرگنہ تجویز سرکار غازیپور ٹہیکہ میں ابتدا ۲۷ فروری ۱۷۹۶ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۲۱۰ھ سے ملے تہے اور اس سے اپنی گذر اوقات کرتے مگر بعض اوقات میں پریشان حال بوجہ خرابی انتظام رہتے تہے لہذا مہاراجہ سے گوردت سنگہ کو مانگا جو عرضی ذیل سے واضح ہے

بعزعرض مہاراجہ صاحب خدایگان من دام اقبالہٗ میرسانند کہ ہمیشہ سے پرداخت اقربا میں ہرایک امر میں حضور سے چشمۂ فیض جاری رہتا ہے میرے معاملہ کی ابتری جو کچھ ہے وہ حضور سے مخفی نہیں منجملہ اوسکے حال معاملہ گوردت کا کیا عرض کیا جاوے کہ بسبب کمی جمع ہر سال کے قریب نو سو روپیہ کے مقروض ہوکر سرکار میں داخل کرچکا ہوں اب ۱۰ امی کو مقدمہ اثاسیان کہ بابتہ اضافہ جمع تھا ڈسمس ہو گیا اور فدوی کو بیشی لینے کا حکم اثامیوں سے ہو گیا اب کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ اثامیوں پر سختی کرے تا کہ زیر باری سے محفوظ رہوں۔ اگر ایسا شخص میسر بھی آوے تو مشاہرہ لائق گذارہ اوسکے کہاں سے لاؤں۔ چونکہ بابو گوردت سنگھ نے پیروی کرکے معاملہ میرے تعلقہ کو بخوبی انجام دیا ہے۔ لہذا حضور پر نور سے امیدوار تفضلات کریمانہ ہوں کہ قطعہ پروانہ بنام بابو مذکور حضور سے شرف صدور پاوے کہ چند ماہ پیروی کرکے مقدمات مالگذاری علاقہ مرقوم کو پروبہ اصلاح لادیں پھر اگر دست کوتاہ کریں گے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا اُنکے طریقہ پر عملدرآمد وہ شخص کرے گا جو اونکے بعد مقرر کیا جاوے گا دولت خواہ بابو ارک سنگھ بیچارے بھی پریشانی میں تھے تا اینکہ انکی کوشش سے سرکار نے بابو ارک سنگھ کی تنخواہ ۱۸۷۱ء میں کردی جو تحریر ذیل سے معلوم ہوگی۔ بابو ارک سنگھ خلف بابو روپ سنگھ متوفی معلوم کرین چٹھی صاحبان بورڈ رونیو مرقوم ۲۵ نومبر ۱۸۷۱ء ملفوف چٹھی حضور گورنر جنرل بہادر و صاحبان کونسل مصدرہ ۲۰ نومبر سنہ الیہ بنام اینجانب اس مضمون کی پہونچی کہ مبلغ پانسو روپیہ درماہہ بابو ارک سنگھ یعنی آپکا مع وابستگان و لواحقان بابو روپ سنگھ متوفی خزانہ سرکار سے ماہ بماہ دیا جاوے لہذا لکھا جاتا ہے کہ چونکہ آپ رشتہ دار مہاراجہ بلونت سنگھ بہادر ہیں اور گورنر جنرل بہادر و صاحبان کونسل نے بہ نظر پرورش و پرداخت آپکے وجہ درماہہ مذکور خزانہ سرکار سے مقرر فرمایا ہے۔ لہذا آپ بحساب پانسو روپیہ درماہہ کے خزانہ سرکار سے سن ابتدائی ۱۳ اگست ۱۸۷۰ء تاریخ انتقال متوفی الیہ روپ سنگھ سے

لیکر قبض اوسکا بموجب ضابطہ دیتے رہیں اور اس معاملہ میں تاکید جانیں - ۳۰ دسمبر ۱۸۰۱ء
دستخط صاحب کلکٹر بہادر بنارس

لینا اراضیات و مواضعات ضلع الہ آباد کا اور کوٹھی بنوانا

۱۰ نومبر ۱۸۰۲ء مطابق رجب ۱۲۱۷ہجری میں جب عہد نامہ سرکار کمپنی اور نواب سعادت علیخاں سے ہوکر صوبہ الہ آباد قبضہ انگریزی میں آگیا اور اسکے قبل لالہ سکھ لال اپنے عہدہ سربراہ کاری و نائب ریاست سے علحدہ ہو چکے تھے تو جمعدار جھبر وسنگہ جو کہ نائب ریاست مذکور کی وجہ سے علحدہ ہو گئے تھے پھر آئے اور چونکہ مہاراجہ کو شوق پتنگ بازی کا اوس زمانہ میں ہوا تھا اور جمعدار مذکور کو اس شغل میں دستگاہ کامل تھی لہذا مقرب بارگاہ ہوئے - چونکہ جمعدار مذکور مستاجروں کا زمیں صوبہ الہ آباد میں لینا دیکھ آئے تھے لہذا مہاراجہ کو بھی ضلع الہ آباد میں زمینداری قائم کرنے کی ترغیب دی. مہاراجہ کو دلی شوق مکانات و زمینداری بڑھانے کا تھا فوراً اتفاق کرلیا. اور اونکو بہت سے سوار و پیادہ و ماہی گھوڑی دیکر پہلے سے الہ آباد روانہ کیا اور ہدایت کی کہ وہاں پہونچکر خود بھی کوشش کریں اور اگر ضرورت سمجھیں تو مجھکو اطلاع دیں میں بھی آجاؤں گا.

مزید احتیاط وہ قار جمعدار مذکور بڑہانے کے خیال سے چٹھی بنام صاحبان و حکامان انگریز اس مضمون کی لکھوائی کہ جمعدار جھبر وسنگہ کو اپنا نائب کرکے آپ حضرات کی خدمت میں بھیجتا ہوں جو کچھہ وہ عرض کریں اوسکو میرا عرض کرنا تصور فرمایا جاوے.

جمعدار مذکور جب وارد الہ آباد ہوئے تو معلوم کیا کہ انتظام شہر متعلق منٹی صاحب ہے اور قلعہ میں انتظام کرنل امبرس صاحب و کیٹ صاحب کا ہے اور قیام ان کا قریب مسجد جمعہ کے جمعدار مذکور تھوڑی زمین مناسب لیتے جاتے اور انتظام کرتے جاتے. چنانچہ

ایک پٹہ بنام بابو دیپ نراین سنگھ زمیندار پرگنہ بارہ بطور مستاجری ابتداء سنہ ۱۲۱۰ف
مطابق اکتوبر سنہ ۱۸۰۲ع لغایت سنہ ۱۲۱۳ فصلی و اکتوبر سنہ ۱۸۰۵ع بعوض ستائیس ہزار روپیہ
سکہ بنارس مع دستک سہ سالہ باستثنائے آبکاری ہوا اور تکملہ تحریر ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۰۲ع
کو ہوگیا۔ اس پٹہ کی میعاد ختم ہونے پر مہاراجہ نے اپنے بھائی بابو دیپ نراین کی
طرف سے پھر درخواست دلوائی جو ذریعہ کلکٹر الہ آباد صاحبان بورڈ کے یہاں سے بدریافت
استخراج از بابو موصوف بابتہ جمع مقرری یا باضافہ ہر سال چٹھی آئی جو ذیل میں درج ہے۔
رپورٹ درخواست پر آپ کی جو شامل کتاب بندوبست پرگنہ بارہ حضور صاحبان عالیشان
میں ہوئی تھی اوسپر چٹھی صاحبان عالی شان بورڈ کمشنر مصدورہ نہم جولائی سنہ ۱۸۰۶ع اس
اس مضمون کی صادر ہوئی کہ زمیندار پرگنہ مذکور جمع اس طور پر دیں کہ سنہ ۱۲۱۶ فصلی
میں ایک لاکھ پانچہزار اور سنہ ۱۲۱۷ فصلی میں ایک لاکھ آٹھ ہزار اور سنہ ۱۲۱۸ فصلی میں ایک
لاکھ پندرہ ہزار اور سنہ ۱۲۱۹ فصلی میں ایک لاکھ اٹھارہ ہزار روپیہ قبول کریں تو بندوبست
مقرری زمیندار مذکور سے کر دیا جاوے ورنہ جمع ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ سالانہ بندوبست
چار سال کا زمیندار پرگنہ مذکور سے کیا جاوے لہذا آپکو لکھا جاتا ہے کہ جو کچھ آپ کو منظور
ہو اوسکی اطلاع حضور میں کریں اور اس معاملہ میں تاکید مزید جانکر حسب المسطور عمل میں
لاویں۔ صاحب کلکٹر الہ آباد مرقومہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۰۶ع مطابق ۲۰ ماہ ساون سنہ ۱۲۱۵ف

گو انتظام وہاں کا ذریعہ متعہدین ہوتا رہتا مگر وہاں کے حکام مہاراجہ کو بنظر مزید لطف
بلوا بھیجتے چنانچہ جب چھتر سنگھ مذکور وہاں کے منتظم تھے اوس وقت ان لوگوں نے مہاراجہ
کو لکھا کہ آپ کے نائب زمین لیکر انتظام کر رہے ہیں اگر آپ آ کر ان زمین اور مواضعات
کو دیکھ لیں تو نہایت مناسب ہو۔ مہاراجہ نے الہ آباد جانے کی تیاری کی اور جب
وہاں پہونچے تو بوجہ نہ ہونے کسی مقام و مکان خود کے بنگلہ کو اختیار نواب میر باقر علیخان
صاحب عملہ دار سابق فتحپور ہو دیں جن کے بھائی میر تقی صاحب فتحپوری مہاراجہ کے

یہاں اول بنبر کے مصاحب تہے قیام کیا۔

مہاراجہ ہر روز مقامات و مواضعات وغیرہ کی سیر بغرض پسند فرماتے اور رزیڈنٹ ہمت صاحب سے بہی ملاقات کرتے رہتے اور وہ بہی مہاراجہ کی ملاقات کو آتے تہے مہاراجہ نے ایک روز صاحب ممدوح کی دعوت کی اور اونکے صاحبزادی کو بجریا ہتہنی جو نیلام اسباب وزیر علی خاں میں خرید کی تہی مع سامان کے بطور تحفہ دیا۔ صاحب نے اُسکے عوض میں تین سکنے بہیجے وہ گیتے گنگو خواص وجگن جمعدار کے سپرد ہوئے۔

صاحب مذکور نے بہی ایک روز مہاراجہ کی دعوت کی اور اس میں تمام انگریز شریک رہے اور خوب ناچ رنگ رہا پہر مہاراجہ نے اُن سب کی دعوت کی۔ غرض رسم و راہ میں بہت کچہہ اضافہ ہوتا گیا اور جو مواضعات مناسب معلوم ہوئے اونکو لیتے گئے!

مہاراجہ نے اعلی اعلی درجہ کے رفیق بہم بہونچائے تہے جو اعلی درجہ کا میر شخص سر برآوردہ اودہ وغیرہ سے علحدہ ہوا اوسکو اپنے مصاحبت میں رکہا۔ چنانچہ نواب اکبر علی خاں جب بوجہ نزاع دربارہ مخالفت آغا میر وغیرہ اودہ سے نکل آئے تو مہاراجہ کے یہاں رہے اونکو مہاراج نے بوجہ وقوف رسم و رواج انگریزان و زیادتی وقار خود الہ آباد میں رہنے کا حکم دیا۔

تا اینکہ اڈورڈ گرت صاحب کلکٹر الہ آباد جب تبدیل ہونے لگے تو اونہوں نے خط مہاراجہ کو لکہا۔ جو ذیل میں درج ہے۔

مہاراجہ صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان سلامت۔ بعد شرح اشتیاق سامی مواصلت لازم المباہجت کہ بہترین مقاصد سے مشہود ضمیر شفقت پذیر کیا جاتا ہے۔

میر باقر علی خاں جنگلہ دار کی اولاد فتح پور محلہ باقر گنج میں معزز اور نامور ہیں اور بانہ اور زمینداری کی علامت حکومت سابقہ سے رکہتے ہیں۔

اس زمانہ میں نواب علی اکبر خاں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ مشفق سات آٹھ روز کے
عرصہ میں اس طرف تشریف فرما ہونگے نیز روپیہ منجملہ زرہائے مطلوبہ سرکار تدبیر ہو کر ہمراہ
سامی آویگا۔ آپکی تشریف آوری کی خبر کو سنکر کمال مسرت ہوئی چونکہ مخلص بکار ضلع دیگر
مامور ہو چکا ہے اور اکثر مراتبات محالات متعلقہ علاقہ سامی بدون تشریف آوری آپکے
تصفیہ نہ پاویں گے لہذا بنا بر اجرا رابطہ اتحاد و دوستی کہ فیما بین میرے آپکے مربوط ہے
مترصد خدمت ہوتا ہوں کہ براہ مہربانی جلد تر رونق افزا اس مقام کے ہوں کہ تمام مراتبات
بالمشافہ تصفیہ پا جاویں نیز حصول دولت ملاقات جسمانی سے ذخیرہ خوشی حاصل ہو آخر میں
یہہ شعر لکھا تھا۔

اے آمدنت کہ نو بہار طرب است

دانی چہ خوش است زود آمدنت

زیادہ کیا تکلیف دیجائے۔

دستخط اڈورڈ گرت از الہ آباد

راقم مصنف عرض کرتا ہے کہ مہاراجہ اودیت ناراین سنگہ نے زمینداری میں بہت ترقی کی
اور مقام الہ آباد میں کوٹھی لب دریائے جمن بنوائے جو اب مقام الہ آباد میں ایک تحصیلدار
مع اپنے تمامی عملہ کے سکونت پذیر رہتا ہے اور کوٹھی نہایت تکلف سے سجی رہتی ہے
امرا اور والیان ملک اس میں مہمان ہوتے رہتے ہیں۔
اسی طور سے علاقہ ضلع غازیپور و جونپور و ضلع شاہ آباد آرہ وغیرہ میں مہاراجہ نے اپنی
قوت و کوشش سے پیدا کیا جو اب بنام املاک ریاست میں ہے اور اوسکے واسطے
علحدہ افسر مقرر رہتا ہے۔

دخل دینا انگریزوں کا ملک پیشوا میں ذریعہ اعانت پیشوا جبکہ ہلکر
(اندور) سے شکست کھائی تھی و لڑنا لارڈ لیک و جنرل ولزلی
کا سیندھیہ (گوالیار) و راجہ ناگپور سے و فتح ہونا دہلی کا و حصول
خطاب لارڈ لیک کو شاہ عالم سے و فتح ہونا آگرہ کا مرہٹہ سے
و صلح ہونا راجہ ناگپور سے و ہلکر یعنی اندور سے مدت تک لڑائی
رہنا پھر شکست کھا کر بھرتپور کے یہاں پناہ لینا پھر بھرتپور پر چڑھائی
ہو کر آخر صلح ہونا مارکوئس آف ولزلی کا ولایت جانا اور لارڈ
کارنوالس کا دوبارہ آنا و انکے وفات پر سر جارج بارلو کا گورنر
جنرل ہونا اور راجہ اندور سے صلح ہونا

سنہ [illegible] مطابق سنہ [illegible] ہجری تک پیشوا یعنی راجہ قوم مرہٹہ ساکن پونا کا پایہ تخت
پونا تھا اطاعت گورنر جنرل کو قبول نہ کیا تھا بلکہ اپنے کو حاکم مستقل جانتے تھے

اگرچہ جنگ احمد شاہ ابدالی میں جو کہ بار ششم کے آمد میں بمقام پانی پت شکست
فاش ہوکر وقار روز افزوں میں کمی اس قوم میں آگئی تہی اور پہر ناصر الملک
حاکم دکہن نے اونکو تباہ کردیا تہا مگر شاہ عالم کا ان سے مدد لینا پہر انکے عروج کا
موجب ہوگیا تہا تا اینکہ ہندوستان میں قریب و نواح دہلی میں پہر انکی فوجوں
نے ہنگامہ برپا کئے جن کی تذکرہ اپنے اپنے موقع پر ہوتے گئے۔ جبکہ
انگریزوں نے اپنے تدابیر سے اکثر حصہ جات ہندوستان کو فتح کرلیا اور سعادت
علی خاں سے ملک دوآب و روہیلکھنڈ جو کہ دامن دہلی تک تہا ذریعہ خرچ
فوج لکہا لیا اور اونہوں نے ۱۴ نومبر ۱۸۰۱ء میں مجبور ہوکر دیا کیونکہ زبردست
ہر حال میں اپنا مطلب نکال سکتا ہے تو انگریزوں کو اطراف و جوانب کے اقویا کو
زیر کرنے کی فکر دامن گیر تہی چنانچہ اوس زمانہ میں دکہن میں ٹیپو سلطان پر فتحیاب
ہوچکے تہے اور دو ایک جنگ مرہٹہ سے بہی ہوچکی تہی اور گورنر جنرل ارل آف
مارنگٹن جسکو خطاب مارکوئس آف ولزلی کا صلہ فتح ٹیپو میں مل چکا تہا برسر حکومت
گورنری کلکتہ حکمراں تہے۔

پیشوا پر جب جسونت راؤ ہلکر نے بڑے دہوم دہام سے حملہ کیا تو اس نے
بموجب کہنے گورنر جنرل کے اسبات کا عہدنامہ لکہدیا کہ کچہہ فوج سرکاری اوسکے
ملک میں رہا کرے اور خرچ اسکا اپنے ملک سے ادا کیا کرے۔ جب یہ عہدنامہ
لکہا گیا تو اوسی زمانہ میں پونا کے میدان میں پیشوا نے ہلکر سے شکست کہائی اور
سمندر کی طرف بہاگے تا اینکہ انگریزوں نے اپنے جہاز میں پناہ دیکر بچا لیا۔ اور
پہر بہت سی فوج فراہم کرکے پیشوا کو پونا میں پہونچا دیا۔ ہلکر نے بہی انگریزی فوج کا
مقابلہ مناسب نہ سمجہکر اپنے ملک اندور کا راستہ لیا۔ اس گورنر جنرل مارکوئس
آف ولزلی نے بہت چاہا کہ جس طرح سے پیشوا سے عہدنامہ ہوگیا ہے اوسی طرح

سیندھیا اور برار یعنی راجہ ناگپور سے بھی عہد نامہ ہو جاوے مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ سیدھے سیدھے اس امر کو قبول نہیں کرتے تو اپنے بھائی جنرل ولزلی کو جو بعد ازاں عہدہ سپہ سالاری انگلستان پر مامور ہو کر بہ لقب ڈیوک آف ولنگٹن ملقب ہوا تھا دکن کی طرف سے اور لارڈ لیک کمانڈر انچیف کو شمال یعنی ملک دوآبہ سے اونکے ملکوں پر چڑھائی کا حکم دیا۔ دکھن میں احمد نگر جب انگریزی فوج کے قبضہ میں آگیا تو گوداوری کے اوس پار سیندھیا کا بالکل عمل جاتا رہا اور اوسی مہینہ میں بھڑونچ کو بھی سرکار نے لیا اور ادھر لارڈ لیک نے فتوح سے جلد سیندھیا کی فوج کو جو پیرن صاحب فرانسیس کے زیر حکم تھے علیگڈھ کے مقام میں شکست دی۔ بعد شکست پیرن صاحب نے سیندھیا کے نوکری سے استعفا دیکر حمایت سرکار انگریزی کو قبول کر لیا اور لیک صاحب براہ راست دہلی کو روانہ ہوئے وہاں بھی سیندھیا کی فوج سے جو زیر حکم ایک فرانسیس تھی اور بعد تخت نشین کرنے شاہ عالم کے رہتی تھی شکست فاش کھائی اور تین ہزار آدمی مارے گئے۔ بعد فتح دہلی کے لارڈ لیک نے اندھے بادشاہ شاہ عالم سے جو برائے نام بادشاہ رہ گئے تھے اور ایک خوردہ و بوسیدہ شامیانہ کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ملاقات کی۔ بادشاہ نے اونکو بہت بڑا خطاب عنایت کیا کیونکہ اوس زمانہ میں اس بیچارے کے پاس بجز ہیچ خیچ زبانی کے اور کیا باقی تھا جسکو وہ عنایت کرتے۔

خلاصہ لارڈ لیک نے کرنل اکٹرلونی کو کچھ سپاہیوں کے ساتھ دلی میں چھوڑا اور آپ روانہ ہو کر آگرہ آئے اور اوسکو مرہٹوں سے خالی کرایا اور پھر لسواڑی میں کہ آگرہ سے ۸۰ میل شمال و مغرب کے گوشہ میں ہے پہونچکر مرہٹونکو ایسی شکست دی کہ اونکے سات ہزار آدمی مارے گئے اور دو ہزار مقید ہوئے

جس سے سیندھیا کی پشت ہمت ٹوٹ گئی۔

دوسری طرف دکھن میں انگریزی فوج نے احمد نگر لینے کے بعد اسائی کے میدان میں بڑے زور و شور سے مرہٹوں کو شکست دی۔ اور برہانپور اور اسیر گڈھ کے قلعہ کو لیا اور بعد فتح ارگانو کے گاؤلگڈھ کے قلعہ کو لیکر راجہ ناگ پور کے بھی ہوش اوڑا دئے۔ آخر الامر ناگ پور کے راجہ نے کٹک کا علاقہ دیکر سرکار سے صلح کرلی۔

اوسی کے درمیان میں سیندھیا نے احمد نگر اور بھڑوچ وغیرہ دیکر عہد نامہ لکھ دیا کہ پھر کبھی کسی فرانسیس کو اپنے یہاں نوکر نہ رکھیں گے۔ چونکہ پیشوا کا بندیلکھنڈ پر دعوی تھا۔ لہذا سرکار نے جو علاقہ اونکے دکھن و گجرات میں فتح کئے تھے بعوض بندیلکھنڈ کے اونکو واپس کردیا۔

مہاراجہ اودت نراین سنگھ نے خبر فتح پاکر حسب معمول عرضی مبارکباد فتح و نذر اشرفیوں کی بھیجا۔ اوسکے جواب میں گورنر جنرل نے خط ذیل کا لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں مہاراجہ اودیت نراین سنگھ سلامت۔

عرضی اوس رفعت و عوالی پناہ کی مشعر تہنیت و فتوحات نمایاں کہ بفضل یزد منان شامل حال بہادران عرصہ کارزار و مجاہدان میدان پیکار سرکار انگریز بہادر ہوئی مع دیگر مراتب خوشنودی و خورسندی و نذر مبارکباد معرفت فضیلت دستگاہ مولوی درویش علی کے نظر سے گذری اوسکی مضامین مسرت آگین سے کہ مدلل کمال صدق ارادت و رسوخ عقیدت پر تھے موجب مزید خوشی ہوا۔ چونکہ وہ رفعت پناہ خیرخواہ ملاذ شہنشاہ اس سرکار کے ہیں یقین ہے کہ دریافت فتح و نصرت افواج ظفر امواج اس سرکار دولت مدار پر ذخیرہ حاجات سرور و شادمانی جمع کرلئے ہوں۔ نذر مرسلہ دل سے قبول ہوئی اور موافق دستور و معمول معاف ہوئی لازم کہ اس جانب کو ہمیشہ خواہان خیر و خوبی جانکر ہمیشہ ارسالی عرائض حالات خیریت سمات سے مسرور کرتے رہیں

۲۱- دسمبر ۱۸۰۳ء دستخط انگریزی

مسٹر مارکوئس ولزلی گورنر جنرل

بعد صلح مذکور صرف جسونت راؤ ہلکر راجہ اندور مخالف سرکار رہگیا جس نے نہ اطاعت قبول کی اور نہ کوئی وکیل اپنا سرکار میں بہیجا بلکہ اور علاقہ انگریزی لوٹتا رہا اس لئے اسپر ۱۸۰۴ء میں فوج کشی کی گئی۔ پہلے تہوڑی فوج بسرداری کرنل مانسن مقابلہ کو بہیجی گئی جس نے قلعہ ٹونک کو بعد اوڑانے دروازہ کے فتح کرلیا۔ مگر مکندرے کی گہاٹی میں وہ فوج دہوکہا کہا کر ایسی بری طرح غنیم کے لشکر سے گہر گئی کہ بمشکل تمام لڑتی بہڑتی صدمات وسختی گرمی وبارش اٹہاتی متفرق وپریشان ہوکر آگرہ میں آداخل ہوئی اس لڑائی سے ہلکر بہت خوش ہوئے اور اپنے زعم میں وہ خود کو کچہ سمجہنے لگے چنانچہ اوسی غرور میں ایک سو تیس ضرب توپ اور بیس ہزار فوج لیکر دہلی کا محاصرہ کیا اوسوقت وہاں پر فوج انگریزی میں محض آٹہ سو جوان اور گیارہ ضرب توپ تہیں مگر اکٹرلونی صاحب رزیڈنٹ دہلی نے پائداری کامل کی اور ایسی زک دی کہ نوروز کے سرمارنے پر پشیمان ہوکر محاصرہ اوٹہاکر واپس آئے۔ پہر ہلکر سے ڈیگ میں ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی وہاں بہی مرہٹون نے شکست کہائی

فی الواقع ہلکر بہاگنے میں بہادر تہے کیونکہ قوم مرہٹہ سے تہے جن کے معنی مارنے اور ہٹ جانے کے ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ کسی نے ہلکر سے پوچہا کہ آپ کی عملداری کہاں ہے جس کے چہیننے کا کوئی قصد کرے اس نے جواب دیا کہ میری اسقدر زمین پر عملداری ہے جسپر میرے گہوڑے کا سایہ پڑتا ہے جسکو قدرت ہو چہین لے۔ خلاصہ لیک صاحب تو مقابلہ کی فکر میں تہے اور ہلکر نام مقابلہ سے کوسوں دور رہتے تا اینکہ لیک صاحب نے ایکروز ۲۴ گہنٹہ میں ۳۰ کوس کا دہاوہ مارکر متصل فرخ آباد اوسکو جا گہیرا اس لڑائی میں تین ہزار آدمی کے قریب مارے گئے

خود ہلکر بچکر بہرتپور میں چلے گئے جہاں راجہ رنجیت سنگہ جاٹ والی بہرتپور تہے اونہوں نے اوسکو پناہ دی۔ انگریزوں نے قلعہ ڈیگ کو جو رنجیت سنگہ کا تہا فتح کرکے تمام نقد وجنس اوسکا فوج کو تقسیم کردیا۔ پہر ۳ جنوری ۱۸۰۵ء کو لیک صاحبنے بہرتپور کا بہی محاصرہ کرکے نویں کو حملہ کیا مگر جب فوج خندق کے کنارے پہونچی تو اس میں پانی چہاتی کے بہار دیکہکر واپس آئی اس حملہ میں بہت آدمی کام آئے۔

اکیسویں کو پہر دوسری طرف سے حملہ ہوا لیکن وہاں پر خندق وسیع زیادہ تہا اور جو پل اوسکے واسطے بنایا گیا وہ چہوٹا ہوا سیڑہیاں ملاکر جب رکہا گیا تو گر پڑا اس میں بہت سے آدمی مارے گئے۔

پہر ۲۲ جنوری کو تیسری طرف سے حملہ ہوا اس روز ہندوستانی سپاہی خندق کے پار ہوکر دیوار پر چڑہ گئے مگر گوروں نے اونکے ساتہ دہاوا کرنے سے انکار کیا لہذا وہ بہی واپس آئے اور آٹہ سو چورانوے سپاہی مارے گئے۔ دوسرے روز لیک صاحب نے گوروں کو جنہوں نے عدول حکمی کی تہی بہت شرمندہ کیا تا اینکہ وہ غیرت میں آئے اور چوتہا حملہ ہوا مگر ان ایام میں برج اور دیواروں کی مرمت ہو چکی تہی جس سے ماہ دہاوا کی نہ ملی اور ایک ہزار آدمی مارے گئے اس چار حملہ میں تین ہزار سے زیادہ انگریزی فوج کا نقصان ہوا اور لوگ تہک گئے اور گولہ بارود بہی ختم ہوگیا رسد بہی نہ ملی۔ مجبوراً لیک صاحب فوج کو ہٹا لائے۔

اُس نواح میں یہ قلعہ نہایت مضبوط ہے جس سے انگریزی فوج کا بہی حوصلہ پست ہوگیا۔ بہرتپور کے لوگوں نے بیان کیاہے کہ راجہ کی ہمت و دوراندیشی کا یہ حال تہا کہ لڑائی کے وقت راجہ رنجیت سنگہ دوہرا اوڑہے ہاتہ میں لٹہ لئے قلعہ کے دیواروں پر پہرا کرتے اور گولہ اندازوں وسپاہیوں سے کہا کرتے "تمہارا نیو کلا تہا رو ہی ہے" اور جب وہ کہتے کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیں اوروں کی طرح۔

گوروں کی بوچھار پڑ رہی ہے تو جواب دیتے کہ "بہیا جاکے نام کی چٹھی بھگوان کے گھر سے وامین بندہی آوت ہے واہی کو گولا لاگت ہے" خلاصہ جب راجہ نے سنا کہ لیک صاحب کی فوج پیچھے ہٹ گئی بڑی دور اندیشی سے اپنے سرداروں کو جمع کرکے کہا بہایو تمہاری یہ طاقت نہ تھی کہ انگریزوں کو ہٹا سکیں یہ صرف بھگوان کی کرپا ہے کہ میری بات رہ گئی۔ مگر اب مناسب یہ ہے کہ ہلکر سے کہدو کہ وہ کسی طرف کو چلا جاوے میری طاقت نہیں کہ انگریزوں کے دشمن کو پناہ دوں۔ پھر اپنے بیٹے کنور رندہیر سنگھ کو قلعہ کی کنجیاں دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا لیک صاحب نے اوسکی بہت خاطرداری کی اور راجہ نے بوعدہ ادائے بیس لاکھ روپیہ خرچ لڑائی لیک صاحب سے صلح کرلی یہ کام راجہ نے بڑی دور اندیشی کا کیا۔

اہالیان انگلستان نے لارڈ ولزلی کے اس حسن انتظام کی کہ اونہوں نے ہندوستان کے مفسد رئیسوں کو دبا کر یکبارگی ملک میں امن وچین پھیلا دیا۔ کچھ قدر نہ کی۔ چونکہ شرکاء کمپنی آخر کو سوداگر ہی تو تھے لڑائی کے اخراجات سے گھبرا گئے۔ اور اس نامی گورنر جنرل کا استعفا منظور کرکے لارڈ کارنوالس کو جو کہ ۱۷۹۳ء میں اس عہدہ سے مستعفی ہوکر انگلستان گئے۔ پھر گورنر جنرل مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۳۰ جولائی ۱۸۰۵ء میں کلکتہ میں آئے۔

لارڈ کارنوالس کی رائے مارکوئس ولزلی سے بالکل خلاف تہی کیونکہ مارکوئس ولزلی مفسد رئیسوں کو زیر کرکے کل ریاستوں کو اپنے قلمرو میں شامل کرلینا چاہتا تہا۔ اور لارڈ کارنوالس اونکی حفاظت کرتا بلکہ اکثر علاقہ جات منضبطہ کو واپس کرنا چاہتا۔ بہرطور یہ گورنر از خود ماہ اکتوبر میں پانچویں تاریخ کو غازی پور میں پہونچکر مر گیا اوسکا مقبرہ قابل دید وہاں بنا ہوا ہے۔

اونکے وفات پر سر بارلو جو اس زمانہ میں کونسل کے اعلیٰ ممبر تہے اکتوبر ۱۸۰۵ء

سے عہدہ گورنر جنرل کا کام انجام دینے لگے اور اوسی عہدہ پر منظوری اورڈ آف کنٹرول سے منتقل بھی ہوگئے۔ انکے زمانہ میں سرکار و سیندھیا سے صلح ہوگئی اور ہلکر سے بھی پنجاب میں کنارہ دریاے بیاس جہاں وہ سکھوں سے مدد لینے گئے تھے عہدنامہ ہوگیا۔

مگر جے پور و بوندی کے راجہ کہ خیرخواہ سرکار رہتے تھے اُن سے سرکار نے رسم دمراعات ترک کردی اور اونکو مرہٹہ کے ہاتھہ میں مبتلاے عذاب چھوڑ دیا چنانچہ وکیل جے پور نے یہ فقرہ کہا کہ سرکار نے اپنا ایمان اپنی ضرورت کے تابع کرلیا ہے۔

ملاحظہ ہو آئینہ تاریخ نما راجہ شیو پرشاد

گورنر جنرل جارج بارلو مارنٹ صاحب بہادر نے اپنے خط مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۰۶ء میں مہاراجہ کو اطلاع اس معاملہ فتح و تحریر عہدنامہ مذکورہ کی دی چونکہ ترجمہ خط مذکور سے معلوم ہوگی۔

رفعت وعوالی پناہ معتضد دوستاں مہاراجہ اودیت نارائن سنگہ سلامت یقین کیفیت طے ہونے تمام مقدمات فیمابین سرکار مہاراجہ دولت راؤ سیندھیا و سرکار انگریز بہادر ذریعہ عہدنامہ کہ بموجب ایں جانب معرفت صاحب عالیجاہ رفیع جایگاہ صمصام الدولہ اشجع الملک اندوران جان جنرل لارڈ لیک بہادر فتح جنگ سرکار اور مہاراجہ موصوف سے حسن انجام پاچکا ہے۔ ذریعہ اخبار اوس عوالی پناہ کو معلوم ہوچکا ہوگا بالفعل یہ خبر بہی کمال خوشی سے حوالہ قلم محبت رقم بغرض اطلاع کیا جاتا ہے کہ بموجب ایما اینجانب عہدنامہ مصالحت و موافقت فیمابین سرکار انگریز بہادر و مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر بہادر بہی ہوگیا اور اوسکی وجہ سے معاینت وایک دوسرے کے درمیان سے جاتی رہی اور ہمیشہ کے واسطے رسم موافقت القیام ذریعہ سپہ سالار موصوف مستحکم ہوگئی چونکہ انسداد جنگ و بنا صلح موجب

آسائش و آرام خلائق کہ ودائع بدائع حضرت صمدیت اہیں ہوتی ہے۔ اور اُس میں سبب خوشنودی خاطر تمام لوگ خصوص دوستان و متوسلان اس سرکار کے مقصود رہے ہے۔ لہذا نظر بخصوصیت و حسن ارادت اس عوالی پناہ کے اس خبر بشاشت اثر کو لکھا گیا۔ اب ہمت نیر نعمت اہالی اس سرکار کی محض ازدیاد مواد رونق و سرسبزی ممالک محروسہ و رفاہ و فارغ البالی رعایا و برایا و ترقی مدارج دوستی تمام سرداران و رؤسا ہند و دکن وا و بیز اعتماد کرنے میں متوجہ و مصروف ہے لازم کہ این جانب کو ہمیشہ خواہان خیر و خوبی معلوم کر کے ہمیشہ خطوط سے مسرور و شاد کام کرتے رہیں۔

۲۴ فروری ۱۸۰۶ء

دستخط انگریزی جارج ہنڈ و مار نومارنٹ صاحب بہادر

چونکہ بابو دیو کی نندن سنگھ سے اُس زمانہ میں مہاراجہ کو خیال تھا لہذا اقرار نامہ ذیل اُن سے لیا گیا۔

منکہ بابو دیو کی نندن سنگھ ہوں۔ چونکہ فیما بین منمقر و مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ بہادر کہ اوسے اخلاص سابق سے ہے مگر بنظر مزید احتیاط و استحکام سلسلہ صداقت سابقہ بہ قید ان شرائط کے سری گنگا جی و بشیشر جی کو درمیان دیکر اس طریقہ پر ہمیشہ کے واسطے لکھدیتا ہوں کہ صفائی باطن سے امورات سرکار مہاراجہ بنارس کو اپنا سمجھکر علاقہ جات تحصیلداری و زمینداری و مستاجری و داد و ستد وغیرہ کو خواہ ضلع الہ آباد خواہ بنارس میں ملکیت مہاراجہ سے ہوں اونکو مثل اپنے علاقہ کے سمجھ کر کسی قسم کی خلش اُس میں نہ کروں گا بلکہ جسطور پر کہ اپنے علاقہ جات کی خبرگیری کرتا ہوں ویسے ہی خبرگیری وقت ضرورت پر کروں اور حتی الامکان امداد و اعانت و دولت خواہی مہاراجہ کروں اور مخالف مہاراجہ کو اپنا مخالف اور دوست مہاراجہ کو اپنا دوست سمجھوں اور خدانخواستہ اگر کسی دربار میں ضرورت ہو تو اوسکی مدد کروں۔ اسکے علاوہ اگر کسی قسم کا قول و اقرار

زبانی کسی معاملہ میں مہاراجہ سے کروں تو کسی طور سے اس سے نہ پہروں مبادا خلاف اِس نوشت و خواند کے کبھی این جانب یا وارثان و واحقان اینجانب عمل میں لاویں سری گنگاجی و بشیشرجی کو کہ بنا بر لحاظ شرائط اِس قول نامہ کے درمیان دیا ہے اوسکو سزا دیں۔ لہذا یہ چند کلمہ بطریق قول نامہ و قسم نامہ مستحکم کر کے بخوشی و رضامندی خود لکھدیا کہ عند الحاجت دستاویز ہو۔

مہر دیو کی نندن سنگہ

چیت سودی تر دسی ۱۲۱۳ فصلی مطابق ۱۷ مارچ ۱۸۰۶ء

و ۱۲۲۱ھ

چونکہ مارنٹ صاحب بہادر اعلیٰ ممبر بر ہونے کی وجہ سے بعد انتقال لارڈ کارنوالس صاحب بہادر قائم مقام گورنر جنرل ہو گئے تھے اور ماہ ستمبر ۱۸۰۶ء میں ولایت سے منظوری یو، ڈاف کنٹرول کی آئی تو مہاراجہ نے خط تہنیت لکھا اوسکے جواب میں یہ خط ذیل فارسی میں آیا جسکا ترجمہ مذکور ہو رہا ہے۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔ عرضی مرسلہ اُس رفعت پناہ کی جواب عنایت نامہ میں کہ متضمن سرور انبساط دریافت خبر میمنت اثر ورود احکام واجب الاعزاز و الاحترام ارباب ریاست ولایت انگلستان بنام این جانب درباب استقلال عہدہ ریاست متعلقہ ممالک محروسہ کمپنی انگریز بہادر تھی نظر سے گذری دریافت مضمون صداقت مشحون سے اوسکے موجب فرحت ہوا۔ چونکہ وہ رفعت پناہ بلاشبہہ خیر اندیش اِس سرکار کے ہیں اِس صورت میں یقین ہے کہ دریافت خبر مذکور سے دوسرے دن سے زیادہ خوش ہوئے ہوں لازم کہ این جانب کو ہمیشہ متوجہ احوال خود سمجھ کر ارسال عرائض سے مشرف افزا کرتے رہیں۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۰۶ء

مارنٹ صاحب گورنر جنرل — کاغذات دفتر

بعد چند ماہ کے کمانڈر انچیف مدراج نے یہ حکم جاری کیا کہ پلٹن کے سپاہی پریڈ پر بالیاں نہ پہنیں اور پیشانی پر ٹیکہ نہ لگائیں اور پوشاک بھی نئی قسم کی پہنیں سپاہیوں کو یہ شبہہ ہوا کہ سرکار ہمارے مذہب میں خلل ڈالنا چاہتی ہے بلور کے قلعہ میں جہاں پر ٹیپو سلطان کا خاندان نظر بند تھا انگریزی افسروں و گوروں پر بلوہ کر دیا۔ مگر جلیبی صاحب ارکاٹ سے ہندوستانی و انگریزی رسالوں کے کچھ سوار اور توپیں لیکر بلور میں آپہونچے تو قریب چار سو سپاہیوں کے میدان میں مارے گئے اور باقی مقید ہوئے۔ گو کچھ لوگوں کے قصور معاف ہوئے مگر ان تینوں پلٹنوں کا نام رجسٹر سے کٹ گیا۔ بعض کا گمان ہے کہ ٹیپو سلطان کی اولاد کی سازش تھی مگر کوئی ثبوت قابل اعتماد نہیں ملا۔ تاہم وہ لوگ کلکتہ بھیجدئے گئے اور پنشن بھی کم ہو گئی ۔ آئینہ تاریخ نمادیم۔

مدراس کے گورنر لارڈ ولیم بینٹنگ اور کمانڈر انچیف کی اس میں بہت بدنامی ہوئی اور دونوں ولایت چلے گئے سر جارج بارلو بجائے لارڈ بینٹنگ گورنر مدراس تجویز ہو کر مقرر ہوئے اور خط ذیل مہاراجہ کو لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت بالفعل این جانب اطلاع کے طور پر لکھتا ہے کہ لارڈ صاحب مشفق مہربان اشرف الامرا لارڈ منٹو صاحب بہادر کہ منجملہ امرائے عظیم الشان ہیں عہدہ ریاست ممالک محروسہ سرکار انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند میں مقرر و معین ہو کر ولایت سے روانہ بنگالہ ہو کر مندراج تک پہونچ گئے اور عنقریب دارہ دار الامارت کلکتہ ہونگے۔

بندگان شاہ جم جاہ کیواں بارگاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بہ لحاظ اظہار خوشنودی ان تدابیر کے کہ این جانب نے اپنے زمانہ ریاست میں نسبت تمام سرکاران و روسار ہند کے کیں تھیں تمغسار عزت کہ مخصوص امراء عالیشان

کے واسطے ہے اور بندگان حضور باہر النور شاہ جم جاہ ممدوح اوسکے مثل کو اپنے استعمال میں زینت بخشتے ہیں ایں جانب کو مرحمت فرمایا ہے یقین ہے کہ اُسکے دریافت سے کمال سرور و مسرت اس عوالی پناہ کو ہوگی۔ چونکہ اینجانب نے حسب استدعار ارباب ریاست ولایت انگلستان تہوڑے زمانہ کے واسطے ارادہ واپسی ولایت کو موقوف کر دیا ہے لہذا انتظام واجرائے امور ریاست اس دربار میں لارڈ صاحب ممدوح کے ساتھ شامل رہے گا اور اپنی آرزو و تمنا کو در باب استحکام محبت کہ بفضلہ تعالےٰ درمیان اس عوالی پناہ و سرکار انگریز بہادر کے قدیم الایام سے متحقق وثابت ہے اور تقدیم لوازم اور رونق و سرسبزی و خیر و خوبی اُس عوالی پناہ میں بدستور مصروف رہیگا۔ امید کہ ایں جانب کو ہمیشہ منتظر اپنے خیر و خوبی کا تصور کرتے رہیں گے ۲۸ جولائی ۱۸۰۷ء اسکے بعد مارنٹ صاحب عہدہ گورنری مدراس پر چلے گئے اور لارڈ منٹو نے دارالامارۃ کلکتہ میں چارج ۳۱ جولائی ۱۸۰۷ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۲۲۲ھ کو لیا۔ اور ۲۴ اگست کو خط ذیل کا لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد ہندوستان سلامت احوال معین و مامور ہونے ایں جانب کا عہدہ ریاست ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند پر محبت نامہ نواب صاحب مشفق بسیار مہربان سر جارج سر و بالو مارنٹ صاحب بہادر سے واضح ہوا ہوگا بالفعل کہ ایں جانب بتاریخ ۳۱ ماہ جولائی ۱۸۰۷ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۲۲۲ھ داخل دار الامارۃ کلکتہ ہو چکے اور اہتمام امورات متعلقہ عہدہ مذکور کو التزام کر لیا تو اطلاعًا لکھا گیا۔ اُس رفعت پناہ کو یقین رہے کہ ایں جانب مراتب محبت و مودت و حفظ مراتب راسخ القولی و ثابت قدمی و پاس شرائط عہد و پیمان رؤساء دکھن و ہندوستان میں دل و جان سے مصروف ہے اور رہے گا۔ لازم کہ اینجانب کو ہمیشہ خواہان خیر و خوبی اپنا معلوم کرکے حالات خیریت سمہ منا سے خورسند

دمحوش رکہیں گے۔ لارڈ منٹو ۲۴ ماہ اگست ۱۸۰۸ء

مہاراجہ نے حسب معمول خط تہنیت مع اشرفیہائے نذر بذریعہ وکیل متعینہ خود بہیجا۔ اسپر جواب ذیل کا گورنر مذکور کی طرف سے آیا۔

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت عرضی مرسلہ مشتمل خوشنودی اُس رفعت پناہ کی دریافت خبر ورود اینجانب دار الامارۃ کلکتہ میں بعہدہ ریاست ممالک محروسہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند مع نذر مبارکباد کے علاوہ دیگر مراتب حسن عقیدت وخیر اندیشی کے معرفت فضیلت دستگاہ مولوی درویش علی کے بہو بحکر نظر سے گذری حالات مندرجہ معلوم ہوئے مدارج عقیدت وفرمانبرداری سے جو کچھ کہ لکہا تہا اس سے زیادہ منقوش خاطر ہے نذر مرسلہ دل سے قبول ہوئی اور ظاہر میں بموجب رسم ومعمول اس سرکار کے معاف وواپس ہوئی۔ لازم کہ اس جانب کو ہمیشہ خواہان خیر وخوبی جانکر ارسال عرائض حالات خیریت آیات سے مسرور وخوش کرتے رہیں۔

۹ ماہ اکتوبر ۱۸۰۸ء

لارڈ منٹو گورنر جنرل

چونکہ ہاکنس صاحب اور مارٹن صاحب نے عدالت سوپریم کورٹ مرزاپور میں مقدمہ دائر کیا تہا اور ہاکنس صاحب نے اپنی طرف سے گواہ مہاراجہ ادیت نارائن کو لکہوایا تہا اور مہاراجہ کو گواہی میں تردد تہا کہ دونوں میں سے جسکے خلاف ہوگا اُس سے مفت دشمنی مول لینا ہے۔ لہذا اونہوں نے اپنے تردد کی اطلاع گورنر جنرل کو کی وہاں سے جواب آیا جو ذیل میں درج ہے۔

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت عرضی اُس رفعت پناہ کی مشعر ورود قطعہ پروانہ عدالت سوپریم کورٹ۔ بغرض حاضری آپکے ادائے شہادت کے واسطے مقدمہ فیمابین مارٹن صاحب وہاکنس صاحب میں کہ عدالت مرزاپور میں

وائر ہے۔ مع دیگر مراتب تردد وتشویش خاطر کے بہونچکر حالات مندرجہ بر باعث اطلاع ہوئی
ازروئے تحقیقات کہ وقت وصول آپ کے عرضی کے حسب الحکم اینجانب عمل میں آئی
ایسا معلوم ہوا کہ حاضر ہونا اوس رفعت پناہ کا عدالت مذکور میں جانب ہاکنس صاحب سے
مطلوب ہوگا۔ اس صورت مین یقین ہے کہ تردد وتشویش خاطر کی بالکل رفع ہوجاوے
رفعت پناہا مراتب حسن روش آپ کے بوسیلہ ادائے شہادت مطلوبہ صاحبان اس مقام
بنارس بغرض حصول مقصود عدل وانصاف پورے طور سے منقوش خاطر اینجانب ہے
چنانچہ تحریر کرنا اس کلام حقیقت فرجام کا واجب سمجہکر اور موجب سرور ہوکر لکھا گیا لازم کہ
اینجانب کو ہمیشہ خواہان خیر وخوبی سمجہکر اطلاع حالات خیریت سمات سے مسرور وخوش
کرتے رہیں۔ ۲۹ مئی ۱۸۰۸ء

لارڈ منٹو گورنر جنرل

چونکہ سرکار انگریزی کو فرانسیس کے مشہور بادشاہ بونا پارٹ کی طرف سے ہندوستان
پر حملہ کرنے کا بہت اندیشہ تہا اور اسی عرصہ میں اُسکا ایک وکیل بہی بڑے شان وشوکت
سے بادشاہ ایران کے پاس گیا تہا اس سبب سے لارڈ منٹو نے اہالیان ملک سے
مثل پنجاب افغانستان وایران کے جن کے علاقہ جات درمیان میں حائل تہے صلح کر لی۔
پنجاب میں رنجیت سنگہ سکہوں کا راجہ بن بیٹہا تہا اور ہر طرف سے ملک دبانا شروع کر دیا
تہا یہانتک کہ دریائے ستلج کے اس طرف اپنی فوجیں اوتار لایا اور چاہا کہ دریائے جمن کو
اپنے علاقہ کی سرحد بنالے ۱۸۰۸ء میں جب چارلس مٹکاف لارڈ منٹو کی طرف سے
اُنکے پاس گئے تو اوسکی فہمائش کو رنجیت سنگہ خیال میں نہ لائے مگر جب اکٹرلونی مع فوج کے
لدہیانہ میں جا پہونچے تو راجہ رنجیت سنگہ اس طرف سے بالکل مایوس ہوکر دریائے
ستلج کے اس پار چلے گئے اور اوسی دریا کو اپنی سرحد قرار دیکر ۲۵- اپریل ۱۸۰۹ء کو صلحنامہ پر
دستخط کر دیا۔

چونکہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بادشاہ فرانس سے حملہ ہندوستان کا خوف پورے طور سے تھا لہذا ہر طرح سے اونکی خرابی اور اپنے استحکام کی کوشش میں تھے چنانچہ جب رؤسا ہند سے انہوں نے اطمینان کرلیا تو فرانس پر حملہ کرنے کے سامان فراہم کئے۔

زمانہ مارننٹ صاحب گورنر جنرل میں تمامی جہازات جنگی قوم فرانسیس انگلستان سے تباہ و برباد ہوچکے تھے پھر اوسی زمانہ میں فرانسیس کو روس کے ہاتھ سے شکست فاش نصیب ہوئی تھی چونکہ درمیان روس و انگلستان محبت تھی لہذا اس شکست فاش کی اطلاع ذریعہ شقہ و تہنیت نامہ بارنٹ صاحب گورنر جنرل بنام مہاراجہ صاحب اس مضمون کی ہوچکی تھی کہ ماہ دسمبر ۱۸۰۶ء مطابق شوال ۱۲۲۱ھ میں سرحد ممالک روس میں نوے ہزار چیدہ فوج فرانسیس نے بسرداری بوناپارٹ حاکم ملک فرانسیس حملہ کیا اور تین روز تک برابر جنگ رہی آخر شکست فرانسیس کو ہوئی۔ اور علاوہ مردمان قیدی کے چالیس ہزار آدمی زخمی ہوئے و مارے گئے اور تمام توپ حریف کی بہادران روس کے قبضہ میں آگئیں ایک سردار لشکر قوم فرانسیس معرکہ جنگ میں مقتول ہوئے۔ اور تین سردار زندہ دستگیر ہوئے بوناپارٹ ہزار دقت و دشواری سے ایک طرف کو نکل گیا فوج روس اوسکے تعاقب میں ہے۔

لارڈ منٹو صاحب جب گورنر جنرل ہوکر آئے تو اونکو بھی فرانسیس کے ممالک پر اس وجہ سے نظر تھی کہ بوناپارٹ جنگ میں مغلوب ہوچکا ہے اور فوج اوسکی کم ہوگئی ہے لہذا اوسکے قوت توڑنے کے واسطے اوسکے جزیرہ ہائے مقبوضہ پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر اس ارادہ کو مخفی رکھکر خود اوسکی تدبیر سوچ رہے تھے چونکہ اون کا جزیرہ جاوا جسکی فکر لارڈ منٹو کو بھی۔ مدراس سے قریب پڑتا تھا۔ لہذا ایک مرتبہ مدراس تک گئے اور جن رؤسا سے کہ کمال ارتباط تھا اونسے صرف اپنی روانگی مقام مندراج کی اطلاع دی اور اصل مقصود کو مخفی رکھا چنانچہ ایک خط محررہ ۱۸ ستمبر ۱۸۰۹ء میں مہاراجہ اودت نارائن سنگھ کو بھی اپنی روانگی مقام کلکتہ سے مدراس تک کی اطلاع دی اور لکھا کہ یہ اطلاع محض آپ سے

کمال محبت دار تباط کی وجہ سے ہے۔ پہر ٥ مارچ ١٨١١ء کو تہیہ سفر جاوا مع فوج کرکے مہاراجہ کو اطلاع دی کہ ایک مقام دور و دراز پر جارہے ہیں۔ آپ اپنے معاملات جنرل ہیوٹ صاحب (دیا ہولی صاحب) بہادر سپہ سالار افواج بادشاہی وکمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند وچیری صاحب سے طے کرلیں گے اور جو کچہہ وہ لکھیں گے اوسکو نوشتہ اینجانب تصور کریں گے تا اینکہ جب اوسکو مفتوح کرلیا تو مفصل حالات فتح ذریعہ شقہ و تہنیت نامہ محررہ ٢٣ نومبر ١٨١١ء مہاراجہ کو لکھا جو ذیل میں درج ہے۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت   از روئے مکاتبہ مورخہ پنجم ماہ مارچ ١٨١١ء مطابق نہم ماہ صفر ١٢٢٦ہجری اس رفعت پناہ کو اطلاع دیجا چکی ہے کہ ایں جانب راہ مدراس سے دور و دراز مقام پر بضرورت کارہائے سرکار ارادہ رکہتے ہیں اب قلم محبت رقم سے آپکو بطور اطلاع لکھا جاتا ہے کہ ٥ اپریل مطابق ١٠ ربیع الاول سنہ مذکور کو مدراس میں پہونچے اور وہاں سے ٢٤ ماہ مذکور مطابق ٢٩ شہر مرقوم کو پہر جہاز پر سوار ہوئے اور فوج بہ سرداری شہامت و جلادت دستگاہ جنرل لیمونی صاحب بہادر سپہ سالار افواج بادشاہی و سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ ملک مدراس بغرض تسخیر جزیرہ جاوا علاقہ قوم فرانسیس کہ نہایت وسیع ملک ہے جانب مشرق روانہ ہوئے تا اینکہ اول ماہ اگست مطابق ١٠ شہر رجب کو مقابل جزیزہ مذکور پہونچے اور جہاز سے اوترکر شہر تباتی کی طرف کہ دارالامارۃ جزیرہ مذکور ہے کوچ کیا۔ فوج کے پہونچتے ہی اہل شہر نے بلا ظہور کسی حرکت کے شہر مذکور کو سپرد کردیا اوسکے بعد افواج مذکورنے اس مقام کا قصد کیا جہاں پر تمام فوج حریف کی جمع تہی اثناء راہ میں تین ہزار حریف نے مقابلہ کیا اور اونکو شکست فاش دیتے ہوئے آگے بڑہے۔

وہ قلعہ جس میں فوج فرانسیس پناہ گیر تہی نہایت مضبوط تہا اور درمیان دو کلاں ندی کے واقع تہا اوسکی حفاظت کیواسطے خندق عمیق جسکے کنارہ پر لکڑیاں منصوبہ طور کی ہوئی

تہیں اور سات مرحلہ اور مورچہائے متعدد ہمراہ توپ ہائے کلاں تہے۔ علاوہ اسکے فوج حریف بمقابل فوج انگریزی بہت تہی اور توپیں بہی زیادہ تہیں مگر بمقابلہ استقلال و شجاعت و دلاوری وجانفشانی فوج انگریزی سب نیست ونابود ہو گئے۔ چنانچہ ۲۶ ماہ اگست مذکور کو فوج انگریزی نے بکمال شدت سے ایسی یورش کیا کہ مرحلہ و مورچہ تمام نہایت جلد مل گئے اور قلعہ بہی فتح ہو گیا۔ اور تمام فوج حریف کی متفرق و منتشر ہو گئی اور بہت ان میں سے مارے گئے اور پانچہزار آدمی جن میں تین جنرل اور گیارہ سو نوے سرداران خورد و بزرگ تہے قید ہو گئے۔ جنرل جانسنس سپہ سالار فوج فرانسیس مع چند نفر سوار کے اور دس ہزار فوج بقیہ کو لیکر بکمال استعجال میں بہاگ کر جان اپنی بچالے گئے۔

فوجیں اس سرکار کی ۱۵۔ ستمبر مطابق ۲۶ شعبان تک تعاقب جنرل موصوف میں رہیں جنرل موصوف نے مجبور ہو کر استدعاء موقوفی جنگ کی کرکے جزیرہ مذکور کو بہادران نصرت شعار اس سرکار کو تفویض کر دیا اور خود کو مع بقیہ فوج اسیری میں داخل کر دیا۔ خلاصہ بہ فضل خدا و سعی لشکر ظفر اثر اس سرکار سے فتح و فیروزی نمایاں ہوئی اور بعد جنگ قلیل العرصہ و نہایت عظیم و فخیم کے کہ اس میں بکمال شجاعت و مردانگی بہادروں سے ظاہر ہوئی جزیرہ جاوا مع تمام متعلقات اوسکے قبضہ میں آ گیا۔

ایں جانب بعد بندوبست ضروری و انتظام امور متعلقہ جزیرہ مذکور کے ۲۰ ماہ اکتوبر مطابق ۲ شوال کو وہاں سے روانہ ہو کر ۱۸ ماہ حال مطابق غرہ ذیقعدہ کو یعنی ۲۸ روز میں بخیر و عافیت وارد دارالامارۃ کلکتہ ہوئے۔ چونکہ ایں جانب اس عوالی پناہ کو خیر خواہان یکرنگ و دولتخواہان بے ریو رنگ اس سرکار دولتمدار کا جانتے ہیں اور یقین کلی حاصل ہے کہ فتح و فیروزی جو شامل حال لشکر ظفر پیکر ہوئی وہ موجب سرور و فرحت اوس عوالی پناہ کے ہو گی۔ لہذا لوازم مبارکباد فتح جزیرہ و شیعہ جاوا کہ علاقہ جات شرقیہ

فرانسیس میں سے یہی اُنکے قبضہ میں باقی اور سب سے بڑا تھا اور اونکے جاتے رہنے سے بنیاد اختیار و اقتدار و قوت و قدرت قوم فرانسیس اس طرف عالم سے بالکل مستاصل و منہدم ہوگئی۔ کمال سرور خاطر سے بجالاتا ہوں۔ امید کہ این جانب کو ہمیشہ خواہان خیریت معلوم کرکے تحریرات سے مسرور کرتے رہیں۔

۲۳۔ نومبر سنہ ۱۸۱۱ء

لارڈ منٹو

بنارس میں ہندو و مسلمانوں میں بلوہ ہو جانا۔ انگریزوں کا ٹیکس لگانیکی تجویز کرنا۔ اور رعایا کا باخود ہا اتفاق کرکے بیرون شہر بغرض کلکتہ جانے کے جمع ہونا صاحب رزیڈنٹ کو مہاراجہ سے اُن سب کو راضی کرانا اور گورنمنٹ سے خلعت پانا۔

سنہ ۱۲۲۴ھ مطابق سنہ ۱۸۰۹ء میں شہر بنارس میں عجب طرح کی نااتفاقی ہندو مسلمانوں میں پیدا ہوگئی جسکی صورت یہ ہوئی کہ عالمگیر بادشاہ کی مسجد قنانی کے قریب جو کہ قریب پورانے امام باڑہ کے ہے ایک پتھر کا لاٹ مسمی بہ لاٹ بھیروں تھا اس میں مسلمان از سرنو اذان کہنے لگے۔ وہاں کے ہندو بھی مجتمع ہوکے سنکھ بجاکے اذان کہنے کے مانع ہوے اسیر مسلمانان تیلیا نالہ و مدن پورہ وغیرہ کے جولاہے ایک طرف اور بڑھیا اور پیری کے راجپوت و ہندو ایک طرف جمع ہوگئے۔ دس بارہ ہزار مسلمان اور اسیقدر ہندو اپنی

اپنی طرف تھے۔

رام نگر میں جب خبر ہوئی تو مہاراج کی لشکر سے سب سے پہلے چیر سنگھ اور وزیر سنگھ اور بابو گنو سنگھ ذریعہ کشتی سوار ہو کر مرن گنگا نہا کر جا پہونچے۔ مہاراج بھی رام نگر گھاٹ سے اوتر کر مع لشکر و رعایای رام نگر روانہ ہو کر پہلے اگنس بروک صاحب رزیڈنٹ کے کوٹھی پر گئے صاحب نے ہنس کر کہا مہاراجہ صاحب آپ کس کے شریک ہیں ہندو کے یا مسلمان کے مہاراج نے کہا کہ ہم آپ کے مطیع ہیں جسکے آپ شریک کر دیں ہم اس طرف ہو جاویں صاحب نے کہا یہ ہنگامہ لغو ہے اور آپ کی شرکت سے طول بکڑ جاوے گا۔ اگر آپ ہندو کے شریک ہوئے تو آپ کی بدنامی یہ ہوگی کہ رعایا میں دونوں تھے انھوں نے ہم جنس کی مدد کی اور اگر مسلمان کے شریک ہونگے تو ہندو کہیں گے غیر جنس کی مدد کی اور ہماری نہ کی۔ مہاراج سنکر اپنے مکان پر رام نگر میں واپس ہوے۔

مسلمانوں نے لکڑی قریب لاٹ جمع کرکے اس پر خون ناجائز مذہب ہنود چھڑک کر آگ لگادی وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گیا۔

ہندوؤں نے اسکے جواب میں خون ناجائز مذہب مسلمان امام باڑہ و بڑی مسجد گیان باپی و پورانی مسجد رنگیلے داس کے پھاٹک والی پر چھڑکا اور اندر کا طاق منقش توڑا اور پھر بشیشر کی مسجد پر آنکر بلوہ کیا بنارس میں عجب ہنگامہ برپا تھا کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا اور طرفین سے بجز آواز مارو پکڑو کے دوسری آواز سننے میں نہ آتی کہیں پر پانسو اور کہیں پر ہزار کا غول تلوار بندوق برچھی لاٹھی سونٹہ لئے موجود تھا آخر میں تلوار تو نہ چلی مگر دو چار زخمی ہوئے۔ اور راہ کی آمد و رفت بند ہو گئی مسلمانوں نے شاہزادہ مرزا خورم صاحب و مرزا حاجی صاحب سے مدد چاہی مگر وہ شریک نہوئے البتہ مرزا حاجی کے ایک ملازم شیخ حسن نامی اُنکے ہمراہ ہوئے جو ہمراہ بلوائیاں سال بھر تک مقید رہے

تمام روز سارا شہر مثل حکیم سلامت علیخاں و مولوی غلام نادر خاں وغیرہ اپنے اپنے مکانوں میں

پوشیدہ رہے۔ تا اینکہ صاحب رزیڈنٹ نے ہرناکہ پر کمپنی تلنگہ مع توپ مقرر کی اور ہنود و مسلمان کے رئیسوں کو بلاکر سمجھایا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہہ شہر ہندوؤں کا ہے مگر چونکہ اہیں میں مسلمان بہی آباد ہیں لہذا جانبین سے راضی نامہ ہو جانا چاہیے۔ تا اینکہ راضی نامہ ہوگیا اور بلوائی گرفتار ہو کر سزایاب ہوئے۔

۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء میں ایک برس کے بعد صاحبان انگریز بہادر نے ہندو مسلمان میں نفاق سمجھکر ٹکس لگانا چاہا اس وقت تمام ہندو و مسلمان متفق ہو کر جمع ہوئے اور تمام بازار و دوکانیں بند کر دیں تمام اشیا ضرورت کے نہ ملنے سے انگریزوں کو بڑی دقت و تکلیف کا سامنا ہوگیا کیونکہ تمام اہل حرفہ نے اپنے اپنے پیشہ چہوڑ دئے تہے۔ غرضکہ جتنیں قوم و پیشہ کے لوگ مثل سید شیخ مغل۔ پٹہان۔ برہمن۔ راجپوت۔ بہومہار۔ گوتم۔ بیش۔ کایتہہ۔ مہاجن۔ گجراتی۔ مرہٹہ۔ جوہری۔ حجام۔ دہوبی۔ اہیر۔ تمباکوگر۔ تیلی۔ تمولی۔ رنگریز۔ آتشباز۔ بنئے۔ لوہار۔ شیشہ گر۔ بڑہئی جولاہہ۔ سنار۔ ڈفالی۔ حلال خور۔ چمار۔ ڈوم۔ دودہ والے۔ مکہن فروش۔ پاؤ روٹی والے وغیرہ۔ اپنے اپنے غول جدا باندہ کر پشاچ موچن[۱] کے تالاب پر جمع ہوگئے۔

صاحب رزیڈنٹ بگہی پر سوار ہو کر وہاں پر گئے اور کہا ہمنے تو جانا تہا کہ ہندو اور مسلمان میں نقیض و عداوت ہے اور اب میل ہوگا اب کیوں مل گئے۔ چونکہ مجمع عوام کا تہا لہذا اس بات کا جواب اونہوں نے اپنے مذاق کا دیا کہ ہم دونوں بہائی ہیں بگڑتے ہیں اور ملتے ہیں تم دتو کے وس سیرہ تیسرے کون ہو۔ یہہ کہکر تالیاں بجائیں جسسے گہوڑا بگہی کا بہاگا اور صاحب گرنے سے بچے اسکے بعد سب قوموں نے اپنے اپنے نشان بناکر

---

[۱] پشاچ موچن لفظ سنسکرت ہے یعنی شیطان کا دور کرنے والا چونکہ اس تالاب پر سے شیطان دور ہوتا ہے لہذا اس نام سے مشہور ہوگیا۔

کلکتہ جانے کا قصد کیا۔ اور شہر کو چھوڑ کر سنگیلے داس کے تالاب پر قیام اپنا کیا۔
صاحب رزیڈنٹ و مجسٹریٹ ضلع کو اپنی اپنی بدنامی کی وجہ سے تردد عظیم دامن گیر ہوا بجز اسکے
کوئی تدبیر نہ دیکھی کہ مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ سے مدد لیجاوے تا اینکہ صاحب مجسٹریٹ
ورزیڈنٹ بنارس نے خط ذیل مہاراجہ کو لکھا۔

راجہ صاحب مشفق مہربان توجہ فرمائے مخلصان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام و شوق ملاقات
مسرت آیات مکشوف ضمیر محبت تخمیر ہو۔ حسب آئین پانزدہم ۱۸۱۰ء در باب زرٹکس
بالفعل اجرائے احکام مندرجہ آئین مرقوم حضور صاحب کلکٹر بہادر سے عمل میں آئے
اوسپر اس شہر کے رہنے والوں نے اپنے عذرات ظاہر کئے انکے نقول بجنسہ عدالت سے
روانہ صدر ہوئی گو ہنگامہ پردازان شہر قبل صدور حکم صدر اس معاملہ میں مرتکب بند
کرنے دوکان و جمع ہونے بہت آدمیوں کے بنام مشورہ زرٹکس ہوئے۔ مخلص کو دریافت
ہوچکا ہے کہ رعایائے بازار کچھا متعلقہ سرکار اس مشفق نے بھی دوکانیں بند کر دیں
اور لوگوں کا اجماع کیا چونکہ وہ مشفق خیرخواہ سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر ہیں
لہذا انسب یوں ہے کہ تکلیف فرما کر کچھا میں آنکر قیام کریں تاکہ رعایائے کچھا وغیرہ آپ کے
تشریف رکھنے کی وجہ سے مطیع و تابع فرمان رہکر بدعملی سے باز رہیں گے اور ہر فرقہ بھی
کاروبار کے اجرا کرنے میں کہ اوسکی موقوفی سے ہرج عظیم ہے اور خلاف مرضی
سرکار بھی ہے بدستور معمول کوشش کریں گے اور بعد صدور حکم صدر کے اس معاملہ
میں حسب حکم مذکور عمل میں لاویں گے۔ ۲۹ دسمبر ۱۸۱۰ء

صاحب مجسٹریٹ ورزیڈنٹ بنارس

اسکے بعد ایک اشتہار عدالت فوجداری بنارس سے دربارہ انسداد بلوہ دربارہ ٹکس کہ دوکانات
دھولیا نہ پر مقرر ہوا ہے۔ پانچ جنوری ۱۸۱۱ء کو شہر میں ہوا۔ اگر رعایا بدستور ایک جگہ مجتمع
رہی اور دوکانیں نہ کھولیں

رزیڈنٹ صاحب نے مہاراج بہادر کو بلوا کر کہا آپ اس شہر کے رئیس ہیں آپ کے سمجھانے سے یہ لوگ اپنے ارادہ سے باز آویں گے۔ ورنہ مفت کی بدنامی ہوگی۔ مہاراج نے عرض کیا مجھے تعمیل حکم میں عذر نہیں ہے مگر یہ جاہل تو میں کہیں میرے پیچھے تالیاں نہ بجائیں۔ آپ ایک ہفتہ مغالطہ دیکر کلکتہ لکھ بھیجیں کہ جو کچھ راجہ بنارس طے کریں وہ منظور فرما لیا جاوے صاحب نے منظور کیا اور کلکتہ میں لکھکر بھیجدیا وہاں سے جب منظوری آگئی تو مہاراج ساعت نیک میں سوار ہوکر پہلے رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جاکر اپنے جانے کی اطلاع مقام تالاب رنگیلی داس پر کی جب اونہوں نے اجازت دی تو تالاب مذکور پر آئے اور جس مقام پر شرفاء مسلمان و ہنود کا مجمع مثل سید شیخ پنڈت برہمن مرہسٹ گجراتی جوہری مہاجن وغیرہ کا تھا انکے قریب اوسی فرش پر بیٹھ گئے اور ان لوگوں کو سمجھا کر کہا جو قصد آپ لوگوں کا ہے وہی میرا بھی ہے جہاں آپ لوگ چلیں گے وہاں میں بھی تیار ہوں مگر آپ لوگ بلوہ نہ کریں اور ہزاروں برس کی نیکنامی کو بدنامی سے بدلا نہ کریں۔ قطع نظر اسکے اگر خدا نخواستہ نوع دگر بات ہوئی تو مجھکو بھی شریک ہونا پڑے گا لہذا میں تو یہی کہونگا کہ اس وقت میرے آنے کا پاس کرکے اپنے اپنے مکانوں پر جاویں اگر خدا نخواستہ کوئی بات ظہور میں آئی تو میں اوسکو سمجھ لونگا آپ لوگ چین سے گھر میں بیٹھے رہیں گے۔ مہاراج کی اس تقریر کو سنکر سب کے سب راضی ہوگئے اور ایکبارگی اٹھکر ہزاروں ٹوکرے پھول کے مہاراج پر ڈالا کہ مہاراجہ اس میں چھپ گئے اور دعائیں دیتے اور مہاراج بہادر کی جے کہتے ہوئے اپنے مکانوں پر گئے۔

مہاراج بہادر سوار ہوکر پھر بڑے صاحب کی کوٹھی پر آئے اور کہا حسب ارشاد حضور ہم سب کو راضی کرکے واپس کر آئے آپ میرے حق میں جو مناسب ہو اوسکو صدر کلکتہ کو لکھیں، یہہ کہکر سوار ہوکر شہر میں آکر چوک ہوتے ہوئے بشیشر جی کا درشن کرکے ہوپ گج ہاتھی پر سوار ہوکر روپیہ اٹھنی چوانی لٹاتے ہوئے درگا جی کا درشن کرتے رام نگر کے گھاٹ پر ہوکر رام نگر کے قلعہ میں اور کوٹ میں جاکر والدہ صاحبہ یعنی مہارانی صاحبہ کو نذر دیکر باہر آکر

مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۱۱ء کو ایک عرضی متضمن حالات مذکورہ خدمت گورنر جنرل لارڈ منٹو صاحب میں بمقام کلکتہ بھیجا۔

اپنی طرف سے صاحب رزیڈنٹ نے بھی لکھا کہ راجہ صاحب نے شہر بہت بڑے ہنگامہ کا رفع کیا ہے لہذا اونکو خلعت سے سرفراز کرنا چاہئے۔ ایک ہفتہ کے بعد کلکتہ سے جواب آیا کہ راجہ صاحب کو بدستور خلعت سے سرفراز کرو۔ مہاراج نے پھر لکھا بھیجا کہ میں نے کمپنی انگریز بہادر کی بڑی خیر خواہی کی ہے لہذا معمولی خلعت سے زیادہ ہونا چاہئے تاکہ ہم چشموں میں باعث عزت و نام ہو۔ رزیڈنٹ صاحب نے پھر کلکتہ کو لکھا وہاں سے حکم عطاء پالکی بھی آیا اور مورخہ ۷ ماہ مارچ سنہ ۱۸۱۱ء مطابق گیارہ صفر سنہ ۱۲۲۶ھ ایک خط گورنر جنرل بنام مہاراجہ آیا جو ذیل میں درج ہے۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت   عرضی مرسلہ متضمن ورود محبت نامہ محررہ دہم ماہ جنوری سنہ ۱۸۱۱ء مقدمہ ہنگامہ آرائی بعض جماعت سکنہ بنارس و بجالائے سعی و کوشش موفور در رفع شورش و مفاسد جماعت مذکور اس طریقہ پر کہ وہ سب کے سب بذریعہ اس رفعت پناہ کے صاحب مجسٹریٹ اس مقام سے عفو و تقصیر اپنی کرا کے اپنے اپنے گھروں میں واپس ہوکر بدستور کاروبار میں مشغول ہوئے مع دیگر مدارج خلوص عقیدت و رسوخ محبت کے وصول ہوکر مندرجہ پر باعث دریافت ہوا۔ این جانب نے تحریرات شہامت و عوالی مرتبت و بہت و معالی منزلت ولیم الکنسن بروک صاحب بہادر و نیز قایم مقام صاحب عدالت و خداوری شہر بنارس سے بکمال مسرور خاطر دریافت کر لیا کہ اس عوالی پناہ نے بہ مقتضای صدق ارادت و خیر اندیشی نسبت اس سرکار کے لوازم جانفشانی و سرگرمی کو در بارہ انسداد بری باتوں کے کہ بصورت اصرار گمراہان ساکنین اس جا میں رویہ ناشایستہ و عدول حکمی نسبت سرکار دولت مدار کے عاید حال انکے ہوتی ادا کیا اور مدارج حسن سعی و موعظہ و نصیحت سے آپ کے ان لوگوں کا مطیع ہوکر اپنے گھروں پر واپس جانا اور اپنے کام میں مشغول ہونا معلوم کر کے نہایت مسرت خاطر نصیب اوس معتقد دوستاں کے ہوا چونکہ دل محبت منزل اس بات کی مقتضی ہوئی

کہ اپنے آثار سرور و خوشنودی کو باعلان ظاہر کروں لہذا خلعت لائقہ موافق فرد علیحدہ اوس معتقد دوستان کے واسطے عنایت ہو کر رفعت پناہ مولوی درویش علی آپکے وکیل کو آپکے پاس بھیجنے کو سپرد ہوئی اور صاحب کلاں اوس مقام کو حکم صادر ہوا کہ اوس رفعت پناہ کو خلعت مذکور سے مخلع کریں۔ امید کہ دوستدار کو ہمیشہ خواہاں خیریت ہائے خود معلوم کرکے تحریر حالات مسرت آیات سے مسرور و شادماں کرتے رہیں۔ دستخط لارڈ منٹو گورنر جنرل مورخہ ۷ ماہ مارچ ۱۸۱۱ء مطابق ۱۱۔ صفر ۱۲۲۶ھ

تفصیل خلعت کہ معرفت رفعت و فضیلت پناہ مولوی درویش علی کے بھیجی گئی۔

خلعت	جواہرات وغیرہ	للعہ قطعہ
یکدست	سرپیچ مرصع	جیغہ
۷ پارچہ	لہ رقم	لہ رقم
	مالای مروارید معہ پدک[1]	کلغی
	لہ سلک	لہ عدد
فیل ایک	اسپ	
لہ زنجیر	لہ راس	
پالکی جھالردار	سپر و شمشیر	
لہ منزل	لہ قبضہ	

جب یہ سب سامان بنارس میں آیا اور ساعت نیک میں رزیڈنٹ صاحب نے آنکر مہاراجہ کو پہنایا تو اوسکی خوشی بہت کچھ ہوئی مہاراجہ نے موافق معمول نذر خلعت سرکار میں بھیجی اور اپنی مادر گرامی کو نذر دی اور فارغ البالی و خوش حالی سے بسر کرنے لگے۔

ملاحظہ ہو کاغذات دفتر تاریخ ایشری

[1] پدک بفتح بار فارسی و کسر دال لغت ہندی ہے جو کہ ہمراہ مالا ہوا کرتی ہے دوسرا نام ہندی اُرُ لبسی ہے ۱۲

واقعات

شجاع الملک پوتا احمد شاہ درانی کا افغانستان کا بادشاہ تہا جب مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب پشاور میں لارڈ منٹو کی طرف سے اوسکے پاس سفیر ہو کر گئے تو شجاع الملک نے بڑی خاطر کی مگر معاملۂ صلح میں سرکار سے روپیہ بطریق مدد طلب کیا جسکو لارڈ منٹو نے نامنظور کیا۔ اور ایران میں خود بادشاہ انگلستان کی طرف سے سفیر بہیجا گیا۔

مدراس کی فوج میں جو سپاہیوں کے مکانات کے لئے افسروں کو بطور ٹہیکہ کچہ روپیہ ملا کرتا اوسکو سر جارج بارلو نے موقوف کرنا چاہا۔ اس باعث سے علاوہ دوسرے اسباب کے صاحبان ملک و فوج کے دلوں میں رنجش آگئی۔ چونکہ مدراس کے گورنر کو فوج شاہی اور ہندوستانی پر بڑا اعتماد تہا لہذا حکم دیا کہ کمپنی کے پلٹنوں میں سے جن کی طرف سے اندیشہ فساد تہا گورے اور سپاہی اپنے افسروں سے علیحدہ ہوجاویں اسپر شریرنگ پٹن میں افسروں نے بلوہ کرکے فوج بادشاہی کو قلعہ سے باہر نکال دیا اور جہازی پر گولے مارنے شروع کردئے۔ جتل درگ میں جو فوج سرکاری تہی وہ بہی اونکے شامل ہونے کو آئی مگر رسالہ بادشاہی ڈراگوں نے اوسکو راستہ ہی میں پراگندہ و منتشر کر دیا۔ حیدرآباد میں بہی فوج سرکاری مستعد سرکشی ہوئی تہی اور چاہا اور مسولی پٹن کی فوج کو شامل ہونے کے لئے چٹہی بہیجی تہی مگر کچہ سمجہکر اپنے قصور کی معافی چاہی۔

لارڈ منٹو اس وقت مدراس میں پہنچے۔ بیس افسروں کو موقوف کرکے باقی کا قصور معاف کر دیا سنہ ١٨١٣ء میں سرکار کمپنی کو پارلیمنٹ سے از سر نو سند ملی اور موافق اوسکے شرائط کے تمام سوداگران انگلستان کو اس ملک ہندوستان میں اجازت تجارت

حاصل ہوئی اسی سنہ کے آخر میں لارڈ منٹو مستعفی ہوئے اور ارل آف مایرا بجائے اونکے گورنر جنرل مقرر ہوکر آئے۔

لارڈ منٹو کے حکم سے پانچ برس تک فوج بضرورت خاص بندیل کھنڈ میں متعین رہی جس نے ۱۸۱۲ء میں قلعہ کالنجر فتح کرکے تمام قصہ و تضایا کو پاک کر دیا۔

ریاست ریواں میں سڑک نکالنے پر درمیان کمپنی انگریز بہادر و ریاست ریواں جنگ کا گمان ہونے پر مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کا واسطہ ہوکر طے ہونا اور مہاراجہ کی نیکنامی و تباہی ٹیکارام

انگریزوں نے ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۱۲ء میں بوجہ رفاہ رعایا و صفائی راہ و آمد و رفت مسافرین ایک سڑک نکالنا چاہا جو ریاست ریواں ملکہ شہر میں ہوکر گذرنے والی تھی۔ وہاں کے رہنے والے اپنی عادت معمولی جہالت سے مانع ہوئے تھے یا یوں سمجھئے کہ اونکو بہ نسبت انگریزی کمپنی یہ خیال تھا کہ جسطور سے انہوں نے دوسری ریاستوں میں مداخلت کرتے کرتے اس ریاست کو اپنے قلمرو میں ملالیا اور وارثان ریاست کو علحدہ کر دیا اسیطور سے وہی سلوک اس ریاست سے بھی کریں گے۔ لہذا جانبین سے جنگ کا قوی احتمال تھا۔ راجہ ریواں اجیت سنگھ نے بوجہ اسکے کہ مہاراجہ اودیت نارائن سے انگریزوں سے ربط ضبط ہے اور وہ بہار سے ہندوستان اور کاشی متبرک مقام کے راجہ ہیں اور ہم کو ابھی تک

انگریزوں سے کوئی واسطہ نہیں پڑا معلوم نہیں کیا نتیجہ پیدا ہوا نپے یہاں سے رام جیاون نامی برہمن کو بواسطہ ٹیکا رام جمعدار مہتمم کارخانہ مہارانی گلاب کنور صاحبہ خدمت مہاراجہ میں بھیجا مہاراج اس زمانہ میں انتظام الہ آباد سے واپس آچکے تھے۔ جب وہ تحریر مہاراجہ ریواں کی دیکھی تو اوسکے مجمل ہونے کے لحاظ سے نیز باضابطہ تحریرات کا ہونا خیال کرکے ذریعہ الکنس بروک صاحب رزیڈنٹ بنارس راجہ ریواں کو جواب بھیجا کہ آپ کو جو کچھ منظور ہو بہ تفصیل لکھیے وہاں سے جواب آیا کہ سڑک ہمارے حدود سے جانے میں ہم کو عذر ہے لہذا آپ کو واسطہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ بروک صاحب رزیڈنٹ نے اوسی قرب زمانہ میں مہاراجہ سے کہا کہ ہم بتقریب دورہ الہ آباد تک جاتے ہیں لہذا آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیں۔ الہ آباد پہونچنے پر بروک صاحب اسمٹ صاحب کے احاطہ میں اوترے اور مہاراج اپنی چھاونی میں جسکو جہبر و سنگہ جمعدار نے ایک بنگلہ اور پائیں باغ کنارہ جمنا بلوہ گھاٹ پر بنایا تہا فروکش ہوئے اوس وقت زمین اس میں بہت کم تہی لہذا مہاراج نے پہونچکر کئی سو بیگہہ زمین خرید کی اور ایک بڑا مکان عالی شان تیار کرایا جو اب تک موجود ہی۔

چونکہ حکام انگریزی کا قدم اس فوارح میں ابتدا ءً جما تہا لہذا حسب عادت خود نہایت ہی احتیاط سے کام لے رہے تہے۔ اور خواہاں تہے کہ سڑک نکل جاوے اور جنگ نہو ادہر مہاراجہ ریواں اجیت سنگہ کو بہی کہ انکی بہادری بمقابلہ دیگر مالکان حصہ ملک و حکمت عملی دیکھہ لی تہی اور فی الجملہ آثار شجاعت بہی موجود تہے تردد تہا کہ کیا صورت اختیار کیجاوے آیا جنگ کیجاوے یا معاملہ طے کر لیا جاوے۔ دونوں صاحبوں نے یہی مناسب سمجہا کہ مہاراجہ اودیت نارائن کے ذریعہ سے گفتگو کیجاوے۔

بہرطور زمانہ قیام الہ آباد میں ایک روز بروک صاحب رزیڈنٹ بنارس نے بہ صلاح و مشورے اسمٹ صاحب رزیڈنٹ الہ آباد مہاراجہ سے خواہش کی کہ راجہ ریواں نے جو آپ سے پیام بھیجا ہے اوسکی نسبت کچھہ گفتگو ہو جاوے اور معاملہ طے ہو جاوے

تو نہایت انسب ہے۔

رام جیاون مذکور بدستور مہاراجہ اودیت نارائن کے ہمراہ تھے مگر مہاراجہ نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنا آدمی مہاراجہ ریواں کے پاس بھیجکر منشاء دریافت کرنا چاہیے اور اس کام کے واسطے گنگا سنگھ تجویز ہوئے۔

اسی عرصہ میں ٹیکارام جمعدار (مہتمم کارخانجات رانی گلاب کنور صاحبہ) نے ایک خط رام جیاون مذکور کو ذریعہ ڈاک بھیجا کہ یہہ معاملہ ہمارے اور تمہارے واسطہ سے ہونے کو تھا مگر اب قرینہ یہہ ہے کہ جمعدار چھترو سنگھ کی معرفت ہو۔ لہذا تم کو اطلاع دیتے ہیں کہ اگر ہمارے تمہارے ذریعہ سے نہو اور جمعدار چھترو سنگھ کا رسوخ ہوتے ہوئے معلوم کرو تو معاملہ لگاڑنے کی کوشش کرنا۔

یہ خط اتفاق سے مہاراجہ کے ہاتھ لگا اور رام جیاون تک نہ پہونچا۔ مہاراجہ اوسکو دیکھکر خاموش ہورہے اور اپنی مہروالی صندوق میں رکھکر بھول گئے۔

مہاراجہ نے چھترو سنگھ جمعدار سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ تم خود جاکر راجہ ریواں کا منشاء دریافت کرو جمعدار مذکور مع جمعیت کثیر روانہ ہوئے جب پہونچے تو متوسلین راجہ کی گفتگو میں طریقہ جہالت پایا اور بے اعتنائی پائی۔ جمعدار نے اونکو بہت نشیب و فراز زمانہ دکھلایا اور کہا جیسی بے عنوانی تم لوگوں نے ہم سے کیا ہے اگر ایسی ہی دوسرے لوگوں سے کروگے تو تمہارے واسطے سبب خرابی ہے۔ خوبی صلح میں ہے جنگ میں نہیں ہے۔

متوسلین راجہ ریواں نے جب یہ جواب جرأت کا سنا اپنے کردار پر نادم ہوئے اور بہر رائے کرکے سنبھلے یہہ جواب دیا کہ آپ کے راجہ کے برابر کوئی دوسرا ذی عزت راجہ نہیں ہے۔ لہذا ہم نے اس تدبیر سے آپکو واسطہ کیا ہے مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کا ایسا قرینہ اور ادب ہم لوگوں میں نہیں ہے لہذا اگر کوئی بات خلاف شان آپکے ہوئی ہو تو معاف کیجیے اور ہمارے اور دیگر بزرگوں میں اس طور سے صفائی کرادیجیے کہ پھر کوئی خلش نہ رہنے پاوے۔

جمعدار مذکور نے اپنی اور ان کی تقریر کو قلم بند کر کے مہاراجہ کے پاس بھیجا اور مہاراجہ نے بروک صاحب وغیرہ کو جا کر سنایا اُن لوگوں نے مہاراجہ سے کہا کہ ہم نے کمپنی سے اس کام کا ذمہ لیا ہے اگر ہوا تو خیر ورنہ ہم زہر کھا کر مر جائیں گے۔ مہاراج نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں یہ کام خدا نے چاہا تو ضرور ہوگا۔ حضرات انگریز نے کہا بہتر ہوگا کہ آپ پہلے ہو آئیں پھر اگر ضرورت ہوگی تو ہم بھی چلیں گے۔ مہاراجہ نے عرض کیا میں دل و جان سے حاضر ہوں مگر بات یہ ہے کہ راجہ دیوان کے پاس سوار و پیادہ بے حد ہیں اور میرے پاس اس قدر فوج نہیں ہے۔ اور دوسرے کے یہاں جانا اور شوکت و سامان کا کم رہنا اول تو ہنسی کا موجب ہوتا ہے مزید برآں آپ کا فرستادہ ہو کر جانا خصوصاً اس وقت میں کہ نہایت شوکت و قوت دکھلانی ضرورت ہے۔ بلا اضافہ فوج مناسب نہیں ۔

بروک صاحب نے کہا بہت اچھا ہم بہت جلد ایسا سامان کر دیں گے کہ آپ خوش ہو جاویں گے مگر دو تین روز توقف کیجیے چنانچہ ناہو سنگھ کے کمپنی کے پانسو سوار مع ساز و یراق و وردی درست مہاراجہ کے یہاں متعین ہوئے اور ذریعہ بھوپ سنگھ کہ وہ بھی جانب کمپنی انگریزی سے مقرر ہوئے تھے اور تین سو سوار ان کے ہمراہ تھے بھرتی سواروں کی نواب بقا اللہ خاں کے باغ میں ہونے لگی اور سات سو سوار ملازم ہو کر جملہ ہزار سوار بماتحتی بھوپ سنگھ ہو گئی اسکے علاوہ تین سو سوار اور تین سو تفنگ بردار جو کہ مہاراجہ کے ذاتی ملازم تھے ہمراہ رکاب ہو کر روانہ ہوئے۔ جمنا کے عبور کرنے کے بعد بارہ کسوٹی میں مقام کیا وہاں جھنجھری کے میدان میں ٹونس ندی کے کنارہ پر خیمہ کھڑے ہوئے اور مہاراج ان میں فروکش ہوئے ۔

جب مہاراجہ دیوان بھیت سنگھ نے خبر آمد مہاراجہ بنارس سنی تو وہ خود بھی کوچ کر کے آئے اور ندی کے اس طرف اپنا خیمہ میں اترے دو روز تک سوال و جواب زبانی رہا بعد اسکے تیاری [illegible] کی ہوئی دونوں طرف مہاراجہ بنارس جلو میں غنیمت خاں ۔ الست خاں ۔

عظیم خاں - خواجہ محمود - مرزا غلام محمد - مرزا شاہ جی - مرزا امان علی بیگ - شیخ پناہ علی جمعدار احمد خاں - جمعدار اسمٰعیل خاں - میر حیدر بخش - میر کلو - خمیر سنگھ - وزیر سنگھ - ٹھکرائی سودن سنگھ - بابو رتن سنگھ - پیر خاں قرابین بردار کو لیے ہوئے روانہ ہوئے یہہ لوگ اپنے ہنر و کرتب کو دکھلاتے اور قرولیاں کرتے نیزہ ہلاتے چلے جاتے تھے اور اُس طرف سے سوار و پیادہ تماشا دیکھتے تھے -

جب مہاراجہ بنارس قریب خیمہ راجہ ریوان کے پہونچے تو اوتر کر اُنکے خیمہ میں داخل ہوگئے راجہ ریواں نے استقبال کیا اور بغل گیر ہو کر مہاراج کا ہاتھ پکڑ کر دو ہری مسند پر جو اونکے برابر بچھی ہوئی تھی اور نہایت زرنگار و مکلف تھی بٹھایا۔ پھر اپنے لوگوں سے ملوانا شروع کیا چونکہ اونکی تعداد زیادہ تھی لہذا مہاراجہ بنارس تہک کر مسند پر بیٹھ گئے - تمام لوگ گرد مہاراج کے بیٹھ گئے مگر خمیر سنگھ و وزیر سنگھ مہاراج کے پشت سر دست بہ قبضہ تلوار اور پیر خاں قرابین لئے ہوئے کھڑے رہ گئے - اسی اثنا میں راجہ ریواں کے پوتے نے کہا کہ بادشاہ بابا مہاراج کاشی نریش بدنوں میں تو نیک ہیں پر لوہن میں کیسے ہونگے مہاراجہ صاحب نے جواب دیا کہ ای لال جو بدنوں میں نیک ہے وہ لوہن میں بھی نیک ہوگا -

اسکے بعد مہاراج سے اور مہاراجہ اجیت سنگھ راجہ ریواں سے بات چیت ہونے لگی مہاراجہ ریواں نے کہا کہ اگر آپ کہیں تو ہم انگریزوں کو شکست دکھا دیں مہاراج نے فرمایا واقع میں آپ ایسے ہی ہیں مگر خوبی صلح میں ہے جنگ میں نہیں ہے خدا جانے کیا اتفاق پیش آئے بہتر یہی ہے کہ صاحبان انگریز جو شہر کے باہر سے سڑک نکالنا چاہتے ہیں اوسکا آپ حکم دیدیں راجہ ریواں سنکر خاموش رہ گئے اور پھر اہلیان مہاراجہ ریواں علحدہ علحدہ غول باندھکر باخود با گفتگو کرنے لگی ملکہ کلمات بد تہذیبی حسب عادت و منشا بہ وجہ جاہلانہ خود بکنے لگے جب کوئی بات طے نہ ہوئی تو مہاراج اٹھے اور رخصت ہوئے مہاراجہ ریواں نے ایک ہاتھی اور ایک گھوڑا اور چند کشتیاں پیش کیں اور مہاراجہ بنارس اونکو لیکر اپنے خیمہ گاہ میں آئے - مہاراجہ بنارس

نے خیال کیا کہ یہہ سب جاہل ہیں لہذا کوئی انہیں کے مثل کا جب تک نہ ہوگا معاملہ طے نہ ہوگا۔

اسی خیال سے راجہ رام غلام سنگھ کو بیچ پور سے بلوانا چاہا اور ذریعہ نوزخاں شتر سوار خط مہری خود بھیجا۔ وہ خط جب راجہ مذکور کے پاس پہونچا اور زبانی نامہ بر کے تمام حالات کو سمجھا تو فوراً تیاری لشکر خود کا حکم دیا اور تیسرے روز آ پہونچے۔ مہاراج نے ملاقات میں کل حال کہہ سنایا۔ راجہ غلام سنگھ مہاراج سے رخصت ہوکر مہاراجہ ریواں کے پاس گئے اور اونسے کہا کہ اگر تمہارے دل میں شبہہ تھا تو پہلے اپنے گھر میں تجویز کر لیتے اس وقت راجہ بنارس کو بلاتے ایک بڑے رئیس کو اپنے دروازہ پر بلا کے فضیحت کرنا مناسب نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اگر اونکی ذلت ہوئی تو پھر آپ کا بھی ٹھکانا نہ رہیگا تم نے خود ہی پہلے پیام بھیجا تھا اونکی کوئی غرض نہ تھی۔ جب یہہ باتیں راجہ رام غلام سنگھ نے کہیں تو بہ مقتضائے آہن بہ آہن تواں کرد نرم۔ راجہ ریواں کے منجھلے پوتے لچھمن سنگھ نے کہا کہ بادشاہ بابا تمہارے بلانے سے راجہ بنارس آئے ہیں اُنکے بگڑ جانے میں ہم لوگ خراب ہو جاوینگے اور اگر آپ کے دل میں شبہہ ہے تو آپ گھر بیٹھیں ہم سے جو بن پڑے گی کر لینگے۔ پھر راجہ ریواں نے سنکر کہا نہیں لال مہاراج کو ہم نے بلایا ہے ہم ہی جاوینگے اور سب طے کر لیں گے۔

راجہ رام غلام سنگھ رخصت ہوکر مہاراجہ بنارس کے پاس آئے اور سب قصہ کہکر کہا اب وہ کچھ راہ پر آئے ہیں اور کل آپ کے پاس آوینگے اور سب طے کریں گے مہاراج نے کہا میں نے آپکو اسی غرض سے تکلیف دی کہ اونکی طبیعت جہالت و شبہہ کے موافق جب تک جواب نہ دئے جاوینگے اور نشیب و فراز زمانہ کا نہ دکھلایا جاویگا اوسوقت تک رام نہ ہونگے۔

پھر اپنے خیمہ گاہ میں راجہ ریواں کے آنے کا سامان کیا اور چونکہ اُنکے ہمراہ آدمی زیادہ آنیوالے

تہے لہذا قنات گرد خیمہ کو کہلواکر زیادہ وسیع کرادیا اور سامان دعوت علٰحدہ کرادیا منجملہ اوسکے ایک ہتھنی راجہ ریواں کے صاحبزادہ مسمی جے سنگہ دیو کے واسطے اور ایک پاٹھا راجہ صاحب کے پوتے لچھمن سنگہ کے واسطے علاوہ کشتیوں کے علٰحدہ کردیا اور ایک ہاتہی دولت گج و ایک گہوڑا یار وفادار مع کشتیات کے راجہ صاحب کے واسطے دکہا دیا۔

دوسرے روز پہر دن چڑہتے ہوئے مہاراجہ ریواں اپنے بیٹے و پوتے و جلوس کے ساتھ مہاراج کے خیمہ میں داخل ہوئے مہاراجہ نے اپنے رفیقوں کو ملوایا اور مسند پر بیٹھکر کلام دوستانہ ہونے لگا۔ اور جانبین نہایت خوش و مسرور ہوئے۔ دربارہ معاملہ یہ طے ہوا کہ مہاراجہ ریواں مہاراجہ بنارس کے ساتھ الہ آباد چلیں تاکہ حکامان انگریزی سے ملاقات کرکے صورت صلح و اتحاد کی کرادیجاوے۔ چونکہ جانے میں خیالات مختلف و امور مشتبہ کا خیال تہا لہذا لچھمن سنگہ نے عرض کیا کہ ہم مہاراجہ بنارس کے ہمراہ جاوینگے مہاراجہ ریواں نے کہا نہیں لال ہم جاوینگے اور جہاں مہاراج بنارس ہم کو لیجاوینگے ہم جاوینگے۔ بعد اوسکے رخصت ہوئے اور سامان ضیافت پیش کیا گیا اور اوس سب کو لیکر اپنے خیمہ گاہ میں واپس گئے۔

دوسرے دن صبح سے تمام ارکین و فوج ریواں تیار تہی کہ پہر دن چڑہنے پر مہاراجہ ریواں بہی مہاراج بنارس کے خیمہ کے قریب آکہڑے ہوئے۔ مہاراجہ بنارس بہی تیار تہے دونوں فوجیں ساتھ ہوکر روانہ ہوگئیں۔ ہزارہا بیگہہ زراعت پامال ہوتی گئی تا اینکہ چار روز کے بعد قلعہ الہ آباد کے سامنے اریل کے میدان میں خیمہ زن ہوئے۔ اور مہاراج بنارس اُن خیموں میں رہنے کو تہے جو اُنکے مکان کے سامنے اوس پار نصب کر رکہے گئے تہے فوج وہاں ٹہر گئی اور مہاراجہ ریواں کے واسطے ہزار روپیہ روزانہ ضیافت کو بہیجتے رہے یہاں تک کہ واپس جانب ریواں ہوئے۔

مہاراج بنارس اپنے خیمہ میں تہوڑی دیر اوترکر سامان ضیافت راجہ ریواں بہیجکر خاص

مصاحبوں کو ساتھ لیکر رزیڈنٹ صاحب کے پاس چلے گئے اور کل قصہ بیان کیا اور کہا پہلے
مہاراجہ ریواں اور اون کی فوج کو تربینی کے اشنان کے واسطے تین چار ہزار آدمیوں
تک کیواسطے محصول گہاٹ معاف ہونا چاہیے۔ اور کسی قسم کی مزاحمت نہو اور کشتیاں اُنکے
برابر چلی جاویں۔ رزیڈنٹ نے منظور کیا۔ مہاراج بنارس وہاں سے واپس ہوئے
اور مہاراجہ ریواں سے کہا آپ پہلے چلکر تربینی اشنان کر لیجئے تاانیکہ وہ مستعد ہوئے
پہلے پانچہزار آدمیوں کے قریب جب اشنان کر کے واپس آ گئے تو مہاراجہ ریواں بھی مع
ہمراہیاں گئے اور بعد اشنان بجنشی دخوری داخل خیمہ ہوئے۔
مہاراج بنارس نے رزیڈنٹ صاحب سے کہا کہ آپ کہاں ملاقات کریں گے صاحب ممدوح
نے جواب دیا کہ میں آپ ہی کے خیمہ میں ملاقات کروں گا۔ مہاراج نے پھر راجہ ریواں کو پیام
بہیجا کہ ہمارے خیمہ میں آپ سے اور رزیڈنٹ صاحب سے ملاقات ہوگی۔
رزیڈنٹ صاحب اپنے عہدہ جرنیلی کی وردی پہن اور کرچ لگا کر مہاراجہ بنارس کے خیمہ میں جو
اُس پار جمنا کے تہا آ پہونچے اور اودہر سے مہاراجہ ریواں بھی مع جلوس تشریف لائے۔
صاحب ممدوح پیشوائی کر کے راجہ موصوف کو اپنے خیمہ میں لائے۔ اور کرسیوں کی نشست
ہوئی۔ پہر گفتگو ہو کر مہاراجہ ریواں بیرون شہر سے سڑک نکالنے پر راضی ہو گئے۔
معاملہ طے ہونے سے دونوں طرف خوشی ہوئی۔ پہر آپس میں محبت کی باتیں ہونے لگیں
مہاراجہ صاحب ریواں نے صاحب ممدوح کے کلغی کے پر کو دیکھکر کہا یہہ کیا ہے۔ صاحب
نے جواب دیا کہ یہہ ہما کا پر ہے۔ مہاراجہ ریواں نے کہا ہم کو جو بادشاہ نے پر دیا ہے وہ
ایسا نہیں ہے صاحب نے کہا وہ اور ہے اور یہہ اور ہے۔
مہاراج بنارس نے ہنسکر کہا کہ آپ دونوں صاحبوں میں فیصلہ ہو گیا چونکہ میں واسطہ
رہا ہوں لہذا ممکن ہے کہ کچہ قصور ہو گیا ہو آپ حضرات معاف فرما دیں۔ اس کلام کے سننے
سے دونوں صاحب ہنس پڑے اور پہر سب لوگ اپنے اپنے مقام پر واپس آ گئے۔ اور دوسرے

وغیرہ جو کچھ متعین ہوئے تھے وہ ابھی ابھی چھاونی پر گئی۔
مہاراج نے جمعدار چھتر وسنگہ سے کہا کہ ہم جس کام کو آئے تھے وہ تو بفضلہ طے ہو گیا۔ لہذا اب تمہاری راے میں میرے اب پٹنے و نذر رہنے میں کیا ہے۔ اونہوں نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجاویں۔ مہاراج وہاں سے گئے اور ان سے ملاقات کرکے سر شام الہ آباد سے موتی مالا ہتھنی پر جو کہ جنگی تھیلیان کے پاس تھی منگو فوجوں کو لیکر شبا شب روانہ ہو کر صبح ہوتے ہوتے رام نگر کے گھاٹ پر پہونچکر بذریعہ کشتی داخل قلعہ رام نگر ہوئے۔
رام نگر میں یہ افواہ مشہور تھی کہ وہاں خوب تلوار چلی ہے اور بہت سے آدمی مارے گئے ہیں۔ اس وجہہ سے تمام رام نگر میں عجب بے چینی تھی ہر گھر سے ڈاک پر خط روانہ کئے گئے تھے۔ مہاراج اس افواہ و خبر غلط کو سنکر ہنستے رہے اور سب کے گھر آدمی تسلی کیواسطے بھیجا۔
اسی درمیان میں ٹیکا رام جمعدار بھی سلام کی غرض سے آئے۔ مہاراج کو اونکا خط بھیجنا یاد آگیا۔ کہا کیوں جمعدار صاحب آپنے خوب حق قدامت کا ادا کیا۔ اب اسکی سزا یہہ ہے کہ بارہ ہزار روپیہ جو آپکی بدولت خرچ ہوا ہے اوسکو جمع کر دیجئے۔ جمعدار نے بیوقوفی سے چونکہ اوبار گلوگیر ہو چکا تھا۔ مہاراجہ کو صاحبزادہ کہہ بیٹھے۔ اس سے غصہ اور بڑھ گیا۔ منوتھہ خواص اور اودہو جمعدار کو کہ روبرو حاضر تھے حکم ہوا کہ انکو قلعہ سے باہر نکال دو اور دو چپراس خاص بردار لیجا کر ان کا مکان محاصرہ کر کے جو اسباب ملے لے آؤ۔ تا اینکہ تعمیل حکم ہوئی۔
وہ چپراس بیلدارن جو زیر مشق جمعدار ٹیکا رام تھی اوس پہچال کی سے قبل بہرہ ہو جانے کے کچھ مال مخفی کو ٹال دیا اور پانچہزار روپیہ کی گٹھری باندہکر جمعدار کے سامنے رکھکر سمجھایا کہ اسکو لیجاکر حضور میں رکھدو اور منت کہدو کہ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں ہے امید ہے کہ غصہ فرو ہو جاوے جمعدار نے مانا تا اینکہ تمام گھر کا اسباب جمعدار کا نیلام ہو گیا جمعدار

بنارس چلے گئے اور بڑی ذلت سے رہے پہر چھوٹے مرزا پور کے امام باڑہ میں رہنے لگے۔

کچھ اشرفیاں رام داس نمک والے چھوٹے مرزا پور کے پاس امانت رکھائی تہیں وہ بہی ہضم کر بیٹھا۔ تا انیکہ مال مخفی جود ہنیاں کے یہاں تہا وہ ذریعہ بزاین جو کہ چیلہ منسا مصر لاہوری کا تہا اور جمعدار ٹیکا رام کے بادگیروں میں تہا۔ منوز تہہ خواص اور اودہو جمعدار نے دریافت کرلیا اور اس نے زیر نشست دہنیاں تبلایا جب کہودا گیا تو چودہ ہزار روپیہ نقد تہا سب داخل سرکار ہوگیا اور حربہ جات وکپڑے وچہ گہوڑے علاوہ مکان کے پہلے ہی ضبط ہوکر نیلام ہوگئے بلکہ تہے۔

جمعدار و دہنیاں دونوں اسی غم میں مرگئے بعد انتقال اُنکے بابو مرٹو سنگہ اُنکے لڑکے نے درخواست باغ وزمین شترخانہ خود کی دی اور اٹہارہ سو روپیہ معرفت چھمن داود ہو جمعدار کے حضور میں تندر دیا۔ مہاراج شیولال دوبے کے باغ میں (۳۱) پار اسوقت تہے اور حکمت عملی سے بابو مرٹو سنگہ کو حیلہ حوالہ میں کرکے ٹال دیا۔

تاریخ ایشری

انتقال رانی گلاب کنور صاحبہ

سنہ ۱۲۲۶ھ مطابق سنہ ۱۸۱۱ء میں مہارانی گلاب کنور صاحبہ نے انتقال کیا اور مہاراج اودیت نارائین سنگہ صاحب نے اُن مخدومہ کو جو چراغ ریاست تہیں حسب رواج سرفاہنود مقام متبرک پر آگ دی۔ اور حسب دستور بہ سبب خود تمام امور رسم عزاداری سے فراغت حاصل کرکے پہر انتظام راج میں مشغول ہوئے۔

تاریخ ایشری خلیفہ امیر علی

جانا لارڈ منٹو کا و آنا ارل آف مایرا کا عہدہ گورنر جنرلی پہ وا پنے آنے کی اطلاع دینا پھر سفر جانب مغرب کی اطلاع

لارڈ منٹو صاحب نے ۱۸۱۳ء میں ولایت کی طرف واپسی فرمائی اور اس کی اطلاع مہاراجہ کو حسب قاعدہ دی اور اونکی جگہہ پر ارل آف مایرا عہدہ گورنر جنرل پر مقرر ہوئی جب اونہوں نے ہاتھ اس عہدہ کا لیا تو یہ خط مہاراجہ کو لکھا

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت

احوال معین و مامور ہونے این جانب کا عہدہ ریاست ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند و نیز بہ سرداری تمامی لشکر بادشاہ کیواں بارگاہ انگلستان خلداللہ ملکہ وسلطنتہٗ و سرکار کمپنی پر مکاتبہ نواب صاحب بسیار مہربان اشرف الدولہ لارڈ منٹو صاحب بہادر سے واضح ہوا ہوگا کہ ایں جانب نے تاریخ ۴ ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ء مطابق ۸ شوال ۱۲۲۸ھ داخل دار الامارۃ کلکتہ ہوکر اہتمام انتظام امورات متعلقہ عہدہ ہای مذکور کا التزام کیا ابتدا میں بہی اطلاعاً حوالہ خامہ محبت کرتا ہوں۔ بیقین خاطر اس عوالی پناہ رہی کہ ایں جانب روابط یکجہتی و اتحاد وضوابط خلت و وداد فیمابین کو زیب استحکام دیگا اور درمیان اس عوالی پناہ وایں جانب کے مدارج محبت والفت ذاتی انتہا کو مضبوط ہونگے اور ذریعہ حفظ مراتب راسخ القولی و ثابت قدمی خود قلوب رؤسا دکہن و ہند کے مطمئن کرنے میں دل وجان سے مصروف ہے اور ہوگا۔ امید کہ ایں جانب کو ہمیشہ خواہان خیریت خود معلوم کرکے تحریرات سے خوش و مسرور رکہیں گے۔

۶۔ اکتوبر ۱۸۱۳ء دستخط لارڈ مایرا گورنر جنرل

مہاراجہ نے حسب معمول نذر بھیجی وہ حسب معمول واپس ہوئی۔ بہر ۱۸ جون ۱۸۱۴ء کو گورنر جنرل مذکور نے اپنی آمد جانب بنارس کی اطلاع ذریعہ خود دی جو ذیل میں درج ہے۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت

یقین ہے کہ یہ بات ذریعہ اخبار اس عوالی پناہ کو معلوم ہو چکی ہو گی کہ ایں جانب بطریق سیر عازم جانب مغرب ہے اب بطور اطلاع لکھا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ ۲۶ ماہ جون ۱۸۱۴ء مطابق ۷ رجب کشتی پر سوار ہو کر روانہ اس سمت کو ہوں گا اور واپسی اس مقام تک میں دو ماہ صرف ہونگے۔ چونکہ این جانب اس عوالی پناہ کو خیر خواہان صمیم و نیک اندیشان مستقیم اس سرکار دولت مدار کا جانتا ہے لہٰذا اطلاع اپنے ارادہ کی اس عوالی پناہ کو دینا مناسب سمجھکر احاطہ تحریر میں لایا امید کہ ایں جانب کو ہمیشہ خواہان خیریت خود معلوم کر کے تحریرات سے خوش و مسرور کرتے رہیں۔ ۱۸۔ جولائی ۱۸۱۴ء

دستخط لارڈ مایرا گورنر جنرل

ملاحظہ ہو کاغذات دفتر

خبر آمد لارڈ مایرا پر مہاراجہ کا استقبال کو جانا اور بعد ملاقات خلعت سے سرفراز ہونا۔ اور لارڈ صاحب کا رام نگر میں آنا اور رخصت ہو کر آگے روانہ ہونا

رجب ۱۲۲۹ھ مطابق جولائی ۱۸۱۴ء خبر تشریف آوری لارڈ مایرا صاحب گورنر جنرل کلکتہ

سے بنارس میں مشہور ہوئی۔ مہاراج بہادر مع لشکر بکسر تک تشریف لے گئے مگر وقفہ اونکے آمد میں کسی وجہ سے معلوم کرکے نرائن پور میں مقیم رہے تا اینکہ جب خبر صحیح ورود گورنر جنرل صاحب کی بکسر میں معلوم ہوئی تو کٹر پر جسکا نام نجھی مراد تھا سوار ہو کے مع دس بارہ مصاحبوں کے اس پار جلوہ افزا ہوئے اور انتظار آمد آمد صاحب موصوف کرنے لگے دو چار گھڑی کے بعد سوناکھی گورنر جنرل صاحب کی نمودار ہوئی اور اوسکے پیچھے ہزاروں بجرہ آئے گویا پانی پر شہر آباد ہو گیا۔

مہاراج کی گھوڑ دوڑ پر کہ بہت بڑی تھی حکیم نجا اسد خاں کھڑے تھے جو جسامت میں مثل مہاراج تھے اور مہاراج زمین خشک پر مونڈھے پر بیٹھے تھے دوربین سے گورنر جنرل صاحب نے حکیم صاحب کو مہاراج سمجھا مگر رواروی میں ملاقات مہاراجہ سے نہ کر سکے۔ جب مہاراج نے سوناکھی آگے جاتے دیکھا تو گھوڑ دوڑ تیار کرا کے اوسکی نیگلہ پر فرش معقول بچھوا کر مستول کھڑا کر کے روانہ ہوئے۔ گھوڑ دوڑ ہوا کی تیزی سے پانی کو چیرتا ہوا اس طور سے روانہ ہوا کہ بیٹھنے والوں کو امتیاز نشیب و فراز کا نہ ہوتا تھا تا اینکہ غازی پور کے لین کے پاس عین دہارا میں جب صاحب کا سوناکھی لگا تو اوسکے پیچھے مہاراج نے بھی اپنی گھوڑ دوڑ لگائی اور بذریعہ مختاروں عرض کرایا کہ میں بکسر سے ہمراہ رکاب ہوں اور متمنی قدم بوسی ہوں۔ گورنر جنرل صاحب نے جواب دیا کل صبح کو ہم ملاحظہ قواعد فوج کو جاویں گے وہاں سے واپس ہونے پر راجہ صاحب خاص خاص ملازموں کو لیکر آویں کیونکہ زیادہ لوگوں کی جگہ اس کشتی پر نہیں ہے مختاروں نے جب یہ جواب آنکر راجہ سے کہا تو دوسرے روز صبح کو درباری پوشاک پہنکر اپنی کشتی پر مونڈھے پر اس انتظار میں بیٹھے کہ جب گورنر صاحب واپس ہوں اس وقت چلنا چاہیئے تا اینکہ صاحب ممدوح جب بعد ملاحظہ قواعد واپس آئے تو اونہوں نے خود اپنے یہاں کی ایک چھوٹی کشتی بھیجی جسپر مہاراج اور کنگو خواص و چلن جمعدار سوار ہو کر چلے۔ جب سوناکھی کشتی صاحب موصوف پر جو کہ بیچ دریا میں تھی

پہونچے تو اوسکی تیاریاں دیکھکر نہایت متعجب ہوئے چھت میں اسکے جھاڑ اور دیواروں میں دیوارگیر مرصع اور جا بجا کنول معقول چڑہی ہوئی فرش نہایت پر بہار پاکیزہ سجا ہوا۔ موقع موقع سے کوچ کرسیاں رکھی ہوئی عہدہ دار صاحبان گورنر جنرل صاحب کے روبرو حاضر پائے خود لاٹ صاحب پوشاک مغرق پہنے ہوئے تہے۔ گورنر صاحب نے تعظیم کیا۔ اور پہر گورنر جنرل صاحب سے گفتگو ہونے لگی اور بعد گفتگو کے واپس ہوئے۔ اور کشتی مذکور پر سوار ہوکر اپنی فرودگاہ پر آئے۔ اور اس طرف سونامکھی روانہ ہوکر راج گہاٹ پر آئی۔ مہاراج بہی ہمراہ تہے۔ گورنر صاحب کشتی پر سے اوترکر پاٹن صاحب کی کوٹھی میں جو تیار رہی فروکش ہوئے اور مہاراج ایبل کی کوٹھی کے اوترطرف آنب کے باغ میں خیمہ زن ہوکر ٹہرے۔

دوسرے روز مہاراج نے لارڈ صاحب کے سکریٹری و دیگر افسر صاحبان سے بابت ملاقات دریافت کرایا۔ تا آنیکہ گورنر جنرل کا دربار منعقد ہوا اور باہتمام سلڈٹن صاحب سکریٹری رئیسوں کی ملاقات شروع ہوئی اول ملاقات شاہزادہ مرزا خورم صاحب سے ہوئی اور اونکا معمول ادا ہوا۔ پہر شاہزادہ مرزا حاجی صاحب کی نوبت آئی۔ اونکے بعد شاہزادہ مرزا عالیقدر سے ہوئی ہر ایک کے واسطے توپوں کی سلامی ہوتی گئی۔ انکے بعد گورنر جنرل صاحب نے مہاراجہ بہادر کو بلوایا۔ سکریٹری صاحب زینہ پر اس وجہ سے کہڑے تہے کہ ہنگامہ نہ ہونے پائے وہ جلد مہاراجہ بہادر کو لے گئے۔ اوس وقت گورنر جنرل صاحب پورب کے برآمدہ میں تہے مہاراج نے جاکر نذر دی گورنر جنرل صاحب نے نذر لیکر کرسی پر بٹھایا بعد اسکے اور رئیس آتے گئے اور حسب رتبہ اونسے ملاقات ہوتی گئی۔ اسی اثنا میں بابو ابے نرائن سنگہ برادر مہاراج بہی گئے مگر لوگوں نے نجانے نہ دیا بابو صاحب موصوف آبدیدہ ہوئے جب یہ خبر مہاراج کو معلوم ہوئی تو عرض کیا وہ بہی میرا بہائی ہے اوس وقت سکریٹری صاحب اونکو لے گئے اور وہ نذر دیکر بیٹھے اسی طور سے بابو دیپنارائن سنگہ

اور بابو پرسدھ نرائن سنگھ (برادران مہاراج) نے بھی نذریں دیں اور مہاراج کے پاس بیٹھے رہے۔ اسی درمیان میں گورنر جنرل صاحب نے سکریٹری صاحب کو اشارہ بابت معمولی خلعت مہاراجہ کیا سکریٹری صاحب راجہ صاحب کو دوسرے کمرہ میں لے گئے اور خلعت پہنایا۔ اور گورنر جنرل صاحب کی خدمت میں لائے۔ مہاراجہ نے پھر نذر خلعت کی دیکر عرض کیا کہ غریب خانہ کو ہر گورنر جنرل صاحبان نے شرف بخشا ہے لہذا امیدوار ہوں کہ حضور بھی اپنے قدم رنجہ سے عزت بخشکر ہم چشموں میں ممتاز فرماویں۔ صاحب نے منظور فرمایا مہاراج بہادر رخصت ہو کر کچھا میں آئے اور وہاں سے رام نگر آئے اور تیاری کا حکم دیا۔ شہر رام نگر کے شروع پر حسب نقشہ ترپولیا مندرش ٹھاٹھ بغرض روشنی اور دونوں طرف باڑہ روشنی کی مرتب ہوئی اور تمام شہر اور چوک سے قلعہ تک روشنی کی گئی۔ نیز رام باغ کے تالاب پر بھی روشنی ہوئی۔ تیسرے روز ورود بنارس سے گورنر جنرل صاحب تالاب پر پہلے رونق افروز ہوئے اور خوب سیر فرمائی۔ وہاں پر ڈالیاں لگائی گئیں چونکہ اگنیس برڈک صاحب رزیڈنٹ تھے لہذا اس کا انتظام ذریعہ سلٹین صاحب سکریٹری ہتاجب دو گھڑی رات گذر گئی۔ گورنر جنرل صاحب روشنی قلعہ کی ملاحظہ کیواسطے قلعہ رام نگر میں تشریف لائے یہاں پر معمولی باانداز ادا کیا گیا تھا۔ نئی حویلی کے دروازہ سے ٹھاکر دوارہ کی دالان تک (جو اب شامل مکان نئی حویلی ہو گیا ہے) فرش کمخواب و مشجر و مشروع و گلبدن و تاش و بادلہ و ململ کا بچھایا گیا۔ گورنر جنرل صاحب اسپر سے ہوتے ہوئے دالان ٹھاکر دوارہ میں کوچ پر جلوہ افروز ہوئے۔ مہاراج نے عرض کیا کہ مہارانی صاحبہ نے عرض کیا ہے کہ گورنر جنرل صاحب نے تو تم کو سرفراز کیا ہے ہماری تمنا ہے کہ لیڈی صاحبہ ہم کو سرفراز فرماویں صاحب نے ہنسکر جواب دیا بہت خوب لیڈی صاحبہ ضرور جاوینگی۔ آخر لیڈی صاحبہ مع بابا دو تین مس کے کوٹھے میں تشریف لے گئیں وہاں پر کرسیاں قاعدہ سے لگی ہوئی تھیں ادھر میراثنیں ناچنے دگانے کو حاضر تھیں مہارانی

صاحبہ نے اونکا استقبال کیا۔ اور نہایت احترام سے اونکو کرسی پر بٹھایا میراثنوں نے خوب خوب تماشہ وناچ ورنگ دکھلایا وسنایا۔ اسکے بعد کشتیاں جواہر وپارچہ نفیس کے جو پہلے سے لگا رکہی گئیں تہیں پیش کش کیا اس میں سے لیڈی صاحبہ نے فقط ایک زنجیر طلائی لی اور باباؤں اور مسوں کے جو جی میں آیا لیا اور لیڈی صاحبہ انگوٹہیاں مہارانی صاحبہ ودو بہن صاحبہ یعنی مادر گرامی وزوجہ مہاراجہ کو پہنا کر نہایت خوش ہوکر باہر لارڈ صاحب کے پاس آئیں یہاں پر رباب وبین بجنے لگا اور تہوڑی دیر کے بعد ناچ بہی ہوا۔ اوسکے بعد کشتیاں نذر کی پیشکش کی گئیں اس میں سے گورنر جنرل صاحب نے ایک پارچہ لے لیا اور باقی معاف کردیا جب سے صاحب تشریف لائے تہے اور واپسی تک برابر انگریزی باجا نیچے کے چوک میں بجتا رہا۔ تا اینکہ صاحب موصوف رخصت ہوکر بلوہ گہاٹ پر آکر سوناکہی پر جو لنگر پر لگی تہی سوار ہوئی اور رمنہ کے سامنے کہ وہاں پر کئی بجرہ لگے تہے روانہ ہوئے۔ صبح ہونے پر مہاراج بہادر بندوقیں متعدد لیکر قریب رمنہ پہونچے۔ گورنر جنرل صاحب ودیگر ہمراہی وخود مہاراجہ ہاتہیوں پر سوار ہوکر شکار کو چلے مگر وہاں پر شکار بہم نہ پہنچا واپس ہوکر گورنر جنرل صاحب سوناکہی پر سوار ہوئے اور حاضری کہاتے ہوئے جانب منزل روانہ ہوئے۔ اور مہاراج بہادر رام نگر تشریف لائے۔۔ ملاحظہ ہو تاریخ ایشری مصنفہ خلیفہ امیر علی

زمانہ ارل آف مایرا میں نیپالیوں کا جنگ کرنا آخر مغلوب ہوکر ریزیڈنٹ کا دار السلطنت نیپال میں رہنا و تحریرات گورنر جنرل بنام مہاراجہ

ارل آف ماٹرا گورنر جنرل کے زمانہ کے قبل سے گورکھے اپنا راج بڑہانے چلے آتے تہے یہانتک کہ انگریزی عملداری پر بہی دست درازی کرنے لگے تہے جب اونکو فہمایش اثر پذیر نہ ہوئی تو سرکار نے مجبوراً سامان جنگ کی تیاری ۱۸۱۴ء میں کی۔ اوس زمانہ میں وہان کا راجہ نابالغ تہا اور راج کا کام بالکل کاجی بہیم سین انجام دیتے تہے اگرچہ فوج جنگی اونکے یہان صرف بارہ ۱۲ ہزار تہی مگر اونکی مضبوطی و بہادری پر اونکو کمال وثوق تہا۔

جانب سرکار انگریزی سے تین ہزار پانسو آدمی جنرل جلیسپی کے ہمراہ سہارنپور اور دیرہ دون کو روانہ ہوئے اور وہان سے اڑہائی کوس کے فاصلہ پر اونہون نے کلنگا نامی ایک قلعہ نیپالیوں پر حملہ کیا۔ اگرچہ اوس قلعہ میں کل چہ سو نیپالی تہے مگر جنرل جلیسپی کے مارے جانے سے سرکاری فوج پیچہے ہٹ آئی۔ پچیس روز کے بعد جب دلی سے بڑی بڑی توپین آئیں اور تین روز تک برابر گولے قلعہ پر مارتی رہیں تو اس کی وجہ سے قلعہ میں محض ستر آدمی زندہ بچے اور وہ سرکاری فوج کے سامنے قلعہ سے نکلکر اپنے قلعہ دار کے ہمراہ کسی طرف کوچ چلے گئے۔ ان کی اس جوانمردی سے نیپالیوں کا دل بہت بڑہ گیا اور سرکاری فوج کا بہت نقصان ہوا۔

فوج انگریزی کلنگا سے مغرب طرف بغرض لینے قلعہ جیتک کے جو سرمور کے دار الحکومت ناہن کے قریب واقع ہے روانہ ہوئی اور حملہ کیا مگر واپس آئی اور نیپالی بدستور قابض رہے بعد ازاں جنرل اوڈ کی جمعیت چار ہزار پانسو سپاہیوں کے گورکہپور کی سرحد سے پالپا کا قلعہ لینے کو روانہ ہوئی مگر جنگل اور جہاڑی و ترائی سے راستہ ایسا خراب تہا کہ بٹول سے بیمار ہوکر گورکہپور کی چہاؤنی میں وہ پہر چلے آئے۔

اسی طور سے جنرل مارلو کی جمعیت آٹہ ہزار سپاہیوں کے دانا پور سے بتیا ہوکر نیپال کے دار الحکومت کاٹہ مانڈو کے لینے کو روانہ ہوئے مگر جب سرحد پر پہونچے تو کچہہ سپاہیوں کے مارے جانے سے ایسا بیدل ہوئے کہ سرحد کی حفاظت کے واسطے کچہہ تہوڑی سی فوج چہوڑ کر بتیا کو لوٹ آئے

اگرچہ بعد پہونچنے مدد کے تیرہ ہزار کی جمعیت اسکے پاس ہوگئی تہی مگر نہیں معلوم کیا خیال اُنکے دل میں گذرا کہ بغیر کہے سنے یکایک ایکروز قبل از طلوع آفتاب فوج سے نکلکر کسی طرف کو چلے گئے۔

اِس عرصہ میں کرنل گارڈنر نے روہیلکھنڈ سے کماؤں میں جاکر الموڑہ کا قلعہ نیپالیوں سے خالی کرالیا لیکن کپتان ہیرسی جو اونکے فوج میں شامل ہونے کو جاتے تہے وہ شکست کہاکر نیپالیوں کے یہاں قید ہو گیا۔ اِس فتح کی خبر گورنر جنرل صاحب نے حسب ضابطہ مقررہ مہاراجہ کو لکہی اور مہاراجہ نے عرضی مبارکباد مع نذر بہیجی اوسپر جواب ذیل بنام مہاراجہ آیا۔ عرضی مرسلہ متضمن مبارکباد مفتوح ہونے قلعہ الموڑہ و سواں و علاقہ جات حوالی بدست غازیان نصرت توامان اِس سرکار دولت مدار اور وفور مسرت خاطر اُس معتقد دوستاں کی اِس خبر کے سننے سے مع دیگر مراتب وارادت مع نذر تہنیت وصول ہوکر باعث سرور و اطلاع ہوئی۔ کلمات تہنیت اِس امر فرخندہ اثر کے جو کچہہ کہ معرض عرض میں آئے تہے۔ فی الحقیقت مقتضیات رسوخ عقیدت و خیر اندیشی اُس عوالی پناہ سے متصور و باعث وفور مسرت ہوئے۔ خداوند عالم اِس سرور کو اُس رفعت پناہ پر بہی مبارک کرے۔ نذر مرسول دل سے قبول اور موافق معمول معاف ہوئی۔ لازمہ محبت یہ ہے کہ اِس جانب کو ہمیشہ خواہان خیر و خوبی جانکر تحریر عطوفت حالات خیریت سمات سے مسرور و خوش کرتے رہیں۔ ۱۱ جون ۱۸۱۵ء

دستخط لارڈ مایرا گورنر جنرل

ناظرین نے شکست ڈیبیل جلیسپی اور مارلو کی ملاحظہ فرمائی مگر بہادری اکٹرلونی کا حال بہی قابل تعریف ہے کہ اونہوں نے چہہ ہزار آدمی لیکر ہنڈور کی دار الحکومت مالاگڈہ کو (جو ایک تاریخ شہرہ آفاق ہے) نیپالیوں سے جاکر چہین لیا۔ نیپالیوں کی عملداری اِس وقت کوہ ستلج کانڑے تک پہونچ گئی تہی اور پہاڑی راجاؤں کو اونہوں نے بیدخل کردیا تہا یعنی اوبر

بھاری خراج لگاکر اپنا ضلع دار بنالیا تہا اس لئے اکثر ان راجاؤں میں سے ستم رسیدہ ہوکر ہمراہ فوج سرکار تہے۔ راجہ شیو پرشاد مصنف آئینہ تاریخ نما نے حال اس جنگ کا زبانی راجہ رام سنگہ تالاگڈہ والے سے سنا ہے کہ راجہ مذکور ہمراہ جنرل اکٹر لونی کے تہے۔ جب تالاگڈہ سے انگریزی فوج رام گڈہ کو گئی تو نیپالیوں کی طرف سے امر سنگہ تھاپا نامی جنرل اوسکے حفاظت کو آئے۔ جنرل اکٹر لونی نے اپنی مدد کیواسطے اور سرکاری فوج کا انتظار کیا اور پھر بڑی عقلمندی سے ملوں کے مضبوط قلعہ کی طرف کوچ کیا جب نیپالی رام گڈہ سے ملون کے بچانے کو چلے تو رام گڈہ پر انگریزی فوج نے آسانی سے قبضہ کرلیا۔

خلاصہ انگریزی فوج پہاڑ کے نیچے جہبر ملون کا قلعہ ہے ایک ندی کے کنارے پر پڑی تہی اور نیپالی ملوں سے سورج گڈہ تک پہاڑ پر مورچہ جمائے ہوے تہے اوسکے درمیان میں ریلا اور دیوتہل تہے۔ مگر یہ دونوں مضبوط نہ تہے۔

اکٹر لونی نے ۱۴۔ اپریل ۱۸۱۵ء کو میجر ارلس کو کچھ فوج دیکر ریلا پر بہیجا اور کرنل ٹامسن کو دیوتہل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح کپتان شاورس کو قلعہ کے نیچے نیپالیوں کی چہاؤنی لینے کو روانہ کیا۔ کپتان شاورس مارے گئے لیکن ریلا اور دیوتہل پر قبضہ انگریزی ہوگیا۔

دوسرے روز امر سنگہ نے انگریزوں کے نکال دینے کے لئے بہگتی سنگہ کو روانہ کیا اور خود ہمراہ نشان کے باقی ماندہ فوج کے ساتھ مدد کے واسطے مستعد ہوے۔ بہگتی سنگہ کے پیچھے فوج نیپالی بشکل ہلال انگریزی فوج کے دونوں بازوں کو دبائے شیروں کی طرح سیدھی ایسی آگے بڑھی کہ گولہ توپخانہ سرکاری سے زنجیری گولے مثل جاروب کے خس وخاشاک دشمنوں کو میدان سے صاف کرتے جاتے تہے مگر سوائے تین افسر و تین گولہ اندازوں کے سرکاری توپخانہ

پر کوئی باقی نہ رہ گیا۔ اور دو گھنٹہ تک خوب میدان کارزار گرم رہا۔ آخر جب انگریزی جوانوں نے سنگین چڑھا کر نیپالیوں پر حملہ کیا تو اونکے پیر اوکھڑ گئے اور لشکر بھاگ نکلا اور بھگتی سنگھ مارے گئے اور امر سنگھ قلعہ میں جا چھپے۔ چونکہ بہادر خواہ وہ دشمن کیوں نہ ہو قابل قدر ہوتا ہے۔ لہذا اکٹر لونی نے بھگتی سنگھ کی نعش کو دو شالہ میں لپیٹ کر امر سنگھ کے پاس بھیجدیا۔ وہاں اوسکی دونوں بیبیاں اُسکے ساتھ جل کر ستی ہو گئیں۔ فوج سرکاری ہر روز قلعہ لینے کی تدبیر میں مصروف رہتی تھی حتی کہ ۸ مئی کو حملہ کی تیاری ہوئی۔ امر سنگھ نے طاقت مقابلہ اپنے میں نہ دیکھکر کہلا بھیجا کہ اگر سرکار میرے ہمراہیوں کو اور جیتک کے قلعہ والوں کو مع اپنے اسلحہ و مال و اسباب کے نیپال جانے سے مزاحمت نہ کرے تو میں قلعوں کو خالی کر دوں گا۔

غرض اس طور سے جمنا کے مغربی علاقہ جات نیپالیوں کے قبضہ سے نکل گئے اور امر سنگھ کی شکست ہونے سے نیپالی سست ہو گئے اور پیام صلح کا دیا۔ مگر جب سرکار نے دیکھا کہ وہ صرف اپنا قابو ڈھونڈ رہے ہیں اور سال آئندہ کے واسطے پھر لڑنے کا سامان کر رہے ہیں تو سترہ ہزار فوج جنرل اکٹرلونی کو جسکو خطاب سر ڈیوڈ اکٹرلونی کا مل گیا تھا ہمراہ کر کے نیپال پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ جنرل مع اپنی لشکر کے ایسی گھاٹیوں اور نالوں سے جہاں کثرت گنجان درختوں سے شعاع آفتاب بھی نظر نہ آتی تھی ایک مقام پر جو مکا و ن پور سے کوس بھر کے فاصلہ پر تھا جا پہونچا اور ایک ایسا میدان مارا جس میں پانسو آدمی دشمنوں کے مارے گئے۔ اوس وقت کاجی بھیم سین کے بھائی سے جو وہاں کے قلعہ دار تھے کہلا بھیجا کہ آپ کس لئے لڑتے ہیں۔ مہاراج نے مطابق آپ کے کہنے کے صلحنامہ پر دستخط کر دئے۔ الغرض اس صلحنامہ ہو جانے سے کالی ندی نیپال کی حد مغربی قرار پائی۔ اور راجہ سکم کا علاقہ جو نیپالیوں نے مشرق میں سے لیا تھا واپس کر دیا گیا اور کٹھمانڈو میں ایک ریذیڈنٹ سرکاری

رہنے لگا۔ آئینہ تاریخ نما

واقعات

پندرہ اکتوبر ۱۸۱۵ء کو جبکہ گورجنرل لارڈ مایرا کلکتہ میں فتح گڈھ سے واپس آئے تو پھر خط ذیل لکھا۔ رفعت وعوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت - ذریعہ اخبار یہہ بات آپکو معلوم ہو چکی ہوگی کہ اینجانب مقام فتح گڈہ سے ۲۱ ماہ اگست ۱۸۱۵ء مطابق ۱۴ - ماہ رمضان ۱۲۳۰ھ کشتی پر سوار ہوکر اس طرف کو روانہ ہوئے بالفعل حوالہ قلم محبت رقم ہوتا ہے کہ بفضل خدا تاریخ ۹ - اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۵ شہر ذیقعدہ کو وارد دارالامارۃ کلکتہ ہوا اور مقرون صحت و عافیت و مصروف شکر و سپاس الٰہی ہی چونکہ اطلاع دہی ورود مع الخیر خود اس مقام کی یقیناً موجب سرور و مسرت خاطر اُس مہربان کی ہوگی لہذا یہہ چند کلمات اطلاعاً لکھے گئے - امید کہ اینجانب کو ہمیشہ خواہان خیریت خود معلوم کرکے تحریرات سے مسرور کرتے رہیں - ۱۵ - اکتوبر ۱۸۱۵ء

دستخط لارڈ مایرا گورنر جنرل

چونکہ اس سال کے ختم پر عدالت شہر بنارس سے ایسے قوانین جاری ہوے جس میں مہاراجہ کا سخت نقصان تھا نیز خلاف شان مہاراجہ بھی تھے - اور مہاراجہ نے پہلے یہاں کے حکام سے اُسکا تغیر چاہا مگر جب ممکن نہوا تو مجبوراً گورنر جنرل بہادر کو ذریعہ عرضی اطلاع دی اُسکے جواب میں گورنر جنرل نے خط ذیل لکھا -

رفعت وعوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت عرضی اُس رفعت پناہ کی متضمن اظہار مراتب وانقیاد و خیرخواہی و نیک اندیشی خود و والد ماجد خود نسبت اس سرکار دولتمدار کے و مراسم شکر و سپاس تفضل و عنایات اس سرکار ابد پائدار کا اور اس امر پر کہ اس زمانہ میں محکمہ عدالت شہر بنارس سے حکم خلاف شان و رتبہ اوس عوالی پناہ کے جاری ہوکر سبب کمال رنج و ملال خاطر اُس معتضد دوستاں ہوا مع دیگر کلمات محبت و مودت و نقل روبکار عدالت مذکور کی وارد ہوئی - اور مندرجہ پر مشعر و مطلع گیا

رفعت پناہا وقوع کسی امر کا کہ باعث رنج و کدورت خاطر ارجمند اوس معتقد کا ہو البتہ مقام حسرت و افسوس ہے علی الخصوص مراتب شکایت جو کچھ عرضی اس عوالی پناہ میں مندرج تھے بعض کلمات نامناسب حال اُس دفتر کو کہ تحریر امور عدالت اس سے تعلق رکھتی ہے صاحب قایم مقام صاحب عدالت دیوانی شہر بنارس کو لکھے گئے اور بھیجے گئے۔

اوس عوالی پناہ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ حفظ قدر منزلت و پاس عزت و رتبہ آپ کا بہر طور منظور و مرکوز خاطر حق گزین اینجانب ہے۔ مگر رائے صواب اندیش اُس عوالی پناہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہ بات صرف اُس درجہ پر کہ آئین و قوانین مستمرہ اس سرکار کے مرعی و ملحوظ رہیں عمل میں آسکتی ہے کیونکہ اوسکا جاری کرنا اس نظر پر کہ مستلزمات حق پروری و داد گستری سے ہے بالضرور سب پر مقدم ہے امید کہ اینجانب کو ہمیشہ خواہان مژدہ خیریت سمجھکر تحریرات سے خوش کرتے رہیں۔ ۲۳ - مارچ ۱۸۱۶ء

دستخط لارڈ ماہرا گورنر جنرل

انتقال کرنا پہلی رانی صاحبہ مہاراجہ اودیت ناراین سنگہ کا و خفگی مہاراجہ سے منشی سیتل پرشاد کی ملازمت و خلعت ماتم پرسی کا گورنر جنرل کے یہاں سے آنا و حالات بعض ملازمین و تہیہ سفر دہلی پر مہاراجہ کی ماں کا منع کرنا اور بستا میں شادی کرکے رانی دوسری کو گھر میں لانا۔

سنہ ۱۲۲۶ھ مطابق سنہ ۱۸۱۲ء میں دولہن صاحبہ یعنی رانی اولی مہاراجہ اودیت نراین سنگہ کی بعارضہ ... مبتلا ہوگئیں اور پانچ چار برس تک برابر علالت نے طول پکڑا۔

ویدوں اور حکیموں کا علاج ہوتا رہا مگر صحت نہ ہوئی - آخر میں حکیم سلامت علی صاحب رئیس بنارس کا علاج ہوا مگر نفع نہ ہوا - مہاراج نے بنظر تبدیل مکان (کہ مریض کیواسطے نافع ہوتا ہے) نئی حویلی میں بندوبست زنانہ کر دیا - اور خود دیوان خانہ میں رونق افروز رہے تا اینکہ مرض غالب ہوتا گیا - ایک روز مہاراج دولہن صاحبہ کے پاس بغرض دیکھنے کے گئے تو اونہوں نے کہا اب ہمارا وقت آخر ہے لہذا ہماری خطاؤں کو معاف کیجیئے گا - اور میرے موتی کی رسم یا تو آپ اپنے ہاتھ سے کریں اور اگر آپ سے نہ ہو سکے تو بابو دیپ نرائن سنگہ کہ وہ بھی بجاے ہمارے لڑکے کے ہیں کریں اور ان دو شخصوں کے علاوہ تیسرا شخص نہ کرے یہہ سنکہ مہاراج آبدیدہ ہوئے اور خاموش رہے اور بوجہ رنج کے تالاب رام نگر پر چلے گئے - تا اینکہ بعد چندے جب حالت غیر ہوئی تو دولہن صاحبہ کو کچھا کے مکان میں بابو دیپ نرائن سنگہ صاحب لے گئے اور خود بھی ہمراہ رہنے لگے - زمانہ قیام کچھا میں بی جلگگ صاحبہ جو مہاراج کی جورو محل تہیں - دولہن صاحبہ کے دیکھنے کو آئیں اور زمین میں بیٹھ گئیں دولہن صاحبہ نے جب آنکھ کھولکر دیکھا تو کہا صاحبو کچھ فرش بچھا دو - یہ تو میرے برابر کی بیٹھنے والی ہیں جلگگ سنکر رونے لگیں اور کہنے لگیں ایسی خداوند نعمت اب مجھے کہاں ملیں گی ہائے مجھے بھی موت آجاتی - اونکی بیقراری و پچھاڑیں کھانے پر دولہن صاحبہ نے اونکو بہت سمجھایا مگر اونکو اوسوقت سے سودا سا ہو گیا - اور برابر رہا دس روز قیام کچھا کو ہوگئے کہ حالت اور غیر ہوئی - ویدوں نے جواب دیا اور کہا ان کو مرن گنگا پر لے چلو تا اینکہ وہاں پر لے گئے -

اس طرف سے مہاراج بہادر رام باغ کے تالاب سے سوار ہو کر قریب شیوالے گھاٹ کے پہونچے تھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ دولہن صاحبہ کو مرن گنگا گھاٹ پر لائے ہیں اور بابو دیپ نرائن سنگہ مع خورد و بزرگ حاضر ہیں مہاراج سنکر

پہر تالاب رام باغ پر واپس آئے۔

اوس طرف دولہن صاحبہ گھاٹ مذکور پر پہونچکر اگست ۱۸۱۶ء مطابق رمضان ۱۲۳۱ھ میں بیکنٹھ باش ہوئیں۔ بابو دیپ نرائن سنگھ ملقب بڑے بابو صاحب نے آگ دی مہاراج نے جب سنا تو وہیں تالاب پر نہائے اور تمام کام بڑے بابو صاحب نے کیا کیونکہ پہلے راجاوں میں دستور کریاکرم کرنے کا نہ تہا

مہاراج اودت نارائن سنگھ کو انتقال دولہن صاحبہ کا کمال درجہ رنج ہوا۔ رات و دن افسردہ اور مغموم رہتے اور کوئی وقت ایسا نہ ہوتا کہ اونکا خیال دل سے دور ہو۔ رفیقان مہاراج کے اگنی ہوتری و لالہ بندہو لال نے منشی سیتل سنگھ کی قابلیت کی بہت تعریف کی جو کہ سابق میں دفتر خاص گورنمنٹ میں اعلی عہدہ پر تہے اور ہفت قلم تہے اور شاعری میں بیخود تخلص کرتے تاکہ اونکی قابلیت و گفتگو سے دل بہلے۔ مہاراج نے اونکی اوصاف سنکر مشتاق ہوکر بلوایا اور اونکو ملازم کرکے مصاحبت میں رکہا۔ منشی صاحب کلام شستہ و حاضر جوابی سے طبیعت مہاراجہ کو محظوظ کرتے تا اینکہ چند روز میں اونکو مہاراجہ نے اپنا نائب بنا لیا۔ مگر آثار غم کے برابر رہے۔

لارڈ مایرا صاحب گورنر جنرل نے جب اطلاع اس حادثہ کی پائی تو ذریعہ رزیڈنٹ صاحب خلعت ماتم پرسی بہیجا چونکہ مہاراج غم کی وجہ سے کسی کام کو نہ کرتے لہذا نہ تو رزیڈنٹ صاحب سے ملے نہ خلعت ماتم پرسی لیا تا اینکہ دو ماہ گذر گئے چونکہ جواب خط گورنر جنرل جانا ضروری تہا لہذا مصاحبوں نے حیلہ بیماری قرار دیکر اطلاع پوشش خلعت بعد دو ماہ کے لکہکر دستخط کرکے روانہ کیا اوسپر یہ جواب گورنر جنرل کے یہاں سے آیا۔

رفعت و عوالی مرتبت معتضد دوستاں سلامت۔

عرضی اوس رفعت پناہ کی محتوی اس امر پر کہ آپ نے بسبب ناسازی طبیعت کے استعمال اوس خلعت کو کہ سرکار نے بتقریب عزا پرسی بذریعہ شہامت و عوالی مرتبت و معالی منزلت

حشمت الدولہ احتشام الملک الکنس بروک صاحب بہادر فیروز جنگ آپ کو عنایت و رحمت ہوئی تہی دو ماہ تک قاصر رہکر بالفعل حصول صحت و شفا سے تاریخ ۴ ماہ اکتوبر سنہ حال کو اوس عطیہ بہیہ سے زینت افزائے قامت سراپا عقیدت خود ہوئے ہیں مع دیگر مراتب عقیدت و ارادت و نذر و شکر و سپاس اوسکے نظر سے گذری اور باعث دریافت احوال صحت و تندرستی مزاج و مراتب مخلع ہونا آپ کا دست صاحب موصوف سے موجب مزید خورسندی و انبساط خاطر کا ہوا اور ادائے نام اسم معتمدت و شکر گذاری کا اور نذر کا بہیجنا مقتضیات عقیدت باطنی و ارادت دلی آپکی نسبت اس سرکار عظمت مدار کے متصور ہوئی۔ نذر مرسول دل سے قبول اور بظاہر موافق معمول اس سرکار کے معاف ہوئی۔ لازم کہ اس جانب کو ہمیشہ خواہان خیریت خود معلوم کرکے تحریر عرائض خیریت انتما سے خوش و مسرور کرتے رہیں۔ ۲۰۔ نومبر سنہ ۱۸۱۶ء

دستخط لارڈ ماہرا گورنر جنرل بہادر

آٹھ دس ماہ کا زمانہ گذرا اور منشی صاحب وغیرہ دل بہلانے کی فکر میں رہتے مگر صدمہ مفارقت دولہن صاحبہ اکثر مہاراج کو رہتا تا آنکہ منشی صاحب نے کہا حضور اپنی طبیعت بہلائیں بنصیب دشمناں آپ کسی عارضہ میں مبتلا نہ ہوجائیں اور اس کام کے واسطے ارباب نشاط کا مجمع درست کیا گیا میاں کاموں اور ہنو اور کلو اور جعفر خاں اور نثار خاں اور میاں فیض اللہ اور مرزا امان علی بیگ کی صحبت رہتی اور رات دن گانے بجانے کے سوا دوسرا ذکر نہ تہا دن میں یہ صحبت بڑے دالان رام باغ میں ہوتی اور رات کو باغ کے بیچ والے چبوترہ پر (جسپر زمانہ مہاراجہ الیشری پرشاد سنگہ میں بارہ دری بن گئی ہے) ہوا کرتی پہر بہی جسوقت خیال آجاتا گھنٹوں باقی رہتا تا آنکہ یہ صلاح ہوئی کہ بغیر سفر و ملاحظہ کرنے شہروں کے یہ رنج دور نہوگا۔ لہذا تہیہ سفر کے واسطے دو تین ہاتہی خرید کی گئی۔ جب یہ خبر مہارانی صاحبہ (مادر گرامی مہاراج کو

معلوم ہوئی تو بلاکر بہت سی نصیحت کی کہ دنیا میں بہت سے واقعات ایسے ہوجایا کرتے ہیں مگر کوئی اپنا گھر نہیں چھوڑتا اور اس راج کو جو کس وقت سے ملا ہے اوسکو بلا انتظام نہیں کرتا - اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ جو بات تمہارے دل میں سماگئی ہے تم اوسکو کرکے چھوڑوگے مگر پہلے ہمارا گھر آباد کراؤ اور اپنی شادی کرلو اوس وقت قدم باہر نکالو مہاراج وہاں تو خاموش رہے مگر باہر آنکر تہیہ سفر کو منع کردیا - اس عرصہ میں مہاراج کبھی جلپیا کبھی کمہا کبھی کوٹھی مونیا میں طبیعت بہلایا کرتے -

ایک مرتبہ زمانہ قیام کوٹھی مونیا میں شیخ پناہ علی رفیق مہاراج اور منشی جی مذکور سے کچھہ نقیض ہوگئی اور شیخ صاحب ناراض ہوکر بنارس چلے گئے اور شیخ حسن صاحب جو اونکے آوردہ تھے وہ بھی بعد ترک ملازمت بنارس گئے - اور لالہ بندہو لال معطل ہوئے - اوس زمانہ میں دیوان منا لعل دیوان سرکار تھے - مہاراج نے اونسے مصلحتاً کہا کہ تم منشی سیتل سنگہ کے پاس ہوآیا کرو - اونہوں نے کہا حضور اگر دوست ہیں تو آپ اور دشمن ہیں تو آپ - میں کس سے کس سے دوستی کرنے کو جاؤں - دوسرا خاوند کرنا کام فاحشہ کا ہے - مہاراج نے کہا تم میں سب خوبیاں ہیں مگر تمہاری حجت تم کو ذلیل کریگی - انہوں نے کہا ہاں خداوند سچ ہے کچھے تو مارا جاوے -

چونکہ اقتدار سیتل سنگہ روز افزوں ترقی پر تھا - لہذا دیوان منا لعل کاغذات کے بستے سال بہ سال کے لگاکے رکھہ گئے کہ جسکو دعوی محاسبہ ہو وہ لے -

یہہ دیوان بڑے خیرخواہ ریاست تھے مہاراج نے ۱۶ لاکھ روپیہ قرض لیکر خرچ کرڈالا تہا اس میں سے بارہ لاکھہ انہوں نے ادا کیا اور چار لاکھ جو باقی رہ گیا اوسکو کسی اہل کار نے تا ختم زمانہ مہاراجہ اودیت نارائن ادا نہ کیا اور محاسب بہی بہت تھے دس ہزار روپیہ بطور امتحان خود ہمراہ لے گئے جب دیوان بھگوان پرشاد اونکی جگہہ پر ہوئے اور اونہوں نے خوب جانچ پرتال کاغذات کی کرلی اور چھہ ماہ کے بعد تمام کاغذات رکھوا دئے تو دیوان منا لعل نے وہ دس ہزار روپیہ بھجوا دیا اور کہا یہہ روپیہ سرکاری ہے میں اسکا لینا

بعد چندے مہاراج نے مہارانی صاحبہ سے پھر اجازت سفر چاہی۔ اُوسوقت بجنیال آبادی خانہ اونہوں نے جلکا مصر اور دیگر برہمنوں کو بلاکر کہا کہ مہاراج کی شادی ٹہراؤ۔ تا اینکہ جلکا مصر نے مقام بسنتا میں شادی ٹہرائی اور تیاری ہوکر ساعت نیک ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء میں بعد ایک سال انتقال دولہن صاحبہ کے روانہ ہوکر عظیم آباد میں راجہ مترجیت سنگہ راجہ ٹکاری کے مکان میں قیام ہوا اور دوسرے روز پہر دن رہے شاہ ارزاں کے تکیہ سے بارات سجی گئی اور بڑی تیاری وجلوس سے روانہ ہوکر باغ جعفر خاں میں قیام ہوکر صبح کو حاجی پور ہوکر ایک روز قیام کرکے رام باغ میں جو متصل بسنتا چار کوس کے فاصلہ پر ہے قیام ہوکر ساعت نیک میں بارات دروازہ پر لگی اور بعد ادائے رواسم شادی ہوئی۔

صبح کو بہات کی تیاری ہوئی چونکہ بابو دیپ نرائن سنگہ بوجہ کرنے برسی دولہن صاحبہ کے رام نگر میں رہ گئے تھے لہذا اہل برادری کو جو مقامات مختلف سے ہر مقام پر شریک ہونے گئے تھے ذریعہ بابو پرسدہ نراین سنگہ چھوٹے بابو صاحب کے نیوتہ ہر شخص کے فرودگاہ پر تقسیم ہوا اور سب نے بھات کہاکر رخصت ہوکر اپنی اپنی طرف سے رسم نیوتہ ادا کیا اور مہاراج کی طرف سے رخصتانہ پایا۔

مہاراج معہ دولہن صاحبہ کے روانہ ہوکر رام نگر کے تالاب پر آئے۔ مہاراج بہادر بڑے دالان میں رونق افروز ہوئے اور دولہن صاحبہ کیواسطے پھوس والے بنگلہ میں (جواب مکان پختہ کنارے تالاب جانب شمال باغ ہے) قناتوں کے ذریعہ سے انتظام ہوا۔ صبح کو بڑے بابو صاحب اور پنڈت دجو تشی نے حضور میں حاضر ہوکر

حرام سمجھتا ہوں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ کوئی حسابی اس روپیہ کو نکالے۔ اب جب کہ کاغذات داخل دفتر ہوگئے اور کسی نے گرفت نہ کی تو واپس کرتا ہوں۔ تمام اراکین ریاست شکر اُنکے حساب اور دیانت کی تعریف کرنے لگے۔

نیک ساعت داخلہ قلعہ کی مقرر کی۔ اوس وقت پر مہاراج بہادر مع دولہن صاحبہ کے
کھڑکی گھاٹ جاکر بارہ دری کے نیچے والی کھڑکی سے داخل کوٹ ہوئیں۔ اور بعد
اداے رسم و رسوم مہارانی صاحبہ نے دولہن صاحبہ کو اپنے پہلو میں بٹھلایا اور مہاراج
انتظام راج میں مشغول ہوئے مگر خیال سفر بدستور باقی رہا۔

ملاحظہ ہو تاریخ البشری خلیفہ سید امیر علی

آمد ویسرائے لارڈ ارل آف مایرا وخطاب اشرف الاشراف مارکوئس آف ہسٹنگز ملنے کی خبر ملنا۔

سنہ ۱۸۱۷ء میں لارڈ ارل آف مایرا کو بہ جلدوے جنگ نیپال وغیرہ خطاب مارکوئس آف
ہسٹنگز کا ملا اور اوسی کے ساتھ اونکا ارادہ مصالح ملکی سے اور وہ غالباً جنگ
مرہٹہ وغیرہ تھی جانب مغرب یعنی بنارس وادوہ وغیرہ ہوا تو مہاراجہ کو حسب ضابطہ
اطلاع دی۔

رفعت وعوالی پناہ معتمد دوستاں سلامت ان ایام میں دوستدار کو ارادہ سیر د
سفر حضرت مغرب درپیش ہے امید کہ ذریعہ وقائع واخبار سمع اوس رفعت پناہ
میں پہونچی ہو۔ اب مرقوم خامہ محبت نگار ہوتا ہے کہ انشاء اللہ تعالی دوستدار شروع
ایام آیندہ سنہ حال میں بسواری کشتی اوس طرف روانہ ہوگا۔ این جانب ضمن اطلاع ابھی

عزیمت میں اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ ان ایام مبارک اوقات وبہترین ساعت میں
حضور بندگان درگاہ سپہر جایگاہ شاہ جم جاہ کیوان بارگاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ و
سلطنتہ سے سرمایہ عز و افتخار و فخر و مباہات براہ ارتفاع و بلندی مدارج اینجانب
سلسلہ امرائے عظیم الشان انگلستان یعنی خطاب اشرف الاشراف مارکوئس آف ہسٹنگز
عنایت و مرحمت ہوا یقین خاطر ہے کہ بہ لحاظ مراتب رسوخ عقیدت و خیر خواہی کہ اُس
عوالی پناہ کو اس سرکار سے متحقق ہے اور مدارج محبت و الفت کے دو ستدار سے
حاصل ہے دریافت نوید عنایت اس عطیہ عظمیٰ و موہبت کبریٰ سے موجب کمال مسرت
و خورسندی اس معتضد دوستاں کا ہوگا۔ امید کہ خاطر دوستی ماثر کو ہمیشہ خواہان خیریت
خود معلوم کر کے تحریرات مسرت سے خوش کرتے رہیں۔ مارکوئس آف ہسٹنگز بہادر گورنر
جنرل ۱۰ جون ۱۸۱۷ء

عرض راقم

اسی زمانہ میں جنگ پنڈاروں کی بدولت استیصال قوم مرہٹہ بھی ہو گیا اور اوسکے ساتھ
دوسرے لٹیروں و غارت گر سرداروں کو جاگیر ملجانے سے امن و عافیت منتظمین
سلطنت و نیز رعایا کو ہو گیا۔ اور تمام ہندوستان سے خوف مرہٹہ جاتا رہا۔ لہذا اوسکے
حالات بنظر ربط مذکور ہوتے ہیں۔

تیاری جنگ پنڈاروں کی گورنر جنرل کو کرنا اور پیشوا کا اتفاق سے مقابلہ کرنا آخر شکست کھانا۔ ہلکر کا عہد نامہ۔ اندور کا مطیع سرکار ہونا امیر خاں سردار پنڈاروں کو جاگیر میں ٹونک وغیرہ ملنا

۱۸۱۷ء میں حملہ فوج انگریزی کا بہر مرہٹہ پر ہوا۔ اوسکی صورت یہہ ہوئی کہ
از لطیفہ تاریخ نما

اگرچہ طاقت مرہٹوں کی پست ہوگئی تھی مگر پھر بھی چنگاری کی طرح راکھ میں سلگ رہی تھی۔ اسی طرح پیشوا اپنے پیشوا ہونے کی آرزو کرتا تھا اور درپردہ مہاراجہ ناگپور۔ اور گوالیار۔ اور بھونسلا یعنی اندور اور سیندھیا اور ہلکر کے پاس پیغام بھیجا کرتا تھا اور راجہ بڑودہ گائکواڑ سے جو مطیع سرکار تھا اپنے دل میں بل کھایا کرتا۔ چنانچہ جب سرکار نے گنگا دھر شاستری کو بہ وعدہ حفاظت جان گائکواڑ کی طرف سے پیشوا کے پاس بھیجا تھا اور وہ پنڈر پور میں پہونچا تو دیوان پیشوا ترمبک نے اونکو پنڈرناتھ کے درشن کے واسطے مندر میں بلوایا۔ اور جب وہ بعد درشن اپنے خیمہ کو واپس جارہے تھے تو پانچ آدمیوں نے آکر اوسکو پیچھے سے مارڈالا۔ اس حرکت سے سرکار کو یقین ہوا کہ وہ اشارہ پیشوا سے مارا گیا۔ گو پیشوا سے کوئی تعرض نہوا مگر اونکا دیوان ٹہانا کے قلعہ میں جو بمبئی کے پاس ہے قید کردیا گیا پیشوا کو یہ نہایت ناگوار گذرا مگر مجبور تھا اور کچھ نہ کرسکتا تھا۔

اس عرصہ میں پنڈارے دست غارت گری دراز کرنے لگے۔ یہ قوم غارتگر تھی ان میں ہندو مسلمان سب قوم کے لوگ شامل تھے۔ یہ لوگ گھوڑے ٹٹو سب رکھتے تھے اسی طرح بندوق تلوار سونٹا سب ہتھیار باندھتے تھے تعداد میں ہزاروں سے متجاوز تھے منزلوں کا دھاوا مارنا انکے سامنے کچھ بات نہ تھی جس مقام پر لوٹ کے واسطے گرتے ٹھیکری تک نہ چھوڑتے ہلکر اور سیندھیا نے انکو دریائے نربدا کے کنارے علاقے دے رکھے تھے اور اونکو اپنے غنیم کی بربادی و بیچراغی ملک کا عمدہ وسیلہ جانتے تھے یہ پیشوا اور حیدرآباد اور ناگپور کے علاقوں کو لوٹتے رہے لیکن رفتہ رفتہ اونہوں نے سرکاری عملداری میں بھی قدم رکھنا شروع کیا۔ کسی سال صوبہ

بہار کی بہار لوٹی۔ کبھی سورت میں جا صورت دکہائی۔ کبھی گنتور اور کڑپہ میں نمایاں ہوئے۔ تا اینکہ گورنر جنرل مارکوئس آف ہسٹنگز کو پورے طور سے یقین ہو گیا کہ جب تک یہہ پنڈارے نیست و نابود نہ کئے جاویں گے صورت امن ملک میں پیدا ہونا مشکل ہے لہذا گورنر جنرل نے ہر طرف سے فوجوں کی روانگی کا حکم دیا بنگالہ اور دکہن کی طرف سے کل ایک لاکہہ تیرہ ہزار فوج مع تین سو قریب توپوں کے اونکے مقابلہ کو ۱۸۱۷ء میں روانہ ہوئی۔ منجملہ اوسکے اکتیس ہزار سے زیادہ فوج بنگالہ کی جو ہمراہ گورنر جنرل بمقام کانپور تہی اس میں سے اسکا بازوئے راست آگرہ میں رہا اور چپ جانب بندیلکہنڈ روانہ ہوا اونکے علاوہ اور دو حصہ فوج کے جانب چپ متصل مرزا پور و سرحد بہار کے جا پہونچے باقی فوج زیر حکم سر ڈیوڈ اکٹرلونی کے دلی کی حفاظت کیواسطے چہوڑی گئی اور باون ہزار فوج دکہن کو بہی سر ٹی ہسلپ صاحب کمانڈر انچیف مندراج نے پانچ حصہ کئے۔

شان خداوند دو عالم عجیب و غریب ہے کہ جب کسی کی بربادی کے دن آجاتے ہیں تو اوسکی عقل پہلے سلب ہوجاتی ہے۔ یہ تیاری سرکاری بغرض تادیب پنڈاروں کے تہی مگر پیشوا باجی راؤ نے اپنی حماقت سے مقابلہ کے واسطے کمر باندہی اور دیوان ترمبک بہی ٹہانا کے قلعہ سے مفرور ہو گیا۔ اگرچہ پیشوا نے سرکار کے دکہلانے کو بظاہر اوسکی گرفتاری کے لئے کوشش کرنا شروع کیا لیکن درپردہ اوسکی ہر طرح سے امداد کرتا رہا اور نئی فوج بہی بہرتی کرنے لگا اور فوج سرکاری کو بہکا کر اپنی طرف ملانا چاہا۔

جب اوسکی یہ چالاکی الفنسٹن صاحب رزیڈنٹ کو معلوم ہوئی تو اس نے

اپنے فوج کو حکم دیا کہ پونا کے مشرقی چھاؤنی کو چھوڑ کر شمال میں بمقام کرکی متصل رزیڈنٹی آجاؤ۔ اسپر پیشوا اسے ناخوش ہوکر رزیڈنٹ سے کہلا بھیجا کہ آپ اس حرکت سے باز رہیں مگر رزیڈنٹ نے نمانا۔ تاآنکہ رزیڈنٹ نے دیکھا کہ پیشوا کے سپاہی رزیڈنٹی اور چھاؤنی کے درمیان جمع ہونے لگے تو کوٹھی رزیڈنٹی کو چھوڑ کر کرکی کی چھاؤنی میں چلے آئے اُنکے آتے ہی پیشوا کے سپاہیوں نے رزیڈنٹی کو لوٹا اور آگ لگادی۔ اوس وقت پیشوا کے پاس تخمیناً دس ہزار سوار و پیدل سے کم نہ تھے اور فوج سرکاری میں محض تین ہزار پیادہ کی بھی جمعیت نہ تھی مگر باوجود اوسکے سرکاری فوج نے وہ حملہ مردانہ کیا کہ پیشوا کی تمام فوج کو بھگا دیا اور خود پیشوا بھی پورندر کی طرف بھاگا جب وہاں بھی اس نے صورت قیام نہ دیکھی تو ستارہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے راجہ کو جو سیواجی کا جانشین تھا مع اُسکے خاندان کے اپنے ہمراہ لیکر پہلے تو دکھن کی طرف گیا اور وہاں سے مالوہ ہوکر پھر پونا کی طرف لوٹا۔

خلاصہ آگے آگے باجی راؤ پیشوا (اسم باسمی ہوکر) جاتا اوسکے پیچھے پیچھے سرکاری فوج سایہ کی طرح ساتھ رہتے تاآنکہ متصل پونا بھیجا کے کنارے موضع کورا میں خفیف سی لڑائی ہوئی جس میں سرکار فتحیاب ہوئی اور سرکار نے ستارہ کے قلعہ پر نشان راجہ کا چڑھاکر پیشوا کی معزولی کا اشتہار جاری کردیا۔ گوکلا پیشوا کا وفادار جنرل اشٹی کی لڑائی میں مارا گیا اور ستارہ کا راجہ مع اپنے خاندان کے حمایت سرکار میں چلا آیا۔

خلاصہ پیشوا نے تھک کر ۱۸۱۸ء میں آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن قبول کرلی اور ملک سے دست بردار ہوکر بٹھور میں گنگا کے کنارہ سکونت اختیار کی اور دیوان ترنبک کو سرکار نے گرفتار کرکے چنار کے قلعہ میں دائم الحبس کیا۔

اس قلع وقمع میں پیشوا کے آپا صاحب راجہ ناگپور کی شرارت بخوبی ثابت ہوگئی کہ وہ پیشوا اور پنڈاروں سے سازش رکھتا تھا اور بعد جلا دینے رزیڈنسی پونا کے اوس نے خطاب سپہ سالاری عنایت شدہ پیشوا کو قبول کیا تھا اور اپنے نشان پر علامت پیشوا یعنی زریں ٹیکا چڑھا دیا تھا۔

جنکنس صاحب رزیڈنٹ ناگپور بمدد یافت کیفیت بالا حفاظت رزیڈنسی کرنے لگے اوس وقت اُنکے پاس جمعیت محض تیرہ سو آدمیوں کی تھی اور راجہ کے پاس بیس[۲] ہزار سوار و پیادہ تیار تھے مگر رزیڈنسی و شہر کے درمیان میں سیتا بلدی پہاڑی پر سرکاری سپاہیوں نے مورچہ جمائے تھے۔ تا اینکہ ۲۷ نومبر ۱۸۱۷ء میں راجہ کی فوج نے اونپر حملہ کیا اور اس حملہ میں سرکاری فوج نے وہ بہادری دکھلائی کہ باوجود مارے جانے ایک ربع جمعیت کے میدان نہ چھوڑا۔ راجہ کی فوج کو جوش ابر سیاہ گھر آئی تھی وہ دھوئیں کی طرح ہوا کے رخ اوڑا دیا۔ راجہ نے جب یہ حال دیکھا تو کہلا بھیجا کہ میری فوج بلا اجازت میرے لڑی ہے مجھے اس کا بڑا افسوس ہے اور میں آپکا ویسا ہی فرماں بردار ہوں۔ رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ اگر تم سچے ہو تو فوج سے علحدہ ہوکر تنہا ہمارے پاس چلے آؤ یہہ سنکر آپا صاحب رزیڈنسی میں چلے آئے رزیڈنٹ نے اونکو پھر از سر نو ناگپور کا مسند نشین کیا۔ مگر یہہ کوتہ اندیش اور احسان فراموش اسپر بھی اپنی حرکت سے باز نہ آئے اور سرکار کو اپنا دشمن اور پیشوا کو اپنا دوست سمجھتے رہے ناچار ہوکر سرکار نے انکو الہ آباد میں نظربند کیا اور بجائے اونکے رگھوجی بھوسلا کے پوتے کو ناگپور میں مسند نشین کیا۔

آپا صاحب اثنائے راہ الہ آباد سے بھاگ کر اگیر گونڈ پہاڑی کے علاقہ

میں جو کہ دکھن میں دریائے نربدا کے کنارہ پر ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے قیام کیا۔ اور فساد برپا کرنا شروع کیا۔ ۱۸۱۹ء میں جب سرکار نے اوسکی وہاں بھی تدبیر کی تو وہ ان جنگلوں اور پہاڑوں کو چھوڑ کر اسیر گڈہ میں علاقہ سیندھیا میں آداخل ہوا۔ اور وہاں سے بلباس فقیری پنجاب کی طرف روانہ ہوا پھر سرکار نے بضمانت راجہ جودھپور اوسکو وہاں رہنے کی اجازت دی اور ایک عرصہ کے بعد وہیں مرگیا۔

سرکار انگریزی نے بنظر چشم نمائی مہاراج سیندھیا کے اس قصور پر کہ انہوں نے درپردہ قلعہ دار اسیر گڈہ کو بغرض حفاظت آپا صاحب اجازت دی تھی اوس مشہور و مضبوط قلعہ کو محاصرہ کرکے چھین لیا۔

منجملہ پشت پناہ پنڈارے غارت گروں کے صرف ہلکر رہ گئے تھے وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ جسونت راؤ ہلکر نے جب انتقال کیا تو اونکی رانی تلسی بائی نے ایک لڑکے کو گود میں لیکر مسند نشین کیا۔ اور بخوف اپنی فوج کے چاہا کہ اپنے آشنا گنپت راؤ کو ہمراہ لیکر سرکار کی پناہ میں چلی آوے۔ مگر فوج نے اس میں بربادی اپنی سمجھکر اوسکا سر کاٹ ڈالا اور نابالغ لڑکے کے نام سے سرکار کے مقابل لڑائی کا سامان کیا۔ کمانڈر انچیف مندراج جو وہاں سے متصل تھے بجلی کی طرح دل بادل فوج لیکر سر پر موجود ہوگئے اور سیرانذی کے پار سے مہدپور میں ایسی گولہ باری کی کہ حریف کو بیس پا کردیا اوسوقت سے ان لوگوں کے دل ایسے ٹھنڈے ہوئے کہ ۱۸۱۸ء میں صلحنامہ لکھدیا۔

شان خدائے جبار یہ ہے کہ جسکو چاہے عزت دے اور جسکو چاہے نیست و نابود کردے سرکار انگریزی نے پنڈاری غارت گرد ڈاکوؤں کا استیصال

یہاں اُنکے حمایتی وسرِ نشا، مرہٹہ کا بہی کام تمام ہو گیا۔

اس محاربہ پنڈاروں سے گویا بالکل ہندوستان خس و خاشاک سے پاک ہو کر خود بخود زیر سایہ عاطفت سرکار والا اقتدار چلا آیا۔ اور علاوہ ستارہ کے تمام ملک پیشوا و اکثر علاقہ جات ناگپور پر دخل ہو جانے سے عملداری سرکار بہت بڑہ گئی۔ اور اجمیر بہی قبضہ سرکار میں آ گیا اور کچہ گجرات اور راجپوتانہ کے تمام راجاؤں نے اطاعت قبول کر لی۔ منجملہ اُنکے رانا اودے پور بہی تہے جنہوں نے کبہی مسلمانوں اور مرہٹوں کے سامنے سر نہ جہکایا تہا وہ بڑی خوشی سے مطیع سرکار ہو گئے۔ پہر تو پنڈاروں کا سر کرنا کیا مشکل تہا کیونکہ جب پیشوائے سردار کی جسکے ساتھ حسب روایت مشہور نو لاکہہ گہوڑے کی باگ اوٹہتی تہی۔ بمقابلہ سرکار انگریزی ہمت پست ہو گئی۔ تو پنڈاروں کی کیا حقیقت تہی۔

خلاصہ نربدا کو عبور کر کے فوج سرکاری نے پنڈاروں کو پراگندہ و منتشر کر دیا اور علاقوں پر اپنا قبضہ کر لیا اور بنگالہ کی فوج سرکاری نے بہی خوب اونکا استیصال کیا۔ چنانچہ امیر خاں نے جن کے جانشین اب نواب صاحب ٹونک ہیں اپنی فوج غارتگر کو موقوف کر کے سرکار کو عہدنامہ لکہدیا۔

اور کریم خاں و واصل محمد پنڈاروں نے بہی مع دیگر سرداروں کے جو مہدپور میں ہلکر کی طرف سے بمقابل سرکار لڑے تہے اپنے کو حوالہ سرکار کر دیا اور سرکار نے اونکی گذر اوقات کیواسطے گورکہپور میں جاگیریں دیدیں واصل محمد نے بعد اسکے تفویض کے چاہا تہا کہ بہاگ جاوں مگر جب نہ بہاگ سکا تو زہر کہا کر مر گیا۔ ان پنڈاروں کا نامی سردار چیتو جو آپا صاحب کے ساتہہ اسیر گڈہ

تک گیا تہا کسی جنگل میں مرگیا۔

روانگی گورنر جنرل از راہ گورکھپور جانب کلکتہ و استدعا حاضری مہاراجہ پر حکم ہوتا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں۔

جبکہ ہم پنڈاروں بلکہ اونکے ہواخواہوں و طرفداروں سے گورنر جنرل کو اطمینان ہوگیا تو اونہوں نے واپسی جانب کلکتہ براہ گورکھپور فرمائی اور اوسکی اطلاع مہاراجہ کو ذریعہ خط ذیل خود دی۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت ذریعہ اخبار یہہ بات اوس رفعت پناہ کو معلوم ہوئی ہوگی۔ کہ اینجانب مقام گورکھپور سے بتاریخ ۳ ماہ جولائی سنہ ۱۸۱۸ء مطابق ۲۷ شہر شعبان سنہ ۱۲۳۳ ہجری کشتی پر سوار ہوکر اوس طرف کو روانہ ہوئے۔
بالفعل بہ قلم اخلاص قلمی ہے کہ فضل خدا سے ۲۳ جولائی سنہ مذکور مطابق ۱۸ رمضان کو مع الخیر وارد دارالامارۃ کلکتہ ہوا۔ چونکہ بہ مقتضائے کمال اتحاد و یکجہتی فیمابین اطلاع دہی آنے مع الخیر اس مقام کی موجب وفور مسرت و خوشی خاطر اوس عوالی پناہ کی ہوگی لہذا اینجانب نے چند کلمات اطلاعاً تحریر کئے۔ امید کہ دوستدار کو ہمیشہ خواہان مژدہ خیریت خود معلوم کرکے تحریرات سے خوش کرتے رہیں ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۱۸ء

دستخط لارڈ مارکوئس آف ہسٹنگز بہادر

چونکہ مہاراجہ کو خیال سفر جاگرہی ہورہا تہا اور ریاست کے انتظام کے بارہ میں بالمشافہ گورنر جنرل سے کہنا منظور بہی تہا لہذا یہہ خیال کیا کہ کلکتہ کی طرف چلنا ہے بیک کرشمہ دو کار سفر بہی ہوگا اور کام بہی نکلے گا۔ لہذا مہاراجہ نے گورنر جنرل سے اپنے آنے کی اجازت چاہی اور جواب شقہ مذکور بہ نسبت مع الخیر ورود کلکتہ کے بہیجا اوسپر جواب ذیل کا آیا۔

رفعت وعوالی مرتبت معتضد دوستاں سلامت   عرضی مرسلہ متضمن مراسم تہنیت ورود

اینجانب سفر ہندوستان سے بہ صحت وسلامت مقام دارالامارہ کلکتہ و اظہار کمال تمنا
آنے اس مقام میں بغرض ملاقات دوستدار مع دیگر مراتب عقیدت و انقیاد وصول
ہوکر باعث دریافت ہوے۔ جو کچھ مراسم تہنیت ورود مع الخیر اینجانب سفر ہندوستان سے
دارالامارہ مرقوم میں حوالہ کلک صداقت سلک ہوا تہا وہ مقتضیات عقیدت و دولت
خواہی دیرینہ اوس رفعت پناہ کی نسبت اس سرکار کے مطابق وباعث سرور ومسرت ہولی
ومدارج خلوص محبت والفت ذاتی وکلمات دعا وہوا خواہی مندرجہ عرضی اس رفعت
پناہ کے نسبت اس دوستدار کے نہایت مطبوع ومرغوب وموجب سرور خاطر ہوے۔
خصوص تمنا قصد اس مقام میں چونکہ اختیار کرنا اس سفر دور ودراز ملاقات اینجانب
کیواسطے کہ بالطابہ خالی تکلیف وحرج سے ہوگا۔ ناگوار خاطر دوستی مانثر ہے خدا کوئی
ایسا سبب پیدا کرے کہ اینجانب پہر کسی وقت وارد بنارس ہوکر دیدار فرحت آثار اُس
معتضد دوستاں سے مسرور ہو۔ جن مراتب کا اظہار مشافہۃً اینجانب کو منظور اس عوالی
پناہ کو ہے اونکو زبانی شہامت وعوالی مرتبت ابہت ومعالی منزلت حشمت الدولہ
احتشام الملک ویلیم الکنس بروک صاحب بہادر فیروزجنگ کہ قایم مقام این جانب
ہیں خود معتضد دوستاں کہلاویں۔ خواہ ذریعہ خط اطلاع دیرا کہ وہ بعینہ حکم مشافعہ ومواجہہ
کا رکہتا ہے اور یقین رکہیں کہ این جانب دل سے اس امر میں متوجہ ہونگے اور اس امر کی
سے مطمئن وخاطر جمع رہیں کہ دوستدار من جمیع الوجوہ بالوازم عہدہ خود موافق وصورت
پذیر ہوگا۔ اور حفظ عزت وحرمت وپاس آبرو ومرتبہ اس عوالی پناہ میں کہ اہالی اس سرکار
کو ہمیشہ ملحوظ ونصب العین رہا ہے مائل ومصروف ہے۔ باقی مراتب اظہار حشمت الدولہ
بہادر موصوف سے اُس رفعت پناہ کو واضح ہوگا امید کہ اینجانب کو ہمیشہ خواہاں مژدہ خیریت
خود معلوم کرکے تحریرات حالات مسرت سمات سے مسرور کرتے رہیں۔ ۳ ستمبر ۱۸۱۵ء

دستخط مارکوس آف ہسٹنگز گورنر جنرل۔

روانگی سفر جانب دہلی و واقعات راہ مقام الہ آباد و کڑاو فرخ آباد و ملاقات نواب شوکت جنگ وغیرہ و مقام آگرہ میں سیر روضہ تاج گنج کرنا و متھرا و اوسکے نواح میں بخیال پرستش جانا۔ بعد دہلی میں وارد ہونا۔

ربیع الاول ۱۲۳۷ھ مطابق ماگہ سمبت ۱۸۲۱ء میں مہاراج نے بعد ایک برس شادی کے صاحب رزیڈنٹ سے جاکر کہا کہ اب تک آپ حضرات کے اصرار سے میں نے توقف کیا چونکہ سیر کی تمنا دل میں ہے لہذا آپ ایسے شفیق و مہربان کے زمانہ میں اگر میں نہ جاسکا تو پھر کب جاؤنگا بڑے صاحب نے کہا آپ ایک ہفتہ اور تامل فرمادیں میں صدر یعنی کلکتہ سے حکم منگوالوں تو آپ سفر کریں. یہہ سنکر مہاراج رام نگر میں آئے اور تیاری سفر میں مشغول ہوئے تمام لوگوں کو زاد راہ کی درستگی کیواسطے نقد روپیہ دئے گئے اور جنکی گھوڑے کمزور تھے اونکو گھوڑے سرکار سے عطا ہوئے اور ہزاروں کہار اسباب لیجانے کو مقرر ہوئے اور رتھ و بہل و مجھولی و یکہ و تانگہ و چھکڑہ و گاڑی تیار ہوئیں اور جو جس مرتبہ کا تھا اوسکو وہ سواری دی گئی جب کلکتہ سے حکم آگیا تو صاحب رزیڈنٹ نے مہاراج کو بلاکر کہا اب آپ سفر فرمادیں اور پروانہ راہداری لکھہ کر دیا اور پانچ چپراسی اپنی اردلی کے ہمراہ کئے اور فوج متعینہ سکرور سے ایک کمپنی تلنگہ مقرر کرکے حکم دیا کہ جس جس مقام پر پلٹن ملے وہاں پر سلامی کرتے جانا۔ افسران فوج نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ خبردار مہاراج بہادر کو کسی بات میں رنجیدہ نہ کرنا بہ خوشی لیجانا اور لے آنا اور جہاں پر تبادلہ فوج سے کرنا وہاں بہی

وردی دیدینا۔

جب سب تیاری ہوچکی تو مہاراج بہادر اپنی مادر گرامی مہارانی صاحبہ کے پاس بغرض رخصت گئے مہارانی صاحبہ زار زار روتی تہیں اور آنسوؤں کے دو دریا آنکھوں سے جاری تہے آخر بوجہ محبت کے مہاراج بہادر سے خوب لپٹ کر روئیں اور کہا بہت اچھی طرح جانا اور آنا۔ مہاراج بہادر نے عمال کو تاکید کارہائے متعلقہ کرکے ساعت نیک میں گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ سے نکلکر کشتی پر سوار ہو کر بعد عبور دریا بڑے صاحب کی کوٹھی پر بغرض رخصت سکروپر گئے بڑے صاحب نے ایک تلوار ولایتی جسکو نواب شمس الدولہ نے بڑے صاحب کو دی تہی بجنسہ سجی ہوئی مہاراج کو دیکر کہا جب کوئی دوست سفر کو جائے تو اوسکو تلوار دینا چاہئے۔ کہ اوسکو وہ سفر مبارک ہوتا ہے مہاراج نے وہ تلوار لے لی اور عرض کیا میں ہردوار تک جاؤں گا۔ آپنے کچھ فرمائش نہیں کیا۔ صاحب نے جواب دیا میں کیا کہوں آپ جو کچھ لاویں گے میں اوسے لے لونگا مہاراج رخصت ہو کر اپنی لشکر میں آئے اور حکم کوچ کا دیا پہلا مقام مرشداڈیہہ اور روہینیا کے میدان میں ہوا مہاراج بہادر خیمہ میں فروکش ہوئے تہے کہ بابو الرکہہ سنگہ[1] مہاراج بہادر کو رخصت کرنے آئے اور کہا رسم دنیا ہے کہ جب کوئی دوست سفر کو جائے تو اوسے ٹیکا لگاتے ہیں چنانچہ بابو موصوف نے ایک کٹوری میں ایک اشرفی و پانچ روپیہ رکھکر مہاراج بہادر کی پیشانی پر ٹیکا لگایا اور رخصت ہوئے۔ انکے بعد راجیندر بابو بنگالی بہی اپنی بگہی پر سوار ہو کر آئے اور ایک اشرفی و گیارہ روپیہ دیکر ٹیکہ لگایا۔ اونکے ہمراہی کا ایک سوار جو گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا تہا گرمی کی وجہ سے

[1] یہہ وہی الرکہہ سنگہ مہاراجہ کے قرابتمندوں میں سے ہیں جنکو بوجہ قرابت راجہ بلونت سنگہ پنشن پانسو روپیہ کے ملتی ہے۔

بیٹھتے ہی حالت نزع میں ہوگیا اور لوگ اوسکو اوٹھا کرلے گئے کہ اپنے مقام پر پہونچے پہونچتے مرگیا۔ مہاراج نے سنکر افسوس کیا۔ بابو بنگالی نے کہا یہ کارخانہ دنیا ہے نہ تو آپ رنج فرمائیں اور نہ شبہہ دل میں لائیں۔ مہاراج نے کہا نہیں شبہہ مجھے نہیں آتا تا اینکہ راجندر بابو جو کھمیہ بنارس والے رخصت ہوئے۔

اسکے بعد دیگر مہاجنین ورؤسا بنارس آتے گئے اور ٹیکا لگاکر رخصت ہوتے گئے صبح ہونے پر بہر کوچ ہوا تو تالاب مہارانی صاحبہ (راجہ تالاب) پر خیمہ استادہ ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور چلکر مکان میں آرام فرماویں، جو یہاں کے قیام کے واسطے بزرگوں نے حضور کے بنا رکھا ہے۔ مہاراج نے کہا آپ جب واپس آوینگے اس وقت مکان میں اوترینگے اس وقت تو ہمارا مکان خیمہ ہے۔ دوسرے روز روانہ ہوکر مرزا مراد کے آگے من دہانا کے تالاب پر بہر کوچ ہوکر مہاراج گنج ہوتے ہوئے گوپی گنج کے باغ میں اوترے یہاں پر تمام علاقے دہسامیوں نے اپنے اپنے اغراض کو عرض کرنا چاہا مہاراج نے جواب دیا تم لوگ اپنے اپنے افسروں کے مطیع رہو اس وقت روا روی میں کیا جواب دیں بعد واپسی سب کی معروضات کا جواب تسکین بخش ملے گا۔ بہر سبب رعایا کو تسلی دیکر سید آباد ہوتے جھونسی ہوکر الہ آباد کے الوپی کے باغ میں خیمہ زن ہوئے۔ جو پچھم طرف قلعہ آباد کے واقع ہے۔

وہاں کے عامل شیخ غلام نے ایک گھوڑا اور کپڑوں کی کشتیاں نذر کیں اور وہیں ایک سوداگر سے ایک گھوڑا جسکی قیمت وہ ایک لاکھ کہا کرتا اور تمام لوگ شائق ہوکر اوسکے دیکھنے کو آتے مگر اوسکی قیمت سنکر اہل استطاعت بھی خاموش ہوجاتے پانچہزار روپیہ وایک جوڑہ معقول مع دو شالہ وشال ورومال دیکر لیا اور اوسکا نام پنجہزاری رکھا اور گھوڑے کے شامیانہ کے نیچے بندہنے کا حکم دیا اس باغ میں دو تین روز اسی وجہ سے قیام رہا کہ توشہ خانہ وسلیح خانہ کا اسباب بوجھ نہ آنے پر روانہ معافی محصول سے پیچھے رہ گیا تھا

تا اینکہ ٹھاکر ہورل سنگھ داروغہ توشہ خانہ نے بڑے صاحب کے پاس جاکر نکاسی پروانہ
کی کرائی اور پروانہ آجانے پر اسباب روانہ ہوکر آیا جسروز اسباب آیا اوسکی صبح کو روز
اکھجوار تہا لہذا تمام اشیاء دان (خیرات) مثل کھچڑی روغن زرد گھید وروپیہ داتھنی
وچوالی ودوانی وغیرہ کے تربینی برج کے نیچے لائی گئیں چونکہ راجہ جیت سنگھ کے لڑکے
الہ آباد میں موجود تہے اور خبر مہاراج کے ورود کی سنکر وہ بہی ذریعہ حیلہ اشنان
تربینی مہاراج کی ملاقات کے امیدوار تھے مگر مہاراج بغیر
حصول حکم صاحبان انگریز متامل تہے کہ جب وہ نہا کے چلے جائیں اوسوقت ہم تربینی جی پر
جاکر اشنان کرینگے اور وہ بہی اسے انتظار میں دیر کر رہے تہے کہ آخر مہاراجہ بنارس اشنان
کرنے کو کبہی تو آوینگے جانبین سے ہرکارہ آمدورفت کر رہے تہے تا اینکہ زوال آفتاب
ہوگیا اوس وقت مہاراج نے گنگا کا پانی اپنی فرودگاہ پر منگا کر غسل کیا اور تمام اسباب
وسامان خیرات کا برہمنوں کو تقسیم کرا دیا۔ اور کہانا کرکے حکم کوچ کا دیا چونکہ اس روز کا
مقام عالم چند میں خسرو باغ سے دو کوس آگے تہا اور شہر میں سے ہوکر سواری جانے
کو تہی لہذا مہاراج بہادر رخش گھوڑے پر سوار پوشاک مغلی پہنے تلوار ولایتی کمر میں
لگائے جلو میں سوار و پیادہ بے شمار مثل خاصہ بردار و نجیب وچوبدار بلم بردار سونٹہ
بردار بان بردار چہڑی بردار لئے ہوئے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی طنبور گرجتا ڈنکا
قرینہ سے بجتا نشان اسپی وفیل آگے بہڑکتا ہوا روانہ ہوئے راہ میں حویلی راجہ جیت
سنگھ کے لڑکوں کی تہی وہ لوگ سمجہے کہ اس سامان سے ہماری ملاقات کو آرہے
ہیں لہذا بہت بڑی تیاری کر رہی تہی۔ لڑکے برآمدہ سے اور زنانہ عورات جالیوں
سے انتظار آمد آمد میں دیکھہ رہی تہیں مگر مہاراج نے اس طرف رخ نہ کیا۔ اور
پچھم رخ کو چلے گئے جس سے اُن لوگوں کو سخت افسوس ہوا۔
عالم چند سے منزل کوچ کرکے کڑا میں شاہ کرک کے مزار پر انوار پر خیمہ زن ہوکر

مقیم ہوئے اور چادر و شیرینی و روپیہ قبر پر چڑہا کر منت کی ہم اس سفر دور دراز سے
بہر آویں اور اپنے گھر پہونچیں۔ نیتر کڑا کی دیبی جی کا پوجا کرکے رسوئیں کہا کر آرام کیا
اور شام کو ناوح رنگ گانا بجانا خوب ہوا اور ایک مقام کرکے صبح کو روانہ ہوکر راہ میں
ایک روز قیام کرکے تیسرے روز فتح پور کے تالاب پر اوترے اوس دن روز
بسنت تہا میر تقی صاحب[1] رئیس شہر فتحپور آکر ملتجی ہوئے کہ فدوی کے جہونپڑے کو
قدم مبارک سے شاد اور آباد کیجئے مہاراج وہاں پر تشریف لے گئے اور دن کو بہی
اور رات کو بہی جلسہ رہا اور رسم کشتیوں کا بہی ادا ہوا صبح کو میر صاحب مذکور نے اپنے جنگل
میں شکار روز جانور (یعنی نیل گاؤ) کی دعوت کی مہاراج شکار کو روانہ ہوئے۔ اور لشکر
کو حکم روانگی کوڑا جہان آباد دیا تا اینکہ کوڑا میں میاں الماس علی خاں خواجہ سرا کے باغ
اور تالاب پر خیمہ کہڑے ہوئے اس طرف سے مہاراج بہی مع شکار دو پہر کو پہونچے
اور گوشت شکار سب کو تقسیم ہوا۔ وہاں پر دو مقام رہے اور ظروف وہاں کے بہت
سے خرید کئے غلامی چیلا میاں الماس علی خاں کا حاضر ہوا مہاراج نے اس سے ساز
طلائی گہوڑے کا ساخت لکہنو بطور نمونہ مانگا غلامی نے ایک ساز لاکر نذر دیا مگر مہاراج
نے دیکھہ کر کہا یہہ ساز چہوٹا ہے اور ہم کو بڑا چاہیے۔ اوس ساز کا نقشہ لے لیا۔ اور
کاریگران کو سمجہا کر ساز مذکور کو واپس کر دیا اور غلامی کو خلعت دی۔

اوسی مقام پر اکبر علی خاں صاحب[2] نے مہاراج کے یہاں آنکر ملازمت کی۔

---

[1] میر تقی صاحب فتحپور میں منجملہ رئیسان اعظم تہے انکے بہائی نواب باقر علی خاں چکلہ دار فتحپور تہے جو
سات بہائی تہے فتحپور میں انکا خاندان اب تک موجود ہے اور مقبرہ و مسجد اونکی یادگار موجود ہے
اگرچہ بمقتضائے زمانہ وہ اقتدار اونکو نہیں ہے تاہم نواب علی حسین خاں صاحب اپنے اماثل واقران میں
ممتاز ہیں اور باحترام بسر فرماتے ہیں صاحب علاقہ و حیثیت ہیں [2] اکبر علی خاں نواب امیر الدولہ حیدر

کوڑا سے کوچ ہوکر رند ندی پر پل ساختہ الماس[1] علی خاں پر سے ہوتے ہوئے قنوج میں مقام ہوا وہاں پر ایک سوداگر گھوڑہ سبزہ لایا جسکو دیکھکر مہاراجہ خوش ہوئے اور بارہ سو پچاس روپیہ و ایک دوشالہ پر اوسکو خرید کیا اور چھوٹا کنہیا نام رکھا بڑے کنہیا پر سوار ہوکر قنوج کی سیر کو ہمراہی سوار و پیادہ چلے اور حضرت قاسم سلیمانی کے چھوٹے صاحبزادہ کا مقبرہ کنکروں کا بنا ہوا قنوج میں ہے اوسکی زیارت کو گئے اور ایک دوپٹہ بنارسی و ایک اشرفی و پانچ روپیہ کی شیرینی مزار پر چڑہائی اور بستی کی سیر کرتے وہاں تحفہ اشیاء خرید کرتے ہوئے فرودگاہ پر آئے اور شب باش ہوکر صبح کو کوچ کرکے درمیان میں ایک مقام کرکے دوسرے روز کانپور جا پہونچے وہاں بہی بڑے جلوس اور تیاری سے شہر کی سیر کی اور انگریزوں سے پورے طور سے ملاقات ہوئی۔ مہاراج کے واسطے توپوں کی سلامی ہوئی اور دو روز مقام رہا وہاں سے روانہ ہوئے پر بٹھور و چکیا میں ہوتے فرخ آباد میں شہر پناہ دہوس والے میدان میں خیمہ استادہ

بیگ خاں کے بیٹے تہے جنکا ذکر ہوچکا ہے انسے اور معتمد الدولہ آغا میر سے کسی خاص وجہ میں رنجش ہوگئی تہی لہذا مثل دیگر اخراج شدہ لوگوں کے کہ جنکے زمانہ میں ہوا یہہ کوڑہ میں آنکر رہے تہے بعد قید آغا میر و زمانہ سلطنت نصیر الدین حیدر یہہ لکھنؤ گئے اور ظفر الدولہ فتح علی خاں بنارسی نے انکی تقریب نیابت میں کی مگر سستی تقدیر و کم گوئی و کم رفتاری و جز رسی ذاتی کی وجہ سے سرسبز نہ ہوئے۔ اگرچہ متدین امین و دیندار و صفدار صاحب ضیافت تہے۔ ماخوذ از تاریخ اودہ کمال الدین حیدر

[1] الماس علی خاں خواجہ سرا زمانہ اقتدار شاہان اودہ میں باعزاز رہتے اور علاقہ کوڑہ میں اونکا مسکن تہا اب بہی اونکا عزاخانہ ہے اور اوسکی متعلق مواضعات ہیں مگر جیلہ اونکا اس زمانہ میں ایک بنام ہندو شخص ہیں جو امور عزاداری بہت اچہی طور سے کرتے ہیں اور نہایت ممتاز افراد میں ہیں نام انکا اقبال الدولہ ہے اسوقت تک اسباب عزاخانہ مثل پرچم و ضریح و پنجہ علم سونے چاندی کے موجود ہیں

ہوئے. یہاں بھی توپوں کی سلامی سر ہوئی۔

فرخ آباد میں اوس زمانہ میں نواب شوکت جنگ بہادر (خاندان احمد خاں بنگش و مظفر جنگ سے جنکا ذکر حالات سفر شاہ عالم از الہ آباد جانب دہلی و حمایت شجاع الدولہ بر نسبت مظفر جنگ میں مذکور ہے) اپنے خاندان میں افسر تھے انہوں نے تواضع کی کشتیاں بھیجیں۔ اور خود نواب صاحب ملاقات مہاراجہ کو تشریف لائے مہاراج نے ایک ہاتھی ایک گھوڑا کشتیاں پارچہ و جواہر کی نواب صاحب کی خدمت میں پیش کیں نواب صاحب اُن سب کو پذیرا کر کے رخصت ہوئے اور باصرار اپنے مکان پر آنے کی تاکید کر گئے۔ مہاراج چار گھڑی دن رہے یعنی قریب شام اُن کے مکان پر گئے نواب صاحب ایک بارہ دری بلند کرسی والی میں جس میں کچھ کام ہندوستانی اور کچھ انگریزی ملا ہوا قدیم سے تہا اور اوسکے اندر فرش معقول و مسند زرنگار بچھی تھی انتظار میں بیٹھے تھے۔ نواب صاحب نے مہاراج کو مسند پر بیٹھایا اور گانا و ناچ ہونے لگا۔ اور بعد گفتگوئے مخلصانہ و اصرار قیام چندے وقت رخصت کے ایک ہاتھی ایک گھوڑا و کشتیاں پارچہ و جواہر کی جسطور سے کہ مہاراج نے پیش کی تہیں پیش کیں اور مہاراج بخوشی اپنے مقام پر واپس آئے اور بارہ روز وہاں پر قیام رہا۔ دونوں صاحب بخوشی و خورمی ہر روز ملاقات کرتے چونکہ دونوں صاحبوں کو ستار و رباب کا شوق تہا لہذا خوب خوب صحبت گرم رہتی۔

فرخ آباد میں حکیم فرزند علی خاں نامی طبیب تجربہ کار مرد معمر تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے دربار میں رہ چکے تھے۔ اونکے انتقال کے بعد نواب سعادت علی خاں نے اونکو بہت بلوایا مگر وہ نہ گئے۔ مہاراج اونکے ہی مکان پر ایک روز تشریف لے گئے حکیم صاحب نے ادویہ نفیسہ نذر مہاراج کیا۔ مہاراج نے اُنکے صاحبزادوں کو سرفراز کیا۔ دوسرے روز حکیم صاحب لشکر مہاراجہ میں آئے۔ مہاراج نے ان کی تعظیم و تکریم کی اور چلتے وقت پانچ

کشتیاں پوشاک وہاں سو روپیہ نقد دیا۔ اور عذر کیا کہ میں آپکے دینے کے قابل نہیں ہوں یہ آپکے خادموں کو دیتا ہوں حکیم صاحب نے یہ اخلاق و سخاوت دیکھکر مہاراج کی بہت تعریف کی اور خوش خوش اپنے مکان پر واپس گئے ایک روز مہاراج نے بڑے جلوس سے شہر کی سیر کیا اور نواب نگیس کے مزار پر پانچ روپیہ اور شیرینی چڑھاکر واپس آئے۔

حکیم مہدی علی خاں صاحب جوکہ اوسی شہر میں رہتے تھے پانچ چار کشتیاں پوشاک کی اور ایک حقہ نقرئی منقش و ایک گھوڑا مع ساز مغرق مرصع مع گنڈہ بھٹہ حضور مہاراجہ میں بھیجا اور خود بھی ملاقات کو آئے۔

بعد ازاں مرزا جمعہ شاہزادہ والا تبار نے (جوکہ واقعہ وزیر علی خاں سے بنارس سے فرخ آباد میں بھیجے گئے تھے) کہلا بھیجا کہ راجہ صاحب اگر آپ آویں تو بہتر ہے ورنہ میں خود آؤں مہاراج نے کہا میں بسر و چشم خود حاضر ہوتا ہوں آخر مہاراج معہ جلوس گئے اور شاہزادہ مذکور نے نہایت شفقت و محبت کا برتاؤ کیا اور وقت رخصت ایک سپر و شمشیر مرصع و کلغی مرصع و موتی کا مالا و قبا، کمخواب عنایت کی مہاراج نے خلعت کی نذر دی۔

مہاراج مرزا جمعہ صاحب کے پاس سے ہوتے ہوئے نواب شہامت جنگ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے شفقت و عنایت و اخلاق نے ایسا مقید کر رکھا ہے کہ جانے کو دل نہیں چاہتا مگر کیا کروں مجبوری ہے لہذا اب آپ سے رخصت ہونے کو آیا ہوں۔ نواب آبدیدہ ہوئے اور مہاراج کے بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بعد رسم عطر دیان رخصت ہوئے نواب صاحب کو مہاراج نے کہلا بھیجا کہ آپکے شہر میں بیر بہت اچھا ہوتا ہے مرے لئے بھیجد یجئے گا۔ نواب صاحب نے اوسیوقت پانچ ڈالیاں بھیجیں نیز راہ میں جہاں جہاں مقام ہوتا رہا وہاں بر ڈالیاں پہونچتی رہتیں۔

مہاراج بعد روانگی از فرخ آباد کوچ و مقام کرتے مکن پور میں شاہ مدار کے روضہ کے قریب مقیم ہوئے اور اوس درگاہ کی زیارت کی اور ایک روز مقام کیا وہاں سے روانہ ہوکر کالی ندی کے پار ہوکر میران شاہ میں خیمہ گاڑنے کو کہا۔

وہاں کی روانگی پر مین پوری میں مقام ہوا۔ راجہ دلیل سنگھ وہاں کے راجہ شاہ مدار کے درگاہ گئے ہوئے تھے اونکی رانی نے بیس پچیس بہنگیوں پر کہانے کی چیزیں مثل مٹھائی وجنس کے بھجوائیں اور مہاراج نے اونکو لے لیا۔

مین پوری سے شکور آباد و فیروز آباد و بڑھیا کے تالاب پر مقام ہوا یہاں رات کو تھوڑا پانی برسا صبح کو لالہ ٹھاکر داس مہتمم شفاخانہ کے ظروف کا تھیلا جو بہنگی پر جا رہا تھا ایک ٹھگ لے بھاگا۔ لالہ مذکور دوڑے اور اوسکو پکڑ لائے اور مار پیٹ ہونے پر تھیلا پایا۔ آگے چلنے پر باولی پختہ ملی اس میں بڑھیا جس نے تالاب بنوایا ہے رہتی تھی اوسکو سب نے دیکھا پھر شاہ درہ میں مقام کرکے تاج گنج[عه] اکبر آباد میں مقام کیا۔ تعریف تاج گنج میں چند الفاظ لکھنا گویا کہ مشعل آفتاب کو دکھلانا ہے مگر حق یہ ہے کہ ایسی عمارت نفیسہ جو یادگار عمارات شاہان دہلی سے ہے ہندوستان میں دوسری نہیں ہے ایک کتاب مخصوص اسکے حساب و تمام سامان کے لانے و کاریگروں استادوں کے حالات میں کتب خانہ مہاراجہ صاحب بنارس میں موجود ہے۔

اس عمارت کے دیکھنے کو اتنک لوگ ہر صغیر و کبیر ملک ہائے دور دراز سے آتے ہیں۔ ہر دروازہ کلاں کے گرد سورہ جات قرآن کو لکھا ہے مگر ایسے اصول ہندسہ سے قلم کو جلی کرتے گئے ہیں کہ جسقدر حرف کی گندگی نیچے نمایاں ہے اوسیقدر اوپر والے

عه یہ روضہ تاج محل زوجہ شاہ جہاں کا ہے جسکو شاہ جہاں نے بنوایا ہے۔

له شاہ مدار کا اصلی نام بدیع الدین ہے۔

محراب میں بھی پائی جاویگی اور تمام حروف آسانی سے پڑھے جاویں گے حالانکہ محراب
دروازہ نہایت بلند ہے اور سنگ مرمر و سنگ موسیٰ و عقیق و لاجورد وغیرہ چوراسی
پتھر سے پچی کاری کا کام بنا ہوا ہے اور اکثر جا طلائی بھی ہے ۔
مہاراج تمام دن وہاں پر رہے شام کو نو محلہ کے میدان میں کہ لشکر کا قیام گاہ تھا
گئے صبح کو اُن صاحب سے جو قلعہ دار قلعہ اکبر آباد تھے اپنی آمد اور ملاحظہ قلعہ کو کہلا بھیجا
اونہوں نے جواب دیا کہ بخوشی آپ تشریف لاویں ۔ مہاراج سہ پہر کو جلو خانہ میں ہوتے
اوتر کے دروازہ سے قلعہ میں داخل ہوئے وہاں پر توپ کی سلامی ہوئی مہاراج
سیر قلعہ و لوزافشاں باغ و موتی مسجد و ملاقات صاحب سے فارغ ہوکر اپنے مقام پر آئے
صبح کو روز شیو راتری تھا تو مہاراج جمنا میں غسل کرکے پھر ممتاز محل میں آئے اور
دن بھر وہاں رہ کے قبر کے قریب ستار بجا کر قریب شام اپنی لشکر میں گئے ۔ اُس شب
ایک بھیڑیا ایک گھیارے کے لڑکے کو درمیان لشکر سے لیگیا اور کسی سے کچھ بن نہ پڑا
اوسی شب کو بابو شمبھو دت کے خیمہ سے چار گھوڑے اور ایک اونٹ چور لے گئے صبح کو
تیاری کوچ کی ہوئی اور مہاراج بڑی تیاری و جلوس سے خاص بازار شہر میں ہوتے
شہر کے باہر سکندرا اکبر کے مزار پر پہونچکر دوپہر کا کھانا کھاکر اُس قبر کی زیارت کرکے
فقیروں کو کچھ دیکر کراولی میں مقام کیا یہاں پر جمعدار رنداپرشاد ہزاری کے خیمہ سے
ایک گھوڑا نقرہ چور لے گیا صبح کو روانہ ہوکر فتحپور سیکری کے شہر پناہ کے نیچے خیمہ
استادہ ہوئے وہاں پر بارہ دری سنگ مرمر میں مزار شیخ سلیم چشتی تھا مہاراج
نے جاکر زیارت کی اور پانچ روپیہ و ایک اشرفی چڑھائی وہاں کے مکانات رفیعہ کو اچھی
طور سے دیکھکر صبح کو کوچ کیا تا اینکہ اس جہیں پر کہ بھرت پور سات کوس رہ جاتا ہے رہے
پھر وہاں سے متھرا پہونچے اور دس بارہ روز مقام کرکے حسب معمول پوجہ وہاں کے ہاتھی
گھوڑا پالکی عطا کیا ۔ پھر برہمنوں و متھراوالوں کو خوب کھلا کر گوکل پہونچے اور وہاں کے

پوجہ کا معمول ادا کیا پہر مہاراج نے اکثر لشکر کو متہرا میں چھوڑا اور خاص خاص آدمی لیکر بغرض زیارت معبدگاہ اطراف سفر کیا تا اینکہ مقام بلدیو جی کی طرف گئے اور وہاں کے فرائض سے ادا ہو کر دو پہر کو سوار ہو کر متہرا کے سامنے دوسری طرف جمنا کے ہنسا گنج میں مقام کیا اسی طور سے جسقدر مقامات مذہبی اس نواح میں تہے اُن سب کے درشن کئے اور جو ساد ہو ملتا گیا اوسکو علی قدر مراتب دو شالہ تہبیر۔ دہوتی۔ دہوسا۔ دوپٹہ بنارسی روپیہ دیتے گئے یہاں کے اکثر مقامات پر جو پہاڑ بلندی پر ہیں۔ لالہ بابو بنگالی کی سیڑہیاں بنوائی ہوئی ہیں اور اونپر اونکا نام کندہ کیا ہوا پایا۔ ہند بابا کے پہاڑ سے برسانا معلوم ہو رہا تہا تا اینکہ دوسرے روز برسانا گئے وہاں کے مکانات عالی شان کو خالی پایا ایک طرف کو روپ رام کٹارا۔ ہرکارہ بادشاہی کی باولی بنی ہوئی پایا۔ وہاں کے دیبی لاڈلی جی کا درشن کیا۔ یہاں بہی سیڑہیاں بابو نندکور کی بنوائی ہوئی اتہیں اور اونپر نام اونکا کندہ تہا اوسکے گرد گہاس کا جنگل ہے جس میں ہزاروں اونٹ و گائے وہرن چرتے ہوئے پایا وہاں کی سیر کرتے اور سیٹھ کمبہی کی بارہ دری کو دیکھتے اور وہاں کی اشیاء نفیسہ کو خرید کرتے صبح کو ڈیگ میں گئے۔

راجہ بہرتپور کو خبر ہوئی کہ راجہ بنارس تشریف لائے ہیں تو اونہوں نے ہزار بارہ سو آدمی چوکی پہرہ کو بہیجدیا اور وہ لوگ بڑی بڑی مشعلیں روشن کرکے روند پہرنے لگے اور لشکر والوں سے کہا آپ لوگ بفراغت آرام کریں اب آپ گہر میں ہیں چنانچہ سب نے آرام کیا۔ دیا نہر ایک مکان و باغ نہایت نفیس۔ جواہر سنگہ پسر سورج مل ججن کا ذکر حالات نجیب الدولہ میں ہے، کا بنوایا ہوا تہا اوسکی سیر کو علی الصباح مہاراج گئے اُس باغ کی روش پر ایک تخت سنگ موسیٰ کار کہا دیکہا کہ جواہر سنگہ اکبر آباد سے لائے تہے اور ساون بہادوں کی بارہ دری میں باغ کی روش پر رکہا تہا۔

مہاراج نے دو روز قیام کرکے چلتے وقت پہرہ والوں کو سوا سو روپیہ شیرینی کہانے کو دیا

اور پچاس روپیہ باغ کے مالیوں کو دیا وہاں سے روانہ ہوکر گوبردھن میں آنکر مان سی گنگا پر ڈیرا پڑا صبح کو نہا کے فرائض مذہبی و مقامی ادا کر کے دوپہر کو روانہ ہوکر ہشت بہل تالاب پر اوترکر کہانا نوش کیا اور ہمراہیوں نے بہی کہایا اور اشیا نفیسہ وہاں کی خریدکیں بعد اوسکے بغرض دیکھنے چہتری رنجیت سنگہ رادہا کنڈ و کرشن کنڈ میں آئے وہاں ایک میدان دیکہا جسمیں مہاجی سیندہیا کی فوج اُتری تہی اور اُسی میدانمیں لالہ بابو بنگالی کو گھوڑے نے لات مارا تہا اور وہ وہیں مرگئے اور اسی مقام پر دفن کئے گئے تیمہ تالاب جو قریب رادہا کنڈ تہا کہڑا کیا گیا اوس تالاب کے دکہن و پورب کے گوشہ پر سورج مل کے گرد کی چہتری (نشان مثل قبر) سنگ مرمر کی بنی ہوئی تہی اوسکے متصل باغ پر فضا تہا جس میں سورج مل کے چہتری ہی نیز دیگر چہتریاں کیشوری و ہنیا راو و نڈی بیاری کی لکہا کی بہی خوشنما تہیں سب کو دیکہکر پہر گوبردہن میں آئے۔

اور وہاں سے متہرا میں آنکر تمام لشکر سے جو بیاہر تہا آملے۔ جسروز متہرا سے روانہ ہوئے لگے تہے ٹہاکر ہورل سنگہ داروغہ توشہ خانہ نے کسی بات پر کہاروں کو پانچ چار سونٹہ مار دیا تہا جسکی وجہ سے ڈہائی سو کہار بہاگ گئے اور باجی راوٴ[۱] کے لشکر کا کوچ ہورہا تہا اس میں بہرتی ہو گئے۔ چونکہ اسباب بغیر باربرداری کے پڑا رہ گیا لہذا ٹہاکر ہورل سنگہ نے وہاں کے انگریزوں کے ذریعے بتوسط تہانہ دار حسد ہا گاڑی و چہکڑا کرایہ کرکے اوسپر اسباب کو بار کر کے روانہ ہوے۔

مہاراج پہلے سے روانہ ہوچکے تہے اور چہاتہ کے سرائے کے آگے سورج کنڈ میں

---

[۱] باجی راوٴ کا نام بیاہر با عتبار مشہور ہے ورنہ اوس کا انتقال عرصہ ہوا ہو گیا تہا اور اوسکے بعد ماہو راوٴ و رگہناتہ راوٴ مسند نشین پونہ وغیرہ ہوئے تہے اور ادن سے لڑائی انگریزوں سے شروع ہوگئی تہی اور اکثر مقام پر انگریزوں کو شکست ہوچکی تہی مگر سپاہ انگریزی موقع دیکہکر اونکے دفع کی فکر میں تہے نواح شاہ جہان آباد میں ورود لشکر مرہٹہ بوجہ بلوانے شاہ عالم کے اور پہر اونکی دست درازی کی حسب عادت مرہٹہ تہا اسکے بعد بنواشد بہادر رئیس مرہٹہ سے بابت قلعہ دیگ وغیرہ جنگ ہوئی جو تاریخ ہذا میں مذکور ہے۔

مقام کرکے بہ انتظار آمد اسباب تہے تا اینکہ ٹہاکر مذکور اسباب کو لئے ہوئے وقت دوپہر آپہونچے بعد فراغ طعام دوپہر کو سوار ہوکر ہورل گاؤں وپروردبلم گڈہ و فرید آباد ہوتے کوچ و مقام کرتے تکلا آباد میں آئے۔

بلم گڈہ کی رانی نے برسم تواضع مٹھائی اور جنس گاڑیوں اور بیلوں پر لدوا کر پیش کش کیا مہاراج نے اوسکا اختیار بدست ہورل سنگہ دیا اونہوں نے مودی خانہ میں جمع کردیا۔

تکلہ آباد سے روانہ ہوکر رہابت خاں کی ریت میں جہاں پر ہمایوں بادشاہ کا کوٹلہ بنا ہوا ہے اور اکبر بادشاہ وہاں ہاتھی لڑاتے تہے لشکر کا قیام ہوا۔ جانب دکہن کوٹلہ ایک باغ رشک ارم تہا اس میں ہمایوں بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور اوسکے دکہن نواب بیرم خاں اور نواب خان خاناں کی قبریں ہیں اور پچہم طرف کو نظام الدین اولیا کی قبر درویوں کی سرائے تہی پہونچے مہاراج نے کہا کہ ہم امیر خاں کے باغ میں جو کہ شہر پناہ دلی دروازہ کے مابین ہے دوپہر کا کہانا وہیں کہائیں گے لوگ وہیں آدیں۔ مہاراج دوپہر کا کہانا کہا کر آرام میں ہوئے تہے کہ لشکر بہی آگیا۔

ملاحظہ ہو تاریخ ایشری خلیفہ سید امیر علی

عرض راقم

ناظرین تاریخ ہذا نے بہ نسبت سلطنت دہلی صرف یہاں تک ملاحظہ کیا ہے کہ عماد الملک کے فتنہ پردازیوں وایک دوسرے کے لڑا دینے سے ضعف سلطنت میں بہت آگیا ہے تا اینکہ شاہزادہ عالی گہر جو بعد از تخت نشینی ملقب بہ شاہ عالم ہوئے دہلی سے نکلکر جانب بنگالہ گئے ہیں اور وہاں پر لوگوں نے اونکو ساتہہ لیکر بنگالہ یعنی عظیم آباد میں جنگ کی ہے اور اونہیں ایام میں اونکے والد عالمگیر ثانی مارے گئے ہیں۔ اور وہ تخت نشین ہوئے ہیں۔ اور دہلی میں زمانہ قیام شاہ عالم بنگالہ میں احمد شاہ ابدالی

نے مرہٹہ کو میدان پانی پت میں شکست دیکر شاہ عالم کو بادشاہ اور مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو بہ نیابت بادشاہ دہلی میں چھوڑا ہے اور اونکا نگراں نجیب الدولہ کو بعہدہ دیے عہدہ امیر الامرا کے کیا ہے اور شجاع الدولہ کو وزارت دیکر مددگار شاہ عالم کر کے خود واپس قندھار ہوئے اس طرف شجاع الدولہ نے مدد عالیجاہ کے ذریعہ سے پھر حملہ بنگالہ پر کیا تا اینکہ بکسر میں شکست کہائی اور اون سے اور انگریزوں سے عہدنامہ ہوگیا اور شاہ عالم بادشاہ الہ آباد میں رونق افروز رہے اور نجیب الدولہ دہلی میں انتظام سلطنت کر رہے ہیں اور مرزا جوان بخت وہیں پر ہیں۔

اوسکے بعد کے حالات متعلقہ خاندان شاہی کہ کیا واقعات پیش آئے اور اون کے عہدہ داران نے نواح دہلی میں کیا کیا کیا اب تک پوشیدہ ہیں۔ چونکہ رمی تاریخ کے ایک رکن کپتن کا سفر دہلی میں آیندہ مذکور ہو رہا ہے۔ لہذا لازم ہوا کہ واقعات گذشتہ کے مابعد سے اوس زمانہ تک کے حالات کہ مہاراجہ اودت نرائن نے دہلی میں ورود کیا۔ قلم بند ہوں تاکہ ناظرین کو ہر جگہ کے حالات سے ایسی دلچسپی رہے کہ پھر ضرورت دوسرے تاریخ کے دیکھنے کی نہ رہجائے۔

شاہ عالم کے زمانہ قیام الہ آباد کے حالات و مرزا جوان بخت کی ولیعہدی کے سلسلہ میں نجیب الدولہ کی ترقی و حالات شاہجہان آباد پھر شاہ عالم کی روانگی الہ آباد سے جانب دہلی و مرہٹہ کو بعد گمنامی چندے ترقی ہونا و ترقی مرزا نجف خاں و حال جنگ مرہٹہ با افغانان پھر صلح ذریعہ شجاع الدولہ

پھر جنگ افغانان شجاع الدولہ سے - و تقسیم ملک افاغنہ و بقیہ حال نجف خاں -

۶ - جمادی الثانی روز چہارشنبہ ۱۱۷۴ھ مطابق ۱۷۶۰ء میں جبکہ احمدشاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں سداشیو راؤ عرف بھاؤ سپہ سالار و بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ کو مار کر شجاع الدولہ کو وزیر کر کے سفارش مدد و بلانے شاہ عالم کے بنگالہ سے کر کے اور نجیب الدولہ کو افاغنہ روہیلہ میں آدمیت و شعور و لیاقت سرداری و سپہداری و شجاعت میں ممتاز تھے منصب امیرالامرائی دیکر حفاظت مرزا جواں بخت کو کو نام ولیعہدی او نیر باقی تھا کر کے دہلی میں رہنے اور انتظام دہلی کرنے کو کہا اور خود ۲۰ شعبان سنہ مذکور کو شالامار باغ دہلی سے قصد قندہار کیا - اسکے بعد حالات شاہ عالم بادشاہ بہ نسبت جنگ عظیم آباد و فتح کالپی و جہانسی ذریعہ شجاع الدولہ بہر مدد عالیجاہ کیواسطے بنگالہ جانا اور وہاں سے واپس ہو کر صوبہ الہ آباد میں رہنا اور شجاع الدولہ کا اپنے صوبہ اودھ میں رہنا ناظرین کتاب ہذا پر واضح ہو چکا ہے -

از ملخص التواریخ

شجاع الدولہ کے پاس صوبہ اودھ میں ایک انگریز سردار بغرض سوال و جواب حاجات خود و نواب رہنے لگا اور بادشاہ صوبہ الہ آباد میں انتظام کرنے لگے اور اونکے پاس بغرض اعانت و مدد فوج انگریزی حاضر رہنے لگی اور چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ بابت مالگذاری صوبہ جات بنگالہ جو انگریزوں نے شاہ کے واسطے منظور کر لیا تھا ذریعہ نجف خاں آتا رہا اور لاکھ روپیہ سالانہ مرزا نجف خاں کے واسطے (جن کا تذکرہ اکثر مقام پر تاریخ

ہوا میں۔ بہ نسبت قرابت صفدر جنگ اور شجاع الدولہ کی بے عنوانی سے
عالیجاہ کے پاس پہونچنا۔ اور اونکی شجاع الدولہ سے مدد چاہنے پر علحدہ
ہوکر بندیل کھنڈ جانا اور وہاں سے بادشاہ کے پاس حاضر ہونا اور اس عرصہ
میں انگریزوں کو مدد دینا معلوم ہوچکا ہے) انگریزوں کی مہربانی سے
مقرر ہوا۔ اور وہ رفاقت بادشاہ میں حاضر رہنے لگے۔ بعد اسکے انکو حکومت
کوڑہ ملی اور وہاں کا انتظام کرنے لگے۔ منجملہ دیگر امرا شاہی منیر الدولہ
تھے جو کہ بطور سفیر احمد شاہ ابدالی کے پاس بھیجے گئے تھے اور جنگ مرہٹہ
۱۱۷۴ھ میں وہ ہمراہ تھے اور سفارت پوری کرکے پھر حاضر ہوکر ہمراہ شاہ
الہ آباد میں تھے اور اونکو خدمت خانسامانی سرکار بادشاہی کے علاوہ
مدار المہامی و سرگروہی رفقاء شاہی و مختاری موقوفی و بحالی تمام نوکران سلطانی
و واسطہ سوال و جواب بادشاہ با انگریزان کی خدمت سپرد تھی مگر جبکہ سفر کلکتہ
وغیرہ میں زیادہ زمانہ گذرتا تو بعض سفلہ گان ملازم بادشاہ مثل حسام الدین
خاں و راجہ رام ناتھ و بہادر علی خاں محلی بنا بر مناسبت طبیعت با بادشاہ
اپنا تقرب بڑھاتے بخصوص بہادر علی خاں بوجہ تربیت و پیش کرنے
زنکہائے نوخاستہ رقص وغیرہ کے نفع زاید حاصل کرتے اور معتمد
السلطنت رہتے۔

اور شجاع الدولہ اپنے لڑکے سعادت علی خان کو بطور نائب وزارت اور بعض
خانہ زین کو بہ نیابت میر آتشی حضور شاہ میں چھوڑکر کبھی بہ ضرورت خود بھی حاضر
ہوجاتے۔

نجیب الدولہ نام منصب میر الامرائی شاہ جہان آباد میں مسلط ہوکر مرزا جوان
بخت جہاندار شاہ پسر کلان شاہ عالم کو کہ نام ولیعہدی اونپر تھا اور جانشین

بدر دار الخلافت میں کئے گئے تہے ۔ محافظ ہوکر انتظام مہمات شاہ جہاں آباد کرتے رہتے ۔

اوس زمانہ میں سورج مل جاٹ اپنی قوم کے راجاؤں میں ہوشیاری وصف آرائی مملکت ستانی وکارروائی میں نظیر نہ رکہتا تہا ایسے چار قلعہ مضبوط کر رکہا تہا کہ اونکا لینا مقتدران ہند کو مشکل تہا بارہ ہزار گہوڑے خاصہ اصطبل تہے اونپر سوار ایسے ملازم تہے جو برق اندازی گہوڑے پر سے کرتے اور ایسا اونکو فنون سپاہگری میں طاق کر دیا تہا کہ ہندوستان میں اُسکے مافوق خیال میں نہ آتا اور مشق ہر روزہ سے اونکو مشاق وماہر کر رکہا تہا ۔ غرضکہ کسی کا غلبہ اونپر اُس وقت ناممکن تہا مگر مرہٹہ اونسے مقابل ہوئے اور افواج ابدالی بہی اُنکے ملک میں آئی مگر اُنہوں نے استقلال سے قلعہ میں بیٹہکر پائداری کی ۔ جبکہ جنگ افاغنہ کا سامنا صفدر جنگ کو ہوا تہا تو مثل صفدر جنگ وزیر مقتدر کو اُن سے استمداد لینی پڑی اور اس نے مدد کی تا آنکہ سال فتح جنگ ابدالی میں سورج مل مذکور نے بطمع خزانہ ہائے شاہی وجود نجیب الدولہ کو ناچیز سمجہکر باعانت قوم سکہ شاہ جہاں آباد کو لوٹ لیا ۔

اور قوم سکہ نے زیادہ تمرد کو دخل دیکر جسا نامی ایک شخص کو اپنی قوم سے بادشاہ بناکر سکہ اوسکے نام کا جاری کیا اور تمام مخلوق خدا کو تنگ کرنا شروع کیا ۔ لہذا شاہ ابدالی ساتویں مرتبہ ۱۱۷۵ھ میں آئے جب اونکی آمد کی خبر سکہ کے گروہ کو معلوم ہوئی تو ضلع روہی میں کہ نواح سہرند و عمل آلا جاٹ مرزبان میں واقع تہا اور راہ دشوار گذار رکہتا تہا دو لاکہ سوار وپیادہ سے اجتماع کیا ۔ احمد شاہ ابدالی نے یہ خبر سنکر نوے کوس راہ کو دو روز میں طے کرکے ۱۱ رجب ۱۱۷۵ھ میں یکبارگی اونکے سرپر گر کر قتل وتاراج کیا اور بہت سامال لوٹ

میں اپنے ہمراہ لیگیا۔ ۲ شعبان سنہ مذکور کو واپس لاہور ہوا۔

چونکہ زمینداری و ملک محروسہ سورج مل جاٹ شاہجہان آباد سے نہایت متصل تہا اور ہمیشہ ہمت اوسکی تسخیر ملک دیگران پر رہتی۔ لہذا نجیب الدولہ کو سورج مل جاٹ سے کاوش دلی تہی اور دونوں باہم گر تبردار و فکر غلبہ بر یکدیگر میں رہتے بلکہ نجیب الدولہ اُس سے خوف رکہتے ہوتا انکہ سورج مل جاٹ نے بہادر خاں بلوچ پر کہ فوجداری سہارنپور بذریعہ عماد الملک علاوہ منصب ہفت ہزاری کے سرکار محمد شاہ سے پاکر مرتبہ امارت پایا تہا اور بعد عماد الملک کے نجیب الدولہ سے بہی موافقت سے زمانہ بسر کرتے تہے اور بارہ کوس شاہ جہاں آباد پر قلعہ و آبادی بنام خود بنائی تہی اور بہادر گڈہ نام رکہا تہا حملہ کیا اور بہادر خاں کے استمداد از نجیب الدولہ پر نجیب الدولہ نے اعانت نہ کی تو سورج مل نے اس مدد نہ کرنے کو اپنا خوف نجیب الدو پر پاکر درخواست فوجداری مذکور کی کی۔

نجیب الدولہ نے یعقوب علی خاں کو باتفاق راجہ دیر سنگہ کہتری سورج مل کے پاس بہیجکر سخنان آشتی سے فتنہ کو بیدار نہ کرنا چاہا۔ یعقوب علی خاں نے جوڑہ جہینٹ بطور تحفہ دیکر کلام مخلصانہ کرنا چاہا اُس نے جہینٹ کا جوڑہ تو پسند کر لیا اور اوسیوقت تیاری پارچہ کو کہا مگر گفتگوے صلح کی بابت اوٹہ کہڑا ہوا۔ یعقوب علی خاں نے جب دوسرے روز آنیکو کہا تو جواب دیا کہ اگر صلح منظور ہے تو نہ آنا چاہیئے۔

تا آنکہ نجیب الدولہ نے اپنے لڑکوں افضل خاں سلطان خاں ضابطہ خاں کو حکم تیاری لشکر دیا اور جمنا کے پار اوترے۔ سورج مل نے دریائے مذکور اوترکر ہنیڈن ندی پر مورچہ باندہا اور نجیب الدولہ نے گنج شاہدرا کو پشت پر رکہا سورج مل دس ہزار سوار کو مرتب کرکے خود چند رفقاء کے ساتہہ گہوم

رہا تھا کہ کس طرف سے نجیب الدولہ پر حملہ کرے اسوقت افضل خاں ہراول نجیب الدولہ مقابلہ منسا رام ہراول سورج مل سے شکست کہاکر جانب نجیب الدولہ بہاگ رہے ہیتے کہ سید محمد خاں بلوچ نے سورج مل کو تنہا پاکر حملہ کیا پہلے کسی ہمراہی کے تلوار سے ہاتھ سورج مل کا کٹ گیا جس میں چہینٹ مذکورہ پہنے ہوئے تہا۔

پہر سید محمد خاں مذکور عرف سیدو نے اوسکو مارکر سر و ہاتھ لیکر نجیب الدولہ کو خبر دی۔ اگرچہ نجیب الدولہ کو اوس وقت نہ معلوم ہو سکنے سے تردد تہا مگر فوج سورج مل بہاگ گئی۔ آخر یعقوب علی خاں نے اس چہینٹ کے کپڑے سے سورج مل کے ہاتھ کو جس میں ناسور بہی تہا پہچانا۔ اسکے مرنے پر جواہر مل اوسکا بڑا بیٹا قائم مقام پدر ہوکر مست بادۂ غرور ہوا اور اس مستی میں جادۂ ہوشیاری و قدر وقت شناسی سے باہر ہوکر مرہٹہ کو طلب کر کے اپنا رفیق کیا اور محاصرہ قلعہ شاہ جہاں آباد کیا۔

نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑے آخر بذریعہ راجہ دلیر سنگہ مرہٹہ سے صلح کرلی اور میدان خضر آباد میں نجیب الدولہ اور جواہر مل سے ملاقات ہوئی۔ جواہر مل نے اوسکے بعد سمرو فرنگی کو اپنا رفیق کیا۔ یہ سمرو فرنگی وہی شخص ہے کہ جو رفیق عالیجاہ تہا اور عالیجاہ سے نمک حرامی کر کے شجاع الدولہ سے موافقت کرلی تہی اور اپنے آقا کے خانماں کو برباد کردیا تہا۔ اور ہزاروں بندوق چقماقی و توپ وغیرہ مملوکات عالیجاہ کو لیکر نکل آیا تہا۔ پہر شجاع الدولہ سے بہی دغا کی۔ اور اونہیں فوج و بندوق و توپ کو لیکر ہر طرف گہومتا۔

جواہر مل نے سمرو فرنگی کیوجہ سے اپنے کو علاوہ صاحب خزانہ ہونے کے صاحب فوج بہی پایا تو اولاد راجہ جے سنگہ سوائی سے مقابلہ کے خیال میں جے نگر گیا مگر سزائے

جسارت میں باوجود توپ خانہ فرنگی دفوج اراستہ جواہر مل خائب خاسر پلٹا آخر زمان اقتدار وحیات مستعجلہ میں بہت سے اپنے باپ کے رفیقوں کو مارڈالا اور صدا نانی جو بدار کو تمام سردار اوپر مسلط کر کے سب کو ناخوش کیا آخر یہی سبب ہوا کہ دغا سے مارا گیا اور بجائے اوسکے رتن سنگہ بہائی اوسکا بیٹھا مگر یہہ نامرد تہا دوائے رجولیت کی تلاش میں تہا کہ ایک اتیت نے خلوت کی اور خوب روپیہ اُس سے لیا پہر اپنی بدنامی کی وجہ سے کہ دوا کے اثر نہونے سے نادم تہا اوسکو مارڈالا اور خود بہی مارا گیا۔ اوسکے بعد نول سنگہ مسند نشین ہوا۔ اور رنجیت سنگہ جو تہا بہائی بمدد زوجات سورج مل خزائن کثیر پر قابض ہوکر دوسرے قلعہ میں مسلک خود سر ہو گیا وجوہ مذکور سے بدنظمی اوسکے راج میں ہو گئی اور وقر واقتدار سورج مل گہٹ گیا۔

نجیب الدولہ آسمان اقتدار پر عروج کرکے چندروز فرماں روائے شاہجہان آباد رہے اور معدلت کیش وخیر اندیش خلق تہے گو اُسکے ہمراہیوں نے کہ افاغنہ ورہیلہ تہے اپنی خباثت طینت سے اکثر خلق خدا سکنہ شاہ جہاں آباد وامرزادگان وبجبا کو اذیتیں پہونچائیں اور ہر قسم کا ظلم وستم کیا اور گذرا جو کچہ گذرا تا اینکہ نجیب الدولہ تہوڑے زمانہ بعد مارے جانے سورج مل کے بیمار ہوکر بغرض تبدیل آب وہوا نجیب گڈہ گئے جسکو اونہوں نے خود آباد کیا تہا اور چندے بیمار رہکر مر گئے اونکی جگہ پر ضابطہ خاں مسند نشین ہوئے۔

زمانہ قیام الہ آباد میں شاہ عالم بادشاہ متمنی نزول قلعہ شاہ جہان آباد تہے جب نجیب الدولہ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنا ارادہ مضبوط کر لیا اور اعوان وانصار کو مدد کے واسطے جنکی بشت پناہی میں شاہ جہاں آباد میں رہ سکیں متلاشی ہوئے۔ طالبان رفاہ واقتدار وباقی ماندگان ولالی بشیہ شاہ جہان

نے کہ تسلط افاغنہ وعدم مداخلت اونکی سرکار سے دل تنگ تھے آرزومند آنے

ایسے بادشاہ پست فطرت کے ہوکر ترغیب وتحسین اس ارادہ میں کوشاں

ہوکر مرہٹہ کو اس کام کے لایق سمجھکر سیف الدین محمد خاں برادر عاقبت محمود خاں

کشمیری کو مرہٹہ کے لانے کی واسطے بغرض اعانت ورفاقت بادشاہ روانہ کیا

تہوڑے زمانہ بعد مرہٹہ کی عرضیاں متضمن قبول جب آگئیں تو بادشاہ بیتاب

ہوگئے ۔منیر الدولہ اور شجاع الدولہ انگریزوں نے مانعت کی مگر بادشاہ

نے ایک نہ سنا۔ اور ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۷۷۱ء میں روانہ ہوگئے فقط مرزا نجف

خاں ساتھ گئے شجاع الدولہ نے چند منزل متابعت کرکے فسخ عزمیت

چاہا مگر مفید نہ ہوا۔

اسی ضمن میں حاکم فرخ آباد احمد خاں بنگش نے انتقال کیا اور بادشاہ نے

عین سفر میں یہ خبر سنکر برسم قبیحہ دیرینہ سلاطین بابریہ کہ ضبطی اموال

ملازمین مقتدر کا رواج دے رکہا تہا در حصار فرخ آباد پر قیام کیا آخر ذریعہ

شجاع الدولہ مظفر جنگ پسر احمد خاں بنگش سے زر معتدبہ لیکر شاہجہاں آباد

گئے۔

شجاع الدولہ نے مظفر جنگ پر اپنی مہربانیاں فرمائیں اور برسم تعزیت

اپنے بیٹے کو اونکے گہر پر بہیجا اور اونکو اپنے پاس بلاکر بے حد مہربانی کی

اور اولاد بنگش کو منجملہ اپنے متوسلان کے کرلیا پہر اپنے صوبہ کو واپس گئے

مرہٹہ کو جب شاہ عالم نے اپنی مدد کو طلب کیا تو بعض سردار اونکے کہ بقیۃ

السیف فوج ابدالی دکہن ومالوہ میں نیم جاں ہوکر باقی تہی بامید تحصیل اقتدار

وعزت وجاہ بہ بہانہ توسل بادشاہ جانب شاہجہاں آباد گئے۔ ضابطہ خاں

خوف کینہ دیرینہ سے کہ درمیان اُنکے پدر و مرہٹہ کے تہے۔ اور انکے

والد نے شاہ ابدالی کی مدد قتل وقمع مرہٹہ میں کی تہی۔ اپنی مداخلت خلاف حزم واحتیاط سمجھکر جانب سہارنپور ونجیب گڈھ تعلقہ حاصل کردہ پدر میں چلے گئے چونکہ شاہ عالم ابہی تک راہ میں تہے اور مرہٹہ نواح شاہ جہان آباد میں پہونچ گئے تہے لہذا شاہزادہ جواں بخت پسر شاہ عالم کو جسطور سے کہ قلعہ میں برائی نام حاکم تہے مسلم رکہکر حکومت اطراف پر قابض ہوئے اور علاقہ ضابطہ خاں میں دست اندازی شروع کردی۔

بادشاہ جبکہ دار الخلافہ میں پہونچے اور قلعہ میں ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء میں تخت دہلی پر بیٹہے تو عبدالاحد خاں کشمیری کہ مرد مکّار وفتنہ پرداز تہا استقبال بادشاہ کو آنکر مورد الطاف ہوا اور اوسکی صحبت بادشاہ سے موافق ہوگئی تا اینکہ خطاب مجد الدولہ خان زماں فرزند خان بہادر بہرام جنگ پاکر مدار المہام خانہ بادشاہ کا ہوگیا اور سیف الدین محمد خاں کہ واسطہ سوال وجواب مرہٹہ تہا بوجہ تقرب عبد الاحد خاں اپنے مقصد کو نہ پہونچکر محروم رہ گئے۔ بادشاہ داخل حرم سرائے سلطانی ہوکر لہو ولعب وحرکات لغو ونا مناسب میں مبتلا ہوگئے۔

البتہ مرزا نجف خاں نے بمقتضائے شجاعت رفقاء صاحب جرأت کو جمع کیا اور اسباب اقتدار فراہم کرنے یاران جاں نثار میں مشغول ہوئے۔ اور قصد ترقی دامن ملک ستانی دل میں لانے لگے۔ مرہٹہ جو حسب طلب شاہ آئے تہے بجائے انتظام مملکت وپشت پناہی ارکان دولت پہلے اونہوں نے حسب عادت مستمرہ خود ضابطہ خاں کے ملک کو تباہ کیا اور جب شاہجہان آباد پہونچے تو سقدر روپیہ طلب کیا جو طاقت بادشاہ سے باہر تہا۔ بادشاہ کو بجائے مدد کے اونکے دفع کی فکر پڑگئی تا اینکہ مرزا نجف خاں سے مدد چاہی اونہوں نے مقتضائے شجاعت سے عرض کیا کہ اس فرقہ کی تادیب وگوشمالی ضروری ہے

چنانچہ جانب بادشاہ سے اس مہم پر مامور ہوئے اور شہر کے باہر جاکر مقام جنگ بنایا اور باوجود قلت فوج جنگ کرتے رہے اور ہر مرتبہ لڑائی میں غالب رہے۔

اب درانداروں ومنافقوں نے دوسری بازی کھیلی۔ عبدالاحد خاں وحسام الدین خاں وبہادر علی خاں محلی ناظر چونکہ سطوت مرزا نجف خاں کے بوجہ اونکی شجاعت وا اپنی بزدلی کے بے خوف نہ تھے اور قاعدہ مقرر ہے کہ نامرد مرد سے موافق نہیں رہ سکتا لہذا فکر استیصال نجف خاں میں ہوکر اس ارادہ پر ہوئے کہ مصالحہ مرہٹہ سے کرلیا جاوے۔ بادشاہ کو اس طرف مائل کرکے بغیر اطلاع نجف خاں کمال پوشیدگی میں مصالحہ کو استحکام دیدیا اور مرہٹہ نے بنابر مصلحت وقت قبول کرلیا۔ حضور کے عملہ جو بروج وبارہ حصار شہر پر مستعد مدافعہ تھے ان لوگوں نے حسب الامر دروازہ کھول دیا اور مرہٹہ اندرون شہر دہلی چلے آئے اور اونکے وکلا، شرف حضور شاہ میں حاضر ہوکر وارد وسائر شہر میں ہوگئے نجف خاں بہادر اس خبر کو سنکر متحیر ہوکر خود بھی داخل شہر ہوئے اور اپنے گھر میں اوترے بادشاہ نے جو روپیہ مرہٹہ کو حسب مصالحہ دینا اقرار کیا تھا حسب مشورہ حسام الدین خاں نجف خاں پر تنخواہ کیا یعنی مرہٹہ اس روپیہ کو نجف خاں سے لیں۔

مرہٹہ نے چونکہ روپیہ کے حصول میں لوٹ وغارت کو اپنا وطیرہ کر رکھا تھا چہ جائیکہ ترغیب بادشاہ بھی اونکو اس بارہ میں ہوئی تو طمع میں آنکر پیغام وعید وتہدید خاں مرقوم کو بھیجکر درخواست زرہائے تنخواہ کی کرنے لگے۔ اُن بہادر دلیر نے حفظ آبرو پر جان نثار کرنے کو مقدم سمجھکر جواب ہائے مردانہ دیا اور معدودے چند رفیقوں سے کہ زیادہ تین چار سو سے نہ تھے مستعد جانبازی ہوئے تاآنکہ چند روز آمد ورفت سفیروں وایلچیوں کے درمیان میں رہی جب

مرہٹہ نے دیکھا کہ مرزا نجف خاں شجاع بےنظیر اور جان دینے میں دلیر ہے اور وصول ہونا اوسنے روپیہ کا موافق کہنے اہل غرض ونفاق کے ممکن نہیں اور اگر کاوش زیادہ کیجاوےگی تو بغیر ہزاروں کے قتل ہونے کے نہ پا سکینگے اور ایسے شخص کا آزردہ کرنا خلاف اہلیت ہے لہذا بپیغامہاے عہد و مواثیق سے اونکا دل مطمئن کرکے طالب ملاقات ہوئے۔

مرزا نجف خاں مع رفقاء باسلاح ویراق بہ ہیئت مجموعی لشکر مرہٹہ میں گئے اور تکوجی سردار نے بیرون خیمہ تک استقبال کرکے خان مرقوم کو بعد معانقہ باحترام تمام لاکر اپنی مسند پر بٹھا کر مراسم عذرخواہی عرض کرکے ہاتھی گھوڑے جواہر پارچہ کو بخشش کرکے خوشنود واپس کیا۔ از ملخص التواریخ

اب شاہ عالم بالکل قبضہ مرہٹہ میں ہوگئے وہ جو چاہتے تھے کرتے تھے اور یہ برائے نام بادشاہ تھے) سنہ ۱۷۷۳ء میں مرہٹہ نے زبردستی سند عطاء اضلاع الہ آباد وکوڑہ شاہنشاہ سے لکھوالی۔ مگر نائب شاہنشاہی مقیم الہ آباد نے اجازت چاہی کہ اضلاع مذکورہ حوالہ انگریزان حسب منشار سند جو شاہنشاہ نے وقت قید ہونے کے لکھدی تھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ سال دوم میں یہ اضلاع وزیر اودہ شجاع الدولہ کے ہاتھ بچاس لاکھ پر فروخت ہوئے۔ (کتاب عہدنامہ) اور انگریزوں نے اپنا اقرار چوبیس لاکھ سالانہ بابتہ مالگذاری صوبہ جات بنگالہ دینا بھلادیا۔ آئینہ تاریخ نما

پھر نجف خاں مرہٹہ کی رائے ضابطہ خاں سے ملک لے لینے کی ہوئی اور بادشاہ کو بھی ہمراہ لیا مگر دو منزل شاہ جہاں آباد سے چلکر بادشاہ کو وہیں چھوڑا اور خود دونوں سردار مع فوج کے آگے بڑھے۔

ضابطہ خاں نے انکے مقابلہ میں اپنے کو نہ پاکر سکرتال وقلعہ غوث گڈھ میں مع فوج قیام کیا اور اپنے بھائیوں کو مع بعض فوج دوسری طرف گنگا کے محالات چاندپور وغیرہ میں بغرض انتظام رسدرسانی مع ناموس وعیال خود بھیجدیا اور خود

سکرتال میں مستعد مدافعہ ہو بیٹھے دونوں سردار مذکور نے محاصرہ کر لیا جب زمانہ محاصرہ طول ہوا اور ضابطہ خاں گھبرائے تو اپنی قوم کے سرداروں کو مثل حافظ رحمت خاں و اولاد دوندے خاں و فیض اللہ خاں کو بغرض مدد لکھا کہ انجام مآل کار کو خیال کر کے جلد آنا چاہئے وہ لوگ مع فوج آئے۔ ضابطہ خاں اُن سرداروں کو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر گنگا کے گھاٹوں پر تیئس کوس تک کہ اُنکے ملک میں تھے ٹھہراکر مستعد محاربہ ہوئے۔

مرہٹہ یہ حال دیکھکر فکر تلاش مقام پایاب میں ہوئے اور دو تین روز غفلت دیکر ایک روز مع نجف خاں سوار ہوکر اوپر طرف کے گھاٹوں کے مقابل ہوکر اُترنا چاہا۔ جب محافظان گھاٹ عقب ماندہ نے سن لیا کہ غنیم اوپر سے جا رہا ہے تو غفلت میں ہوکر اپنی اپنی جگہہ کو چھوڑ بیٹھے اور بعض چند لوگ پہرہ پر رہ گئے۔ مرہٹہ نے مع نجف خاں کے باگ موڑ دی اور ان میں سے ایک پر عین غفلت میں آن پڑے اور دریا میں گھوڑا ڈالدیا نجف خاں آگے بطور ہراول کے تھے جو ہیں گھاٹ کے قریب پہونچے مگر ابھی دریا میں تھے اور نکلنا چاہتے تھے کہ سرداران افاغنہ نے بلندی پر سے گولی ماری نجف خاں کے ساتھ چند زنبورہ تھے وہی جگہہ سے شلک کرایا اول شلک میں دو تین سردار افاغنہ کام آئے اور باقی روہیلہ بھاگ نکلے۔ نجف خاں و مرہٹہ نے اسی پر اکتفا کیا اور اپنی لشکر میں واپس آئے مگر یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ تمام لشکر افاغنہ جو متفرق تھا بھاگ نکلا اور بغیر جنگ و استعمال سیف سناں بھاگ کر آپس ہی کا مال لوٹنے لگے جب یہ خبر سکرتال پہونچی تو وہاں کی فوج نے بھی ضابطہ خاں کا مال تو نہ لوٹا مگر باہم خود ہی لوٹنے لگے اور یہی حال اُنکے تمام سرداروں کی فوج کا رہا۔ ضابطہ خاں و نیز سردار حیران و مضطرب ہوکر

کچھ نہ کرسکے۔ اور مرزا نجف خاں و مرہٹہ نے ملک ضابطہ خاں میں آکر رعایا واہل ملک و برادران و عیال و ناموس نجیب الدولہ و ضابطہ خاں کو بہت تنگ کیا ضابطہ خاں بھاگ کر شجاع الدولہ کے پاس پہونچے اور شجاع الدولہ ذریعہ و واسطہ صلح درمیان مرہٹہ و حافظ رحمت خاں وغیرہ افاغنہ ہوئے۔

نیز اسی درمیان میں سرداران مرہٹہ میں باخود ہا نزاع ہوگئی اور حکم طلب بعض روسا انکا دکھن سے بتاکید تمام آیا لہذا مرہٹہ نے مصالحہ ذریعہ شجاع الدولہ کو مغتنم سمجھکر جانب دکھن واپسی کا قصد کرکے دہلی کو واپسی کی۔

اور دہلی میں مرزا نجف خاں کو سپرد بادشاہ کرکے بہت سی سفارش اُنکے بارہ میں کیا اور اپنی طرف سے بھی بہت سے کلام اس اطراف کے سپرد کئے۔

مرزا نجف خاں نے بقوت خود و پشت پناہی مرہٹہ اسناد اکثر جگہ ہائے قرب وجوار دارالخلافت بادشاہ سے لیکر فوج ملازم رکھکر حملہ کرنا چاہا چونکہ اُن محالات پر تسلط جاٹ واونکی اتباع سے بادشاہ کو کچھ نہ ملتا تھا لہذا اسناد اونکو ملگئی۔

سورج مل کے لڑکے نے مع سمرو فرنگی کہ چھ ہزار تلنگہ بندوقہائے چقماقی کے علاوہ بندرہ ضرب توپ بھی رکھتا تھا مقابلہ کیا اور کول وجالیسر کے جوار میں جنگ ہوئی پہلے نجف خاں کو آثار شکست معلوم ہوئی مگر پھر فتح ہوئی۔ اور نجف خاں نے بعد اس فتح کے صوبہ داری اکبرآباد کی حضور سے لی یہ قلعہ بھی اُس وقت جاٹ کے قبضہ میں تھا۔ نفاق پیشہ لوگوں نے بھی مثل حسام الدین خاں و عبد الاحد خاں کے دوری نجف خاں کے بادشاہ سے غنیمت سمجھکر سند بلا عذر لکھوادی۔ اور نجف خاں نے باقبال خود وہاں کا بہت اچھا انتظام کیا اور تسلط پیدا کرکے امن کردیا اور فوج بہادر کو اچھی طور سے مکمل رکھا خاص ملک سے خود بطور جاگیرداری لیتے اور بقیہ کو رفقاء فوج پر تقسیم کرتے اور اُن سے طریقہ برابری کا برتا

کرتے تا اینکہ بہت سی فوج جمع ہو گئی اور اوسکے بعد محاصرہ قلعہ دیگ کا کیا جو مشہور قلعہ جاٹ کا مضبوطی میں تہا چودہ ماہ کے بعد اوسکو فتح کرلیا۔ اسکے بعد حضور بادشاہ سے منصب امیر الامرائی بعد انتقال نجیب الدولہ و موقوفی ضابطہ خاں کے مع خطاب ذو الفقار الدولہ امیر الامرا بہادر غالب جنگ کے پایا اور بڑے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

پسر سورج مل نے جو اوس قلعہ میں فرماں روا تہا دوسرے قلعہ میں جاکر نجف خان بہادر سے صلح کرکے امان حاصل کی اور نجف خاں نے بطور مناسب صلح کرکے آشتی رکھی۔ ملاحظہ ہو ملخص التواریخ

بعد اسکے صاحب ملخص التواریخ نے جنگ شجاع الدولہ و حافظ رحمت خاں و قتل حافظ رحمت خاں لکھا ہے جو قبل ازیں جلد اول تاریخ ہذا میں مذکور ہو چکی جو ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء میں ہوئے اور شاعر نے یہ مادہ تاریخ بہت اچھا کہا۔ کیونکہ شجاع الدولہ نے معاملہ باقیات پیش کرکے جنگ کیا تہا جیسا کہ اسی مقام پر بیان ہو چکا اگرچہ وجہ فتنہ انگیزی وار ادہ افغانان لڑادینا قوم انگریزی کا شجاع الدولہ سے تہا جن سے آپس میں کمال درجہ اتحاد تہا۔ وہ مادہ تاریخ یہہ ہے ؎

جو از لفظ ظفر تاریخ جستند — بپائے باقی سر حافظ بریدند

یعنی لفظ ظفر کے عدد ہر کہ گیارہ سو اسی ہیں عدد سر حافظ یعنی آٹھ کو اضافہ کرنے سے مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ بعد مارے جانے حافظ رحمت خاں کے ادبار گروہ افاغنہ پر طاری ہوا اور تفرقہ تمام جمعیت و اونکے ازدحام میں پڑ گیا شجاع الدولہ نے اپنی افواج کو اطراف و اضلاع ممالک محروسہ افاغنہ میں مقرر کرکے حکم دیا کہ سرداران افاغنہ کو براہ اطاعت حاضر کریں اور اگر کوئی تمرد کرے

تو اُنکو قتل کریں اور اپنے طور پر انتظام ملک کریں۔ مجبوراً فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں و محبت خاں وغیرہ اولاد حافظ رحمت خاں و فیض اللہ خاں پسر علی محمد خاں روہیلہ طوعاً و کرہاً دامن کوہستان کمایوں سے خدمت شجاع الدولہ میں آئے حالانکہ وہاں پر بھی بدی آب وہوا سے نہایت تنگ ہو رہے تھے۔ فیض اللہ خاں کہ پسر علی محمد خاں تھے اور اُنکے باپ اپنے زمانہ میں آقائے حافظ رحمت خاں و دوندے خاں وغیرہ تھے باعتبار سرداری زادگی جماعت کو متفق کرکے دامن کوہستان مذکور میں فساد انگیزی سے قیام کئے ہوئے تھے آخر بوسیلہ رؤساء انگریزی عہد و پیمان اپنے واسطے درست کرکے حاضر ہوئے۔ اور بعض منتہائے ملک افاغنہ کو کہ قریب دس پندرہ لاکھ کے محاصل رکھتا تھا شجاع الدولہ سے بوسیلہ سرداران انگریزی لیا اور فارغ البال ہوکر جماعت افاغنہ کو لیکر بیٹھے اور دوسرے لوگ وجہ معاش سے محروم رہے بلکہ بنا بر تحقیق زمانہ دراز تک مقید و کمال رنج میں رہے طرفہ یہ کہ فیض اللہ خاں اپنے زمانہ اقوام میں پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ کے ملک کے مالک نہ تھے۔

خلاصہ یہ کہ ملک روہیلہ اس طور پر تقسیم ہوگیا کہ نواب نجف خاں بہادر جو شروع زمانہ میں مرتبہ تبعیت و نوکری میں تھے اب رتبہ ہمسری شجاع الدولہ میں ہوگئے اور شجاع الدولہ بضرورت اُن سے دوستی کی بنا ڈالکر رفع عناد سابقہ کرکے دوستی کا دم بھرنے لگے اور ایک اپنے لڑکے کا عقد اون سے کرنا چاہا مگر زندگی نے شجاع الدولہ کو مہلت نہ دی اور یہ امر ناتمام رہا۔ گو نجف خاں اوسوقت بھی مقتضائے جوانمردی و فتوت سے مراسم ظاہری میں بھی اپنے کو خورد سمجھکر پاسداری آداب شجاع الدولہ حسب دستور قدیم کرتے رہتے۔

اس عرصہ میں جب کہ نصیب افاغنہ پھر گیا اور اونکا ملک اُنکے ہاتھ سے نکل گیا

تو تھوڑا سا اس میں سے ضابطہ خاں کے ہاتھ سے نجف خاں کے پاس بمدد مرہٹہ پہلے ہی آگیا تھا اور بعض اس میں سے مثل چاندپور نگینہ و پتھرگڈھ وغیرہ اس طرف گنگا کے جو ملک علی محمد خاں وحافظ رحمت خاں وغیرہ سے متصل سمت شمالی گنگا میں تھا۔ اور اکثر ملک اونکا مثل بارہہ وسہارنپور وغیرہ کے جو طرف جنوبی و مغربی گنگا میں تھا اور جو کچھ کہ قبضہ حافظ رحمت خاں واولاد علی محمد خاں ودوندے خاں میں تھا سب قبضہ شجاع الدولہ میں آیا۔ مگر اس طور سے کہ نصف اوسکا طرف شرقی وشمالی گنگا متصل حدود صوبہ اودہ مثل بریلی وآنولہ وشاہ جہاں پور وتلہر دین گڈھ وبداؤن وغیرہ کے اور نصف اُسکا درمیان دوآبہ گنگا وجمنا مثل سنبھل ومرادآباد وامروہہ وبعض مثل کانس گنج ودریا گنج کہ ملک سابق بنگش تھا اور زمانہ صفدر جنگ سے قبضہ احمد خاں سے نکل کر قبضہ مرہٹہ میں (بوجہ بلوانے مدد کے مرہٹہ کو اور اونکی ریشہ دوانی کرنے سے اس ملک پر قبضہ کرنے کے) آگیا تھا اور پھر بعد استیصال جماعت مرہٹہ از دست شاہ ابدالی بار ششم نواح پانی پت میں حسب حکم شاہ ابدالی حافظ رحمت خاں واحمد خاں بنگش ونجیب الدولہ واولاد دوندے خاں پر یہ ملک تقسیم ہوگیا تھا اور ہر ایک ایک جگہ کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھے اس وقت اس سب کے مالک شجاع الدولہ ہوگئے۔

امیر الامرا ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ بغرض انفصال ملک مرقومہ خدمت شجاع الدولہ میں آئے اور مداخل ممالک مذکورہ کو سمجھا کر منجملہ ضابطہ خاں کے جو کہ اس طرف گنگا کے مثل چاندپور وغیرہ تھا شجاع الدولہ کو دیا۔

اور تھوڑا سا ملک بنگش اور حافظ رحمت خاں ودوندے خاں کا کہ اتصال

صوبہ اکبرآباد وشاہ جہاں آباد سے رکھتا تھا خود لیا۔ اور حدود وقلمرو دونوں طرف سے منقح ہو گئی اور ضابطہ خاں کو نجف خاں نے شجاع الدولہ سے رخصت دلوا کر اپنے ہمراہ لاکر بناء عہد و میثاق طرفین سے مضبوط کیا۔ بعد اسکے نجف خاں رخصت ہو کر ملک اکبرآباد اور حدود و بلاد خود میں آئے۔ اور شجاع الدولہ نظم ونسق ملک روہیلہ میں مشغول ہوئے۔ ملخص التواریخ

بقیہ حالات نجف خان

نجف خاں نے بعد تسلط اکبرآباد و فتح قلعہ دیگ روز بروز افزائش سپاہ و اسباب عزت و جاہ میں کوشش کر کے فوج کثیر کو فراہم کر لیا۔ اور نجف قلی خاں و افراسیاب خاں اپنے چیلہ کو صاحب رسالہ عمدہ کہ قریب دس بارہ ہزار و اسپقدر پیادہ کے تھے کر دیا۔ یہہ دونوں صاحب فی الواقع براہ جرأت فطری سپہدار و خصم افگنی میں ممتاز تھے۔

اور محمد بیگ خاں ہمدانی ثانی نجف خاں تمام امور نجابت و شرافت میں اکثر رفقاء ذوالفقار الدولہ نجف خاں بلکہ ہر دو چیلہ مذکورہ پر تفوق رکھتے تھے۔

اسی طور سے دوسرے سرداران دیرینہ آزمودہ کار و اکثر سرداران سرکار شجاع الدولہ مثل ہر دو گسائیں جمعیت سات آٹھ ہزار سوار سے اور مرتضی خاں پسر مصطفی خاں ببر جنگ مرحوم ملازم سرکار شجاع الملک مہابت جنگ ناظم بنگالہ پانچہزار سوار سے اور اکثر اقرباء صفدر جنگ مثل اولاد مرزا یوسف کور وغیرہ کے کہ ناقدر دانی آصف الدولہ سے رنجیدہ ہو کر نجف خاں کے پاس آئے تھے سب کو بقدر لیاقت ریاست افواج دیکر اور ملک میں جاگیرداد اون کی سپردگی میں کر کے خود بھی بقدر حاجت نگاہ رکھا۔ اور بہت سا

ملک تو ابع راجہ جے سنگھ و مہاراج سوائی کا تسخیر میں لاکر اکثر راجپوتان کچواہہ
وغیرہ سے جنگ کرکے اونپر غالب آئے اور اپنی دولت کے دشمنوں کو کہ اطراف
صوبہ اکبر آباد و شاہ جہاں آباد میں تہے مغلوب کرلیا. عبد الاحد خاں کشمیری
و دوسرے ارکان حضور بادشاہ کے اقتدار نجف خاں پر حسد کرنے لگے
اور ضابطہ خاں فوجدار سہارنپور کو کہ منت کش نجف خاں تہے. اور اسوقت
میں افاغنہ و روہیلہ باقی ماندہ از قتل حافظ رحمت خاں کے اوسکے ملجا و جائے پناہ
ہو رہے تہے. سرتابی و تمرد پر اغوا کیا اوس احمق نے بہ اقتضا طبع افغانی
حقوق پرورش کو طاق نسیان پر رکھکر بغاوت اختیار کی. نجف خاں نے
بہی اوسکی تادیب و گوشمالی ضروری سمجھی بعد مقابلہ ہر دو لشکر و اظہار بہادری
طرفین جماعت کثیر افاغنہ و تہوڑے سے ہمراہی نجف خاں مارے جانے
پر فتح ذو الفقار الدولہ نجف خاں کو ہوئی. اور ضابطہ خاں بقیۃ السیف
کو لیکر کہ زیادہ تیس ہزار شخص سے تہے بہاگ کر قلعہ غوث گڈہ میں پناہ گزین
ہوے. وہاں پر سکہ ہائے اطراف و جوانب درؤسا سکہ سے رجوع
کرکے اس طور سے عہد و پیمان مضبوط کیا کہ اوسکا اسلام سے پہرنا اور فرقہ سکہ
میں آجانا مشہور ہوگیا.

ذو الفقار الدولہ نے بعد تہوڑے زمانہ کے اوس قلعہ کو محصور کرلیا اور ایک ماہ
تک جنگ رہی تا اینکہ ضابطہ خاں نے امان چاہی اور رؤساء لشکر امیر الامراء کی
ضمانت میں ہوکر نجف خاں سے ملاقات کی مگر چونکہ جواب و سوال مصالحہ
حسب خاطر خود نہ پایا لہذا رخصت واپسی چاہی. ذو الفقار الدولہ نجف خاں
نے اجازت دیدیا. وہ واپس ہوکر فوج سکہ سے مشورہ کرکے مستعد
مرنے و جاں فشانی پر ہوکر ایک روز بہیئت مجموعی جان سے مایوس ہوکر

بکر و قر سوار ہوکر خواہان کارزار ہوئے۔ نجف خان نے بہی کمر بہادری باندہکر اوسکا مقابلہ کیا اور طرفین سے جرأت نمایاں ہوئی۔ اور ایسی گہمسان لڑائی ہوئی کہ اوس نواح میں بعد جنگ ابدالی با مرہٹہ میدان پانی پت میں ایسی دوسری جنگ نہیں ہوئی۔ ہزاروں مرد بے سر ہوئے خود نجف خاں نے مثل عامہ سپاہ کے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ اول صبح سے تا عصر مع رفقا جنگ میں رہے جبکہ روز قریب ختم مثل اقبال سکہان و افاغنہ ہوکر شام ہوئی تو سکہ اپنے ملجا و ماوی پر گئے۔ اور ضابطہ خاں بہی اوسی قلعہ میں گئے کیونکہ بغیر اوسکے کوئی پناہ اونکو نہ رہ گئی تہی۔ صبح ہوتے ہی بہ کمال عجز معافی قصور کی التجا لائے۔ ذوالفقار الدولہ نے براہ جوانمردی عذر قبول کیا اور معافی دیکر حکم حاضری دیا۔ ضابطہ خاں مثل مجرموں کے عذر خواہ آئے اور مورد مہربانی ہوئے اور زمانہ دراز تک معدودے چند خدمتگاروں سے حاضر خدمت رہے تا اینکہ اپنی ایک ہمشیر کی شادی ذوالفقار الدولہ نجف خاں سے اور ایک لڑکی کی شادی نجف قلی خاں سے کہ بہ منزلہ پسر نیک اختر و متبنی نجف خاں تہے۔ کردیا اور اس وسیلہ سے فوجداری سہارنپور پر سرفراز ہوئے۔

دوبارہ ذوالفقار الدولہ نے فرقہ سکہہ کو کہ لاکہوں سے حساب میں زاید تہے اور بعد فرار عبدالاحد خاں کشمیری کہ اپنے حسد سے دعوے ہمابری نجف خاں میں لشکرکش ہوئے مگر اپنی جبن و بزدلی سے بہاگے تہے۔ اور فرقہ سکہہ نے علم سرکشی بلند کر رکہا تہا شکست فاحش دیا اور بعد اقبال و جاہ و جلال اکبرآباد و شاہجہان آباد میں تا حیات خود حکمران رہے اور بکمال حشمت و سطوت بسر کیا۔

سرداران انگریزی کو بہی وجود و اقتدار اون کا دل میں کہٹکتا جبکہ جنرل

کورٹ بہادر نے عبدالاحد خاں کو مقید کیا تو مسٹر مسکٹ کو بطور سفارت ذوالفقار الدولہ کے پاس بھیجا اور پیغامہائے وعید و تہدید بعض معاملات میں کہلا بھیجی - امیر الامراء ذوالفقار الدولہ نجف خاں نے جوابہائے مسکت بطور مناسب دئے مگر چونکہ دکھن میں لڑائیاں سرداران انگریزی کو پیش آگئی تھیں جسکا ذکر اپنے مقام پر ہو چکا اس وجہ سے کوئی لڑائی امیر الامراء سے نہیں ہوئی - تا اینکہ انتقال امیر الامرا ہو گیا - اور انکے بعد مرزا محمد شفیع خاں امیر الامرا ہوئے۔ ملاحظہ ہو ملخص التواریخ جلد سیوم

غلام قادر خاں کا شاہ عالم کی آنکھیں نکالنا - اور مدد مرہٹہ سے پھر شاہ عالم کا تخت نشین ہونا - اور غلام قادر خاں کا مارا جانا - فرزندان شاہ عالم بادشاہ سے مرزا سلیمان شکوہ کے حالات دہلی سے لکھنؤ جانا اور وہاں قیام کرنا - زمانہ نصیر الدین حیدر میں کاسگنج پھر آگرہ پہونچکر انتقال کرنا - انکے پسر مرزا مظفر بہادر و مرزا کام بخش و پوتے مرزا حیدر شکوہ کے حالات

مرزا سلیمان شکوہ بہادر شاہزادہ ولیعہد حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی ہیں یہ بہت باپ کے زمانہ سلطنت میں بوقت یورش و لشکر کشی اکثر سپہ سالار لشکر ہو کر جایا کرتے تھے - چنانچہ بعد رحلت نواب نجف خاں امیر الامراء کے جب مرزا محمد شفیع خاں امیر الامراء ہوئے تو اوسوں۔۔۔ نے بھی انہیں شاہزادے کو سپہ سالار

بمقابلہ محمد بیگ خاں ہمدانی کیا تہا جو عمدہ سرداران لشکر نجف خاں کے تہے اور غلام قادرخاں روہیلہ بہی اسی شاہزادہ کو سپہ سالار کرکے خود خلعت امیرالامرائی پہنکر شاہزادہ کو ہاتہی پر سوار کرکے خود خواصی میں بیٹہکر دہلی سے لایا اور دہو کہہ سے اپنے گہر لاکر قید کردیا۔ یہہ غلام قادرخاں وہی شخص ہے جس نے ۱۲۰۳؁ھ میں شاہ عالم کی آنکہیں نکالیں جسکی تفصیل یہہ ہے کہ بادشاہ کے حکم سے اسکا باپ کسی جرم میں مارا گیا تو اس نے منظور علیخاں نواب ناظر کو موافق کرکے شرف ملازمت بادشاہ و بندوبست قلعہ مبارک چاہا۔ بادشاہ نے نواب ناظر سے کہا میں نے اسکے باپ کو مار ڈالا ہے اسکا اس طرح سے آنا اچہا نہیں۔ نواب ناظر نے کہ موافق ہو رہے تہے عرض کیا حضور مطمئن رہیں اوسکی کیا مجال ہے جو نظر بد سے حضرت کو دیکہہ سکے۔

جب غلام قادرخاں داخل قلعہ ہوئے اور اپنا بندوبست و انتظام قرار واقعی کرکے حاضر حضور ہوئے تو گستاخانہ کہا کہ تم اب تخت شاہی سے اُٹہو بادشاہ نے بچشم پرغضب فرمایا اے ملعون تو مجہے نہیں اوٹہا سکتا ہاں کوئی مراہم چشم آوے تو مضائقہ نہیں۔ غلام قادرخاں نے احمد شاہ کے بیٹے بیدار بخت کو لاکر تخت نشین کیا۔ شاہ عالم تخت سے اوترکر مسند پر بیٹہے بعد اسکے شاہ عالم کو اُٹہواکے قید کرکے نو محلہ میں بہیجدیا۔ اور حسب حکم بیدار بخت اکثر شاہزادوں کی آنکہہ سلائی ہند سے گرم کرکے پہروادی۔ جب نوبت شاہ عالم بادشاہ کی پہونچی تو پہلے انکی ایک آنکہہ چہری سے نکال ڈالی۔ بادشاہ نے اوسکو ماں کی گالی دی اس نے دوسری آنکہہ بہی نکال لی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ پہر تخت نشینی پر جسکا تذکرہ آرہا ہے کسی کحال نے بادشاہ کے حدقہ چشم کو اس تکلف و خوبی سے بنایا تہا کہ غیر شخص کو مطلق امتیاز چشم کور کا نہوتا۔

خلاصہ مرزا سلیماں شکوہ نے جو کہ غلام قادر خاں کے قید میں تھے۔ اپنے خواص شکرو کو عامل فرید آباد کے پاس کہ وہ مہاجی سیندھیہ کی طرف سے وہاں کا عامل تھا بھیجا کہ وہ احوال کورنمکی غلام قادر و خرابی سلطنت کا مہاراج کو لکھے۔ عامل نے کہا کہ شاہزادہ شقہ خاص اس باب میں لکھیں تو میں مہاراج کو لکھ سکتا ہوں۔ بلا سند نہیں لکھ سکتا۔ شاہزادہ نے محمد مراد بہشتی کو جو غلام قادر خاں کی طرف سے اوپر متعین تھا موافق کر کے کاغذ و دوات و قلم طلب کیا۔ وہ مرد بہشتی اپنے مشک میں چھپا کر لایا اور شاہزادہ نے شقہ خاص بنام مہاجی سیندھیہ متضمن ظلم و ستم مذکورہ لکھکر وزیعہ عامل مذکو بھجوایا۔ جس وقت یہہ شقہ مہاجی کے پاس پہونچا تو اوسی وقت ملہار راؤ۔ راجہ ہمت بہادر۔ رانا علی بہادر کو مع فوج قاہرہ تسخیر شاہ جہاں آباد و استیصال غلام قادر خاں کو بطور یلغار روانہ کیا۔

جب فوج نے پہونچکر محاصرہ قلعہ کیا اور طرفین سے توپ چلنے لگی تو فوج غلام قادر خاں نے ایک کوٹھہ باروت و گولہ کا کھول کر باہر لیجانا چاہا مگر اتفاقاً کسی سپاہی کی بندوق کے توڑے کا گل وہاں گرا۔ کوٹھہ ہوائے آسمانی ہو گیا پھر اور آدمی جو قریب تھے مثل پتنگوں کے آسمان میں اوڑتے رہے یہہ پہلا شگون بداقبالی ہوا۔ آخر بعد کئی دن کے محاصرہ کے غلام قادر خاں قلعہ سے بھاگ کر دریا کے پار جا کر مع لشکر رہا اور مرزا اکبر شاہ و مرزا محمد سلیمان شکوہ و دیگر شاہزادوں کو مقید اپنے ہمراہ لیگیا۔

فوج جس نے محاصرہ قلعہ کیا تھا بجائے خود متحیر تھی کہ کیونکر داخل قلعہ ہو کیونکہ ہر طرف سے دروازہ بند تھے عورات محل نے گھبرا کر مرزا کام بخش پنج سالہ چھوٹے بیٹے مرزا سلیماں شکوہ کو چڑھا کر فوج کو دکارا کہ قلعہ میں کوئی نہیں ہے

تم چلے آو۔ فوج نے گود کہڑکی کے پہاٹک پہارا اور داخل قلعہ ہوے۔ محلات میں ہر طرف شور قیامت برپا تہا۔ ہر طرف سے آواز فریاد بلند تہی۔ امرائے مرہٹہ وافسران فوج نے پہلے تلاش کیا کہ اگر کوئی شاہزادہ اولاد شاہ عالم سے ملے تو ہم اوسکو اپنا سپہ سالار لشکر مقرر کریں۔ چنانچہ اوسی شاہزادہ کو سپہ سالار کرکے نو محلہ میں بادشاہ کے پاس کہ جہاں اونکو نابینا کیا تہا۔ بہیجا۔ اسوقت تک بادشاہ کو آب وطعام کچھ نہ دیا تہا۔ بیہوش غش میں پڑے تہے اس قدر طاقت نہ تہی کہ زبان سے پانی مانگ سکیں لوگوں سے پانی کا اشارہ کیا تا اینکہ کپڑا تر کرکے اونکی حلق میں ٹپکانے سے تری زبان میں آئی اور کہا کہ مرزا اکبر شاہ کو جو اوس وقت مع دیگر شاہزادگان قید غلام قادر خاں میں تہے بادشاہ کردو مگر امرائے مرہٹہ ہپر راضی نہوے بادشاہ کو اوسی حال سے جس پلنگ پر تہے دیوان خاص میں اوٹہا لائے اور سنہ ۔ ھ مطابق سنہ ۱۷۸۳ع میں پہر تخت پر بٹہایا توپیں سلامی کی چلیں اور آداب ولوازمات سلطنت از سر نو جاری ہوئیں گویا سلطنت از سر نو قایم ہوئی۔ اسی جلوس میں سند وزارت وخطاب عالی جاہ مہاجی سیندہیہ کو عنایت فرمایا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ مادہوجی سیندہیہ فرزند جگر بند من است۔ آصف الدولہ و انگریز کہ دلسوز من اند۔ چہ عجب گر نمایند مددگاری ما۔

اور امرائے مرہٹہ شاہ عالم کو تخت پر بیٹہا کر رخصت ہوئے۔ اور مقابلہ غلام قادر خاں کو کہ دریا کے اس پار پڑا ہوا تہا روانہ ہوئے۔ قریب پہونچکر ہر طرف سے گہیر کر رسد غلہ بند کردی چونکہ شاہ عالم نے بتاکید فرمایا تہا کہ مرزا محمد اکبر شاہ کو کسی قسم کا آسیب نہ پہونچنے پاوے۔ لہذا سرداران فوج نے بحیلہ صلح وعفو جرائم شاہزادوں کو لے لینا۔ اور اسکے بعد معرکہ آرائی کرنا مناسب سمجہا۔

غلام قادر خاں نے بہ امید موہوم عفو جرائم سب شاہزادوں کو تو حوالہ کر دیا مگر مرزا سلیمان شکوہ کو نہ دیا تا اینکہ جب مرزا محمد اکبر شاہ داخل فوج مرہٹہ ہو چکے تو طرفین سے توپ چلنے لگی اور فوج روہیلہ کو آخر میں شکست ہوی۔ فوج کے بھاگنے پر غلام قادر خاں بھی بھاگا۔ اسکے گھوڑے کو گولہ لگا وہ گر کر مر گیا یہہ پیادہ پا بھاگا۔ عمدہ ترین جواہرات کو یہہ کمر میں لئے ہوئے تھا تا اینکہ ایک بستی میں پہونچا ادس طرف سے ایک سقہ آ رہا تھا اور اوسکے حالات کا پرساں ہوا۔ غلام قادر خاں نے کل حالات بیان کر دئے اُس نے کہا حضور میرا گھر حاضر ہے بہت حفاظت سے آپ رہینگے یہہ اوسکے گھر گیا اور اس نے ایک کوٹھری میں مقفل کر دیا۔ سپاہ مرہٹہ اوسکی تلاش میں پھر رہی تھی اُس نے کہا اگر میں بتا دوں تو کیا دوگے سب نے بہت کچھ دینے کا اقرار کیا۔ آخر اُس نے مکان لیجا کر کوٹھری کھول کر دکھا دیا اور کہا یہ وہی حرام زادہ ہے جس نے میرے باپ کو بے گناہ مارا ہے۔ فوج اوسکو لوہے کے پنجڑے سلاخ دار میں قید کر کے بادشاہ کے سامنے لائی۔ کہ یہ نمک حرام حاضر ہے فرمایا تم کو اختیار ہے فوج ہر روز ایک بند اعضا کاٹ کر تشہیر کیا کرتی جب ایک مضغہ رہگیا تو ہاتھی کے پاؤں میں رسی باندھکر تشہیر کیا اور واصل جہنم ہوا۔ ایسا انتقام بھی دنیا میں کم ہوتا ہے۔

فوج روہیلہ کے بھاگنے پر مرزا محمد سلیمان شکوہ تن تنہا میدان قتال میں تماشا قدرت خداوندی دیکھ رہے تھے کہ دفعتہ راجہ ہمت بہادر مثل ہمائے اقبال پہونچا اور انکو پالکی پر سوار کر کے لائے اور مرزا محمد اکبر شاہ کی ہاتھی پر سوار کر دیا اور بعد فتح داخل قلعہ مبارک ہوئے۔

بعد فتح شکوہ و شیرپور کی مرزا محمد اکبر شاہ تمام کاروبار و صاحب دستخط بادشاہ تا حین حیات

رہے بادشاہ نے مرزا اکبر شاہ کو بیدار بخت کے سر لانے کو بہیجا جب وہ داخل نو محلہ ہوئے تو اونکو قرآن پڑہتے ہوئے پایا. حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ لو پہر اونکے دوسرے بہائی کا سر بہی کاٹ لیا گیا اور دونوں سر سامنے بادشاہ کے لائے گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو وہیں نو محلہ میں گڑوا دو۔ مگر بعد اس برہمی و غارتگری کے سلطنت برائے نام رہ گئی۔

شاہنشاہ ۱۸۰۳ء تک بطور قیدی باختیار مرہٹہ رہے اسی سنہ میں لارڈ لیک صاحب نے قصد جانب دہلی کیا۔

کیونکہ حسب عہدنامہ ۱۸۰۱ء نصف ملک دامن دہلی تک نواب سعادت علیخاں صوبہ دار اودہ سے لے چکے تہے۔

اور گورنر جنرل ارل آف مارننگٹن صاحب جنکو بعد فتح ٹیپو سلطان مارکوئس آف ولیزلی کا خطاب مل چکا تہا اور اوس زمانہ میں پیشوا کو اپنی حمایت میں جو کہ خوفناک ہلکر سے تہے۔ لے چکے تہے۔ اور عہدنامہ لکہا لیا تہا اور پہر سیندہیہ وغیرہ سے براہ راست صلحنامہ نہ ہونے پر فوج کشی کی تہی. اور گورنر جنرل نے اپنے بہائی جنرل ولیزلی کو جانب دکہن سے اور لارڈ لیک کمانڈر انچیف کو شمال یعنے ملک دوآبہ سے چڑہائی کو بہیجا تہا اور لارڈ لیک نے بعد فتح علی گڈہ بمقابلہ پیرن فرانسیس ملازم سیندہیا جانب دہلی توجہ کی تہی تو بادشاہ نے اوس سے ایک خورد و بوسیدہ خیمہ کے نیچے ملاقات کی اور بہت بڑا خطاب لارڈ لیک کو دیا کیونکہ اوس زمانہ میں اون بیچارے کے پاس اور کیا رہ گیا تہا۔ لارڈ لیک نے اکٹرلونی کو کچہ سپاہیوں کے ساتھ دہلی میں رزیڈنٹ کرکے چہوڑا اور خود آگرہ گئے جو اوس وقت پہر مرہٹہ کے قبضہ میں بعد موت نجف خاں آگیا تہا اور اوسکو مرہٹہ سے خالی کرا لیا۔

بہرطور بادشاہ نابینا زیر حمایت وحفاظت گورنمنٹ انگریزی آگئے اور تمام علاقہ وآمدنی جو مرہٹہ نے شاہنشاہ کیواسطے مقرر کر رکھی تہی وہ سب سرکار انگریزی سے بحال وبرقرار رکھی اور علاوہ اوسکے ساٹھ ہزار روپیہ ماہواری اور پہر لاکہ روپیہ ماہواری نقد اُنکے واسطے اور مقرر کردیا۔

شاہ عالم نے ۱۹ ماہ نومبر ۱۸۰۶ء کو انتقال کیا اونکے بعد اکبر شاہ تخت نشین ہوئے۔

حالات اکبر شاہ بادشاہ پسر شاہ عالم بہادر آیندہ مذکور ہونگے اس مقام پر دوسرے بیٹوں شاہ عالم کا تذکرہ اس نظر سے کیا جاتا ہے کہ اس خاندان ادبار گرفتہ پر کیا کیا حادثات پیش آئے۔

بعد دو برس حادثہ غلام قادر خاں ۱۲۰۲ھ مطابق ۱۷۸۹ء بوجہ تکلیف اشیاء ضروری کہ نام سلطنت رہجانے اور آمدنی کم ہوجانے سے مرزا سلیمان شکوہ نے قصد ہجرت یعنی وطن چہوڑ دینے کا کیا اور چونکہ بلا حکم بادشاہ کوئی شہزادہ باہر نجا سکتا تہا لہذا خانہ زادوار وغیرہ وخواصان بادشاہی کو ہمراز کرکے کئی گوجر نوکر رکہکر ایک گہوڑا سواری کا انکے ساتھ کرکے دریا کے اوس پار بہیجدیا اور خود شب تار میں فصیل بلند قلعہ سے اوترکر ایک گوجر کی پیٹھ پر سوار ہوکر دریا کے پار آئے اور گہوڑے پر سوار ہوکر تیس کوس تک بطور یلغار چلے آئے تاآنکہ رامپور پہونچے۔ اُس وقت میں رامپور میں نواب فیض اللہ خاں رئیس رامپور تہے منکر استقبال کیا۔ بعد شرف ملازمت خیمہ میں اوتارا اور از اوقات اپنے مقدور کے پیشکش کیا جس سے فی الجملہ سامان بیامانی شاہانہ درست ہوگیا۔ بعد اسکے مرادآباد ہوکر بعد طے منازل داخل صوبہ اودہ ہوئے اور فتح گنج میں جو کہ لکہنو سے تین کوس پرے ہے خیمہ زن ہوئے۔

جب آصف الدولہ کو خبر ہوئی تو اپنی حاضری کے نسبت عذر کہلا بھیجا اُسکی
وجہ یہ تہی کہ مرزا جواں بخت بڑے بیٹے شاہ عالم کے سابق میں آچکے تہے
اور بوجہ بعض حرکات خلاف کے اونکا قیام لکھنؤ میں رہنا مناسب نہ ہوا
تہا (جو کہ بیان حالات شاہزادہ موصوف میں مذکور ہو چکے) آخر بصلاح
نواب گورنر جنرل وارن ہسٹنگ صاحب بہادر بنارس میں مقیم ہوئے
آصف الدولہ نے تو اوسی ناخوشی میں وجہ معینہ شاہزادہ جو وقت قیام
شاہزادہ لکھنؤ میں مقرر ہوئی تہی موقوف کرنا چاہا اور کہا اسی طور سے
شاہزادگان دلی سے آتے رہینگے اور میرا تمام محاصل دعوت و پیش کش میں
خرچ ہو جاوے گا مگر گورنر جنرل نے کہا چونکہ استقبال میں میں ہمراہ تہا اور میری
صلاح سے وہ داخل شہر ہوئے۔ لہذا بند کرنا خلاف میرے نام و آپ کی
ہمت کے ہے۔ آیندہ کسی موقع پر سمجہ لیجئے گا۔ نظر بوجہ بالا نواب آصف الدولہ
کو رونق افروزی مرزا محمد سلیماں شکوہ اُنکے بہائی میں تامل تہا۔
شاہزادہ محمد سلیمان شکوہ تین مہینہ تک بہ جمعیت پانچہزار سوار و پیادہ
شاگرد پیشہ مقیم خیام رہے اور نواب آصف الدولہ عذر صلاح نواب گورنر
جنرل بموجب عہد نامہ سرکار انگریزی کرتے رہے تا اینکہ اکرام احمد خاں بہائی
تفضل حسین خاں نائب کے جو شریک مصلحت شاہزادہ ممدوح تہے خان
موصوف کو موافق کر کے نواب گورنر جنرل کارن وال صاحب بہادر سے (جو
اوسوقت میں بعد وارن ہسٹنگ صاحب آئے تہے) اجازت ملاقات حاصل
کرائی۔ اور نواب آصف الدولہ نے فتح گنج جا کر استقبال کیا۔
شاہزادہ حسب دستور ہاتہی پر سوار ہوئے اور نواب حسب دستور وزیر اعظم خواصی
بیٹہکر مورچہل ہلاتے ہوئے بڑے تجمل سے داخل شہر ہوئے۔ اور بڑی ہی

کوٹھی و تعمیر جنرل مارٹن میں فروکش ہوئے چھ ہزار روپیہ ماہواری معرفت باورچی خانہ سرکار آصف الدولہ سے مقرر ہوا۔

جب نواب سعادت علی خاں ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۸ء میں مسند نشین ہوئے اور اپنے دولتخانہ قدیم کو چھوڑکر فرح بخش جنرل موصوف کو لیکر رہنا اختیار کیا اور منظور آبادی شہر جدید ہوئی۔ تو ہمسایہ شاہزادہ کو خلاف داب شاہی سمجھکر کوٹھی بخشی امل صاحب کو جو کنار دریا اور ہمسایہ رزیڈنٹی میں تھے بمعاوضہ تیڑہی کوٹھی کے رہنے کو دیا۔

شاہزادہ مرزا محمد سلیمان شکوہ ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ء عہد دولت نواب آصف الدولہ وزمانہ گورنری لارڈ کارن وال بہادر سے تا سنہ جلوس نصیرالدین حیدر کہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء ہے کمال اعزاز و احترام سے لکھنؤ میں رہے نواب سعادت علی خاں کے بعد نواب غازی الدین حیدر ۱۲۳۲ھ تک بطریق وزارت حسب دستور وزیراعظم قدیم پیش آیا کئے شاہزادہ کو نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے۔

جب غازی الدین حیدر بہ استصواب و حکم صاحبان صدر تخت نشین بادشاہت ہوئے تو شاہزادہ ممدوح سے طالب ملاقات مساوات و برادرانہ ہوے۔ شاہزادہ نے منظور نہ کیا تا اینکہ بحکم صدر جان فتن صاحب رزیڈنٹ نے ذریعہ میر منشی باقر علیخاں شاہزادہ سے کہلا بھیجا کہ سابق ازیں والیان اودہ وزیر تھے بہ آداب وزارت حضور میں حاضر ہوکر نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے اب بحکم صدر بادشاہ ہوئے۔ حضور اون سے ملاقات مساوی فرمائیں اور تواضع تکریم طرفین سے مساوی عمل میں آوے۔ شاہزادہ نے جواب دیا بہت اچھا اگر میں ملاقات کروں گا اسی طریق سے پیش آونگا منشی نے تبلیغ رسالت کیا

اور پھر آگرہ عرض کیا کہ فدوی کو حکم قطعی صدر سے آیا ہے کل شاہزادہ اور فدوی ملاقات حضور کو آویں گے اور حضور کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ کبھی ملاقات نہو گی۔
شاہزادہ کو یہ امر ناگزیر نہایت ناگوار خاطر گذرا اوسیدن باغ سے دولت سرا میں آئے صبح کو شاہزادہ مع صاحب رزیڈنٹ بڑے احتشام سے آئے۔ مرزا کام بخش پوتے شاہ عالم نے کہ بہت ہوشیار و صاحب فہم تھے اپنے والد یعنی شاہزادہ کو ایک کمرہ سرراہ میں بیٹھا کر چلمن چھوڑ دیا۔ باہر دو رویہ ملازمین دست بستہ کھڑے ہوئے تھے۔
جب شاہزادہ تاج شاہی سر پر لباس شاہی بدن میں مع امرا ارکان دولت روبروے مکان خاص تشریف لائے۔ یکبارگی نواب ناظر نے چلمن اوٹھائی حسب دستور شاہی پکارا اہل دربار خبردار ہو جاو حضور برآمد ہوتے ہیں شاہزادہ نے موافق عادت قدیم ذرا خم ہو کر سلام کیا ہاتھ خود بخود اٹھ گیا اودھر چوبدار اپنے دستور پر پکارا کہ صاحب عالم و عالم پناہ سلامت۔ شاہزادہ نے جواب سلام شاہزادہ کو مثل طریقہ اسلام دیا۔ اور فقط یہ برتاؤ مساوات کا کیا کہ داہنے ہاتھ میں شاہزادہ کا ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں رزیڈنٹ کا ہاتھ لیکر خود مثل نون لنا ہو کر اپنے مکان دیوان خاص میں ایک دنگل پر شاہزادہ کو اپنے پہلو میں بیٹھا کر صاحب رزیڈنٹ سے کہ کرسی پر بیٹھے تھے فرمایا کہ خوشی سرکار کمپنی ہم نے کر دیا۔ مگر مختار محل بوجہ اسقاط حمل قریب مرگ ہو رہی ہے اوسے حالت سکرات میں چھوڑ کر آیا ہوں اسوقت دنیا میری نظر میں تیرہ و تار ہے اس وجہ سے فرصت نہیں انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے کشتیاں منگوائیں۔ شاہزادہ نے ایک رومال شالی کشتی سے اوٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ پھر اوسی طرح ادسی

مکان خاص تک آکر رخصت کیا خود اوسی طریق شاہی سے داخل ہوئے۔ مگر شاہزادہ اس طریق ملاقات سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ کہ جیسا میں خواہاں تہا وہ نہ ہوا بلکہ محض نذر و خلعت میں فرق ہوا باقی سب طریق شاہی بدستور قایم رہا۔

پہر اوسی دن سے نصیر الدین حیدر کی شادی تک ملاقات آپس میں نہ ہوئی جب شاہزادہ کو یہہ مکنون خاطر ہوا کہ اب میں بادشاہ ہوا ہوں۔ لہذا میری اولاد کی شادی خاندان تیموریہ میں ہونا چاہیے۔ نواب معتمد الدولہ کو حکم دیا کہ جس طور سے ہو مرزا سلیمان شکوہ کو راضی کیا جاوے کہ وہ اپنی دختر کی شادی میرے فرزند سے کریں۔ نواب معتمد الدولہ نے رفیق الدولہ میر گلزار علی خاں مختار کار شاہزادہ کو بہ طمع دینار راضی کیا۔ مختار نے نوازش محل خاص محل شاہزادہ کو موافق کیا چونکہ محل مذکور کو مداخلت تامہ مزاج شاہزادہ میں تہی لہذا بحسن سعی بیرونی و اندرونی سے شادی قرار پاکر بڑی دہوم و تکلف شاہانہ سے شادی ہوئی۔ سات ہزار ماہواری بروقت شادی اور پانچہزار ہنگام ملاقات اضافہ ہوگئی۔ چونکہ حسب دستور ہند لڑکی کا باپ غائب رہتا ہے لہذا مرزا سکندر شکوہ اونکے چہوٹے بہائی مہتمم کاروبار تہے اونہوں نے ایسی فروتنی سے ملاقات کی کہ غازی الدین حیدر کے دل سے وہ باتیں جاتی رہیں تا اینکہ وقت ملاقات مساوات پانچہزار مذکورہ بڑہے جملہ بارہ ہزار کا اضافہ تنخواہ سابق پر ہوا۔

جب نصیر الدین حیدر ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء میں مسند نشیں ہوئے۔ تو اوسی سال جلوس میں داماد و خسر میں عدم موافقت ہوگئی جسکا سبب یہ ہوا کہ شاہزادہ کی ایک محل سے جسکا نام سرفراز محل تہا ایک لڑکی مان خاں کلاونت کی

لیکر اپنی فرزندی میں مثل بیٹی کے پرورش کیا تہا جب وہ جوان ہوئی تو ہم رتبہ بیگمات ہوکر صاحبزادی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور نام قمر چہرہ رکھا گیا۔ نصیر الدین نے اوسکے حسن وجمال کا شہرہ سنکر اوسکی خواستگاری کے واسطے اپنے نائب اعتماد الدولہ افضل علی خاں کو شاہزادے کے پاس بہیجا کہ اگر حضور اوسکا نکاح مجھسے کریں تو میں پانچہزار ماہواری علاوہ وجہ معینہ سابق پیشکش کروں۔

شاہزادہ نے موجب بدنامی سمجھکر قبول نہ کیا بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا۔ ایک روز محلات شاہزادہ اپنی باغ کو جارہے تہے اور ایک کٹنی محل میں کسی حیلہ سے پہونچ گئی تہی عین سواری میں وہ کٹنی اوس لڑکی کو لیکر بینس میں سوار کرکے نواب سلطان محل خاص محل بادشاہ کے محل میں لے گئی جب یہ خبر شاہزادہ کو معلوم ہوئی تو اوسیوقت رزیڈنٹ سے ماجرا کہلا بہیجا صاحب نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ یہ امر موجب بدنامی وفساد ہے اوس اسامی کو ابہی سوار کرکے بہجوا دیجئے۔ بادشاہ سے کچھہ بن نہ پڑا اوسیوقت اوسے سوار کرادیا اور صاحب سے کہلا بہیجا کہ یہ جہیز اتہام ہے وہ سلطان بہو کے ملاقات کو محل میں آئی ہی تہی۔ شاہزادہ نے بہ ایمائے صاحب رزیڈنٹ خواجہ سرا و سپاہی بہیجکر اوسکو بلوالیا اور پیروں میں بیڑی ڈالکر قید کیا۔

اس واقعہ کے بعد شاہزادہ پر لکھنؤ کا رہنا شاق گذرا تا اینکہ کرنل کارن صاحب رئیس کاس گنج کو کرنل کی پوتی شاہزادہ کی بہو تہی یعنی اونکے فرزند سے منسوب تہی بلوا کرا سے لی اور اونکی صلاح سے کاس گنج عملداری سرکار انگریزی میں جا کر رہے۔ اب نصیر الدین حیدر نے پانچہزار جسکو غازی الدین حیدر نے عوض ملاقات مساوی مقرر کیا تہا موقوف کردیا اور چھ ہزار بتوسط

انگریزی خزانہ اودہ سے اور ہزار روپیہ جو بروقت عہد نامہ داخل ہوئے تھے
جملہ سات ہزار خزانہ سرکار سے ملنے لگے۔
قرچیرہ قید سے اپنے کو وزیعہ پسر کرنل مذکور چھڑا کر اور بہو بچی شاہزادہ کو یہ
امر اُس سے زیادہ ناگوار گذرا اور کاس گنج سے اکبر آباد میں رہنا اختیار کیا
اور تادم حیات وہیں رہے۔
آخر سلخ شہر ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ روز یکشنبہ مطابق فروری ۱۸۳۷ء
میں انتقال کیا اور مقام سکندرہ میں مقبرہ محمد جلال الدین حیدر بادشاہ میں
شہر سے تین کوس پرے دفن ہوئے۔
شاہزادہ مرحوم کے بڑے فرزند مرزا مظفر بہادر اور دوسرے مرزا کام بخش
تھے مرزا مظفر بہادر اپنی اولوالعزمی سے ملک راجپوتانہ میں بہمراہی اکثر شرفاء
لکھنو مثل قاضی محمد صادق خاں تخلص اختر نواب معین الدولہ میر عنایت علی
وغیرہ کے گئے بہت کچھ ہاتھ پیر مارنے پر ہر راجہ سے پیش کش ملا آخر بعد کئی برس
کے سرگرداں ہو کر واپس ہوئے۔ رفقاء سفر علحدہ ہوئے۔ مرزا محمد سلیمان شکوہ
نے سو روپیہ تنخواہ اونکی کردی۔ خانہ نشین ہوئے۔ جوان خوش رو تھے
گوری بی بی جنرل سے پہلا عقد ہوا تھا اونکے انتقال کے بعد سلی بیگم سے جو
منجملہ ازواج جنرل مارٹن تھیں نکاح کیا اور اوسی مکان میں تاحین حیات رہی
دونوں کے مرجانے پر مکان نیلام ہو کر کسی وکیل نے لیا۔
مرزا کام بخش مدت العمر مہتمم کاروبار اپنے باپ کے رہے۔ شاہزادہ کو عیش
وعشرت وکثرت ازدواج سے کام تھا۔ اور مالک سیاہ وسفید یہ تھے جب
انتقال ہوا تو امام باڑہ آغا باقر[1] میں دفن ہوئے۔ انکے چار فرزندوں میں سے

[1] آغا باقر خاں چچا آغا اسمٰعیل دلاور جنگ کے تھے جو نواب شجاع الدولہ کے زمانہ میں رسالہ دار پانچہزار سوار

مرزا حیدر شکوہ و مرزا ہمایوں شکوہ تھے دو اور مشرف بزیارت کربلائے معلی ہو کر

طہران جا کر شاہ ایران کے پاس رہے۔

مرزا حیدر شکوہ صاحب عزم تھے بعد انتقال مرزا محمد سلیمان شکوہ اکبر آباد سے

لکھنؤ آئے اور بسفارش جنرل لو صاحب و میر منشی التفات حسین صاحب

محض ہزار روپیہ ماہواری متعلقان مرحوم کو مقرر ہوئی اس میں سے چھ سو

ماہواری خود لیتے جس میں انکی عسرت سے بسر ہوتی اور باقی سب پر چار سو

تقسیم کردیتے۔ انہوں نے بوجہ اسکے کہ اُنکے والد امام باڑہ آغا باقر میں دفن تھے

اور وہ داخل حصار مچھی بھون ہو کر کھد گیا تھا وہ زمین بہ سرکار لیا اور اپنی تجویز سے

ایک بنگلہ ٹین کا بنوا کر نصب کردیا جو اب تک موجود ہے۔

تھے دونوں صاحب قندھار کے رہنے والے تھے آغا باقر خاں آغا اسمٰعیل کے کاردار تھے انکی شادی مرزا حسن

علی کی بیٹی سے ہوئی تھی جن کی املاک سیح فرنگی محل میں تھی انہوں نے اپنے چچا سے لیکر اس مقام

پر کہ جہاں سابق میں جوڑی والیاں رہتی تھیں امام باڑہ بنوایا اوس زمانہ میں کہ بجز آغا ابو طالب خاں

کے امام باڑہ کے دوسرا نہ تھا۔ آغا اسمٰعیل کو بوجہ صاحب رسالہ ہونے و سرکشوں کے دبنے سے

شجاع الدولہ نے کالپی کا عامل کردیا تھا۔ آغا باقر خاں نے لکھنؤ سے جا کر اونکو تبدیلیس تہ ہر دیا۔ اور قریب

سرائے کالپی دفن ہوئے۔ آغا محمد شریف اُنکے بیٹے مع اپنی ماں اشرف النساء خانم کے لکھنؤ آئے۔ آغا باقر خاں اپنی

زندگی تک آغا محمد شریف کو آقا زادہ سمجھتے رہے۔ مجلس میں منزلیہ سب جمع ہوتے اور مجلس بطور اہل ایران ہوتی

آغا محمد باقر اپنی منود کیواسطے آغا محمد شریف کو لاتے او جمعہ کو اشرف النساء خانم بھی آتیں چونکہ صاحب مقدور

نہیں لہذا تا حین حیات بابت دفن کچھ نہیں لیا مگر اُنکے مرنے پر آغا فتح علی اُنکے بیٹے مفلس ہو گئے اور دروازہ

بیچنے کا کھل گیا آخر داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہو گیا۔

آغا محمد شریف نا خلف تماشبین ہوئے۔ پائیں حویلی ساٹھ دوکان ایک محلسرا بارہ دری ایرانہ تھی سب ضایع کیا اور کچھ داخل سرکار ہو گئی

مرزا حیدر شکوہ اس ہنگامہ فساد بلوہ ۱۸۵۷ء میں ہیلی گارد میں بحفاظت سرکار رہے بعد نجات حال عسرت مع خطوط لارڈ کارن وال صاحب چیف کمشنر کے پاس پیش کیا اونہوں نے ولایت بھیجکر پانسو اور اضافہ کرائے دہ ہزار اور یہ پانچسو سب پر تقسیم ہوئے ۔ مرزا حیدر شکوہ عازم کربلاء معلّی ہوئے پھر مشہد مقدس گئے آخر ماہ صفر ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء کو انتقال کیا۔

ملاحظہ ہو تاریخ اودہ کمال الدین حیدر جلد اول

حال مرزا محمد اکبر شاہ بادشاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

جبکہ ۱۹ ماہ نومبر ۱۸۰۶ء میں شاہ عالم نے انتقال کیا تو انکے بعد اکبر شاہ تخت نشین ہوئے اور ۱۸۳۷ء میں انتقال کیا۔

انکے بعد ۱۸۳۷ء میں انکے بڑے بیٹے بہادر شاہ تخت نشین ہوئے بہادر شاہ کو ممانعت تھی کہ بجز قرب وجوار دہلی کے اور کہیں نہ جائیں اور نہ خطاب کسیکو دیں اور نہ اپنا سکہ جاری کریں مگر ساتھہ ہی اسکے انکو اختیار تھا کہ قلعہ کے سب مقدمات دیوانی و فوجداری وغیرہ اپنی مرضی کے موافق فیصلہ کریں تا اینکہ بلوہ ۱۸۵۷ء کا ہوا اور مفسدوں نے بہادر شاہ کو سردار بنایا اول تو اونہوں نے انکار کیا مگر پھر شریک ہوگئے اور بعد شکست دہلی گرفتار ہوگئے اور رنگون میں قید رہے۔

ملاحظہ ہو کتاب عہدنامہ جلد دوم حال دہلی۔

آنا صاحب رزیڈنٹ دربار دہلی کا بغرض پیشوائی مہاراجہ و ملاقات بادشاہ سے و عطا ہونا خلعت و جریب و پالکی

وآنکس و کوٹرا کا پھر روانگی دہلی سے جانب ہردوار و واپسی جانب رام پور

جمادی الثانی ۱۲۳۷ھ مطابق ۲ مارچ ۱۸۲۲ء میں مہاراجہ اودیت نرائن سنگھ جبکہ سفر کرتے اور مقامات مختلفہ کی سیر کرتے ہوئے دلی کے شہر کے باہر فروکش ہوئے اور یہ خبر سرکاری طور سے رزیڈنٹ متعینہ دربار دہلی کو ملی حسب ضابطہ دیگر دیار وہاں پر ایک رزیڈنٹ صاحب مع دفتر و فوج خود رہتے اور حسب معاہدہ بادشاہ کے تمام جزئی و کلی امور کے نگراں رہتے۔ اور بادشاہ اُس وقت میں نواح دہلی و قلعہ دہلی پر حکمراں تھے مگر اعزاز خاندانی شاہی اونکا بدستور باقی تہا اور جسکو چاہتے صاحب خطاب و مراتب و نشان و پالکی وغیرہ حسب دستور شاہان ہند دہلی فرماتے رہتے اور صاحب رزیڈنٹ اس دربار میں ایک رکن اعظم متصور ہوتے۔

باعتبار اوس اعزاز کے جو مہاراجہ اودیت نارایں سنگھ کو انگریزی حکومت میں تہا کہ علاوہ اپنے شہر کے جن جن مقامات پر فوج کی چھاونی انگریزی تہی وہاں پر بدستور سلامی ہوتی گئی۔ اور بغرض حفاظت راہ فوج کی تبدیلی ہوتی گئی اور برابر سرکاری انگریزی ڈاک سے یکے بعد دیگرے جس مقام پر جانا منظور ہوتا اطلاع ہوتی جاتی رزیڈنٹ صاحب دربار دہلی کو بہی اطلاع ہوچکی تہی چنانچہ صاحب مذکور پانچ چار ہاتھیوں پر ہودے کسوائے اور تہوڑے سے ترک سوار ہمراہ لئے ہوئے امیر خاں کے باغ کے دروازے آکر کہڑے ہوئے اور اطلاع کرایا کہ ہم حسب دستور بغرض استقبال آئے ہیں آپ بہی سوار ہوں۔ مہاراج بہادر سنتے ہی فوراً تیار ہوکر پوشاک خاص زیب تن کرکے دروازہ پر برآمد ہوکر پہلے صاحب سے بغلگیر ہوئے پہر ہاتہی پر ہمراہ صاحب کے سوار ہوکر شہر پناہ

سے دلی دروازہ سے چلے اور نواب سعد اللہ خاں کے چوک سے ہوتے سونہری مسجد اور لعل قلعہ کا دلی دروازہ وخاص بازار وجمعہ مسجد ہوتے ہوئے لاہوری دروازہ وچاندنی چوک کے طرف آئے اور نواب اسدخاں وزیر کے باغ میں جو باختیار سوتروکی بیگم کے تھا فروکش ہوئے صاحب رزیڈنٹ مہاراجہ کو فرودگاہ پر اوتار کر خود اپنی کوٹھی پر واپس گئے۔

چونکہ لشکر بدستور امیر خاں کے باغ میں تہا اور مہاراج بعض خواص کے ساتھ ہمراہ رزیڈنٹ صاحب آئے تہے اور اوہنیں خواص میں جگن جمعدار بہی تہے اوہنوں نے بوجہ تنہائی ٹہاکر ہورل سنگہ کے کہ ذمہ داری کارخانہ توشہ خانہ کی وجہ سے رہ گئے تہے عرض کیا ٹہاکر ہورل سنگہ تنہا ہیں اور تمام اسباب ریت میں پڑا ہوا ہے حکم ہو تو ہم وہاں جائیں مگر چونکہ مہاراج تنہا رہ جاتے لہذا خفا ہو کر کہا بہتر ہے خدا حافظ ہے۔ جمعدار مذکور سمجھکر ٹہر گئے اور پہر وہاں کا انتظام تا کہ مہاراج کو تکلیف کسی قسم کی نہ ہونے پاوے کرکے دو گہڑی رات گئے لشکر میں آئے اور جو کچہہ کہانا تیار ملا اوسکو کہا ہی رہے تہے کہ لشکر میں چور چور کا شور ہوا تہا جمعدار مذکور جلدی میں جو کچہہ کہا سکے کہا کر اوٹھ کہڑے ہوئے اور چور کے پیچہے لوگوں کو بہیجا ہر طرف لوگوں کے دوڑ جانے اور مہتابی متعدد روشن ہو جانے سے اور پہرہ وتلنگہ کے لوگوں کے مع ہتہیار ہر طرف تلاش کرنے سے وہ چور جانب کنار جمنا بہاگا جو وہاں سے ایک کوس کے فاصلہ پر تہا مگر لوگ پیچہے سے جب جا پہونچے اور آگے اوس نے راہ نہ پائی تہی تو کوٹلہ کی طرف بہاگا وہاں بہی لوگ جا پہونچے تا اینکہ انگریزی کمپنی کے ڈیرہ کے قریب ایک کنڈ ڈھل میں گرا اور انگریزی تلنگوں نے سنگینوں سے گہیر لیا اور پہر پکڑ کر مشکیں چڑہا دیں اور تلنگوں کے بہیہ میں باندہکر پہرہ کہڑا کر دیا۔

پہلی مرتبہ اسباب کی چوری میں معلوم ہوا کہ میر تقی صاحب اور محمد بخش موٹلی گوئی کا اسباب چوری گیا ہے مگر جبکہ بلم گڈہ کے سوار چور کو مانگنے آئے تا کہ وہ سزا دیں اور اسباب کے نسبت

کہاہمکو معلوم ہو جاوے کہ کیا کیا اسباب گیا ہے تاکہ واپس کرایا جاوے تو معلوم ہوا کہ میر تقی کے یہاں بجز برتن کہانے کے جسکو ممکن ہے کہ کتا اوٹہا لے گیا ہو اور پہرہ والے ملنگی ہیں دوسرا کوئی اسباب نہیں گیا۔ ایسا ہی ٹہاکر ہورل سنگہ نے بہی کہا کہ ہم تہمت کیوں لگا دیں ہمارا کوئی اسباب نہیں گیا۔ غرضکہ چور کو حوالہ کر دیا اوسکے پاس ایک برچھی دسروہی نکلی تہی مع اوسکے حوالہ سواران بلم گڈہ ہو گیا۔

تا اینکہ لشکر روانہ ہو کر حسب حکم مہاراجہ بہادر بیرون شہر پناہ کرسیا باغ کے سامنے کے میدان میں مقیم ہوا اس میں نانہک چند جوہری بہی تہے یہ بغرض دربار مہاراجہ صاحب لشکر سے سوار ہو کر جانب شہر چلے۔ دلی کے باہر کے پہرہ والوں نے روکا اونہوں نے چار سو روپیہ دینا بہی چاہا اور یہ بہی کہا کہ ہم مہاراجہ بنارس کے ہمراہی میں ہیں مگر اونہوں نے جب ایک نہ سنا تو اونہوں نے حضور مہاراجہ میں اطلاع کرائی اور مہاراج نے اکبر خانصاحب کو رزیڈنٹ صاحب کے پاس بہیجا اور وہاں سے ایک چپراسی آیا اور جوہری مذکور کو سوار کر کے لیچلا تو پہرہ والے بطور انعام کچہ مانگنے لگے مگر جوہری مذکور نے پہر ایک حبہ نہ دیا۔

اکبر خاں صاحب نے ذریعہ دیرینہ عورات کے محل کی بیگمات سے رسائی پیدا کر کے کہلا بہیجا کہ راجہ بنارس بہت کچہ دیں گے آپ حضرات اکبر شاہ بادشاہ سے ملازمت کرا کے خلعت سے سرفراز کرا دیجئے سب بیگمات نے باتفاق زور دیا اور رزیڈنٹ صاحب نے بہی اکبر شاہ بادشاہ سے دست بستہ عرض کیا کہ راجہ بنارس بہ تمنائے قدم بوسی اس قدر مسافت بعیدہ طے کر کے آئے ہیں اونکو خلعت سے سرفراز کرنا مناسب ہے۔ خدیوگیہاں نے فرمایا بپاس خاطر تمہارے مضایقہ نہو گا روز مقررہ پر مہاراج پوشاک سادہ پہنکر اور محض ایک انگوٹہی بیش قیمت کہ آنکہہ اوسپر نہیں ٹہرتی تہی پہنکر بارگاہ کیواں جاہ شاہی میں لاہوری دروازہ سے چلے۔ اندرون قلعہ جہنرا تعمیر کردہ عالمگیر بادشاہ سے گذرتے ہوئے دیوان عام میں گئے اوسکے آگے لال پردہ اور دیوان خاص کی بارہ دری تہی جس میں

اکبر شاہ بادشاہ عالم پناہ کو تخت پر جلوہ افروز اور شاہزادگان کو دست بستہ کھڑے اور ولی عہد بہادر یعنی بہادر شاہ صاحب کو کرسی زرنگار پر بیٹھے اور دونوں پر مورچھل ہمائے جواہر نگار ہوتے ہوئے دیکھا۔

مگر اس وقت کی انتظامی حالت یہ تہی کہ ملاحظہ خلعت کو تمام خلقت شاہ جہاں آباد جمع تہی اسیوجہ سے کہڑے کے لٹھ بنا کر مار کر سب کو علیحدہ کرتے جاتے اوسی ہجوم میں دو چار لٹھ رزیڈنٹ صاحب پر بہی پڑ گئے۔

جسوقت تخت کے قریب مہاراج پہونچے تو تسلیم بجا لا کر ایک سو ایک اشرفی نذر دی ولیعہد بہادر نے نذر اوٹھالی اکبر شاہ بادشاہ کیواں بارگاہ نے اشارہ کیا کہ انکو جریب دو تاکہ کہڑے ہونے میں تکلیف نہو۔ جب مہاراج کو جریب ملی تو مہاراج نے گیارہ اشرفی اوسکی نذر دی پہر حکم ہوا کہ خلعت سے سرفراز کریں۔ اہلکاروں نے مہاراج کو غلام گردش میں لا کر خلعت پہنائی مہاراج نے پہر بادشاہ کے سامنے جا کر ایک سو ایک اشرفی نذر دی بعد اوسکے حکم ہوا کہ نالکی بہی عطا کرو مگر سائبان اوتار لیا جاوے اور صرف کلس رہے چنانچہ جس نالکی کو کہ عالی گہر شاہ عالم بادشاہ نے اپنے واسطے بنوایا تہا وہی نالکی عطا ہوئی۔ مہاراج نے نالکی کی بہی نذر گیارہ اشرفیاں دیں بعد اوسکے موتی کا مالا اور رکوڑا اور آنکس وغیرہ حضور بادشاہ سے عطا ہوا اور مہاراج نے ان چیزوں کی بہی نذر دی۔ نالکی کے نسبت حکم ہوا کہ بجز تمہارے اور کوئی نہ سوار ہو مہاراج نے عرض کیا بہت خوب۔ مہاراج کی اونگلی میں جو انگوٹھی تہی اوسپر سب کی نظر پڑتی تہی حتی کہ اکبر شاہ بادشاہ نے بہی گوشۂ چشم سے اوسکو دیکھا۔

اسکے بعد پیش کش آنا شروع ہوا۔ کرسیا باغ سے لیکر دیوان خاص تک برابر کشتیوں کا سلسلہ بندھا ہوا تہا گویا کہ کشتیوں کا دریا بہہ رہا تہا۔ روپیہ جسقدر تہے سب صرح تہیلیوں میں بہرے گئے

ؔلہ بعد مہاراجہ یہ نالکی ذریعہ رسن چہت میں لٹکا دی گئی اور پہر کوئی سوار نہیں ہوا جو اب تک موجود ہے۔

تہے. خلاصہ جسقدر کہ روپیہ خزانہ بادشاہ عالیجاہ میں داخل کرنا تہا وہاں پر داخل کیا اور جسقدر کہ محلون میں دینا منظور تہا وہ محلوں میں بہیجے گئے۔

پہر مہاراج نالکی پرسوار ہوکر روپیہ اٹہنی چونی لٹاتے چلے اور دلی دروازہ سے ہوتے ہوئے بخوشی وخورمی اپنے مقام پر آئے جب اپنے مقام پر مہاراج پہونچ گئے تو توپوں کی سلامی ہوئی اور جشن امیرانہ ہونے لگا اسی عرصہ میں شاگرد پیشہ بادشاہ ثریا پایگاہ کے بغرض انعام آنے لگے۔ مہاراج نے سب کو علی قدر مراتب بخشا اور وہ لوگ بخوشی وخورمی دعائیں دیتے واپس گئے۔

مہاراج کا کل قیام دلی میں سات روز تک رہا جوتہے روز خلعت ہوئی تہی بعد خلعت یعنی تین چار روز ہوجانے پر حضور بادشاہ فلک بارگاہ میں عرض کرایا کہ غلام کی تمنا بہ فضل خدا و اقبال اشرف اعلی حضور کی قدم بوسی کی برآئی اور حضور نے جو کچہ خادم کی سرافرازی فرمائی وسکا ادا شکر ناممکن ہے. مگراب اجازت ہوتی تو اپنے وطن کو واپس جاتا. بادشاہ نے سنکر ارشاد فرمایا کہ ہم کل قطب صاحب جاویں گے۔ راجہ صاحب یہاں آکے مکانات بادشاہی مع قلعہ و باغ و دیوان عام و دیوان خاص و نہر کے دیکہہ جائیں. اسکو سنکر مہاراج بہت خوش ہوئے کہ ایسا حکم بادشاہی کسی امیر کیواسطے صادر نہیں ہوا جب صبح کو بادشاہ قطب صاحب کی طرف تشریف لے گئے تو قلعہ دار نے مہاراج کے یہاں حاضر ہوکر عرض کیا کہ چلکر مکانات بادشاہی ملاحظہ فرمائے جاوین۔ مہاراج سوار ہوئے اور قلعہ مین پہونچکر پہلے قلعہ کی خوب سیر کی بعد اوسکے مہتاب باغ دیکہا اور ساون بہادوں کی بارہ دری میں پانی کی چادر گرتی اور فوارہ چہوٹتے ہوئے دیکہے ساون بہادوں کا ہوبہو نقشہ سامنے تہا وہ ہوا کا زور سے چلنا اور پانی برسنے کی آواز ایک خاص لطف دے رہی تہی۔ ساون کی بارہ دری لب دریا تہی اور بہادون کی بارہ دری مہتاب باغ کی روش پر نہر جمنا پر (جو کاٹ کر لائی گئی تہی) تہی یہ نہر موتی محل کی بارہ دری کے نیچے ہوکر

حمام کے جامہ خانہ سے ہوتے دیوان خاص کی بارہ دری سے نکلکر تخت کے پاس ہوتے تسبیح خانہ کے نیچے سے ہوتے محل سرا میں گھومتے زیر جھروکہ ہوتے پھر جمنا میں جا ملی۔

مہاراج ہر مکانات بادشاہی کو دیکھتے ہوئے اور پوری طور سے سیر کرتے ہوئے اپنے مقام پر واپس آئے۔ چونکہ مصارف راہ و خرید و فروخت اشیار نیز نذر بادشاہ وغیرہ سے خزانہ میں روپیہ کم رہ گیا تھا لہذا شب کو حکم دیا کہ ایک خط دیوان بھگوان پرشاد کو لکھا جاوے کہ پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی بنارس سے شاہجہاں آباد کو روانہ کریں۔ بعد اسکے نانکچند جوہری سے کہا کہ دلی کے مہاجنوں میں سے جس سے تم سے شناسائی ہو میرے نام سے پچاس ہزار روپیہ اس وعدہ پر لاؤ کہ یا تو دیوان بھگوان پرشاد بنارس سے ہنڈی بھیجدینگے یا میں خود بنارس پہونچکر ہنڈی بھیجدونگا۔ نانکچند ہر دو قرار مذکور پر روپیہ لائے۔ اور توشہ خانہ میں ٹھاکر ہورل سنگھ کے سپرد کر دیا۔

اسکے دوسرے روز علی الصباح کوچ ہوا اور جمنا کے اوتر دوسرے طرف یعنی اُس پار شاہ دری میں پہونچکر فرخ نگر میں مقام کیا اور شام ہوتے ہوتے تمام لشکر بھی آگیا۔ صبح کو پھر چلے تو مرادنگر میں ایک مقام کرکے وارد میرٹھ ہوئے۔ یہاں پر کمپنی انگریز بہادر کی چھاؤنی تھی وہاں توپوں کی سلامی ہوئی۔ اور جرنل صاحب متعینہ کیمپ نے کہلا بھیجا کہ مہاراج بہادر اس کیمپ کے قواعد کل صبح کو ملاحظہ فرماویں۔ مہاراج قبول کرکے صبح کو سوار ہوکر قواعد فوج ملاحظہ کرکے فرودگاہ پر واپس آئے اور ہزار روپیہ انعام کے علاوہ لیڈی صاحبہ جرنل کو کپڑے نفیس دو تین قسم کے بھیجے۔ جرنل صاحب مع میم صاحبہ نہایت محظوظ ہوئیں۔ اوسی روز شام کے وقت ایک تھانہ دار نے ایک چھوٹا گھوڑا کہ نہایت خوبصورت تھا پیش کیا اور مہاراجہ کے بہت پسند آیا۔ اور وہ نذر دیکر چلے گئے۔ مہاراجہ نے چار سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ و شال رومال بھیجا جس سے داروغہ مذکور نہایت خوش ہوئے۔ اس گھوڑے کا نام بادمراد رکھا گیا۔ وہاں سے کوچ ہوکر بارہا سادات کی بستی میں آئے چونکہ راہ ہی میں پانی برسا مہاراج بہادر اوتر کر ایک سید کے مکان میں کہ مالک مکان موجود نہ تھے پانی

برستے تک ٹہرے سیدزادگان نے نذریں پیش کیں مگر مہاراج نے فرمایا نذر سادات معاف
ہے اُن لڑکوں نے بہت اصرار کیا۔ مگر مہاراجہ نے یہی جواب دیا کہ تم اوسکی شیرینی کہانا
جسب پانی کہلا تو ایک ایک شال رومال اُن صاحبزادوں کو دیکر خود ہاتہی پر سوار ہوکر
تین کوس کی مسافت اور طے کرکے کنار جہیل ایک میدان پر خیمہ استادہ ہوئے۔ لشکر
تو بوجہ ماندگی راہ وہیں قیام پذیر ہوا۔ مگر مہاراج برابر چلے گئے۔ اور ہردوار میں پہونچکر
قیام فرمایا۔ وہاں پر میلہ کا زمانہ تہا اطراف وجوانب کے سوداگر گہوڑا لیکر موجود
تہے۔ مہاراج کو بہی گہوڑوں سے بدرجہا شوق تہا۔ اچہے گہوڑے دیکہنے کے شوق
میں ہر سوداگر کے پاس جاتے اور ایسی قیمت اوسکو دیتے کہ تمام میلہ میں نام مہاراج
کا ہوگیا۔ انکی علاوہ دیگر اشیاء بہی جو پسند ہوئیں خرید کی گئیں۔

چونکہ بیگم صاحبہ سمرو اُسی میلہ میں اپنی جاگیر پر سے آئی تہیں اور درمیان پہاڑ و دریا
میدان میں اونکے خیمہ استادہ تہے۔ لہذا تا آنے لشکر کے مہاراج اوسی میں مقیم
ہوے۔

یہ لیڈی صاحبہ سمرو اونہیں سمرو فرنگی کی لیڈی کہلاتی ہیں جن کا ذکر حالات عالیجاہ وشجاع الدولہ
میں ہوچکاہے تا اینکہ ہر دو سے نفاق کرکے اور اونکی بندوقچہائے و توپ کو لیکر اوسی فوج کے ساتھ
جواہر مل پسر سورج مل جاٹ سے آملے۔ یہ بیگم صاحبہ نہایت جری ودلاور تہیں کہ ہزاروں کو جواب
دیتیں سمرو کو اونہوں نے اپنا بہائی کہکر دوستی کر لی تہی لہذا اسی نام سے مشہور ہوئیں۔ اور جبکہ انگریزوں
سے و مرہٹہ سے بابتہ قلعہ بہرتپور وغیرہ جنگ ہو رہی تہی۔ تو یہ لیڈی صاحبہ مقام فرخ آباد میں اس انتظار
میں تہیں کہ جسکی طرف غلبہ ہو اوسکا ساتھ دینا چاہیے۔ تا اینکہ انگریزوں کا پلہ گراں پاکے اونکی رفیق ہوگئیں
جاگیر انکی کس مقام پر تہی۔ راقم کو اس کا نشان نہیں ملا۔

(ملاحظہ ہو وقایع تسلط صاحبان انگریز بر ملک میان دوآب وصوبہ جات اکبرآباد وشاہ جہان آباد تا سرحد ملک پنجاب
من تصنیف دہونکل سنگہ منشی مہاراجہ بشواندر رنجیت سنگہ جاٹ)

اور جب لشکر آگیا تو اوسی میدان کے قریب میں خیمہ استادہ کرا کے مقیم ہوئے۔

دوسرے روز صبح کو مہاراج بہادر نے بذریعہ غلام حسین چوبدار بیگم صاحبہ کو سلام شوق کہلا کر مزاج کی حالت پوچھوائی اور تمنائی ملاقات کہلا بھیجا۔ بیگم صاحبہ نے کہ عاقلہ تہیں پوچھا مہاراج ہندوستانی ملاقات جس میں جانبین سے لینا دینا ہوتا ہے کرنا چاہتے ہیں یا انگریزی ملاقات کہ محض ملاقات شوقیہ وعطر پان پر اکتفا ہوتا ہے خواہاں ہیں۔ غلام حسین سے جب مہاراج نے سنا تو کہا ہم آپ دونوں سفر میں ہیں لہذا انگریزی ملاقات کافی ہے۔ سنکر بیگم صاحبہ نے کہا خانہ بے تکلف ہے جب مزاج میں آوے تشریف لائے مہاراج نے کہلا بھیجا کہ ہم کو وطن چھوڑے ہوئے عرصہ ہو گیا اور خطوط طلب آرہے ہیں لہذا آپ سے آج شام ہی کو ملاقات ہو جاوے تو ہم کل کوچ کر دیں۔ بیگم صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ بہتر ہے میرا قصد بھی جلد یہاں سے کوچ کر دینے کا ہے۔ خلاصہ قریب شام مہاراج جھالردار پالکی ہندوستانی پر سوار ہو کر جلو کے ہمراہی ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔

بیگم صاحبہ نے بفاصلہ ایک گولی جانے کے ہزار جوان مسلح چیدہ گورے تلنگہ کو جنکے ہاتھوں میں پتھرکلہ بندوق تہیں دست راست پر اور ہزار جوان بیسواڑہ بندوق توڑہ دار مع سنگیں کو بائیں ہاتھ پر۔ ایک طرف کو سوار جنکو سبز بانات کی وردیاں اور گوٹہ لپٹی ہوئی پگڑیاں اور پرتلہ ساز کارچوبی و کمربند اکبرآبادی سے وجوتہ زرد باناتی سے سجا رکھا تہا کھڑا کرا رکھا تہا۔ مہاراج بہادر دونوں قطاروں کے درمیان سے ہوتے ہوئے چلے۔

کہ بیگم صاحبہ کے ایک صاحبزادے ہندوستانی پالکی پر سوار ہمراہی میں سوا سو سوار مسلح و منتخب لئے ہوئے بغرض پیشوائی آئے اور مہاراج کی دست بوسی کر کے مہاراج کی پالکی آگے کر کے خود پیچھے پیچھے چلے۔ جب پالکی مہاراج کی قریب خیمہ آئی تو بیگم صاحبہ دروازہ تک پیشوائی کو آئیں اونکی پوشاک میں پائجامہ کمخواب جوڑی دار

اوسپر ایک جامہ کلیوں کا گہیر دار ایک کمر بند نفیس کمر سے لپٹا ہوا شانوں پر دو پٹہ نفیس پڑا ہوا سر پر دستار کو جک بائیں ہاتہ میں ہیرے کا بیش قیمت کڑا اور داہنے ہاتہ میں سیف تہی ۔ مہاراجہ کا ہاتہ پکڑ کر خیمہ میں لائیں اور کرسیوں پر بٹہایا ۔ بیگم صاحبہ نے پوچہا آپ کا اِس نواح میں قدم رنجہ فرمانا کیونکر ہوا ۔ مہاراج نے جواب دیا کہ اول تو جا بجا مقام پرستش ہے دوسرے آپ ایسے رئیسوں کی ملاقات سے شرف اندوز ہونے اور اِن ملکوں کے دیکہنے کی آرزو تہی ۔ بیگم صاحبہ نے کہا اب اِن ملکوں میں کیا ہے ویرانگی البتہ ہے اور یہ خمسہ حسب حال ہے ؎

جہاں آباد تو کب اِس ستم کے قابل تہا ۔ مگر کبہو کسی عاشق کا یہہ نگر دل تہا
مٹا دیا اوسے ایسا کہ نقش باطل تہا ۔ عجب طرح کا یہہ بحر جہاں میں ساحل تہا
کہ جسکی موج سے لیتے تہے خلق موتی رول

ہاں اب اگر کچہ لطف ہے تو کلکتہ میں ہے اور لائق سیر وہی مقام ہے ۔ مہاراج نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے ۔ انشاء اللہ اگر زندگی باقی ہے تو اوسکو بہی دیکہوں گا ۔ بعد اِس گفتگو کے رسم عطر و پان ہوئی اور مہاراج سوار ہو کر اپنی فرودگاہ میں آئے ۔ رات بہر ناچ و رنگ کی صحبت رہی ۔ صبح کو بیگم صاحبہ بلا اطلاع تامجان پر سوار ہو کر اوسی پوشاک سے ہمراہی پانسو سوار شتر نال کے قریب خیمہ مہاراج بغرض ملاقات بازدید آگئیں ۔ مہاراج جلدی میں تبدیل لباس کر کے دروازہ پر آنکر بیگم صاحبہ کا ہاتہ پکڑ کر لائے خیمہ کے اندر شامیانہ زرنگار کے نیچے مسند تہی اوسکو اوٹہوا کر کرسی زرنگار بچہوا کر ملاقات کی اور گوٹہ کے ہار طلائی بیگم صاحبہ کے گلے میں ڈالکر رسم عطر و پان کیا اور آپس میں شوقیہ و اخلاص کی گفتگو ہو کر رخصت ہوئے ۔

مہاراج نے مرزا حسن بیگ سے کہا کہ اگر دلی ہو کر اب نجائیں اور کوئی دوسری راہ ہو تو بہتر ہے ۔ اوہنوں نے رامپور کی طرف سے جانے کی صلاح دی ۔ پہر حکم کوچ کا ہوا اور

خود مہاراجہ کہسکر کو جاکر وہاں کا معمولی اشنان و پوجہ و دان (خیرات) کا دیکر روانہ ہوئے لشکر نے امید پور میں کہ کنارہ دریا ہے قیام کیا۔ اور وہاں سے روانہ ہوکر دریا کے دوسری طرف آصف گڈھ میں مقیم ہوئے۔ یہاں پر شکارگاہ اچھی تھی۔ لہذا ہاتھیوں پر سوار ہوکر شکار کو گئے ایک بارہ ہا مارا۔ مہاراج بہادر پہاڑ گج ہاتھی پر سوار تھے اور آگے آگے سندر گج پر ٹہاکر ہورل سنگہ جنگل ہانکتے جاتے تھے کہ ایک شیر غراتا ہوا نکلا ٹھاکر مذکور نے مہاراج کو دکھلایا اونہوں نے مہردار رفل سے مارا گولی کمر پہ لگی شیر وہیں بیٹھ گیا جب مہاراج اوسکے قریب گئے تو وہ بضعف جسم سے کہڑا ہوکر غصہ کرتا اور ہاتھی پر آنے کا قصد کرتا تا اینکہ بہیم پانچ چار گولی مارا اور وہ شیر سرد ہوگیا۔ مہاراج نیچے اترے اور اپنے ہمراہیونکو میوونکی بہنگیاں سے جو ہمراہ تہیں سب کو کہانے کو دیکر شیر کو لدواکر روانہ ہوئے اور پہر دن باقی رہے اپنے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تمام رات کے قیام کے بعد صبح کو روانہ ہوکر نجیب آباد کے باغ میں جو بستی کے باہر ہے۔ دوپہر کو تمام لشکر کا قیام ہوا۔ یہاں پر غلام قادر خاں افغان کا مکان تہا جس نے شاہ عالم بادشاہ کی آنکہیں نکالی تہیں اور اوسکے بہائی بنو خاں بہی وہیں رہتے تہے بنو خاں نے تمنار ملاقات مہاراجہ ظاہر کی۔ مہاراجہ نے جواب دیا کہ میں ابہی اوسی آستانہ سے سرفراز ہوکر آرہا ہوں اور آپ اُنکے باغی ہیں لہذا ملاقات نہیں کرسکتا۔ اونہوں نے ڈالیاں واسباب تواضع جو کچہ بہیجا تہا اس میں سے صرف ڈالیان رکہالیں بقیہ واپس کردیا۔ افغان مذکور کبیدہ خاطر ہوئے مگر مہاراج نے پروا نکی۔ صبح کو روانہ ہوکر اندروں شہر سے بنو خاں کی حویلی کے نیچے سے ہوتے ہوئے شہر کے باہر جب گئے تو ایک گہنا جنگل ملا اور اس میں سے ایک مادہ شیر برآمد ہوکر مجہین اشتہنی سواری بہولا خواص سے آلپٹی۔ اکبر خاں صاحب اور میر کرم علی سوار دونوں ایک ہاتہی پر سوار تہے اُسپر سے اکبر خانصاحب نے رفل سے مارا اور میر کرم علی نے قرابین چہوڑے وہ شیرنی سرد ہوگئی اوسکو بہی ہاتہی پر لے لیا اور جانب پورب

خنگل چلی شام ہوتے ہوئے بڑوالا میں پہونچے اور شب کو وہیں قیام کرکے بندوقوں کی تیاریاں کرکے صبح کو پھر شکار کو روانہ ہوئے اور ایک پاڑہ شکار کیا وہاں سے پھر کر پھر جانب دکھن چلے اور ایک جھیل نظر آئی دوپہر کا وقت ہو چکا تھا اور سب بھوکے تھے اتفاق سے سینکڑوں درخت گولر کے نظر آئے تمام لشکر نے بلکہ خود مہاراجہ نے بھی اسی میں سے کھایا۔

اوس شب کو مقام لشکر چونکہ تھا میاں مرتضیٰ صاحب کے خیمہ سے ایک چور پہرہ والے کو دو تین تلوار مار کر دو بلم چاندی کے لیگیا۔ یہ سینہ زوری دیکھکر لشکر پر خوف طاری ہو گیا مرزا حسن علی بیگ کے پاس جو مہتمم لشکر تھے سب نے آکر کہا اگر چوروں کا یہی حال رہا تو پھر جان و مال کی حفاظت کیونکر ہوگی اونہوں نے جواب دیا کہ تا وقتیکہ مہاراجہ پیچھے سے ہم تک نہ آجاویں ہم کوچ نہیں کر سکتے مگر لشکر کے لوگوں پر خوف کیوجہ ہراس طاری ہو چکا تھا لہذا روانہ ہوگئے اور توشہ خانہ وسلاح خانہ رہگیا۔ شام کو مہاراجہ جب آئے تو لوگوں نے نام مرزا حسن علی کا بدنام کیا کہ اونہوں نے کوچ کرایا ہے۔ مہاراج نے غصہ میں آکر الفاظ سخت مرزا صاحب کو کہا مرزا صاحب چونکہ آوردہ ستیل سنگھ تھے لہذا اون سے کہکر نوکری چھوڑ کر چلے گئے۔ مہاراج صبح ہوتے ہی سوار ہو کر شیرا کی گڈھی پر پہونچے جہاں کہ لشکر نے جا کر مقام کیا تھا اور آگے جانے کی فکر میں ہو رہا تھا مہاراج نے اونکا کوچ ملتوی کر دیا اور کہا جب تک پیچھے کے لوگ نہ آجاویں اسی جگہ ٹھیرے رہو۔

لشکر عقب ماندہ میں دوسرا لطیفہ گذرا کہ جب وہ لوگ چلے تو دوپہر کو دھام پور میں پہونچے بعد فراغ امور ضروری کھانے پینے میں مشغول ہوئے کہ منجملہ سات بہلیاں جواہر کے صرف چھ آئیں اور ایک نہ آئی۔ ٹھاکر ہورل سنگھ داروغہ توشہ خانہ وجواہر خانہ نے جن سے متعلق انتظام روانگی کارخانہ خود تھا کہا کہ مرزا عاشور بیگ سوار اور کھورلوٹ تیرانداز

ہمراہ اوسکے ہیں وہ بہنگی لاتے ہونگے جگبن جمعدار نے کہا ٹہاکر صاحب مرزا عاشور بیگ سوار کا گہوڑا تو تمہاری ہاتہی کے آگے خالی آرہا تہا اور مرزا صاحب فقیر کے تکیہ پر بہنگ پیس رہے تہے۔ اور گہر لوٹ تیر انداز کے گہوڑے پر میر آغا صاحب سوار ہوکر ہمراہ مہاراج کے گئے۔ مجہے امید نہیں ہے کہ بہنگی کے ساتہہ کوئی ہو۔ لہذا اوسکی خبر لینا ضروری ہے۔ ٹہاکر صاحب نے کہا نہیں صاحب وہ آتا ہی ہوگا۔ غرض قریب شام لشکر تو دہام پور سے روانہ ہوگیا اور وہ کہار راہ میں شراب پیکر پڑا رہ گیا تہا جب رات ہوئی تو کسی جہاڑی میں صندوق پہینک اور جواہرات نکال کر راہی ہوگیا جب مقام آئندہ پر اوس بہنگی کی تلاش پر نہ ملی تو ٹہاکر ہورل سنگہ[۵۲] کا حال مثل مرزا صاحب مذکور کے ہوا۔ اکبر خانصاحب نے کچہ کہنا چاہا تو ٹہاکر صاحب نے کہا حضور کو اختیار ہے جو چاہیں کہیں ہم خانہ زاد ہیں مگر آپ اگر کہیں گے تو تلوار چل جاویگی اوسپر وہ اور مہاراجہ بہی خاموش ہوگئے۔ ذریعہ صاحبان انگریز و پولیس مال کی تلاش رہی اور اسیوجہ سے تین روز قیام وہاں پر رہا مگر پتہ نہ چلا۔ اوسی روز سے مہاراج نے جواہر خانہ حوالہ جگبن جمعدار کیا۔ اور اوسکے ساتہہ سلح خانہ و توشہ خانہ و جیب خاص بہی دیا کہ وہ اپنی آخر عمر تک کار منصبی پورے طور پر انجام دیتے رہے۔ المختصر جب پتہ نہ چلا تو مجبوراً کوچ کیا اور مراد آباد آئے اور دو روز مقام رہا یہاں پر چند خطوط ذریعہ ڈاک ملی جو رام نگر سے گئے ہوئے تہے مہاراج نے امروہہ کے کاریگروں کے ظروف مٹی کے بنے ہوئے تین چار سو روپیہ کے بہت سے خریدے اور اونکے مکان تک سے آنے کو روئے میں رکہنے کا انتظام ہوا اور ٹہاہورل سنگہ کی سپردگی میں ہوئے قریب شام سواری مع جلوس بغرض سیر شہر تیار ہوئی اور مہاراج سوار ہوکر شہر کے سرے پر

[۵۲] ٹہاکر ہورل سنگہ کی اولاد میں خاص پوتے اونکے ٹہاکر مٹرو سنگہ وقت تحریر تاریخ ہذا داروغہ توشہ خانہ ریاست ہیں خاندان جگبن جمعدار میں ایک گاؤں معافی ہے اور اونکی اولاد بطور خدمتگذاران خاص ریاست میں سے اودہو جمعدار کے بعد اب مادہو اور بہیکو اور متہرا موجود ہیں۔

باغ میں پہونچے جس میں ہر طرح کے درخت لگے ہوئے دیوان خانہ نہایت نفیس اور بلند بنا ہوا چہار دیواری اطراف میں پختہ، روش و چمن نہایت طراوت انگیز پھول و پھل حلاوت و لطافت آمیز تھے اوسکی سیر کرتے ہوئے اور اوس بستی کو دیکھتے چلے شہر کو نہایت صاف اور مکانات پختہ سے بارونق پایا تا آنکہ سر شام واپس آئے تو شہر کے طائفے آئے اور اونکا ناچ ہوا اور انعام پایا صبح کو روانہ ہو کر کوسی ندی پر آئے جو قریب رام پور جاری ہے اوسکی ریت کی گرمی سے نہایت لشکر کو تکلیف تھی۔

ملاحظہ ہو تاریخ ایشری خلیفہ امیر علی

مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کا ہردوار سے سفر کرتے ہوئے رام پور میں آنا اور نواب احمد علیخاں سے ملاقات و قیام چند روزہ کے بعد رخصت ہو کر بریلی ہوتے ہوئے اور راہ میں جاکنس صاحب کی ملاقات کرکے وارد حدود لکھنؤ ہونا

آخر ماہ رجب ۱۲۳۷ھ مطابق مئی ۱۸۲۲ء میں جب مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ ہردوار سے واپس ہوتے ہوئے راہ میں شکار کھیلتے ہوئے وارد رام پور ہوئے اور کوسی ندی کے ریت میں خیمہ زن ہوئے۔ تو ریت کی گرمی سے تمام لشکر نہایت تکلیف میں تھا۔

نواب احمد علی خاں والی رام پور نے جب سنا کہ مہاراجہ بنارس ریت میں فروکش ہیں تو ہمراہ چوبدار و ایک مصاحب خاص کے کشتیوں میں قرابہ جات کیوڑا و گلاب و قند و نبات دادولہ و عطر کی شیشیاں دیگر بغرض دریافت مزاج روانہ کیا۔ فرستادگان نے تمام اشیاء مہاراج کے سامنے گذرانی اور نواب صاحب کی طرف سے حال مزاج دریافت کیا مہاراج نے فرمایا میری طرف سے بعد سلام شوق کہنا کہ میرا مزاج آپکی توجہ خاص سے بہت اچھا ہے اور چوبدار کو رخصتی دینے کا حکم دیا اور مصاحب سے رسم عطر و پان عمل میں آئی اور تمام اشیاء لشکر پر تقسیم کرادی گئیں بعد اسکے اسباب ضیافت نواب کی طرف سے آیا جو لشکر میں تقسیم ہوا۔

مہاراج نے اپنی جانب سے اکبر خاں صاحب اور غلام حسین چوبدار کو بغرض دریافت مزاج نواب صاحب روانہ کیا۔ دونوں ذی عقل و باادب کہ مزاج رئیسوں سے واقف تھے گئے اور حفظ مراتب ہر دو جانب کر کے سخنان مناسب سے نواب کو نہایت خوشنود کر کے کہا مہاراجہ آپ کے محامد و اوصاف کو کہ مشہور آفاق ہے بغرض تمناء ملاقات تشریف فرما ہوئے ہیں لیکن وہ خواہاں ہیں کہ اول میں خود آؤں۔ نواب نے ہنسکر جواب دیا میرا آنا اور اونکا تشریف لانا برابر ہے میں تو خود جانا چاہتا تھا لیکن مہاراجہ اگر تشریف لانا چاہتے ہیں تو بہتر ہے دونوں طرف سے خانۂ بے تکلف ہے۔ نواب صاحب نے اکبر خاں صاحب کو رسم عطر و پان کر کے رخصت کیا اور غلام حسین کو انعام دلوایا۔ ان لوگوں نے تمام حال مہاراج سے عرض کیا۔ مہاراج نے پھر کہلا بھیجا کہ آج تیسرے پہر کو میں حاضر ہوں گا۔

یہ نواب احمد علی خاں وہی رئیس ہیں جو کہ بہ سرپرستی نواب نصر اللہ خاں بوجہ نابالغی بعد قتل والد خود از جانب آصف الدولہ رئیس کئے گئے تھے اب وہ بالغ و جوان ہوئے ہیں۔

نواب صاحب کا مکان بطور دیوانخانہ ہندوستانی تہا اور نقشہ اوسکا مثل عمارت دیوانخانہ براِئی عدالت بنارس کہ تعمیر کردہ راجہ شتاب رائے عظیم آبادی ہے تہا صرف فرق یہ تہا کہ براِئی عدالت کی کرسی بلند نہیں اور اوسکی کرسی بلند ہے جس سے اوسکی شان دوبالا ہوئی ہے اور دیوان خانہ مذکورہ کے سامنے ایک شہ نشین تہا اور اوسکے سامنے نہر پختہ پانی سے بہری ہوئی اور اوس میں ایک لمبہٹ نقرئی کار مرصع چہوٹا ہوا اور نہر کے دائیں بائیں طرف کیاریاں سرسبز و شاداب اور تمام اقسام کے پہول شگفتہ اور میووں کے درخت قرینہ قرینہ سے لگے ہوئے اور روشین پختہ بنی ہوئی تہیں۔ دیوان خانہ کے جواب میں اوتر طرف کو ایک کوٹہی انگریزی بڑی تیاری کے ساتھ بنی ہوئی اور اوس میں فروش نفیسہ بچہے ہوئے اور شیشہ آلات سے سجے ہوئے تہے اور اوسکے پچہم طرف کو دیوار سے ملے ہوئے پانچ چار محل زنانہ تھے جنکے دروازہ بڑے بڑے تہے اور دروازوں پر پہرہ اوتر رہے تہے۔

تیسرے پہر کو مہاراج بہادر بڑی تیاری سے جلوس میں سوار و پیادہ لیکر ملاقات کو چلے جب کوٹہی مذکورہ میں داخل ہوئے تو نواب صاحب نے استقبال کیا اور کوٹہی کے اوپر کے درجہ میں کرسیوں کی نشست رہی۔ اور حسب قاعدہ مزاج ہوا اور آپس میں نہایت خلوص سے بے تکلفانہ باتیں ہونے لگیں جیسا کہ مدت سے ملاقات رہی ہو۔ مہاراج نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ کتوں کی جوڑیاں جیسی کہ آپکے یہاں ہیں وہ دوسری جا کسی امیر کے یہاں نہیں ہیں مجہکو اونکے دیکہنے کا شوق ہے نواب صاحب نے فرمایا البتہ جوڑیاں بہت ہیں ان سب کا آنا کیا ضرور ہے مگر جو عمدہ قسم کے ہیں اونکو منگواتا ہوں آپ ملاحظہ فرمالیں۔ یہ کہکر بالک اور سنہرا اور لعل بے بہا کی جوڑیاں منگوائیں مہاراج کو چونکہ خود ہی منجملہ شوق ہر قسم کے گہوڑے کتوں سے بہی شوق تہا لہذا اونکو دیکہکر نہایت محظوظ ہوئے اور اونکی تعریف کی کہ فی الواقع ایسے کتے دوسری جا پر نہونگے نواب صاحب نے

کہا اگر ایسی جوڑی کسی امیر کے یہاں ہو گی تو میرے ہی کتوں کی نسل ہو گی۔ اِس میں سے اگر آپ کو پسند خاطر ہوں تو دو ایک جوڑی لے لیجئے مگر زیادہ نہ دوں گا۔ کیونکہ اگر آل داولاد ہیں تو یہی ہیں۔ مہاراج بہادر نے کہا آپ ہی پسند کر کے دیجئے۔ اکبر خانصاحب نے ایک کتا کرکس سبزہ پسند کیا اور مہاراج سے اشارہ سے عرض کیا کہ اسی لیجئے۔ مہاراج نے اُس کتے کی طرف اشارہ کیا۔ نواب صاحب نے اپنے ڈورئے کے ہاتھ بھجوا دیا۔ بعد آسکے مہاراج بہادر رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آئے اور اوس کتے کیواسطے ایک کھٹولا نہایت جلد تیار کرایا اور وہ کتا اوسپر بیٹھا۔ اور جو لوگ مصاحبین سے کہ ہمراہ گئے تھے اون سے نواب کے اخلاق کی تعریف کی اور رات کو صحبت رقص و سرود رہی۔

دوسرے روز نواب صاحب دوپہر کیوقت پالکی نفیس پر سوار ہو کر پانچ چار ہزار پٹھان ہم نشین سوار و پیادہ کو لئے ہوئے قریب خیمہ مہاراجہ تشریف فرما ہوئے مہاراجہ نے قنات خیمہ کشادہ کرا دیا اور استقبال کو بڑھے اور فرمایا یہہ مکان سفری ہے جس جس کو مناسب سمجھئے بلوا لیجئے۔ نواب صاحب نام نام بلوا کر بقدر وسعت مکان ساتھ لیکر اندر آئے اور باقی بیرون خیمہ رہے۔ اور مہاراج کی طرف سے جشن کی تیاری ہوئی اور بین کار و رباپی و طوائف ہمراہیان لشکر کا مجرا ہوئے لگا تھوڑی دیر کے بعد نواب نامدار رخصت ہوئے اور وقت رخصت کے مہاراج کی طرف سے کشتیاں پوشاک و جواہرات و ایک ہاتھی و گھوڑا پیش ہوا جسکو جناب نواب صاحب نے خوشی خوشی منظور فرمایا اور کہا راجہ بہائی میں نے تم کو جیسا سنا تھا بخدا اوس سے زیادہ پایا۔ مگر افسوس کہ اولاد کی طرف سے جیسا کہ تم دنیا میں ہی محروم ہوں دونوں کا اِس طرف سے خاتمہ بالخیر ہے اور یہ شعر حسب حال ہے ؎

جو کہ آئے ہیں جہاں ہیں وہ ہیں داماں بھرے — الغرض ہم آئے ہیں ایسے کہ ہیں ارماں بھرے

اور جیسا کہ شوق شکار مجھے بحد ہے ویسا ہی تم کو بھی ہے اور اب برسات کا زمانہ سر پر ہے

لہذا چھاونی میں بنوا دوں برسات بہر رہو اور کیفیت برسات ئی دیکھو اور خوب شکار کھیلو ہم تم گا دیں بجا دیں اور گلچھرے اوڑائیں بعد برسات ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں اور تمہارے شہر کو دیکھیں اور حسبطور رسے کہ تم نے میرے گھر کو سرفراز کیا میں بھی تمھارے گہر سے نزہت اندوز ہوں یہ کہکر نواب صاحب نے کہا ہاں راجہ بہائی ایک بات اور رہ گئی مہاراج نے کہا وہ بھی کہہ ڈالئے. نواب صاحب نے کہا مجھکو شوق گانے کا ہے اور کچھہ گا لیتا ہوں اور سنا ہے کہ تم کو ستار میں خوب مہارت ہے تو آج کی شب تخلیہ ہو ہم گا دیں اور آپ بجا دیں۔ مہاراج نے کہا بہت خوب میں آؤں گا. نوابصاحب جب رخصت ہوکر واپس تشریف لے گئے تو مہاراج بعد تبدیل لباس غذا دو پہر سے فارغ ہوکر پلنگ پر آرام فرما ہوئے اور کہا نواب صاحب نے تو بے ڈہب یا مجھے پہنسایا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور کا یہاں رہنا مناسب نہیں کیونکہ مکان چھوڑے ہوئے بہت روز ہو چکے وطن کے لوگ گھبراتے ہونگے۔ قطع نظر اسکی سنا ہے کہ یہاں شبرات کے روز نلی اور ٹونٹی اور ضرّہ کی بڑی لڑائی ہوتی ہے مبادا لشکر میں کچھ نقصان ہو یا خدا نخواستہ کوئی بے عنوانی ہو جاوے لہذا قبل شب برات یہاں سے کوچ کر دینا چاہئے۔ مہاراج نے فرمایا دیکھا چاہئے کس کل اونٹ بیٹھتا ہے اور کیا طے پاتا ہے۔ شام کو مہاراج سوار ہوکر نواب صاحب کے پاس گئے اور دیوانخانہ کے سامنے کہ شامیانہ کھچا ہوا تھا اس میں نشست ہوئے خاص خاص لوگ رہ گئے باقی اوٹھا دی گئی ہنّو وکلو وجعفرخاں ورسول شاہ وخلیفہ امیر علی (مصنف تاریخ البشری) مہاراج کے ہمراہ اوس صحبت میں تہے. مہاراج نے خوب ہی ستار بجایا اور نواب صاحب نے اچھی طور سے گایا تا آنکہ پہر رات گئی اور مہاراج گھبرائے مگر بخیال نواب صاحب کچھہ کہہ نہ سکی تا اینکہ نصف شب ہوئی اوسوقت غلام حسین چوبدار نے گھبرا کے پالکی طلب کی. نوابصا

صاحب نے خفا ہو کر کہا کس نامعقول نے پالکی منگوائی ہے یہ کہکر پہر مہاراج سے متوجہ ہو کر کہا۔ سنو بہائی جان راجاؤں میں تو تم اور نوابوں میں فقط میں ہوں اور باقی سب غلام ہیں تم گہبراتے کیوں ہو۔ یہ کہکر پہر گانا بجانا شروع ہوا تا اینکہ تین پہر رات گذری اور ہمراہیان سواری کے سوار و پیادہ ہاتہی گہوڑے سب کے سب سجے ہوئے مثل قیدیوں کے کہڑے ہوئے گہبرا رہے تہے۔ نواب صاحب اپنی عادت کے موافق رات کو جاگا کرتے اور دن بہر سوتے اونکو کچہ پروا نہ تہی تا اینکہ جب محض چار گہڑی رات رہ گئی تو مہاراج نے جہنجلا کر کہا کہ آپکو تو عادت تمام رات جاگنے کی ہے اور میرے واسطے خلاف عادت ہے کیا مجہے آپ چار گہڑی بہی آرام نہ کرنے دیجئے گا خلاف عادت عداوت مثل مشہور ہے ممکن ہے کہ طبیعت دگرگوں ہو جاوے تو پہر کیا لطف رہا۔

جب نواب صاحب نے دیکہا کہ اب انکو کمال اذیت ہے تو مجبور ہو کر کہا بہت بہتر اب آپ تشریف لیجاویں۔ مہاراج فوراً اوٹھ کہڑے ہوئے اور پالکی پر سوار ہو کر چلے لوگوں کو ایسی خوشی ہوئی کہ جس طور سے قید سے چہوٹے ہوں۔ مہاراج نے اپنے مقام پر پہونچکر غذا تو نہ کی مگر کچہ دانہ انگور و انار کہا کر آرام کیا۔

اوسی زمانہ قیام میں پانچ چار روز کے اندر ایک روز انتظام و اہتمام کرنے میں آپس میں پٹہانوں میں خوب تلوار چلی جس سے پانچ چار آدمی زخمی ہوئے اور دو جان بحق ہوئے اس وجہ سے تمام لشکر میں ہیبت چہا گئی اور سب وہاں سے روانگی کے خواہاں تہے اور مقربین ترغیب روانگی دے رہے تہے مہاراج نے کہا میں کیا کروں نواب صاحب چہوڑتے ہی نہیں اگر میں جانتا کہ یہ حالت ہوگی تو میں مراد آباد سے اوسی طرف کو چلا جاتا اور ادہر نہ آتا مگر اب تو آن پہنسا۔ دو چار روز کے بعد مہاراج نے گہبراہٹ ہمراہیان دیکہکر نواب صاحب کی خدمت میں کہلا بہیجا کہ آپ کی شفقت و مہربانی و قدردانی سے دل تو جانے کو نہیں چاہتا مگر کیا کروں کہ گرامی نامہ والدہ صاحبہ سے میرے متعلقین کی بیماری کا حال معلوم

ہوا بلکہ حالت نزع میں ہونا مفہوم ہوتا ہے کیونکہ بھائیوں نے لکھا ہے کہ اگر دیدار دوبارہ
دیکھنا منظور ہو تو آجائے اور ایک خط از جانب منجھلے بھائی خود یعنی بابو دیپ نرائن سنگھ
لکھوا کر نواب صاحب کے پاس بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ آپ مہاراجہ کو جلد رخصت فرمادیں
کہ یہاں بیماری کی شدت ہے۔ نواب صاحب اس خط کو دیکھکر مجبور ہوئے اور رخصتانہ
کی فکر میں پڑ گئے۔ اور پچاس کشتی کمخواب ورومال نفیس وچند کشتیاں کمخواب ودیگر
پارچہ جات ململ وغیرہ مع جواہرات و دو صندوق خانہ ساز رام پور و ایک ہاتھی و ایک
گھوڑا کے بھیجا۔ مہاراجہ بھی تیسرے پہر کو رخصت ہونے کو جانا چاہتے تھے کہ نواب
صاحب نے کہلا بھیجا کہ اب ملاقات سے زیادہ رنج ہوگا لہذا بہتر یہی ہے کہ آپ
اوسی طرف سے تشریف لیجاویں یہ سنکر مہاراجہ واپس ہوئے اور حکم کوچ کا دیا تمام
لشکر گویا کہ قید سے چھوٹا تیاریاں کرکے روانہ ہو گیا۔

بقیہ حال نوابؒ خاندان نواب

استحکام تعلق اس خاندان وریاست بنارس سے یہ تھا اور یہی برابر جاری رہا اور ہے
چنانچہ وقت تحریر تاریخ ہذا جناب نواب حامد علی خان بالقابہ سے و مہاراجہ بنارس حال
سے کمال خلوص ہے۔ لہذا درمیانی حالات بطور ربط بطریقہ ایجاز و اختصار مذکور
ہوتے ہیں نواب احمد علی خاں نے ۱۸۴۰ء میں انتقال کیا اونکی ایک دختر وارث
تھی جن کی جانشینی گورنمنٹ نے منظور نہ کی لہذا محمد سعید خاں پسر کلاں غلام محمد
خاں جن کا تذکرہ حالات قبل پدر احمد علی خاں میں آچکا ہے مالک ملک ہوئے
اور روہیلہ سرداران خود کیواسطے گذارہ مقرر ہوا۔ اونکے بعد اسیطرح کا عہدنامہ
نواب محمد یوسف علی خاں سے جو پسر کلاں و جانشین محمد سعید خاں تھے لیا گیا اور
اونکو بہ جلدوی خدمات بلوہ جو ۱۸۵۷ء میں ارو بیہ و فوج کے دینے و بجانے حیات

انگریزوں میں کیا جس سے گورنمنٹ انگریزی خوش ہوئی علاقہ جمعی ایک لاکھ اٹھائیس ہزار پانچسو ستائیس چار آنہ دیہات سرحدی مراد آباد و بریلی سے دئے گئے اور نواب کو خطاب سردار با وقار ستارہ ہند کا دیا گیا اب علاقہ رامپور ایک ہزار چالیس میل مربع ہوا اور مردم شماری تین لاکھ نوے ہزار دو سو تیس آدمی ہیں بریلی میں یہ پرگنہ دئے گئے جو محلا۔ سرساواں۔ اجادون سرولی شمالی۔ سرولی جنوبی۔ اور مراد آباد میں پرگنہ مراد آباد۔ ضلع بریلی میں میزان آمدنی ایک لاکھ انیس ہزار ایک سو اٹھاون ضلع مراد آباد میں میزان آمدنی نو ہزار تین سو دو نہتر

یک لکھ

ایک لاکھ انیس ہزار ایک سو اٹھاون روپیہ

نو ہزار تین سو او نہتر

یک لکھ

جملہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار پانچسو ستائیس روپیہ

روانہ ہونا لشکر مہاراجہ بنارس کا جانب لکھنو

مہاراج نے جب حکم کوچ کا مقام رامپور سے دیا تو لشکر کوچ کر کے گورجو راندی پر جو وہاں سے ایک کوس پرے ہے چند سے ٹھہر کر کچھ رات گئے فتح گڈہ میں جو جانب پچھم ہے جا پہونچا۔ تمام شب و روز رہکر بوجہ گرما چار گھڑی دن باقی رہنے پر پھر کوچ ہوا اوس راہ میں بھیڑیے نہایت سخت مردم خور تھے۔ اوگھڑ خواص اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا ہو کر ڈنکے کے گھوڑے کے آگے جا رہے تھے دو بھیڑیے اونکی گھات میں تھے کبھی داہنے اور کبھی بائیں اور انتظار گھات میں تھے کہ موقع ملے تو چوٹ کریں اسی حالت میں ایکسے اونکی نظر پڑ گئی فوراً گھوڑا دوڑا کے سامنے آیا اور بندوق کی فیر کی تو وہ بھیڑیے بھاگ گئے اوسکے بعد سواروں نے خواص جی کو تنہا جانے کو منع کیا تا اینکہ لال جی کے گڑہ میں پہونچے پھر وہاں سے بریلی کے بیرون شہر پہونچے اور انگریزی لین او

احاطہ جاکنسن کے پاس شہتوت کے لکھراؤں درختوں میں خیمہ زن ہوئے اور تمام لشکر ڈیرہ و رخت وجھولداری وغیرہ ٹھہرا رزیڈنٹ جاکنسن صاحب اول روز ملاقات کو آئے اور دوسرے روز مہاراجہ بھی گئے۔ اونکی کوٹھی پر ایک اور انگریز اکبرآباد سے آئے تھے اونہوں نے ایک ہاتھی مہاراج کو دکھلایا کہ بشرط پسند آپ خرید کرلیں۔ مہاراج نے جب قیمت دریافت کیا تو کہا اسکی قیمت تو لوگ بہت کچھ دیتے تھے مگر میں نے بوجہ الفت جدا نہیں کیا اب چونکہ میں ولایت جا رہا ہوں اور آپ کو ہاتھی و گھوڑے کا بہت شوق ہے لہذا جسقدر قیمت آپ کے نزدیک ہو دیدیجئے گا۔ مہاراج نے قیمت مناسب بھیجکر منگوالیا اور بال سندر نام رکھکر شامیانہ کے نیچے بندھوایا۔ اور شام کو مع جلوس سوار ہوکر شہر کو دیکھکر واپس آئے۔

بریلی میں حافظ رحمت خاں کے پوتے رہتے تھے (جن کا تذکرہ سابق صفحات میں آچکا ہے) مگر اونکے پوتے کا زمانہ موافق نہ تھا تاہم بخیال ریاست آبائی اونکا وقار تھا مہاراج بہادر اونکے ملاقات کو تشریف لے گئے اور بہت عرصہ تک بیٹھے رہے۔ اونہوں نے اپنی ناداری کا اظہار کیا مگر مہاراجہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے یہ تو انقلاب زمانہ ہے دولت کسی کے پاس ہمیشہ نہیں رہتی مگر آپ کی امارت و اعزاز میں تو اب بھی کسی قسم کا فرق نہیں ہے خانصاحب نے ایک جوڑی سبزہ کتے کی منگوا کر مہاراج کو نذر دی اور مہاراج نے خوش ہوکر لے لیا اور بعد رسم عطر و پان کے رخصت ہوکر اپنے خیمہ میں آئے اور بال سندر ہاتھی مذکور کے پاس گھڑی دو گھڑی بیٹھے اور رات کو حسب معمول صحبت رقص رہی۔

علی الصباح اوٹھکر جاکنسن صاحب رزیڈنٹ کی ملاقات کو گئے اور کہا اس طرف میں محض آپکے ملنے کی غرض سے آیا کیونکہ آپ ہمارے مہربان و دوست قدیم ہیں اور چونکہ ملاقات ہوکر تمنا دلی بر آئی تو اب رخصت فرمائیے صاحب ممدوح نے بھی کہا واقعی مجھے بھی مدت سے تمنا تھی کہ آپکو پھر دیکھوں خدا نے پردہ دوری اوٹھادیا اور آپ کو مکان سے آئے

ہوئے زیادہ زمانہ گذر گیا لہذا آپ جلد واپس ہوں اور رخصت کیوقت ایک نیغہ دیکر کہا
یہ یادگار دوستان ہے اسکو دیکھکر مجھے یاد فرمایئے گا دوست کو سفر میں ہتھیار دینا مبارک
ہوا کرتا ہے اور اگر زندگی باقی ہے تو پھر کبھی ملاقات ہو جاویگی مہاراج وہاں سے واپس
ہوکر بعد غذا تیسرے پہر کو روانہ ہوئے۔

اکبر خانصاحب کو مہاراج نے رخصت کرتے وقت فرمایا کہ میں اب لکھنو جارہا ہوں اور
آپ سے اور آغا میر سے کمال نقیض ہے اس وجہ سے آپ کا جانا وہاں پر مناسب نہیں
ہے اکبر خانصاحب نے کہا بہت مناسب ہے تا اینکہ مہاراج نے خانصاحب کو خلعت
رخصتی اور کچھ روپیہ بطور زاد راہ دیکر رخصت کیا۔ اور وہ خوش خوش اپنے وطن کو ڈہ جہان آباد
کو روانہ ہوئے۔ اور جھکن لال بزاز بھی رخصت ہوکر راتھ دواری گئے۔ اور مہاراج قریب
شام شاہجہانپور میں آئے۔ اور شب و دن کا دو پہر ختم کرکے پہر روانہ ہوکر بہانی میں
آکر قیام کیا۔ یہاں پر رات کیوقت بابو بخیت سنگھ کا اونٹ کوئی چور لے گیا اور بابو مذکور
بغیر بار برداری حیران تہے کہ مہاراج نے اپنے کارخانہ سے ایک اونٹ خالی کراکے بہیجا
اور اوسپر اسباب اونکا لادا گیا۔ اور تیسرے پہر کو روانگی ہوئے۔ اور ہتیا برن تالاب پر آئے
اور وہاں سے سندیلہ اور وہاں سے ملیح آباد آکر پھر کوچ ہوکر ٹکیٹ رائے کا پل اوترکر میدان
میں قیام ہوا معلوم ہوا کہ وہاں سے ڈنکا بند ہوتا ہے۔ لہذا مہاراج نے ڈنکا بجانے
کی ممانعت کردی۔

ملاحظہ ہو تاریخ الیشری خلیفہ سید امیر علی۔

عرض راقم مصنف

چونکہ آئندہ سے سلسلہ تاریخ ہذا کا متعلق صوبہ اودہ بابت غازی الدین حیدر بادشاہ اودہ
اور اونکی نواب معتمد الدولہ آغا میر سے شروع ہوگا اور اونہیں کے زمانہ میں دوسرا تغیر

نوابی و وزیرالممالکی سے جانب شاہی ہوا۔ اور لقب بادشاہ مع سامان شاہی حاصل
کیا اور اونکے مدارالمہام بہ لقب نواب مشہور ہوئے۔ لہذا بہ تفصیل تمام اُنکے
حالات قلمبند کرنا ضرور رہا۔

بعض حالات سعادت علی خان آخر انتقال و مسند نشینی غازی الدین حیدر و نیابت آغا میر بعدہٗ قید آغا میر و نیابت محمد آفرین علی خاں و مرزا حاجی۔ پھر رہائی آغا میر ذریعہ مرشدزادہ و بیگم صاحبہ و نفاق آغا میر بادشاہ بیگم سے نواب غازی الدین حیدر کا بادشاہی خطاب حاصل کرنا۔ آغا میر کو نواب کا خطاب ملنا۔ آغا میر کا بادشاہ کو عیش میں غافل کرنا۔ خود لوگوں کو ایذا دینا و باقی حالات آغا میر و غازی الدین حیدر۔

نواب سعادت علی خاں کے حالات ابتدائی و مسند نشینی احاطہ تحریر میں قبل ازیں آچکے
ہیں جس سے ناظرین کو اونکی قابلیت کا اندازہ ہوتا رہا ہے نہایت حسن سلیقہ و انتظام
خرچ سے اوس زمانہ میں کہ ریاست پر حاکم نہ تھے چھ لاکھ روپیہ تیار کر سکے وقت مسند نشینی

لائے تہے ورنہ خزانہ میں اخراجات آصف الدولہ و مرزا وزیر علی خاں کی وجہہ سے
کیا رہگیا تہا اور مدت وزارت میں بعد اخراجات معمولی چودہ کرور روپیہ خزانہ میں
جمع کیا حالانکہ ایک کرور پندرہ لاکہہ کی وصولی ملک میں کمی لاکہہ روپیہ لانہ کا خرچ علاوہ
تعمیر مکانات شہر جدید و تنخواہ ملازمین و مرشد زادوں کے تہا اگر یہ نہوتا تو زیادہ
جمع کر لیتے اور مقصود ادن کا یہ تہا کہ مجموع ممالک مفوضہ و مقبوضہ و مفتوحہ سرکار
کمپنی کا ٹہیکہ سی سالہ لیکر اقساط ششماہی ادا کرکے فوج انگریزی و صاحبان نظامت کو
بحال رکہکر مشورہ خود و نواب گورنر جنرل انتظام کریں اور ایک سفیر قابل مثل صاحب
رزیڈنٹ کے حاضر حضور نواب گورنر رہے۔ مگر اجل نے مہلت ندی۔ چونکہ ارسلان
جنگ۔ کرنل بیلی صاحب رزیڈنٹ ہر امر میں دخل دیا کرتے اور وہ نواب کو رکے
باعث رنج ہوتے اُس زمانہ کے جو حکایات وفسانے کہ نو برس رزیڈنسی میں گذرے
اونکا اظہار فضول ہے۔

اس عرصہ میں یاوری اقبال نواب سعادت علی خاں گوراؤ لی صاحب مصاحب
نواب کہ مقدمات سرکارین سے خوب واقف تہے ولایت گئے اوسوقت زمانہ شاہ جم جاہ
جارج چہارم تہا اور رفیق جارج چہارم لارڈ مایرا صاحب گورنری پر نامزد ہو رہے تہے اور
اونکی تمام جائداد و اسٹیٹ رہن و مقروض ہوچکی تہی صاحب مذکور نے بخیال کار ہائے
نواب چھ لاکہہ روپیہ بحیلہ طلب تحفہ جات و تین لاکہہ روپیہ بحیلہ طلب پل آہنی منگوا کر
لارڈ مایرا کو دیا۔ اور دوست نواب بنایا اور لارڈ مذکور ولایت سے بعہدہ گورنری
مامور ہوئے اور مندراج سے محبت نامہ بہیجا حالانکہ دستور کلکتہ سے بہیجنے کا تہا اور اُس میں
تشفی مقدمات بکنایہ مذکور تہی چونکہ ذریعہ رزیڈنٹ آیا اور مضمون اُسکا سمجہا تو ظاہر
میں مبارکباد دیا اور باطن میں جان قالب سے نکل گئی اور نواب سعادت علیخاں بہی باوجودیکہ
حلم و بردباری ہونے کے محتمل اس مژدہ غیبی و بار مسرت کے نہوسکے اور اپنی صحبت میں

اگر کلمات پاداش نمک حرام فرمانے لگے۔ لہذا تجویز مذکورہ بالا کی فکر میں حسب رائے
مصاحبان خاص خود کہ جنرل مکلوڈ و ڈاکٹر لا صاحب غیرہ تھے رہے۔ بہرطور لارڈ مایرا
صاحب گورنر جنرل کا انتظار تہا کیونکہ قاعدہ یہ تہا کہ انکے آنے پر امور اتنے طے
ہوتے تہے۔ ملازمین خانہ برانداز نے اپنے نفع کیواسطے امۃ الزہرا بیگم عرف بہو بیگم صاحبہ
جو کہ بنت نواب اسحاق خاں و زوجہ شجاع الدولہ۔ مادر گرامی آصف الدولہ تہیں انکا کل
مال حمایت انگریزی میں دلوا کر ذیقعدہ ۲۶ رجب ۱۲۲۸ھ مطابق ۱۸۱۳ء کو بغرض برورش
و پرداخت ملازمین متوسلین خود لکھوا دیا جسکا لکھنا متعلق تاریخ ہذا امر غیر متعلق ہے مگر
نواب سعادت علی خاں کی توہین کا سبب بسبب توسل ملازمان قدیم رزیڈنٹی وغیرہ
سے اور اُنکے فتنہ انگیزی سے ہوا۔

بہرطور ۱۶ برس گیارہ مہینہ اکیس روز ریاست کرکے ۲۳ رجب روز دوشنبہ ۱۲۲۹ھ
مطابق ۱۱ جولائی ۱۸۱۴ء کو بدقسمتی سے ہن خاں آبدار کے ذریعہ سے یخنی کے گوشت میں
سیاہ گرگٹ دیا گیا تہا اس سے انتقال کیا اُسوقت سن شریف ستر یا بہتر سال کا تہا۔
دوپہر کو دریا میں زیر فرح بخش خیمہ میں غسل دیا اور زبانی غسال میت کے منہ سے خون
جاری ہونا معلوم ہوا۔ تمام ملازمین و رعایا میں کہرام تہا۔ خاص بازار میں بڑے مرشد
زادے نواب غازی الدین حیدر کے مکان میں دفن ہوئے۔ اب عالیشان مقبرہ
بنا ہوا ہے۔ صاحبان رزیڈنٹ اول لمسڈن صاحب دوم کرنل اسکاٹ صاحب
جنکے زمانہ میں تقسیم ملک ہوئی سوم کرنل کالنس صاحب جو ۱۸۰۵ء میں بعارضہ
نقرس مرکر لکہنو میں متحق باغ جڑاین دفن ہوئے۔ چوتھے کرنل بیلی صاحب جو نو برس رہے
اور ۱۸۱۵ء میں بہت سے تحائف ہندوستان و کتب ہر قسم کی لیگئے کیونکہ عربی فارسی میں
صاحب استعداد تہے نامی جانشین نواب سعادت علی خاں کے نواب شمس الدولہ احمد
علیخاں بہادر تہے جو فوج کے جرنل بہی تہے دیگر اہلکاران حسب ذیل تہے۔ نواب نصیر الدولہ

محمد علی خاں مالک دفتر دیوانی منجملہ اہل کاران معتمد نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علی تھے
فتح علیخاں جو کہ زمان قیام بنارس سے معتمد تھے و مالک و مختار جمیع کاروبار تھے اور مثل
فرزندوں کے پالے گئے تھے اور خطاب کپتان دیا تھا اور خزانہ کے بھی مالک کیے گئے
یہ بنارس کے رہنے والے تھے اور نہایت امانتدار شخص تھے انکی اولاد کی ترقی بھی
سلطنت میں ہوئی گئی۔

جب انتقال کی خبر ذریعہ اشرف الدولہ رمضان علیخاں کہ ملازمین نواب سے بڑے معتمد
رزیڈنٹی تھے کرنل بیلی صاحب نے سنا تو اسکو مژدہ غیبی سمجھا کیونکہ انکو یقین تھا کہ لارڈ
مایرا صاحب کے آنے پر انکا وجود کیا معنی ملکیہ شاید توہین ہو جاوے۔ کیونکہ نواب مرحوم
نے ایک سو چودہ ۱۱۴ قصور بتعداد تاریخ لکھکر پیش کرنے کو کیا تھا خبر پانے پر کمان افسر کو مع
فوج چھاونی منڈیاؤں سے بلوا کر خود مع ڈاکٹر ونسن و کپتان فارجن و تیس تلنگہ بھی گارد
کو جو ہر وقت تیار رہتے لیکر پہرہ کر دیا کہ کوئی بلا اجازت ہمارے نہ آئے اُسوقت
نواب شمس الدولہ ہاتھی پر دروازہ پر کھڑے تھے۔

محمد غلامی اردلی نے نواب غازی الدین حیدر (بڑے بیٹے نواب سعادت علیخاں کو
خبر دی وہ تلوار ولایتی باندھکر آئے اور آغا میر و میرزا جعفر و مرزا حاجی مصاحبان خاص
غازی الدین حیدر بھی پہونچ گئے۔ چونکہ حالات جنون واز خود رفتگی و تراکیب پینا اور لوگونکو
ایسا مارنا کہ وہ مرجائے مشہور بہ نسبت غازی الدین حیدر تھا لہذا کرنل بیلی صاحب نے
بعد یقین کرلینے موت نواب مرحوم کے نہکر صاحبوں سے نام نواب شمس الدولہ لیا۔ مگر
مرزا جعفر نے جنکو امید نیابت ملک ہو رہی تھی بابت غازی الدین حیدر کہا صاحب نے
انکی حرکات مجنونانہ سمجھے سے انکار کیا۔ مگر مرزا نے کہا کہ حسب قانون سرکار دین اکبر اولاد میراث
ریاست پاتا ہے اگر شرط جنون مقبول حضور ہوگی تو جسطرح سرکار کو منصوبی میں اختیار رہے
اوسی طرح عزل و برخاستگی میں بھی ہوگا۔ صاحب سنکر خاموش ہو رہے اور بعد مشورہ صاحبان

نواب غازی الدین حیدر کو مسند وزارت آبائی کی مبارکباد دی۔ اور دوسرے روز صبح کو کمرہ
فرح بخش میں تخت کو جہپر جلوس کرکے نذر لیجاتی تہی اور بے سامان تہا مرتب کرکے امرا کو
نذر کیواسطے بلوایا۔ اور پہلے نواب شمس الدولہ اور کرنل سے کہا کہ آپکے بڑے بہائی ہیں
نذر دیجئے انکے بعد دیگر امرا نے نذر دیا۔ اُسوقت سن شریف تقریباً پچاس برس کا تہا
امیدوار نیابت مرزا حاجی و مرزا جعفر تہے اور شہر کے لوگوں کا اوتہیں پر ہجوم تہا مگر چونکہ
کرنل بیلی صاحب رزیڈنٹ کو بوجہہ آمد لارڈ ماریا صاحب کہ زمانہ حیات نواب مرحوم سے
مشہور تہے اپنے راضی نامہ کی فکر پڑی تہی۔ آغا میر سے کہ اُسوقت محض حسب حوصلہ عزت
خود متمنی خدمت داروغگی تہے میر منشی رزیڈنٹی نے کہا کہ اگر راضی نامہ بڑے صاحب کو
دلوادو اور ان چاروں مصاحب خاص نواب یعنی کرنل مکلوڈ صاحب و ڈاکٹر لا صاحب
و ڈی ٹنگ صاحب وغیرہ کی صحبت برہم ہو تو کیا عجب کہ آپکو عہدہ جلیلہ نیابت اس
حسن خدمت پر مل جاوے۔ آغا میر کو اس مژدہ غیبی پر شادی مرگ ہوگئی۔ اور منشی جی سے
نہایت رسوخ پیدا کیا۔ ہر چہار اصحاب مصاحب خاص و محرم راز نواب سعادت علی
خاں نے بہ مقتضائے حق نمک حلالی ولی نعم اونکی خلف الصدق نواب غازی الدین حیدر
کو نشیب و فراز زمانہ و احوال زمان ماضیہ کہکر سمجھا دیا تہا کہ اگر آپ کرنل بیلی صاحب
کو راضی نامہ نہ دلوائینگے اور مستقل و ثابت قدم رہینگے تو نواب گورنر جنرل بہادر ازراہ
کمال انصاف تہہ دل سے آپکے حق بجانب سمجھکر تمام معاملات درست کردینگے اور
مبادلہ اضیہ جنت آرامگاہ نواب سعادت علیخاں بسہولت ہوجاویگا اور کرنل بیلی
کی وہ حالت ہوگی کہ پہر کوئی رزیڈنٹ ایسی جرأت و مداخلت بیجا نہ کریگا۔ اور
نمک حراماں سرکار کی سزا آپکے اختیار میں ہوگی اور آیندہ پہر کوئی نمک حرامی نہ کریگا
کرنل بیلی کو اسی وجہہ سے بڑا تردد تہا۔

آغا میر کو بوجہہ قدامت و محرم راز ہونے کے نواب غازی الدین حیدر کے مزاج میں بہی

مداخلت تھی اور مژدہ غیبی مذکورہ سنکر درجہ شادی مرگ پر پہونچکر شبانہ روز اسی فکر میں
تھے کہ ایک روز خلوت میں نواب کے پیروں پر گر کر رونے لگے کہ افسوس اس غلام کی
نمک خواری کے سالہا سال کی محنت و جانفشانی خاک میں ملی جاتی ہے حضور ان
مصاحبان خاص کے بھروسہ پر غافل ہیں آپکو بہ علت جنون جو اول کلام کرنل بیلی صاحب
تہا وہی پیش آیا جاہتا ہے اور نواب شمس الدولہ کو منصوب کرنا چاہتے ہیں وہ بیشتر
سے بموجب حکم و تجویز نواب گورنر جنرل بموجب درخواست نواب سعادت علیخاں بعہدہ
نیابت مامور ہو چکے ہیں اور اجرای کاروبار ریاست سب اُنہیں سے ہوتا رہا اور اگر نواب مرحوم
آپکے واسطے درخواست کرتے تو آپکو بھی کچھ دقت ہوتی اور جو خیالات اُنکی نسبت ہیں
وہ آپکی طرف رہتے۔ بعد اس تصفیہ خاص کے جو یہ تجویز ان صاحبوں کی ہو رہی ہے پھر کوئی
صاحب رزیڈنٹ آپسے مطمئن نہ ہوگا غلام حق نمک سے ادا ہوا آیندہ کو حضور کو اختیار ہے
چونکہ غازی الدین حیدر آغا میر کو اپنا معتمد و خیرخواہ سمجھتے تھے اس خبر کو سنکر متزلزل ہوئے اور
جرأت حق کو دل سے دور کر کے ان سے صلاح پوچھنے لگے آغا میر نے عرض کیا کہ اگر صاحب
رزیڈنٹ کے راضی نامہ دینے میں باعث خیرخواہی ان صاحبوں کے تردد ہوگا تو بہت
سی خرابیاں اس ریاست میں درپیش ہوا کریں گی اور مطالبہ مقدمات گذشتہ کا جیسا کہ نواب
مرحوم سے ہوتا اُس طور سے آپسے نہ ہو سکے گا۔ لہذا حضور اپنی عہد دولت کو غنیمت
سمجھیں تو بہتر ہے نواب غازی الدین حیدر نے اس صلاح آغا میر کو ٹھیک سمجھکر رائے
صاحبان سے دست برداری کی اور جب نواب گورنر جنرل بہادر داخل کانپور ہوئے
اور نواب بڑی دھوم دھام و جمعیت لشکر سے کہ سب کی وردیاں نئی اور پر تکلف تھیں
تشریف لے گئے تو ایک روز خود نواب گورنر جنرل نے بوجہ اسکے کہ کمانڈر انچیف کا عہدہ
بھی رکھتے تھے قواعد فوج دکھلائی اور سات روز کے قیام کے بعد روانہ ہو کر چار مقام راہ
میں کر کے داخل لکھنو ہوئے اور شہر آراستہ کیا گیا اور خوب خوب طریقہ ضیافت و مہمانی

برتا گیا اور اوسی زمانہ میں نواب کی طرف سے حسب سررشتہ رضی نامہ کرنل بیلی صاحب کو بہی دیا گیا۔ صاحبان مصاحبان خاص جو بانی مبانی مقدمات ماضیہ تہے وہ حضور نواب گورنر جنرل میں انجیل اوٹہا کر بری الذمہ ہوئے اور بسلامت لکہنؤ سے چلے گئے اور ہر ایک عہدہ گورنمنٹ پر مامور ہوئے اگرچہ نواب کیطرف سے کرنل بیلی کو راضی نامہ مل گیا مگر گورنر جنرل پر خوف غازی الدین حیدر و کردار و رفتار کرنل بیلی بخوبی منکشف ہوگیا اسیوجہ سے پہر بہی بہت سی باتیں خیرخواہی نواب کی کر گئے۔ یعنی امور خانگی میں اختیار کلی نواب کو دی گئی اور رزیڈنٹ کی دخل دہی کو جو ہوتی رہتی منع کر گئے اور ممالک محروسہ میں بہی اختیار کلی دیا مگر امور عظیمہ میں صلاح رزیڈنٹ رکہی اسکے علاوہ جس امر کی درخواست نوابنے کی اوسکو منظور کر لیا اور جب بعد سیاحت ممالک غربی وغیرہ فرخ آباد میں مقیم ہوئے تو ۱۸۱۸ء مطابق ۱۲۳۳ھ میں کرنل صاحب موصوف کو موقوف کر کے اسٹریچی صاحب رزیڈنٹ گوالیار کو جو جنرل مارکم کے ساتھ کابل و ایران گئے تہے رزیڈنٹ لکہنؤ کیا کرنل بیلی بسواری بجرہ ہائے سرکاری مع تحفہ جات ہندوستان خصوصاً کتب قلمی خط ولایت بوجہ اپنی استعداد عربی و فارسی کے کی روانہ کلکتہ اور وہاں سے ولایت روانہ ہوئے۔

اگرچہ آغا میر نا واقف امور ریاست سے تہے مگر کوشش رزیڈنٹی و نیز اعتماد نواب غازی الدین حیدر سے نواب گورنر جنرل کو پسند آ گئی۔ تا اینکہ زمانہ قیام گورنر میں آغا میر کو خلعت نیابت اور خطاب نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خاں بہادر ضیغم جنگ ملا جب سررشتہ اسوقت نواب گورنر جنرل کی نذر کو گئے وہاں بہی خلعت ہاتہی و پالکی کا ملا۔

نواب معتمد الدولہ جب اپنی یاوری اقبال سے اس عہدہ جلیلہ پر پہونچا اور مرزا حاجی پسر جعفر باوجود امید و نیز دیگر اولاد نائبان سابق جو امیدوار تہے محروم رہے تو مفتوحان شہر جو حالت افلاس میں اپنے کسی طرح کا تعارف رکہتے تہے مثل مور و ملخ ہجوم لائے۔ اور نوابنے بوجہ علو ہمتی و سیر چشمی و دست پروری ہر شخص کو علی قدر مراتب خدمات

عالیہ دیا۔

میر الہی بخش چچازاد بھائی کو خدمت عرض ملکی اور میر اسد خاص محل کے بھانجے کو کوٹھی پنج محلہ وداروغہ عدالت اپیل فوجداری ودیوانی اور یحییٰ تھ کو دیوانی و مرزا غلام محمد خاں کو پرچہ اخبار و راجہ دیا کرشن کو دفتر و اصلیاتی و فقیر محمد خاں کو تین سو روپیہ کی اسامی و میر علی پناہ بنارسی کو رسالہ داری دی۔

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں کو اپنا ہم پلہ و مدعی سمجھکر باجازت نواب غازی الدین حیدر نظامت خیرآباد و محمدی پر روانہ کیا وہ بھی اوسی خطہ پاک کے تھے چلتے چلتے اپنے حکمت عملی سے ایک پیچ بوگئے کہ مرشد زادہ آفاق نواب نصیر الدین حیدر آپکے نائب ہوں اور اونکا نائب دوسرا ہو چنانچہ گورنر جنرل کے سامنے یہی اصول ریاست ہوا۔

لیکن اسکے بنا سوال وجواب تحریری درمیان غازی الدین حیدر و نواب گورنر جنرل ہوتا رہا تاکہ سب باتیں قلمبند ہوکر اذہان سے محو ہو جاویں جنکا لکھنا متعلق تاریخ ہذا امر غیر متعلق ہے اور وہ ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۱۴ء مطابق ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۱۲۲۹ھ کو ہوئیں۔

نواب معتمد الدولہ سید محمد آغا میر بہادر نو مہینہ کی مدت میں سنہ ۱۲۳۰ھ تک امور نیابت اپنے طور پر کرتے رہے مگر اپنی حرکات سے لوگوں کو ناخوش کرتے جاتے تا اینکہ اس عرصہ میں نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب انتظام کلی مہمات دکن و اضلاع غربی سے اطمینان کلی کرکے بکمال نیکنامی واپس ہوکر فرخ آباد میں نزول اجلال کیا اور بوجہ نہ ہونے ریل و زمانہ برسات وطغیانی دریا و آمد و رفت موقوف ہونے بوجہ سواری بجرہ و جہاز و کشتی کے فرخ آباد میں قیام فرماتے تھے۔ لارڈ مذکور کے انتظام دکھن کے سبب مشکور تھے کہ بلا خونریزی انتظام کیا مثلاً نواب امیر خاں کو جو عمر بھر خاک ہندوستان چھانتے پھرتے اور ایک روز چین سے نہ سوتے ۲۲ لاکھ کا ملک ٹونک کا دیا۔ اور مرہٹوں کو چین دیا۔ اور کریم خاں پنڈارہ کو کہ بادیہ پیمائے ہندوستان تھا اور رعایائے ملک دکن و غربی پریشان تھی گورکھپور میں

بارہ ہزار کی جاگیر دی اور بوجہ خصوصیت نواب غازی الدین حیدر نے اپنے صاحبزادہ نصیر الدین حیدر کو مع نواب معتمد الدولہ وارکان دولت وجلوس واحتشام روانہ فرخ آباد کیا۔ اس زمانہ میں مخالفین معتمد الدولہ کو موقع ملا۔ اور جابیجا شکایات معتمد الدولہ کو عرض کیا خصوصاً منشی محمد بخش صاحب اخبار نے متواتر بذریعہ اخبار شکایت نواب میں گذرانے۔ جس سے یقین اُنکے کردار کا نواب کو ہوا اور سفیر نے اُن بے عنوانیوں کی شکایت جو بادشاہ بیگم صاحبہ خاص محل نے بے اعتنائی اور عدم توجہی معتمد الدولہ کی مرشدزادہ آفاق نصیر الدین حیدر سے کہ اپنی حماقت وناعاقبت اندیشی سے کیا تہا بتصریح تمام لکہا۔ تو واپسی مرشدزادہ پر کہ بعد خاطرداری ولوازم ضیافت لارڈ مذکور کی طرف سے ہوئے۔ معتمدالدولہ اپنے گہر میں اشد عتاب سے قید ہوئے۔ اور کمپنی تلنگہ جن کے کپتان حسن علی تہے پہرہ پر ہو گئے اور شہر میں مشہور ہونے سے ہنگامہ مہاجنان وقرض خواہان ہوکر متواتر عرائض ونالش استغاثہ ظلم وتعدی نواب واُنکے متوسلین کے گذرے اور اکثر عرضیاں معرفت میر خدا بخش کارندہ محمد آفرین علی خاں کے گذریں تا اینکہ ذریعہ میر خدا بخش تمام اسباب معتمد الدولہ نیلام ہوکر قرض خواہوں کو دیا گیا۔

چونکہ فخر الدین احمد خاں عرف مرزا جعفر حسرت نیابت نہ ملنے میں اس واقعہ کے قبل مرچکے تہے تو نواب غازی الدین حیدر نے اُنکے بیٹے فخر الدین احمد خاں عرف مرزا حاجی کو بلواکر خلعت ماتم پرسی دوشالہ ورومال کا حسب معمول دیا اور کہا کہ میں تو تمہارا باپ زندہ ہوں اُسوقت سے مصاحب خاص ہوئے اور دربار میں محمد آفرین علی خاں ومرزا حاجی مذکور کا

دور دورہ ہوا صبح کو چار گھڑی دن چڑھنے پر جاتے اور چار گھڑی رات گئے واپس آتے اُس وقت مکان پر ان کے مثل دربار وزرا کے بیکار وامیدواران شہر کا ہجوم تھا۔

چند روز تک فیما بین مرزا حاجی و محمد آفرین علیخاں صفائی نہ تھی مگر آخر بعد عہد و پیمان صفائی ہو گئی اور دونوں منتظم ممالک محروسہ ہوئے اور اوسکے دو ٹکڑے کر دئے اور نظامت خیرآباد منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخاں کو کہ اونپر دخل و تصرف نہ ہو سکا علٰحدہ کر دیا۔

راجہ دیا کرشن بوجہ موافقت معتمد الدولہ اپنے گھر میں قید ہوئے اور ان کے بجائے امید رائے دیوان ہوئے بھوانی پرشاد بجائے رای مجلس رای کیتنی مقرر ہوئے۔ داماد راجہ دیا کرشن یعنی راجہ رتن سنگہ نظامت بیسواڑہ سے موقوف ہوئے اور مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے اسجگہ پر مقرر ہوئے۔ میر غلام حسین چکلہ دار ناظم سلطانپور کے مرنے پر مرزا محسن دوسرے بھائی مرزا حاجی کے وہاں پر مقرر ہوئے۔ اور علاقہ سلون کا خلعت مرزا محمد بڑے فرزند مرزا حاجی کو ملا اگرچہ مرزا حاجی بوجہ اس کے کہ یہ لوگ کہا جائیں گے اور میں بدنام ہوں گا نہ چاہتے تھے مگر خود حضور نواب نے بخوشی انکو دیا۔

خلاصہ مرزا حاجی کو اسباب امارت مہیا ہوتا گیا۔ مرزا حسن رضا خاں سے اپنے ماموں کا اصطبل کہ انکے امام باڑہ تو تعمیر و حویلی کے درمیان تھا اوسکو باجازت سرکار لیکر محل سرائے شاہی بنوایا اور خود غازی الدین حیدر کو اپنے گھر میں لاکر ضیافت کی اور امام باڑہ کے بڑے کمرہ میں چار پائی ہوئے اور اپنے گھر میں لیجاکر تمام بیبیوں و بہووں سے نذر دلوائی اور

خلعت پایا زمین باغ کے واسطے باجازت بڑہوائی اور خوب آراستہ کیا جسکو لوگ دیکھنے جایا کرتے۔ جب نواب غازی الدین حیدر بغرض ملاقات گورنر جنرل کانپور گئے اور وہاں پر کرنل عیش کی بیٹی کو محل کیا۔ اور نواب مبارک محل صاحبہ نام رکہا۔ اور یہ محل دوسرا بمقابلہ بادشاہ بیگم صاحبہ تہا پہلے خطاب رنگ محل کا مع دوہزار درماہہ کے دیا اور ازراہ وفور عشق بجرہ وگاڑی میں ساتھ رکھتے پہر بہت سی اناسیاں انکے متعلق کردیں تو اوس محل کا نام نواب مبارک محل صاحبہ رکھکر وہاں کا انتظام بہی مرزا حاجی کی سپردگی میں کیا۔

مگر اس دونوں خاندان کا نخوت وغرور بیجا بڑہتا گیا اکثر متوسلین معتمد الدولہ خوف جان وعزت سے مجبوراً منافقانہ ملتے۔ محمد آفرین علی خاں کی مدار المہامی میں میر خدا بخش ساکن اودہ تہے جن کو آفرین علی خاں نے مثل فرزندوں کے پالا تہا میر خدا بخش کو مذہب تشیع کا غلو حاصل تہا اور اوسی غلو کی وجہ سے بعض امور ابداعی اپنے ثروت میں کیا جنکو علما نامناسب شریعت سمجہتے مگر رفتار وروش اس ثروت دنیا میں بہی الیسی سلامت روی سے رہا کہ لباس سفید دربار ہندوستانی بوضع قدیم جامہ پہنتے تہے اور میانہ میں سوار ہوتے اور سواری میں فقط ایک یا دو میواتی ساتھ ہوتے مگر انکے گہر کا دربار مثل وزرا ہوتا جسقدر اہل کار ومتوسلین معتمد الدولہ تہے سب حاضر ہوتے چنانچہ سبحان علی خاں وتاج الدین حسین خاں وغیرہ کا اول نمبر ہوتا مگر میر صاحب سے اور نواب معتمد الدولہ سے بوجہ اسکے کہ اونکے نیلام اسباب انکے ذریعہ سے ہوا کمال رنج تہا میر صاحب مذکور نے کربلا جو کہ بالکل نقل کربلا معلی ہے بنوائی جسکے واسطے اونہوں نے محمد الماس علی خاں کے امام باڑہ کے سامنے چہاؤنی پٹالین حسن علی کپتان کی تیس بیگہہ پختہ زمین لی اور ۱۳ رجب

۱۲۳۲ھ سے معرفت میر صادق علی زایر ہونا شروع کیا اور محرم تک تنگی اوسکے واسطے گاؤں معافی غازی الدین حیدر سے لینا چاہتے کہ محمد آفرین علی خاں و میر خدا بخش کی امارت کا خاتمہ ہوگیا اور نواب معتمد الدولہ پھر باریاب ہوگئے مگر روضہ مقدسہ آجتک مقبول خاص و عام ہے۔

۲۵- محرم روز پنجشنبہ وقت زوال شمسی ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۶ء میں نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی مادر گرامی نواب آصف الدولہ بہادر نے انتقال کیا حسب وصیت اونکے امر کی تعمیل ہوئی- نواب غازی الدین حیدر نے علاوہ امور طے شدہ وثیقہ کے ضبطی مال متروکہ کیواسطے مرشد زادہ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر کو مع نواب روشن الدولہ و راجہ بختاور سنگھ روانہ کیا چنانچہ ایک کرور روپیہ رکابی فی ۲۸ ہزار و بیس صندوقچہ جواہرات رسمی جو حریفوں سے بچ رہے تھے اور باقی اسباب ملا اور جس خزانہ کا خیال خاص و عام کو تھا وہ محض وہو کا معلوم ہوا۔ غازی الدین حیدر نے کسی کو پریشان نہیں کیا بلکہ اسی کو غنیمت سمجھا۔

محمد وارث علی خاں نواب ناظر بہو بیگم صاحبہ مرحومہ نے مرزا محمد تقی خاں مرزا حیدر و اونکے صاحبزادوں مرزا محمد نصیر خاں و نواب اصغر علی خاں سے بغرض قیام فیض آباد کہ یہ پہلے سے مقیم تھے- بغرض بقاء سرکار مذکور خواہش کی مگر وہ لوگ شوق لکھنؤ میں آئے اور آخر لہو و لعب و بٹیر بازی و کبوتر بازی و پتنگ بازی میں لاکھوں روپیہ شرط میں غارت کیا البتہ آبادی لکھنؤ بڑھ گئی- آخر نواب معتمد الدولہ سے جو انپر گذرا گذرا، اور ملک بھرائچ و سلون پندرہ لاکھ کا جو جاگیر نواب مرحومہ تھی محسوب ممالک محروسہ ہوئے۔ اور گونڈہ وغیرہ ضمن ضمانت تنخواہ خاص محل اقربا و متوسلین مرحومہ میں بدستور

رہے۔ کئی برس بعد وزارت علی خاں نے انتقال کیا ابو رفقاء قدیم کو مثل میر اکبر
علی مقبل شاعر کو جو داروغہ توشہ خانہ اُنکے تھے تین لاکھ روپیہ دیکر مطمئن کر دیا تھا
جس سے وہ فی عمرہ خانہ نشین با آرام رہے۔ اور کوڑہ چور رہ گیا تھا
وہ سرکار میں آیا۔

نواب غازی الدین حیدر کے زمانہ میں بتحریک گورنر جنرل شاہی ہوئے
مگر اسکو انہوں نے اپنی طرف بدنامی نہ لیکر منسوب استدعا غازی الدین حیدر
پر کیا جسکا تذکرہ آ رہا ہے زمانہ وزارت میں نیابت بیدار مغزی سے
ایک زمانہ تک کام کیا۔

ہر صبح بسواری گاڑی یا ہاتھی دگھوڑا بہت کم ہمراہی مصاحبان خاص
مثل مرشد زادہ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر خاں و نواب محسن الدولہ
نواسہ نواب رکن الدولہ محمد حسن خاں چھوٹے بھائی نواب غازی الدین
حیدر کے کہ یہ تینوں حضرات ہم سن تھے اور پانچ انگریز مثل گیورس صاحب
ہوم صاحب مصور ڈاکٹر مگلوڈ صاحب وغیرہ جنکی تنخواہیں تین ہزار اور
دو ہزار سے کم نہ تھیں۔ علاوہ اسکے کوٹھیاں سرکاری تھیں وشرف الدولہ
مرزا محمد عباس بڑے بھائی نواب روشن الدولہ کے وار دلی محمد غلام
کریم بیگ و راجہ بختاور سنگھ و راجہ شیو دین سنگھ تا دلکشا یا اکثر
اُس پار دریا کے جایا کرتے اور بعد دو ساعت واپس ہو کر داخل کمرہ
فرح بخش ہوتے اور کنار نہر یا نہر انگریزی کے سلامی ہوتی جب خود
رونق افروز ہو کر بیٹھ جاتے تو تینوں صاحب زادے مذکور دست
راست پر پیر بھائی نواب نصیر الدولہ کاظم علی خاں جعفر علی خاں حسین
علی خاں مہدی علی خاں کلب علی خاں وغیرہ جانب چپ برابر اپنی کرسی

کے پاس کھڑے رہتے اور جب اشارہ ابرو پاتے سلام کرکے بیٹھ جاتے
صاحبان عالیشان سامنے ہوتے اوسکے بعد امرا حاضر ہوکر سلام کرکے
جانب چپ بیٹھ جاتے۔ پشت پر حقہ پیچوان اور دو چنور بردار مورچھل
ہلاتے پہلوے چپ میں ڈاکٹر مکلوڈ ہوتے جن سے فارسی میں گفتگو ہوتی
گوشہ کمرہ میں ایک انگریز تپائی پر بیٹھکر مشک زیر بغل لیکر بجاتا اور
کسی گوشہ میں رجب علی قوال خیال گاتے اور کبھی ستھرو بائی جو دکن سے
آکر پانسو روپیہ پر ملازم ہوئی تھی۔ صبح کے وقت نسیم سحر کے ساتھ اے نسیم
سحر آرام گہہ یار کجاست گاتے جس سے سب کو حالت محویت ہوتی۔

روبروے نواب ایک بڑا آئینہ وسط میز پر رکھا جاتا اور گلدستہ بوقلموں
ہوتے اور کھانا ہندوستانی وانگریزی ہوتا اور باہر بارہ دری میں بینڈ
باجا بجتا۔ اوس آئینہ کے ذریعہ سے لوگوں کے آپس میں بات
کرنے کا حال نواب کو معلوم ہوتا رہتا۔ اسکے بعد مجرائی پیش ہوتے
جو لال پردے کے باہر اپنی زین پوش پر بیٹھے رہتے اور دو ایک
کرکے ذریعہ انتظام الدولہ و نجم الدولہ و امرت لال و شیخ فتح علی کہ یہ
سب عرض بیگی تھے سلام کرتے اور نواب کبھی ہاتھ کبھی منہ نال
سے جواب دیتے اور بعد دس بجے یہ دربار برخاست ہوتا اور نواب
داخل محلسرا ہوتے اور سب رخصت ہوجاتے کبھی کبھی نواب اصغر علیخاں
و نواب قاسم علی خاں پہلوی غازی الدین حیدر میں بیٹھکر باری باری
ذکر اس خوش زبانی سے کرتے کہ آدمی بے اختیار ہوجاتا۔ دریا میں دونوں
کنارے بجرے پنیس چھوٹے رہتے اونپر نشان سرخ سرخ سنہری روپہلی
رہتی۔ روز شنبہ صاحب رزیڈنٹ ملاقات کو آتے اور سہ شنبہ کو نواب
غازی الدین حیدر جایا کرتے انگریزوں کی جب دعوت ہوتی تو صاحب

رزیڈنٹ جام شراب بعد کہانے کے پیتے اور ہرایک کی جام تندرستی کے ساتہہ بادشاہ انگلستان کی سلامتی کے واسطے پیتے۔

خلاصہ ضبط انتظام دربار و ملاحظہ کاغذ و لوازمات ریاست کئی برس تک بڑی شان و شوکت سے رہا تا اینکہ نواب معتمد الدولہ بسفارش فیض النسا مغلانی و معلمہ بادشاہ بیگم پہر داخل ہوئے اور بدستور خلعت نیابت پایا مگر جب نواب معتمد الدولہ کا تسلط تمام سب طرف سے ہوگیا تو غازی الدین حیدر کو منہیات شرع کی طرف جسکی عادت سابق میں رہکر ترک ہو گئی تہی رغبت دلائی انہوں نے عذر قسم جناب عباس کو پیش کیا اُسپر مثل دنیاداراں خودغرض غافل از خوف خدا کے کہا کہ میں سید نبی فاطمہ ہوں جو کچہ مظلمہ ہوگا مجپر ہوگا آپ نوش جان فرماویں۔ نواب نے اوسکو پہر شروع کردیا اور انجام کار کو نہ سمجہے اسکے بعد ایسا تغیر فراج میں پیدا ہوگیا کہ لوگ سلام کرنے سے خائف ہوتے اب معتمد الدولہ نے یہانتک ترقی کی کہ جس معتوب کو چاہا[1] مردہ کہدیا اور جب نواب اوسکو دیکہتے اور اوسکے زندہ ہونے کا حال معتمد الدولہ سے کہتے تو وہ جواب دیتے کہ حضور ہم اپنی چشم بشری سے نہیں دیکہتے حضور کی چشم مبارک البتہ عالم ارواح کو دیکہہ سکتی ہے۔ حاضرین بہی خوف سے تائید کرتے تا اینکہ اس غفلت سے اونکا تسلط پورا ہوگیا۔

محمد آفرین علی خاں و مرزا حاجی محاسبہ میں لے گئے راجہ دیاکرشن قید سے چہوٹے اپنے سررشتہ میں بحال ہوئے دونوں صاحبوں پر لاکہوں روپیہ محاسبہ کا نکالا۔

---

[1] غالباً قصہ صاحب عجیب العجائب جو رام نگر میں آئے اور اوستاد پنڈت دیاشنکر میر منشی ریاست ہوئے۔ انہیں معتمد الدولہ کے زمانے کا ہے۔

محمد آفرین علی خاں کی تمام آفت حسب مثل نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ میر منزا بخش پر آئے اور قید ہوئے تا اینکہ ذریعہ چٹھی رزیڈنٹ صاحب چھوٹے اور مع متمرداں معتمد الدولہ کانپور و فرخ آباد بھیجے گئے اور اپنے مقربوں کو سرفراز کیا مثل نواب روشن الدولہ صمصام الدولہ مرزا جو مرزا علی خاں محمد علی خاں۔ مرزا شاہ میر خاں مفتی محمد خلیل الدین خاں میر ابو القاسم خاں کے ان کے علاوہ رخنہ بندی اغیار کے واسطے سبحان علی خاں تاج الدین حسین خاں ممبران کونسل ہوئے فقیر محمد خاں میڈو خاں رسالہ داروں کو نظامت ملک بھی دیا بیچارے انتظام الدولہ منظفر علی خاں بوجہ عداوت خانہ نشین ہوئے۔

ملاحظہ ہو تاریخ اودھ کمال الدین حیدر

وجہ بادشاہی نواب غازی الدین حیدر

نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب بہادر سنہ ہجری مطابق سنہ ء میں حسب شاہ جہاں آباد تشریف لے گئے تو منظور نظر یہہ ہوا کہ اگر محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی اپنے دربار میں مجھے کرسی عنایت فرماویں تو میں اسکے عوض میں کچھ خدمت کروں۔

اُس زمانہ میں بادشاہ کے کاروبار کا مہتمم ایک شخص کوڑا شاہ نامی تھا اُس نے اور دیگر اشخاص سے بادشاہ کو راضی کیا۔ مگر بادشاہ کی ماں نے بہت طعن تشنیع کیا اور قبول نہ کیا تا اینکہ گورنر جنرل کو نہایت ملال ہوا اور دربار عام کنار دریا خیمہ میں کیا اور تمام امراء راجہ مصاحب جاگیر

حاضر ہوئے۔

حالانکہ اس زمانہ میں بادشاہی کا حکم صرف قلعہ دہلی پر تہا اور وہاں کے احکامات ذریعہ بادشاہ ہوتے اور کوئی شاہزادہ بلا حکم اونکے باہر نہ جانے پاتا۔ اور گورنر جنرل کا مقصود خدمت سے بجز نفع بادشاہ نقصان نہ تہا مگر غلبہ ادبار سے اکبر شاہ محکوم عقل نسوانی ہو گئے۔ اور گورنر جنرل کو کمال ملال ہوا کہ باوجود اس کے کہ ہمارا تسلط تمام ہندوستان پر ہے اور ہم تاج بخش ہیں جسکو چاہیں بادشاہ کر دیں۔ مگر شاہ نے ہمارا لحاظ نہ کیا تا اینکہ فرخ آباد واپس آئے اور اس فکر میں ہوئے کہ ہندوستان کے کسی رئیس موروثی اعلیٰ خاندان کو اپنی قوت حکومت سے بادشاہ اوسکے ملک کا کر دیں کہ موجب عبرت بادشاہ ہو اور یہ امر کچہ جدید نہ تہا کیونکہ زمانہ سابق میں قنوج و جونپور وغیرہ میں اکثر بادشاہ ملک قلیل کے گذرے ہیں اور چونکہ نوابان اودہ کے بزرگ شاہ مداغ ترکمانی بزور شمشیر ایران میں بادشاہ رہ چکے تہے لہذا انکے سوا کسی کو اس قابل نہ پایا۔ مگر از خود محرک ہونا باعث بدنامی ظاہری سمجہے لہذا بکمال خلوص و محبت ایک تمغہ دو شیر ہاتہوں میں نشان لئے ہوئے بہیجا کہ مثل دستور ہمارے ولایت کے آپ بہی اس تمغہ کو پسند کر کے ہر چیز پر نصب کیجئے۔ اوسکو نواب غازی الدین نے پسند کیا اور اصل تمغہ خاندانی مچہلی کو اُسکے وسط میں کیا اور پہر حسب اجازت اپنے شہر کے روپیہ پر کیا یہ پہلی علامت شاہی ہوئی۔

پہر ذریعہ تحریر سفیر سرکار یعنی مولوی خلیل الدین خاں واقف ہو کر معتمد الدولہ خواہان بادشاہی ہوئے اور نواب گورنر جنرل نے صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کو لکہا کہ نواب غازی الدین حیدر متمنی خطاب بادشاہت ہیں اور اپنا سکہ تمغہ اپنے ممالک محروسہ میں جاری کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں سے جواب حسب المطلوب منظوری

کا آیا۔ غازی الدین حیدر نے کپتان فتح علی خاں بنارسی جنکو سعادت علی خاں نے مثل فرزند پالا تھا اور شادی اپنی طرف سے کی تھی اور اُنکے بعد زمانہ غازی الدین حیدر میں بھی ممتاز و صاحب عقل تھے ۔ دربارہ خطاب شاہی پوچھا نواب نے پہلے عذر کیا۔ پھر اصرار کرنے پر کہا کہ اس خاندان کے واسطے جو شاہ جہاں آباد میں مشہور ہے حضور اوسکو خوب جانتے ہیں لہذا اب اور زیادہ مشہور ہوگا۔ نواب نے کہا میں تم کو صاحب فہم جانتا تھا مگر سنو میرے اور بھائی بھی ہیں اگر وہ اس سے کمتر پر گورنمنٹ سے راضی ہو جاویں تو یہ وزارت بھی مجھسے جاتی رہیگی لہذا مجھکو چار و ناچار قبول کرنا پڑا سرکار گورنمنٹ نے ایک اشتہار بہ مضمون ذیل چھپوا کر اپنی بدنامی دور کرنے کے واسطے مشتہر کیا۔

از روی نوشتہ لکھنؤ روز پنجشنبہ ۲۱ ماہ اکتوبر ۱۸۱۹ء از چند ماہ شہرت داشت کہ وزیر را آرزوئے خطاب بادشاہست درصورتیکہ اجازت و حکم صاحبان عالی شان و ہیچ ممانعت دریں امر نشود است دریں ارادہ ایشان محض از تلون مزاج و تکبر و ناعاقبت اندیشی و بتصور فوائد خود و متعلقان و جانشین خود است کہ پائداری و قیام خواہد بود دیگر آنکہ از قلم و خود سوای ایشان دیگرے را مداخلت امر تہی نبودہ باشد چنانچہ صاحبان عالی شان اجازت دادند کہ نواب وزیر الممالک مالک و مختار ملک خود است ہر چہ خواستہ باشد کنند مارا مزاحمت نیست۔

خلاصہ بزمانہ رزیڈنٹی جان منٹن صاحب بہادر بمقام لکھنؤ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ روز شنبہ مطابق اکتوبر ۱۸۱۹ء یوم عید غدیر مذہب اثنا عشریہ نواب غازی الدین حیدر پایہ وزارت آباء کرام سے تخت نشین بادشاہت ہوئے اور خطاب شاہی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی مشہور ہوا روپیہ خزانہ اندوختہ نواب سعادت علی خاں سے تیاری تخت و سامان شاہی و اسباب جلوس میں صرف ہوا تمام

عزیز و اقربا و ارکان دولت و اہل کاران رزیڈنٹی کو خلعت فاخرہ بیش قیمت ملا نواب معتمد الدولہ نے خطاب وزیر اعظم پایا۔ سبحان علی خاں نے سکہ شاہی گذرانا پانچہزار روپیہ انعام ملا وہ یہ تہا ؎

سکہ زد برسیم و زر از فضل رب ذو المنن غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن

صاحب رزیڈنٹ روز جلوس کو ہندوستانی لباس جامہ پہنے جوڑیدار پگڑی سر پہ مغرق رکہے جیغہ سرپیچ گوشوارہ کا او سپر بندہا ہوا جہالردار پالکی میں سوار مصاحبان خاص بہی لباس ہندوستانی پر تکلف سے آئے۔

نواب نے بہی اپنی سیر چشمی وجود و ہمت سے تمام عملہ رزیڈنٹی و عملہ صدر کلکتہ کو مالا مال کر دیا اور اپنے تمام رفقا و خیر خواہوں پر مزید عنایت فرمائے راقم مصنف عرض کرتا ہے اگرچہ فعل نواب بظاہر باعث ترقی اقبال و جاہ و جلال تہا مگر باطن میں یہ رفتار بد اپنی ولی نعمت سے ہوے جسکا نتیجہ اونکے خاندان کے واسطے اچہا نہوا جیسا کہ واقفان حال پر پوشیدہ نہیں ہے۔

بقیہ حالات نواب معتمد الدولہ آغا میر

جبکہ بعد رخنہ بندی اندرونی و بیرونی تسلط تمام مزاج غازی الدین حیدر پر کرلیا اور بادشاہ نے تمام کام سلطنت اونکے اعتماد پر چہوڑ دیا۔ اور بسبب کثرت استعمال منہیات شرع غلبہ غفلت زیادہ ہوتا گیا اور زوال عقل سے مجبور ہوتے گئے تو شہر میں کثرت جعل و فریب و جوڑ بندی و تمامی چغلخوری و صورت نفاق کہلم کہلا ہونے لگی اور ہر چہوٹے سے چہوٹے سرکار میں یہ صورتیں جلوہ گر ہوئیں۔ پہلی بنا و فساد و آتش افروزی معتمد الدولہ نے اپنی محسنہ بانی میانی طلب دوبارہ لیداز

قید یعنی بادشاہ بیگم صاحبہ سے کی اور فیض النسا مغلانی بیگم صاحبہ کو جنکو مادر مہربان کہا کرتے دشمنی قطعی کر لی اور صاحب عالم مرشد زادہ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر کو دربار سے محروم کیا اکثر ملازم بیگم صاحبہ و صاحب عالم کسی نہ کسی حیلہ و جعل و فریب سے قید ہوئے مارے گئے یا شہر سے نکالے گئے۔ جاگیر سلون بیگم صاحبہ کی جو باستصواب نواب گورنر جنرل حسب فرمان دی گئی تہی ضبط ہوئی سادات نے وہاں کی ظلم و تعدی عمالان کا استغاثہ کیا تو کچہ شنوائی نہ ہوئی بیگم صاحبہ کا بہتیجا یعنی مرزا لطفو کا بیٹا جو ان فساد محرم سے کربلا میں مارا گیا اور کچہہ تدارک نہ ہوا۔

بیگم صاحبہ کی رقیبہ نواب مبارک محل کو ترقی دی سواری ڈنکا ماہی مراتب جلوس سواری کا حکم دیا اور دس ہزار ماہواری تنخواہ مقرر کی تیسرا محل ولایتی محل ڈاکٹر شارٹ کی بیٹی کا ہوا۔ چوتھا ممتاز محل سرفراز محل ہوا یہ سب اناسیاں بیش قرار تنخواہ کی سپرد مبارک محل وولایتی محل ہوئیں۔ غرضکہ جسقدر ترقی عیش و عشرت کی ہو سکی بادشاہ کو راغب کرتے گئے اور اونکے غافل کرنے سے نواب کو موقع ملتا گیا جب افضل محل سے مرزا فریدوں بخت عرف منا جان پیدا ہوئے تو اونکو بچہ گا ذردنی مشہور کر دیا۔

بادشاہ بیگم کی صاحبزادی مسماۃ پوتی بیگم نے جب انتقال کیا اور دو لڑکی و ایک لڑکا محسن الدولہ چہوڑا۔ تو بادشاہ بیگم اپنی نواسیوں و نواسہ کو اپنے گہر لائیں اور فرزند سے زیادہ اونکو پیار کرتیں۔ چونکہ امرازادگان میں مادہ اسراف ہوتا ہے اور خوشامدی اپنے نفع کیواسطے اونکو برانگیختہ کرتے ہیں لہذا نواب معتمد الدولہ نے اسی قسم کے موقع پر نواب محسن الدولہ نواسے بادشاہ بیگم کو ذریعہ انور علی آخوند نواب محسن الدولہ کے علحدہ کرایا جس سے بادشاہ بیگم کو کمال صدمہ ہوا۔ کیونکہ شیخ امام بخش ناسخ شاعر مہدی سے اور انور علی سے خصوصیت خاصہ تہی

اور شیخ مذکور مقرب معتمد الدولہ تھے معتمد الدولہ نے جلدی کی اس کام میں شیخ صاحب سے سلوک کرنا چاہا اونہوں نے اپنے استغنا سے کہا میں مرد فقیر ہوں مجھے طمع دنیا نہیں مگر مرزا انور علی بیگ آخون سے جو مناسب ہو کیجئے نواب نے اونکو داروغہ نواب محسن الدولہ کر کے دو سو تنخواہ مقرر کی اور شیخ صاحب کو سو روپیہ خانہ نشینی میں ملتے انہوں نے دربار ظاہری جانے کا عذر اس وجہ سے کیا کہ کل میں مقرب مرزا حاجی تہا آج مجہے لوگ کیا کہیں گے مگر تعمیل حکم مالا یتحمل کرتے رہتے تا اینکہ آخون صاحب ایک روز خواصی ہاتہی نواب محسن الدولہ میں چلے جاتے تہے راہ میں نواب معتمد الدولہ ملے جو کہ بڑے صاحب کی کوٹہی سے نکلے آتے تہے اونہوں نے کہڑے ہو کر سلام کرنا چاہا ہاتہی چل نکلا اوسکے جہونکے سے زمین پر آ گئے غش آ گیا سرسام ہو گیا جان بحق ہوئے۔

دوسرا امر صاحب عالم کے واسطے یہ کیا کہ انکی نسبت نواب نصیر الدولہ کی بیٹی سے ہوئی تہی اوسے بادشاہ کو سمجہا کر چہوڑا دیا۔ اور نواب محسن الدولہ کی بیٹی سے شادی ٹہرائی اور بجائے بیگم صاحبہ کے نواب مبارک محل کو اسکا اہتمام دیا۔ دوسری نسبت نواب حسین الدین خاں کی بیٹی نواب ملکہ کشور سے ٹہری اوسکو یہ بدنصیب کہکر برہم کیا تا اینکہ شادی صاحب عالم کی مرزا سلیمان شکوہ کی شاہزادی سے ٹہری جو سب پر فوقیت لے گئے اور اس میں کچہ چال معتمد الدولہ نہ چل سکی اگرچہ مرزا سلیمان شکوہ کو یہ کتخدائی منظور نہ تہی مگر نوازش محل و میر گلزار علی داروغہ کے سمجہانے سے ہو گئی اور حسن باغ میں محفل شادی ہو کر بادشاہ مع صاحبان عالیشان شریک ہوئے۔ جب اس شادی کو برہم نہ کر سکے تو صاحب عالم کے سالی کی شادی نواب روشن الدولہ کے بیٹے جنرل محمد حسین خاں سے کرا کے ہم زلف صاحب عالم کیا۔

ایک مرتبہ اپنی موشکی دوانی سے صاحب عالم اور بادشاہ بیگم میں اختلاف کرا کے صاحب عالم معتمد الدولہ نے نواب شیر جنگ کے باغ میں ٹھہرایا اور لازمہ عیش و عشرت مہیا کر دیا۔ صاحب عالم دن رات کے ناچ رنگ میں نہایت محظوظ نظر آئے تو معتمد الدولہ نے اپنی فضول خرچی و رخنہ بندی پر افسوس ظاہر کیا کہ کیوں اس قدر فضول روپیہ میں نے خرچ کیا ان کو تو مثل بچوں کے بہلا دینا نہایت سہل تھا بعد اسکے باجازت بادشاہ حسن باغ میں جا کر رہے پھر آخر کو خود بخود متنبہ ہو کر بہو بیگم صاحبہ کے پاس چلے گئے۔ جنابہ موصوفہ چونکہ ان پر والہ و شیفتہ تھیں گذشتہ پر صلوۃ بھیجکر خاموش ہو رہیں اور سمجھیں کہ دشمنوں کے بہکانے سے ہوا تھا عاشورہ محرم کی شب میں جبکہ صاحب عالم بہادر موافق معمول نواب آصف الدولہ کے امام باڑہ میں زیارت کو جا رہے تھے تو حیلہ اژدہام میں معتمد الدولہ نے چشم زخم پہونچانا چاہا کہ سب مٹ جائے مرزا آغا جان داروغہ امام باڑہ نے میر فضل علی داروغہ کو سمجھا کر صاحب عالم کو جلد سوار کرا دیا۔ معتمد الدولہ نے مرزا آغا جان کو موقوف کر کے جیل خانہ بھیجدیا۔

الغرض ہر شخص پر عافیت تنگ ہو گئی۔ بادشاہ کے بھائیوں کو جب تنخواہ کئی برس کی نہ ملی۔ تو جلا وطنی اختیار کی۔ معتمد الدولہ نے قصد کیا کہ میر فضل علی داروغہ کو کسی اہتمام سے راہ میں گرفتار کر لینا چاہیے۔ جب بیگم صاحبہ کو شبہہ گذرا تو ڈیوڑھی پر رہنے اور گھر جانے کی ممانعت کر دی۔ معتمد الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ باعث فتنہ و فساد فقط یہ داروغہ ہے۔ لہذا بیگم صاحبہ کو حکم ہو کہ اسکو موقوف کر دیں جب حکم ہوا تو بیگم صاحبہ نے اپنا قدیم خیر خواہ سمجھکر انکار کر دیا اور سپاہ شاہی فوج نے محلسرا بیگم صاحبہ گھیر لیا توپیں دروازہ پر لگا دی گئیں بیگم صاحبہ کے سپاہی مستعد جنگ ہوئے۔ اتفاقاً صاحب عالم بہادر ہنگامہ دیکھنے کو بر آمدہ پر آ کر

کہڑے ہوئے - مرزا بہو را بڑے مرزا کے بیٹے نے اوسی غول سے بندوق
چہڑائی میر فضل علی کے ایک خواص نے جلد سامنے سے ہٹا لیا غرض کشت و خون
ہوئے کو تہا کہ معتمد الدولہ کے سمجہانے سے رزیڈنٹ صاحب نے کہ نواب سے بہت
موافق تہے ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۳ - اگست ۱۸۲۲ء روز سہ شنبہ کو
کپتان ریپر صاحب و ہوم صاحب کو مع منشی میر باقر علی خاں و کمپنی تلنگہ بغرض تفہیم
بیگم صاحبہ بہیجا تا اینکہ مرزا سلیمان جاہ صاحب عالم و بیگم صاحبہ کو سمجہا کر میر فضل علی
داد نکی پہوپہی فیض النسا مغلانی کو اپنی حفاظت و حمایت میں لائے اور ۱۹ - محرم
۱۲۳۸ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۸۲۲ء مذکور کو روانہ شاہ جہاں آباد کیا - میر فضل علی
خاں کا مکان دولت پورہ میں ہمسایہ نواب معتمد الدولہ تہا لوٹا گیا ۷ لاکہ روپیہ کا
نقد و جنس علاوہ عمارت تہا بعد لوٹنے نقد و جنس کے اوسنے مکان اُنکا مسمار
کرا دیا صرف ایک مسجد خوف خدا سے چہوڑی مگر اوسکے واسطے بارش کے پانی کی
راہ اوسی طرف کر دیا تاہم وہ محفوظ رہی میر فضل علی خاں بہر بنارس آنکر مرزا ابراہیم
خاں حاکم عدالت بنارس کے مہمان اس امید پر ہوئے کہ شاید کوئی صورت
داد خواہی آکسس بروگ صاحب کے ذریعہ سے نکلے کہ کئی لاکہ کا گہر لٹ
گیا ہے مگر جبکہ باوجود قیام چند ماہ کوئی صورت بہبود نہ دیکہی تو فرخ آباد میں
مقیم ہوئے - نواب منتظم الدولہ بہت خلوص و محبت و دنیا داری سے پیش آئے
اور اپنے ساتہہ امیدوار وقت خاص رکہا -

اب فرخ آباد کثرت صاحبان اخراج شدہ سے بہر گیا جو لکہنؤ سے نکلا سیدہا
وہیں پہونچا - میر فضل علی خاں کے ڈہوڑہی بدا ایک مہینہ تک کمپنی انگریزی
رہے بعد اوسکے باجازت بادشاہ برخواست کئے گئے -

نواب معتمد الدولہ کے بعض برادران کوتہ اندیش نے کمال نخوت و غرور سے

مظلومان شہر پر ظلم و تعدی سے کمر باندہی تہی جس محلہ میں جس متوسل کا مکان تہا اوس سے وہ مکان لے لیا اور بطور خیرات کچہ دیدیا۔ جس نے بڑے صاحب کے یہاں نالش کی اوسپر زیادہ آفت آئی۔ اگر کسی ملازم نے بادشاہ کو عرضی عدم وصول تنخواہ دی تو اوسکا قبض الوصول وصولیابی دکہلادیا۔ جس تاجر کے مال سے جو شے پسند آئی لے لی اور قیمت ندارد۔ جب بادشاہ کو کسی مغل نے اسباب تجارت دیا تو اوسکا روپیہ برسوں میں ملا خواہ اوسکے پاس چٹہی سفارشی رزیڈنٹ کیوں نہو مثل آغا حسن اصفہانی ریش دراز کے کہ آخر گولہ گنج میں مارے گئے۔ اس خوف سے میر باقر علی سوداگر نے توسل حضرات کنبوہ اور اعظم علی خاں سے پیدا کیا تہا۔ صحبت نواب میں جس نے مسخرگی اختیار کی اوسکو مثل میر بندہ علی کے کہ بزرگ خاندان ساکن دلی کے تہے اور پریشان حال ہوکر لکہنؤ آئے تہے چودہ لاکہہ روپیہ گیارہ برس میں ہوا۔

راقم عرض کرتا ہے چونکہ مورخ کو ہر قسم کے حالات لکہنا بلا تعصب فرض ہے لہذا بمقتضائے مصرع۔ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ عرض ہے کہ نواب معتمد الدولہ میں خوبیاں بہی تہیں نواب مذکور میں علو نسب پدری و شرافت سیادت و حسن لیاقت و مروت خاص وجود و ہمت خاص و سیر چشمی و غربا پروری بہی تہی اور سخاوت جو کہ عیب پوش ہے کافی طور سے تہی۔

جب باغ جاتے اور گہوڑے کے ساتھ جو ملازم ساتھ باغ تک پہونچا اوسکو واشرفی دیتے موسم بارش میں اکثر صاحبات محل باغ میں کئی دن تک رہتے اور دونوں وقت کہانا بہ تکلف ملتا۔ بازار میں دوکانداروں کا جسقدر کہانا بچ جاتا وہ خرید ہو جاتا۔ عمدہ سے عمدہ پشمینہ اوڑہکر جاتے کہ مثل اوسکے پہر نہیں آئے۔ ایک روز گہوڑے پر سوار ہوئے تیزی گہوڑا سے پشمینہ

سنبھل نہ سکا۔ چھوٹے خاں چابک سوار ملازم کو کہ پاس کھڑا تھا پھینک دیا اُس نے توشہ خانہ میں جمع کر دیا۔ دوسرے روز نواب نے دوشالہ مانگا تو وہی آیا کہا گیا اوسی کے ساتھ کا ہے لوگوں نے کہا نہیں بلکہ کل والا دوشالا ہے کہا میں نے تو اُسے چھوٹے خاں کو دیڈالا تھا اُس سے کیوں لیا گیا تا اینکہ اوسکو دیدیا گیا۔
کنو خدمتگار کے بیٹے کی شادی کو اعظم علیخان سے لاکھہ روپیہ دلوائے وہ منتظر حکم ثانی رہے پوچھنے پر کہا تم ہی اپنے پاس سے دو اونھوں نے دس ہزار روپیہ دیا۔ پہلے نیابت میں محمد خان خدمتگار کے پاس چالیس ہزار روپیہ جیب خاص کا تھا اُس نے عرض کیا ایک حیکلہ دار علاقہ ہے وہ کہتا ہے کہ اگر قید سے نجات پاؤں تو دس ہزار روپیہ دوں گا۔ فرمایا جو تمہارے پاس ہے اُسے پہلے لیلو پھر اُس سے لینا۔
منکسر المزاج بھی تھے۔ ایک روز تامجان پر سوار میر اسد کے مکان سے گذرے جن کو علاوہ خدمت پنج محلہ کے داروغہ عدالت اپیل فوجداری و دیوانی کر دیا تھا۔ اُس وقت بہت سے لوگ پیادہ تھے میر اسد نے کہا حضور یہ سنگہ جی اپنی دوکان مجھے نہیں دیتا اور اوس کے نہ دینے سے دیوار میرے مکان کی ٹیڑھی ہو رہی ہے۔ سنگہ جی سے نواب نے کہا تم ہم سے قیمت اپنے دوکان کی خاطر خواہ لے لو۔ اس نے عرض کیا حضور تھوڑا توقف کریں تو میں عرض کروں یہ کہکر دوکان سے ایک دیگچی مسی کنارہ کی ٹوٹی ہوئی لا کر عرض کیا یہ امانت حضور کی چودہ ٹکے پر میرے پاس موجود ہے فرمایا سچ ہے اور دیگچی کو لیکر تامجان پر رکھہ لیا۔ اس نے دوکان نذر نواب کیا اور ایک پیسہ نہ لیا۔
بڑے فرزند نواب معتمد الدولہ یعنی نواب امین الدولہ آغا علیخاں کی نسبت

شادی مرزا شاہ منیر خاں کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی سے ٹہری۔ اور نواب نے اپنا عزیز سمجھکر مقرب خاص بادشاہ کیا کئی برس تک نسبت رہی۔ رسومات ہندوستانی میں نواب نے لاکھوں روپیہ بہیجا مرزا شاہ منیر خاں کو طمع نفسانی بڑہی اور چاہا کہ مثل نواب روشن الدولہ نظامت کسی چکلہ کے لیکر خوب گلچھرے اوڑائے اور جس قدر تحصیل ہو کہا جاوے کہ نواب کے ذریعہ سے معاف ہوجاویگا نواب نے دوستانہ سمجہایا کہ آپکے کارندہ روپیہ کہا جائیں گے۔ آپ سے میں مروت کروں گا نقصان سرکاری میں میری بدنامی ہوگی۔ یہ نہ سمجہے ملکہ خفا ہوگئے سراسیمگی میں اپنے کو کوئیں میں گرادیا۔ نواب اونکی بازدید کو گئے۔ آخر بیٹی کو چھوڑکر کلکتہ گئے وہاں سے لندن گئے وہاں سے مصر جاکر مرگئے۔

بادشاہ نے ان کی بیٹی کو بلواکر نواب مبارک محل کے سپرد کرکے بہت دہوم دہام سے شادی کرادی مگر معتمد الدولہ کو بوجہ ناگوار خاطری مرزا شاہ میر خاں ویسی شگفتگی خاطر نہ ہوئی اگرچہ روپیہ صرف ہوا دوسرے بیٹے نظام الدولہ سید علی خاں کی شادی نواب روشن الدولہ کی بیٹی سے ہوئی اس میں زیادہ تکلف کیا کیونکہ طرفین سے مقابلہ جود و ہمت تہا چونکہ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے کہانا وقت پر پہونچنا مشکل تہا لہذا کم سے کم سات روپیہ فی شخص اور زیادہ سے زیادہ ایک سو اکیاون روپیہ نقد تورہ بندی کا علاوہ مصالحہ پان ڈلی الائچی تنباکو کے دیا۔ اوسنے خرچ یہ تہا۔

نواب روشن الدولہ نے شربت پلائی حسب دستور کی جب نوبت شربت نواب تک آئی تو نواب نے جیب سے اشرفیاں نکالیں، روشن الدولہ نے کہا آج ہم شربت پلائی میں امتحان جود و ہمت وزیر اعظم کرتے ہیں نواب نے کہا ہم نے سولہ لاکھ روپیہ بچایا تمہاری نظامت کا اس شربت پلائی میں دیا۔

روشن الدولہ نے سلام کیا۔ بادشاہ کو ذریعہ پرچہ نویس جب اطلاع ہوئی اور نواب سے پوچھا تو عرض کیا حضور روشن الدولہ نے ابھی پر قناعت کی اگر کچھ تامل کرتے تو زر تحصیل دوسرے سال کا بھی دیتا اُس وقت وزیر اعظم نے عرض کیا غلام نے حضور کی بدولت ۲۰ لاکھ روپیہ کمایا ہے فرمایا ایک لاکھ ابھی میں سے اپنی عمارت کو لیلو باقی خزانہ میں داخل کردو۔ نواب کو زر تحصیل ممالک محروسہ میں کمال تھا جسقدر زر تحصیل اُنکے زمانہ میں وصول ہوتا تھا دوسرے کسی وزیر اعظم کے زمانہ میں نہیں ہوا۔

سفارت کلکتہ میں بعد تفضل حسین خان کے موقوف ہوگئے تھے نواب نے پہلے دلی بیگ کو بحیلہ خرید فرمائشات روانہ کرکے ہزار روپیہ ان کی تنخواہ اور دو ہزار روپیہ روزانہ ڈالی انگریزان تر و خشک میوہ جات کی مقرر کرکے دربار معینہ گورنر میں اونکا داخلہ ایک مرتبہ کرا کے خلعت پانچ پارچہ دلوائی مگر وہ عیش میں پڑ کر واپس آئے کہ پھر مفتی محمد خلیل الدین خان کو کہ سابق سے ملازم گورنمنٹ تھے بیس ہزار روپیہ دیکر بھیجا انکو بپاس شاہ اودھ پالکی جہالردار ملی اور خلعت ملا اور تین سو روپیہ کرایہ مکان کے نام سے ملا۔

انہوں نے براہ خیر خواہی بیگو کی لڑائی میں گورنمنٹ کو ایک کرور قرض موبد دلوایا اوسکے عوض میں پانچ روپیہ سیکڑا کے حساب سے وثیقہ تعدادی لہ للعہ سالانہ ۱۶۶۶۶۶ للعہ ۱۰ پائی نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن بحفاظت و حمایت سرکار اشخاص ذیل کو ہوا۔

نواب مبارک محل صاحبہ ماہواری للعہ دس ہزار۔ نواب ممتاز محل صاحبہ للعہ گیارہ سو۔ سلطان مریم بیگم صاحبہ للعہ پندرہ سو۔ نواب سرفراز للعہ دو ہزار ملازمان و متعلقان مع اسامیہائے سرفراز محل للعہ نو سو او نتیس۔

امام باڑہ نجف اشرف ۱۱۳۷ الماہیہ گیارہ سو سینتیس نواب بیگم خاص محل نواب معتمد الدولہ المہ دو ہزار۔ عالیہ بیگم دختر نواب الہ ایک ہزار نواب معتمد الدولہ عنہ ۳۰۰۰۰ تیس ہزار نواب امین الدولہ آغا علی خاں المہ ایک ہزار۔

مگر خوبی فہم مشیران خاص سے دو ثلث وثیقہ بعد وفات صاحبات محلات معلیٰ بواسطہ بالیوز بغداد مجاورین و زائرین نجف اشرف و کربلائے معلیٰ مقرر ہوا۔ جسکی تقسیم میں کربلائے معلیٰ میں بہت سی خرابیاں ہوتی رہیں۔

بظاہر بعد وثیقہ ہو بیگم صاحبہ یہہ وثیقہ بھی موجب رخنہ ثانی ہوا کہ ہر سلطنت میں اس طریقہ و رواج کی ترقی ہوتی گئی اور صاحبان صدر بضرورت در پیش آنے جنگ کے قبول کرتے گئے۔ راقم سطور نے عبارت وثیقہ کو بخیال طول ترک کر دیا یہہ وثیقہ ولیم پٹ لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل کے زمانہ و قائم مقامی کمپنی انگریزی میں معرفت مارڈنٹ رکٹس صاحب بہادر غرہ محرم ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۸۲۵ء ہوا۔

بقیہ حالات شاہ غازی الدین حیدر

بادشاہ نے بعد مشغولی تمام انتظام نواب کے سپرد کر رکھا تھا اور تقریباً نصف اندوختہ سعادت علی خاں کو تعمیر موتی محل شاہ منزل نہر ما بین فرح بخش و بارہ دری امام باڑہ نجف اشرف و تماشائے بسنت و جلوس شاہی میں صرف کیا۔ اگرچہ بادشاہ کے ظاہری قوی اچھے اور توانا تھے اور وہ جوان کشیدہ قامت تھے مگر پانچ چار برس کے عرصہ میں کثرت مشروبات بے حساب سے ضعیف ہو گئے۔ مبتلائے مرض اسہال ہوئے۔ آخر خاص کمرہ موتی محل میں پچھلے پہر شب شنبہ ۲۷ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ روز دیوالی مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۸۲۷ء کو انتقال کیا چونکہ ۱۱۸۶ھ پیدائش کا ہے۔ لہذا

چھپن برس کی عمر تھی کئی ماہ سابق سے سب باتوں سے توبہ کرلی تھی وقت عصر امام باڑہ نجف اشرف میں دفن ہوئے۔

صاحبان رزیڈنٹ اول کرنل جان بیلی صاحب دوم اسٹریچی صاحب بہادر سوم جنرل ریپر صاحب بہادر چہارم جان منش صاحب بہادر پنجم مارڈنٹ رکٹس صاحب بہادر نائب وزیراعظم نواب معتمد الدولہ دیوان راجہ دیاکرشن ۔ مہاراجہ نول کرشن ۔ افتخار الدولہ میوارام جو مسلمان ہوکر بنائے معلے گئے ۔ اور بعد مجاورت چند سال ماہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں انتقال کیا ۔ اہالیان مستعار قمر الدین احمد خاں عرف مرزا حاجی نواب ناظر محمد آفرین علی خاں ملک مجموعی حاصل ایک کرور بچاس لاکھ بیالیس ہزار ۔ تعداد فوج سات ہزار سوار مع ترک سوار جلوس سواری اکتالیس بٹالین تلنگہ و نجیب سوائے ہرسہ توپ خانہ مدت سلطنت مع وزارت ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن ۔

ظفر الدولہ کپتان فتح علی خاں نے تاریخ وفات بادشاہ غازی الدین حیدر کو عدد مصرع آخیر میں اس قطعہ میں بشمول اعداد ہائے بکا و الف آہ لکھا ۔ اور قطعہ مذکور عمدہ طریقہ سے کندہ کرا کے لوح مزار پر ثبت کیا ۔

چوں رفت شہ زمن ز دنیا ماتم دل خاص و عام بگرفت
از روئے بکا و آہ گفتم حیدر بہ نجف مقام بگرفت
۱۲۴۳

مہاراج اودیت نارائن سنگھ کا لکھنؤ پہونچنا آغا میر کا انکے واسطے

مکان تجویز کراکے ٹھرانا آغامیر کا اول والی بنی ملاقات کی شرط کرنا اوسکی وجہ سے مہاراج کا بلاحصول نیاز بادشاہ اودہ غازی الدین حیدر واپس آنا۔ بادشاہ بیگم کی عنایات۔

مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ شعبان ۱۲۳۷ھ مطابق جون ۱۸۲۲ء میں جب رامپور سے روانہ ہوکر بعد طے مراحل و قطع منازل وارد سواد لکھنؤ ہوئے بعد ملیح آباد کے ٹکیت رائے کے پل کے دوسری طرف میدان میں اوتر کر قیام کیا اور ڈنکا کا بجنا بند کردیا تو وہاں سے ایک عرضی بمشورہ مولوی لعل محمد صاحب کہ علامہ عصر و وحید دہر خود تھے و نیز دوسرے فضلا موجودکی بھی رائے شریک کرکے ثریا پایگاہ غازی الدین حیدر میں روانہ کیا اور ایک خط دوستانہ معتمد الدولہ آغامیر کو لکھا اور ذریعہ غلام حسین چوبدار روانہ کیا۔ آغامیر نے اپنا خط تو پڑھکر رکھہ لیا اور عرضی بادشاہ اودہ کے حضور میں بھیجدی اور غلام حسین چوبدار سے کہا کہ میں نے راجہ صاحب کے واسطے مکان پہلے ہی سے تجویز کر رکھا ہے وہ میاں الماس علی خاں کے باغ میں فروکش ہوں چوبدار مذکور نے جب کل حال انکو عرض کیا تو مہاراج بعد غذا مع جلوس سوار ہوکر شہر لکھنؤ میں بہ کمال شان گذر کرتے ہوئے میاں الماس علی خاں کے باغ میں مقیم ہوئے اس مکان و باغ کے متعلق ملازمین مثل داروغہ و فراش و چوبدار کے حاضر ہوئے اور سامان ضروری کے فراہم کرانے میں و نیز دیگر امور دریافت طلب دربار میں بہت کچھ مدد دیتے رہے مہاراج کو مکان میں بہت آرام ملا۔

غالباً یہ وہی مولوی لعل محمد صاحب ہیں جو کوروی ہیں اور انکی ملفوظ قطیبہ علم نسب میں مشہور ہے ۱۲

بادشاہ اودھ کی طرف سے مودی حاضر ہوا اور اس نے تمام لشکر کو جنس تقسیم کیا مہاراج کی طرف سے لالہ اجودھیا پرشاد بخشی سب کو جنس تقسیم کراتے تھے چونکہ بادشاہ کی طرف سے جنس ہر قسم کے برسم مہانداری مضاعف و بے حساب آئے تھے لہذا لشکر کے لوگوں نے اسقدر جنس لی کہ پھر کسی کو ضرورت باقی نہ رہ گئی۔

بعد اسکے پیغام ملازمت بادشاہ بذریعہ معتمد الدولہ آغا میر شروع ہوا۔ آغا میر نے یہ خواہش کی کہ مہاراجہ صاحب اول میرے یہاں آویں اور نذر دیں کیونکہ اونکے بزرگ وزیر الممالک کو پہلے نذر دے چکے ہیں اور اب میں وزیر الممالک ہوں پھر بادشاہ سے ملازمت حاصل کریں اور مہاراج کو یہ خیال تہا کہ ابہی ابہی بادشاہ کے یہاں سے مجھے وہ سرفرازی ہوئی ہے جو کہ نواب شجاع الدولہ کو حاصل تہی۔ نواب اودھ سے چونکہ توسل قدیم سے ہے اور اب وہ بادشاہ ہوے ہیں لہذا اُن سے کسی حیثیت سے ملنا عیب نہیں بخلاف آغا میر کے کہ تازہ دولت ہیں اگرچہ عہدہ وزیر الممالکی پر ہیں مگر نذر دینا خوب نہیں۔ ہاں ملاقات مساوات میں مضائقہ نہیں ہے۔

غرض انہیں امورات وحیص و بیص میں ایک مہینہ پانچ روز گذر گیا اور جانبین کو دوسری طرف کا منشا منظور نہوا۔ محض اوقات گذاری ہو رہی تہی اور روزانہ مہاراجہ کے پاس قوال و گویے و ڈہاڑی وطائفہ حاضر ہوتے رہتے اور صحبت ہوتی رہتی اور اسطرف آغا میر اسی خیال میں کہ مہاراجہ آوینگے تو اونکے واسطے کیا کیا چیزیں دیجائینگی اُن سب کو علحدہ رکہا رہے تھے چنانچہ جگن جمعدار کو زبانی مرزا ثابت علی شاعر لکھنوی ملازم معتمد الدولہ کے معلوم ہوا کہ منجملہ دیگر اشیا کے سونے کی عماری مرصع وساز جواہر نگار علحدہ کر دیا ہے۔

لکھنؤ میں باوجودیکہ زمانہ بارش اور ساون کا مہینہ تہا مگر ڈیڑہ ماہ سے پانی نہ برسنے سے عجیب داویلا مچی ہوئی تہی مگر زمانہ قیام مہاراجہ میں پانی خوب برسا۔

مہاراجہ ایک روز سیر شہر کو بڑی تیاری سے روانہ ہوئے۔ پوشاک مغلی زیب بدن کیا

اور شملہ مرصع سر پر رکہا اور اوپر سے کلغی و سرپیچ باندہا۔ ٹیکا وصندار مغرق کرکے باندہا پائجامہ گہیردار مشجر پہنا جوتہ ٹاٹ بافی پہنا۔ دوش پر پرتلہ جواہر نگار اور اسمیں ولایتی تلوار حمائل کی کرتے جواہرات مرصع ہاتہہ میں پہنا انگوٹہیاں انگلیوں میں پہنی کہنٹہ زمرد و موتی کا مالا پہنا اور رخش گہوڑے پر کہ اوسپر زین پوش وساز طلائی بیش قیمت تہا سوار ہوکر جلو میں پیادہ وسوار بیشمار لیکر فرنگی محل سے ہوکر گذرے۔

راہ میں مکان بی جادی طوائف کا تہا کہ تمام شہر میں مشہور باعتبار حسن وجمال تہی جسکو آغا میر نے بطور داشتہ رکہا تہا اوسکے مکان کے تلے سے گذرے اور وہ مثل طوائفان چلمن کے پردہ سے مہاراج کے حسن وجمال کو دیکہکر شیدا ہوئی جو ذریعہ دو چار ڈہاڑیوں کے کہ ہروقت آمدورفت رکہتے معلوم ہوا۔ مہاراج اسی طور سے سیر کرتے ہوئے اپنی لشکر میں آئے۔

اسی طور سے ایام گذاری ہوتے ہوتے مہاراج پر یہہ امر منکشف ہوگیا کہ آغا میر حیلہ و حوالہ میں ٹال رہے ہیں اور ملاقات بادشاہ سے نہ ہونے دینگے۔

اوسی اثنا میں ذریعہ ایک کشمیری آغا محمد تقی ملازم بادشاہ بیگم و مرشدزادہ آفاق نصیرالدین حیدر صاحب عالم بہادر مہاراج کو معلوم ہوا کہ حضور بادشاہ بیگم پر تمام حالات تمہارے و بے اعتنائی آغا میر معلوم ہوچکی۔ اور وہ تمہاری ملاقات نہ ہونے دینگے۔ لہذا مرشدزادہ آفاق صاحب عالم واہں ڈیوڑہی پر حاضر ہوں کہ اونکو خلعت سے سرفرازی بخشی جاویگی۔ مہاراج نے اوسکے جواب میں کہلا بہیجا کہ چونکہ بادشاہ سے ملازمت نہو سکی لہذا جناب عالیہ کی آستانہ بوسی کیونکر کرسکتا ہوں اگر حضور کو مجہے سرفراز کرنا منظور ہے تو یہاں ہی سرفراز ہوسکتا ہوں۔ جب بادشاہ بیگم نے سنا تو تمام اسباب خلعت جسمیں انگیہ رومال چار پارچہ و ایک دوپٹہ خاص اپنے اوڑہنے کا تہا مع تلوار ولایتی مرصع و جیغہ و کلغی و مالا موتی کے بہیجا۔ مہاراج نے ایک سو بائیس اشرفیاں نذر کی مرشدزادہ

آفاق دیادشاہ بیگم کے بھیجیں اور اسباب توشہ خانہ میں جمع ہو گیا۔

مہاراج نے آغامیر سے کہلا بھیجا کہ اگر آپکی خوشی نہیں ہے تو میں اپنے مقام سے آداب عرض کرتا ہوں مجھے اجازت دیجاوے آغامیر نے کہلا بھیجا کہ اب تک مجھے دربار میں حاضری کا موقع نہ ملا ورنہ عرض کر کے طے کر دیتا اور مجھے افسوس ہے کہ آپ کو میرے کہنے کا خیال نہ آیا۔ اور در بارہ اجازت آپکو اختیار ہے کیونکہ کوئی کسی کی راہ نہیں روک سکتا۔

اس جواب کے بعد تیاری کوچ کی ہونے لگی تمام لشکر کو اس بات کی فکر تھی کہ آغامیر سے کشیدگی آگئی ہے ایسا نہ ہو راہ میں کچھ خدشہ پیش آجاوے۔ اسی خیال سے مہاراج نے حکم دیا کہ ہاتھی وگھوڑے براہ خشکی روانہ ہوں اور سب لوگ گومتی سے ذریعہ کشتی روانہ ہوں مختلف قسم کی کشتیاں وگھاٹ کے پٹیلے وبجرہ فراہم کئے گئے اور حسب رتبہ تقسیم ہوئے ایک بجرہ پر خود بدولت نے اکتفا کیا اور اسباب ضروری دوسری کشتیوں پر رکھا گیا اور مارٹین صاحب کی کوٹھی کے نیچے سے کہ سب کشتیاں وہیں لگی ہوئی تھیں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ بعد قطع منازل وطے مراحل بعد چند روز کے جونپور میں آئے اور اپیل کی کوٹھی میں قیام کیا۔ دوسرے روز شیولال دوبے رئیس شہر جونپور نے آکر عرض کیا کہ حضور یہاں تکلیف میں ہیں لہذا غریب خانہ کے موجود ہوتے تکلیف اوٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ مہاراج قبول کر کے اُنکے مکان پر دو تین روز رہے۔

بابو دیپ نرائن سنگہ مع چند اہلکاران کے رام نگر سے پیشوائی کو گئے اور گاڑیوں کے ڈاک میں وہاں سے روانگی ہوئی اور بھبنور میں پہونچکر کنار سڑک انگریزی

ل راجہ شیولال دوبے رئیس جونپور تھے اور یہ زمانہ مہاراجہ اودت نرائن سنگہ سے تھے تا اینکہ ۱۸۳۷ء میں انتقال کیا اِنکے بعد بالادت دوبے اِنکے جانشین ہوئے۔ انہوں نے ۱۸۴۴ء میں انتقال کیا۔ بلونت نامہ کنہیالال

بنگلہ میں اوترے یہاں پر تمام پرگنوں کے عاملوں نے حاضر ہوکر نذر دی۔ دوسرے روز وہاں سے روانہ ہوکر بخیریت تمام سکرور کی کوٹھی میں اوترے۔ اسی روز بانی نہایت دھواں دھار برسا صبح کو مہاراج مع جلوس سوار ہوکر مرن گنگا اشنان کرکے بشیشر جی وغیرہ کا درشن کرکے روپیہ اٹھنی چونی لٹاتے درگا کنڈ میں درگا جی کا درشن کرکے رام نگر گھاٹ پر آکر ذریعہ کشتیوں کے ساعت نیک میں داخل قلعہ رام نگر ہوے تمام لشکر کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں خوش خوش پہونچے مہاراج نے اندر کوٹ جاکر مہارانی صاحبہ کو نذر دی۔

دوسرے روز صبح کو ہر جگہہ سے صدقہ و نذر آنا شروع ہوا۔ اور مہاراج نے تحفہ جات کو جو ہمراہ لائے تھے سب کو علی قدر مراتب تقسیم کرنا شروع کیا۔

صاحب رزیڈنٹ کیواسطے وہ جوڑی گھوڑے کی بھیجا بڑے صاحب نے خوش ہوکر جوڑی تپنچہ و ایک بندوق دونالی معرفت دیوان بھگوان پرشاد بھیجی۔ مہاراج اپنے انتظام ریاست میں مشغول ہوے۔

ملاحظہ ہو تاریخ ایشری خلیفہ امیر علی

ذکر نواب شمس الدولہ پسر سعادت علیخاں و لکھنؤ سے بنارس آنا پھر جانب کلکتہ بغرض زیارت جانا۔ اور تحریر غازی الدین حیدر سے کلکتہ میں رہنا پھر انتقال و حال مجمل اونکی اولاد کا۔

نواب شمس الدولہ کا اسم گرامی مرزا احمد علی خاں تھا اور یہ مرشد زادہ نواب

سعادت علیخاں کے چھوٹے بیٹے اور بھائی نصیر الدین حیدر کے تھے ببرکت صحبت حکیم مرزا اظفر علیخاں مرتبہ ورع و تقوی و صلاحیت مزاج میں اپنے بھائیوں سے بہتر تھے پوشاک اور مکان انکا حسن بازع میں بوضع ہندوستانی رہا اور کبھی اپنی وضع یا کسی کمرہ کی وضع بطور انگریزی نرکھی جیساکہ اور بھائیوں کا شعار تھا اور مرجعیت ملکی و مالی تا حین حیات پدر انہیں کے پاس رہی۔ چونکہ انصرام کاروبار نیابت نواب سعادت علی خاں برحسب خواہش و درخواست پدر و اجازت و تجویز نواب گورنر جنرل بہادر مامور ہوئے تھے اس وجہ سے انکو یقین واثق تھا کہ بجز میرے کوئی مسند نشین نہوگا۔ لہذا تدبیر ظاہری دنیا سازی و موافقت عملہ رزیڈنٹی نکرتے تھے چونکہ تمام امور محول بہ آمد نواب گورنر جنرل ہو رہے تھے اور مرگ ناگہانی سے نواب سعادت علی خاں نے انتقال کیا تو کمال تحیر انکو تھا جب یہہ در دولت پر آئے تو بوجہ پہرہ کرنل بیلی کے داخل بارہ دری نہوسکے۔ اور مصاحبین خاص نصیر الدین حیدر میں سے فخرالدین احمد خاں مرزا جعفر نے بامید نیابت پوری کوشش کی اور نصیر الدین حیدر کو مسند نشین کیا جیساکہ مذکور ہوچکا۔

جب خبر داخلہ لارڈ ماہرا صاحب بمقام کانپور معلوم ہوئی اور نصیر الدین حیدر بمع جمیعت کثیر سوار ہوکر بکمال احتشام بغرض استقبال روانہ ہو چکے تو بعد کو نواب شمس الدولہ بھی گئے اور واپسی پر امر نیابت میں گفتگو ہوئی۔ نواب نصیر الدین حیدر نے چاہا کہ مثل زمانہ پدر نیابت کریں۔ نواب گورنر جنرل نے دوستانہ سمجھایا مگر نواب شمس الدولہ کو بوجہ رنج و تیز وسوسہ ہائے تازہ انکار ہوا۔ اور قیام بنارس کو مثل نواب سعادت علی خاں مناسب سمجھا۔ حالانکہ بعد کو اس کے نہ قبول کرنے کا افسوس حالات غفلت غازی الدین حیدر و کردار آغا میر سے رہتا مگر بعد از وقت تھا۔

جب جانب بنارس روانگی کا قصد ہوا تو پہلے اپنے بڑے بہائی غازی الدین حیدر
کے پاس گئے اور نذر دی اونہوں نے خلعت فاخرہ رخصتی دیا وہاں سے قبر نواب
سعادت علی خاں پر آئے اور فاتحہ پڑہکر سوار ہوئے ملازمین ہمراہی و لشکر کی
تعداد بہت زیادہ تہی کیونکہ یہی سب بہائیوں میں بہ اعلان تمام وحصول اجازت
لکہنؤ سے برآمد ہوے اگرچہ اس حصول اجازت میں ۷ لاکہ روپیہ خرچ ہوگیا
تہا علاوہ لشکر ہمراہی خود کے پانچ کمپنی انگریزی حفاظت راہ کے واسطے
ہمراہ تہی انکے اور بہائی مثل نواب جلال الدولہ مہدی علی خاں وحسین علی خاں
باخفا لکہنؤ سے چلے بلکہ کلب علی خان تو تبدیل لباس کرکے نکلے تہے اور
گنگا کے گہاٹ سے بذلت گرفتار ہوآئے تہے۔ کیونکہ دوکروڑ کے نقد و
جنس سے چلے تہے جس میں ضبطی مال راجہ مہرا بہی تہی۔ سعادت علی خاں مرحوم سے
جب یہہ اس ضبطی کے روپیہ کا تذکرہ کرتے تو فرماتے رہنے دو یہ نہ کہتے کہ تم لے لو
مگر غازی الدین حیدر نے اپنی سیر چشمی و نواب گورنر جنرل کے سمجہانے سے
دست برداری کی حالانکہ اس طور سے سفر کرنے میں انکا بہت بڑا نقصان
ہوا کیونکہ محب علی داروغہ بائیس کشتی بار اسباب کے دریائے گومتی سے لیکر
روانہ ہوئے تہے لوگوں نے بجائے اشرفیوں کی تہیلی کے روپیہ کی تہیلی
رکہدیا۔

بہرطور نواب شمس الدولہ جب داخل بنارس ہوئے تو رئیس و رعایائے شہر انکا
جاہ وحشم دیکہکر بنظر مزید آبادی شہر و رفاہ غربا بہت خوش ومحظوظ تہے مگر
نواب نے براہ تخفیف ملازمین خاص وعام کو مع شاگرد پیشہ کے جو لکہنؤ کے
تہے برطرف کردیا صرف حکم مرزا اظفر علیخاں وحاجی مرزا بہادر علی کو رکہہ لیا۔ اسیطور
سے بجز ضیافت و مہمانی صاحبان عالی شان و آئندہ روندہ کے کہ ذریعہ نیکنامی و

امید موہوم مسند نشینی کو سمجھے ہوئے تھے باقی دیگر اخراجات میں کمی کر دی۔ غازی الدین حیدر سے پچیس ہزار ماہواری تنخواہ کی جو کہ نواب سعادت علی خاں مرحوم کے حالت قیام بنارس میں تھی طالب رہے۔ مگر ساڑھے سترہ ہزار معمولی برقرار رہی۔

بعد قیام بنارس کے کہ کئی برس تک رہا عظیم آباد تشریف لے گئے اور نواب خنجلی کے بیٹے نواب مبارک الدولہ سے اپنی بیٹی مغل صاحبہ کی شادی کی اور دوسری بیٹی برہانی بیگم کی شادی شوکت الدولہ مرزا سیدو کے بیٹے سے بنارس میں کیا۔

ہرماہ میں ہزار روپیہ سادات و مومنین کو معرفت حکیم مرزا ظفر علی خاں تقسیم کرتے اتفاقات سے آکسس بروک صاحب رزیڈنٹ سے نااتفاقی ہوگئی تو قصد روانگی کلکتہ کیا اور کئی مہینہ تک بجرہ و کشتی صدہا ملازم رکھے اور اس میں جاکر رہے آخر منشی غلام قادر خاں ملازم قدیم گورنمنٹ کہ اکثر امور عظیمہ کے انفصال کو جایا کرتے تھے صاحب رزیڈنٹ کی طرف سے سمجھا کر واپس لائے اور نقصان وزیربادی تہیہ سفر وکرایہ میں ہوئے۔

اسکے بعد یہ قصد روانگی کربلاء معلی اجازت صاحب رزیڈنٹ مذکور سے چاہی اور کئی برس کے بعد اجازت ملنے پر کئی ماہ پیشتر سے نیلام اسباب فضول کا کرکے مع صاحبزادگان و بیگم صاحبہ و ملازمین و متوسلین بکمال شوکت بہ سواری بجنیس و بجرہ و کشتی روانہ کلکتہ ہوئے نواب گورنر جنرل نے ابتدا روانگی بنارس سے تا ورود حفظ مراتب تمام لازمۂ مہمانداری کا حسب شان خاندان ہتا کر دیا تہا اور جا بجا و شہروں میں حکم رسد رسانی و حفاظت راہ پہونچا دیا تہا اور مقامات چہاونی و شہر میں گیارہ ضرب توپ سلامی کا حکم تہا اور نواب کی بہی توپ صبح و شام چلتی تہی۔

جب مرشد آباد پہونچے تو وہاں کے بندگان عالی متمنی ملاقات اس شرط پر ہوئے کہ نذر نہ دونگا۔ نواب شمس الدولہ نے جواب دیا کہ نواب مبارک الدولہ نے

ہمارے نائب نواب امیر الدولہ کو نذر دی ہے تو اب وہ کیونکر عذر کر سکتے ہیں لہذا ملاقات ہو سکی۔

جب ہوگلی میں پہونچے تو اسٹرلنگ صاحب سکریٹری اعظم مع چند مصاحبان نواب گورنر جنرل بغرض استقبال آئے اور عزت و احترام سے داخل کلکتہ ہوئے شہر میں منادی ہوئی کہ نواب مہمان سرکار کمپنی انگریز بہادر ہیں انکے ملازمین حکم عدالت و احکام قوانین سے بری ہیں صاحب پولیس انکے ملازمین سے مزاحمت اصلحہ نہ کرے۔ تا اینکہ کئی کوٹھیاں کرایہ کی لیکر بہو بازار میں اترے دوسرے روز نواب مع صاحبزادگان ناظم الدولہ اقبال الدولہ امین الدولہ مبارز الدولہ کے نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کو گئے۔ حسب دستور نواب کو کشتیاں لباس فاخرہ کی دیں۔ ناظم الدولہ کو ولایتی تلوار دی اور باقی صاحبزادوں کو انگوٹھی الماس و ساعت طلائی دیا۔ چونکہ نواب معتمد الدولہ کے سمجھانے سے غازی الدین حیدر بادشاہ اودہ نے محبت نامہ گورنر جنرل کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ نواب شمس الدولہ کا کلکتہ جانا اور وہاں رہنا اور کربلا جانا بلا حصول اجازت ہمارے ہے جس سے باعث برہمی و بے اعتنائی اراکین سلطنت و موجب توحش رعایا متصور ہے اگر آپ برادر عزیز کو جلد رخصت فرمادیں گے تو موجب اطمینان مزید اتحاد و خلوص ہوگا۔ ہم ملک غیر میں جاکر اون کا بود و باش رکھنا پسند نہیں کرتے۔ لہذا نواب گورنر جنرل نے کہا کہ ملک عراق میں سلطنت غیر ہے ہماری سرکار کو چنداں مداخلت نہیں۔ اور آپ کا ارادہ وہاں جانے کا ہے۔ ہم کو خوف ہے کہ کوئی اختلاف مزاج آپکے سرزد ہو اور ہم سے اوسکی حمایت نہ ہو سکی تو ہماری سبکی و بدنامی ہوگی اگر آپ اپنا نائب الزیارت بھیجدیں تو غالب ہے کہ خلاف مذہب و ملت آپکے بھی نہ ہو۔

حضرت بیگم صاحبہ خاص محل و مرزا عباس اونکے بہائی کو کہ مشیر و صلاح کار تہے نہایت ناگوار ہوا کہ ہم نے لاکھوں روپیہ برباد کیا اور دین و دنیا ایک بہی نہ ملی اگر بعد چند روز قیام اس شہر کے جاتے تو مضائقہ نتہا۔ بہرحال قیام شہر حسب صورت قانون نکالنا چاہیے۔ لیڈی کالون تاجرہ کہ بیگم صاحبہ کے پاس آیا جایا کرتی اُس نے اپنے صاحب سے ماجرا بیان کر کے تجویز سارٹیفکٹ ڈاکٹری کو بیان کیا اور اوسیوقت جرنیلی ڈاکٹر کو بلاکر چٹہی لکہوا دی کہ اگر نواب جلد واپس ہونگے تو کسی مرض مزمن میں گرفتار ہوجاوینگے گو تیس ہزار روپیہ خرچ ہوا مگر دو گہنٹہ کے عرصہ میں تمام مدارج طے ہوگئے اور نواب نے بڑی کوٹھی موتی کہوے میں بکرایہ پہلے لیا پہر اوسی کو خرید کر لیا۔

کئی ماہ کے بعد بڑے صاحب زادے نواب ناظم الدولہ کو بوجہ بے عنوانی شباب وکثرت مباشرت درد گردہ وضعف ہضم کی شکایت ہوگئی جس سے وہ جان بحق ہوئے اور ماں باپ کو داغ حسرت دے گئے اوسی سال نواب شمس الدولہ کو درد جگر سے استسقا ہوگیا وہ بہی دوسری کوٹھی بہلو والی میں کہ اوسکو بہی خرید کر لیا تہا بہلوئے پسر میں دفن ہوئے۔ اور عارضہ دنبل سے مرزا عباس نے بہی انتقال کیا۔

حکیم مرزا ظفر علیخاں بوجہ ناچاقی صحبت مرزا عباس لکہنؤ واپس آگئے تہے۔ بیگم صاحبہ پریشان ہوکر پہر بنارس واپس آئیں۔

جب انتقال غازی الدین حیدر وجلوس نصیر الدین حیدر لکہنؤ میں ہوا تو بادشاہ بیگم مادر نصیر الدین حیدر کو بوجہ حق صلہ رحمی ونیز برداشت تکالیف عہد معتمد الدولہ کے صلہ میں اغراے حسن سلوک کا خیال تہا۔ بیگم صاحبہ یعنی اہلیہ شمس الدولہ کے تہنیت نامہ بہیجنے پر شقہ خاص بہیجکر لکہنؤ میں طلب لیا اور حسن باغ قدیم میں رہنے کو کہا مگر اوسی کے ساتہہ املاک بنارس کہ جس میں زمین رمنہ بہی تہی مانگا اور چاہا کہ ان کی تنخواہ مخص کردیجاے۔ بیگم صاحبہ مذکورہ نے بوجہ اس کے کہ اُس املاک میں صرف کثیر

ہو چکا تھا دینا پسند نہ فرمایا۔ لہذا واپس بنارس ہوئیں اور کئی ماہ بعد انتقال کر لیا۔

صاحبزادوں نے ترکہ مادری تقسیم کر لیا۔ اور اسکے قبل کلکتہ میں ہر بیٹے کو چھ چھ لاکھ روپیہ کے سودی نوٹ اونکے والد شمس الدولہ نے خرید کرا دیا تھا جو باعث بسراوقات و بقائے امارت رہی اور بجز اولاد ناظم الدولہ کے تینوں صاحبزادوں کے واسطے سرکار اودھ سے دو ہزار چار سو روپیہ معرفت صاحب رزیڈنٹ ملتا رہا۔

حال اقبال الدولہ

محمد علی شاہ جبکہ سـ ھ مطابق سـ ء میں تخت نشین شاہی اودھ ہوئے تو اقبال الدولہ تیسرے بیٹے نواب شمس الدولہ کے پاس چھ یا سات لاکھ روپیہ کہ بڑی کفایت و جزرسی سے فراہم کیا تھا موجود تھا۔ بخیال امید ہوم تخت اودھ لندن کا سفر کیا اور چونکہ ایک میجر صاحب کہ اونکو اپنے وطن جانے کی ضرورت تھی شریک شورے ہوگئے تھے۔ لہذا اور بھی تقویت ہوگئی۔ اوّلاً کلکتہ گئے اور اقبال فرنگ ایک کتاب لکھی جس میں تعریف گورنر جنرل و ممبران کونسل و خوبی انتظام ممالک محروسہ سرکار کمپنی تھی۔ ایک طرف اوسکے اردو زبان کے ساتھ دوسری طرف ترجمہ انگریزی میں بھی تھا جب لندن پہونچے تو ایک عرضی دربار سلطنت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کو دی بعد تحقیقات جواب ملا کہ تمہارا بڑا بھائی بنارس میں ہے تم سے زیادہ مستحق ہے۔

اقبال الدولہ بعد اسراف بیجا و سیر و سیاحت ملک فرانس وغیرہ خانہ کعبہ پہونچے اور بعد ادای مناسک حج بغداد میں آکر مقیم ہوئے۔ پاشا بغداد با لیوتہ بہت عزت سے پیش آیا۔ اور بحکومت وہاں پر رہنے لگے۔ اکثر پنجشنبہ کو زیارت

کاظمین کو جاتے اور روساء شہر لکھنو اونکے مہمان ہوتے۔

ایک حکیم صاحب کو بنارس میں داروغہ کر کے چھوڑ گئے تھے بنارس سے بی بی کو بلوایا۔ دشمنون نے حکیم صاحب پر اتہام لگایا تا اینکہ بصرہ میں کنارہ فرات حکیم صاحب کا بندوق سے شکار ہوا۔ مرزا جلال الدین حیدر اُنکے فرزند نے بعارضہ چیچک جبکہ نواب تبدیل ہوا کو حمام علی کو گئے تھے انتقال کیا۔ جنازہ کے ساتھ پایوز لبغداد اور امرا ساتھہ ساتھہ تھے نواب نے سننے پر کمال افسوس کیا۔

اسکے بعد خاص محل نے بھی انتقال کیا

بعد کو نواب کے واسطے دوہزار پانسو ماہواری مقرر ہو گیا۔ مخبر سرکار رہے اور تقسیم دو ثلث مبارک محل وغیرہ انہیں کے اختیار سے ہتی۔ چنانچہ جب مولوی گلشن علی صاحب قبلہ مرحوم (جن کا ذکر حالات راجہ ایشری پرشاد سنگہ صاحب میں آ رہا ہے) عراق میں جاکر مقیم ہوئے تھے تو یہہ تقسیم اونہیں کے ذریعہ سے بہ سپردگی مولوی محمد صادق صاحب ہوتی رہتی۔

ملاحظہ ہو تاریخ اودھ کمال الدین حیدر

نواب امین الدولہ مع اولاد ناظم الدولہ بنارس میں رہے۔ نواب امین الدولہ کے لڑکے نواب یمین الدولہ عابد علی مرزا نہایت خوبی کے رئیس تھے جنکو مولف راقم نے اپنے زمانہ قیام بنارس میں دیکھا ہے اُنکے پوتے اسوقت درگا کنڈ میں رونق افروز ہیں۔

مارکوئیس آف ہسٹنگز گورنر جنرل کا اطلاع انتقال بادشاہ انگلستان و تخت نشینی ولیعہد دینا۔ مولوی عنایت علی کی

تقرری وکالت کلکتہ پر ہونا پھر روانگی گورنر جانب ولایت آمد لارڈ امہرسٹ اور اونکی تحریرات دربارہ جواب تہنیت نامہ ورود پھر خبر فتح رنگون پھر جنگ بھرتپور۔

گورنر جنرل لارڈ مایرا ملقب بہ مارکوئیس آف ہسٹنگز نے ۱۵۔ جون ۱۸۲۱ء کو بوجہ خصوصیت خاصہ مہاراجہ اودیت نراین سنگہ کو اطلاع انتقال بادشاہ انگلستان وجلوس ولی عہد صاحب کی اطلاع ذریعہ خط خود دیا۔ جو کہ ذیل میں درج ہے۔

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستان سلامت چونکہ اس عالم کون وفساد کارخانۂ اعدام وایجاد میں بہ مقتضائے مصالح نظم وانتساق زمام جہان جہانبانان کے ہر عہد وزمانہ میں حکمت بالغہ الٰہی وارادہ کاملہ سرمدی ایک سلاطین نامدار وخواقین روزگار کو تعلقات وجود اس نشاء فانیہ سے خالی کرکے عطاء خلعت بقاء جاودانی وتقرب بارگاہ رحمت یزدانی کو عطا فرماتی ہے تو دوسرے صاحب دولتان نعم البدل کو عنایت افسر شاہی وخلعت بزرگ ظل الٰہی سے اوسکی جگہہ پر سرفراز کرتی ہے لہذا اوسکے مصداق سے اطلاع حادثہ جاں سوز وبیان دوسرے بشارت عالم افروز کا اُس عوالی پناہ کو کہ بمقتضائے صدق عقیدت وخلوص ارادت اس سرکار ابد دولت کے ہر قسم کے واقعات وواردات میں شریک رہتے ہیں خامہ محبت شمامہ کے حوالہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ولایت انگلستان سے خبر آئی ہے کہ ۲۹۔ جنوری ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۳۵ھ کو بادشاہ جم جاہ کیواں بارگاہ

انگلستان نے کہ بیاسی برس کے عمر تک کمال عدل و انصاف گستری و رحم و رعیت پروری سے داد سلطنت و جہانبانی دیا اور آوازہ نیک نامی و فرماں روائی کا چار دانگ عالم میں بلند کیا تھا قضاء الٰہی و مشیت ایزدی سے اس خاکدان ظلمت سرا سے سامان و اسباب ہستی قدسی سرشت کو ایوان رفیع خلد بریں و قصر بلند رحمت جان آفریں میں لے گئے ۔

دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست
کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

اس واقعہ عظمیٰ و سانحہ کبرائے کے دریافت سے تمام منتسبان و متوسلان دولت سلطانیہ انتہا کو غریق لجۂ غم و الم ہوئے ۔ اور اس مصیبت و ماتم میں گریبان صبر و قرار کو پہاڑ کر جامہ عیش و خوشی زندگی کو نیلگوں کر رکھا ہے ۔

اسی واقعہ جانگداز کے ساتھ شاہزادہ عالم و عالمیاں آفتاب آسمان سلطنت نے کہ چند سال سے باگ اختیار و اقتدار کی حضور والد ماجد خود سے اپنی کف کفایت و قبضۂ درایت خود میں مسلم رکھتے تھے مستقلاً بجائے خاقان جنت مکان کے تاج شاہی و شہر یاری کو سر پر رکھا اور تخت دولت و جہاں پناہی کو اپنے جلوس میمنت مانوس سے زیب و زینت تازہ بخشا کہ جسکی وجہ سے اوراق منتشر ہوش و حواس متوسلان اوس دولت کا شیرازہ صبر و قرار سے جمع و فراہم ہوگیا اور غلغلہ شادی و فرخی زمزمۂ تہنیت و مبارکبادی کا اطراف و اکناف عالم میں بلند آوازہ ہوا وہ حق و سبحانہ مسرت عدیم المثال اس فرخندہ جان بخش کو اُس عوالی پناہ کو بھی مبارک کرے ۔ امید کہ این جانب کو ہمیشہ فرخندہ خیریت خود معلوم کر کے تحریرات سے خوش کرتے رہیں ۔

۱۵ ۔ جون ۱۸۲۱ء دستخط مارکویس آف ہسٹنگز بہادر گورنر جنرل

چونکہ اس کے بعد وکیل مہاراجہ سید محمد حسین خاں کا کلکتہ میں انتقال ہو گیا جو کہ بعد مولوی سید اطہر علی خاں ہوئے تھے اور اونکی جگہہ پر مولوی عنایت علی مقرر ہوے اور اونکے حاضر باشی دربار کلکتہ کے واسطے مہاراجہ نے اجازت گورنر جنرل سے چاہی تھی۔ لہذا خط ذیل گورنر جنرل نے لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔

عرضی مرسلہ اوس رفعت پناہ کی متضمن اس بات کے کہ فضیلت و کمالات دستگاہ مولوی عنایت علی کو عہدہ وکالت پر قایم مقام سید محمد حسین خاں متوفی مقرر کیا تھا۔ اب خان متوفی کے وفات ہو جانے سے مولوی مذکور کو بر سبیل استقلال حاضر باشی دربار اوس مقام پر مقرر کر کے حضور میں اطلاع دیتا ہے۔ مع دیگر مراتب ارادت کے وصول ہو کر کاشف مراتب مندرجہ ہوئی۔ رفعت پناہا اطلاع دہی احوال مقرر کرنے مولوی مشار الیہ سے بالاستقلال عہدہ حاضر باشی دربار حضور میں آثار رسوخ و خلوص اوس مہربان سے متصور ہوئے چنانچہ حسب تحریر اوس رفعت پناہ کے فضیلت دستگاہ مولوی مذکور کو حاضر باشی دربار پر شرف ارزانی بخشی گئی یقین خاطر رکھیں کہ مومی الیہ موافق معمول مورد تفضلات حضور رہینگے لازم کہ اینجانب کو ہمیشہ خواہان خیر و خوبی اپنا معلوم کر کے تحریرات سے خوش کرتے رہیں۔

لارڈ میرا گورنر جنرل

دسمبر ۱۸۲۲ء میں لارڈ مایرا صاحب جب ولایت جانے لگے اور اونکی جگہہ پر جارج کننگ صاحب نامزد ہوئے اور عہدہ سپہ سالاری علحدہ ہو کر بنام پیری صاحب مسرز ورڈ بارجٹ ہوا تو بطور اطلاع حسب معمول شقہ مودت بھیجا جو ذیل میں درج ہے۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔ چونکہ این جانب کو بغرض واپسی ولایت

کمال تمنا تہی لہذا مدت سے درباب اجازت استعفا رعہدہ ریاست ممالک محروسہ
سرکار انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند ولایت میں درخواست کی تہی بالفعل اطلاعاً قلم مودت
شیم کے حوالہ ہوتا ہے کہ درخواست اینجانب کی ولایت میں منظور و مقبول ہو گئی
چنانچہ نواب صاحب مشفق بسیار مہربان رائیٹ آنریبل جارج کیننگ صاحب بہادر
کہ منجملہ مشیران خاص بارگاہ بادشاہ جم جاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ ہیں عہدہ
ریاست اس دیار پر اور چیری صاحب رفیع المکان منیع الشان آنریبل سر اورڈ
باجٹ صاحب بہادر عہدہ سپہ سالاری تمام افواج شاہی و سرکار کمپنی انگریز بہادر
متعلق ان ممالک کے مقرر و مامور ہوے مگر زمانہ ورود نواب صاحب بہ تحقیق معلوم
نہیں ہوا۔ اور چیری صاحب موصوف بہ فضل الٰہی بہمہ خیر و خوبی وارد دار الامارت
کلکتہ ہوئے۔ چونکہ یہہ زمانہ واپسی جانب ولایت کے واسطے نہایت خوب موافق
ہے۔ لہذا اینجانب کا یہ ارادہ ہے کہ بعد درستگی سامان سفر کے جہاز بادشاہی
موسوم گلاسکو پر روانہ ولایت ہو جاوے اور صاحب عالی جاہ رفیع بارگاہ آنریبل
جان آدم صاحب بہادر کہ منجملہ صاحبان کونسل میں زمان ورود نواب معزالیہ تک
انجام و انصرام تمامی امورات سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ اس ملک میں مشغول رہینگے
چونکہ جب سے اینجانب اس ملک میں آئے اوسوقت سے رسم ربط و دوستی و اتحاد
کہ فی مابین اوس عوالی بناہ و سرکار انگریز بہادر کے قدیم سے مربوط و منوط تہی سب سے
زیادہ ترقی و استحکام میں رہے لہذا مجہے انتہا کی خوشی ہے اسی طور سے اس بات کے
یقین سے انضباط و استحکام سر رشتہ خلت و وداد فیما بین میں حسب دستور سے کہ اینجانب
معروف رہے صاحب ممدوح بہی لوازم توجہ و التفات کو مرعی رکھیں گے نہایت
مسرور و مشعوف رہینگے۔

خاطر اوس عوالی بناہ پر یقین کلی ہو کہ مراتب صداقت و محبت اوس عوالی بناہ کے

صفحۂ دل محبت منزل این جانب پر اس طور سے منقوش و مرتسم نہیں ہوئے ہیں کہ کسی وقت میں و کسی جگہہ پر خواہ وہ کسیقدر فاصلہ پر ہو مضمحل ہو جاویں اور آرزو و تمناء این جانب کی در باب دوام و قیام رونق و سرسبزی و خیر و خوبی اس عوالی پناہ میں روبہ ترقی لاتی رہیگی۔ امید کہ این جانب کو ہمیشہ خواہان خیر و خوبی خود معلوم کر کے تحریرات سے مسرور کرتے رہیں۔

۲۰۔ دسمبر ۱۸۲۲ء دستخط مارکوئیس آف ہشٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل جارج کننگ جو عہدہ گورنر جنرل پر مقرر ہونے والے تھے اونہوں نے اس عہدہ سے انکار کیا لہذا اونکو وزیر اعظم کا درجہ دیا گیا۔ اور عہدہ گورنر جنرل پر لارڈ ایم ہرسٹ مقرر ہو کر آئے۔ جارج کننگ کے صاحبزادہ لارڈ کننگ صاحب زمانہ بلوہ ہندوستان ۱۸۵۷ء میں گورنر جنرل ہو کر آئے تھے جنہوں نے فساد غدر کو برطرف کیا۔

بہر طور لارڈ ام ہرسٹ گورنر جنرل نے کلکتہ پہونچکر خط ذیل مہاراجہ کو لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت۔

قبل ازین از روے تحریر نواب صاحب مشفق بسیار مہربان اشرف الاشراف مارکوئیس آف ہشٹنگز صاحب بہادر اشرف الامرا آنریبل جان آدم بہادر فرمان روایان سابق یہ بات اوس عوالی پناہ کو واضح ہو چکی ہے کہ بموجب تجویز صاحبان اہل کاران ولایت کے عہدہ ریاست ممالک محروسہ کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند و نظم و نسق امورات سرکار عظمت بنیان کا رائٹ آنریبل جارج کننگ بہادر پر قرار پایا تہا مگر صاحب معزالیہ کے اس طرف آتے وقت بوجہ در پیش ہونے بعض امور و نیز بمد نظر حسن کاردانی و فضیلت و وفور دانائی و لیاقت صاحب معظم الیہ کے داراے عالم آراے بادشاہ جم جاہ کیواں بارگاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے معزالیہ کا زمرۂ وزراے بارگاہ سلطانی میں بغرض انجام و انصرام معظمات امور

ولایت و مہمات سلطنت رہنما اولی والنسب متصور کیا - لہذا دوستدار کو بجائے
صاحب محتشم الیہ عہدہ جلیلہ مذکورہ پر مقرر و مامور کیا - چنانچہ بہ فضل ایزدی ہمعناں
خیر و خوبی اول ماہ اگست ۲۳ سنہ ۱۸ع مطابق ۲۲ شہر ذی قعدہ ۳۸ سنہ ۱۲ھ کو دارالامارۃ
کلکتہ میں پہونچکر اہتمام انتظام امور متعلقہ عہدہ مزبورہ کو اپنے اوپر لازم کیا - بقین
خاطر اوس عوالی پناہ رہے کہ حسبطورسے لوازم تفضل و تفقد و الفت و شفقت اہالی
اس سرکار کی نسبت ذات اوس عوالی پناہ و اہل خاندان اوس عوالی پناہ کے مبذول
و مرعی رہی ہے - اوسی طور سے دوستدار کی طرف سے بھی بلکہ زیادہ معمول و مسلوک
ہوگی امید کہ اس جانب کو خواہان مژدہ خیر و خوبی معلوم کر کے تحریرات سے خوش کرتے
رہیں - دستخط لارڈ ام ہرسٹ صاحب بہادر گورنر جنرل -
اس خط کے آنے پر مہاراجہ نے عرضی متضمن مسرت تشریف آوری مع نذر کے بھیجا
اوسپر پھر گورنر جنرل نے شقہ عنایت بھیجا جو یہ ہے - رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستان
سلامت - عرضی اوس عوالی پناہ کی متضمن حصول خیر حصول مسرت و انشراح فراواں و عز و افتخار
بیکراں اوس اعتضاد دوستاں کے حصول مکاتبۃ الاتحاد اینجانب سے کہ مشعر ورود
مع الخیر دار الامارہ کلکتہ پر تہا مع دیگر مراتب صدق و محبت و خلوص عقیدت کے
ہمراہ نذر کے موصول ہو کر کاشف مراتب مندرجہ ہوئی - کلمات تہنیت آیات و عبارت
اخلاص سمات جو کچھ کہ پایۂ عرض و اظہار میں لائے - متلزمات اوسی ارادت و
اعتقاد اوس رفعت پناہ سے متصور ہو کر ذریعہ زیادتی خوشی ہوئے - چونکہ وہ اعتضاد
خیر اندیشان باصفا و ارادت کیشان بریائے اس سرکار ابد طراز کے ہیں - لہذا یقین
خاطر ہے کہ دریافت خبر مذکور سے دوسروں سے زیادہ مسرور و شادماں ہوئے ہوں
نذر کہ تہ دل و رسوخ باطن سے بھیجا ہے - مقبول ہوئی اور بظاہر حسب معمول اس سرکار
کے معاف و واپس ہوئی - لازم کہ اس جانب کو ہمیشہ متوجہ و خواہان احوال

خیریت اشتمال خود معلوم کرکے تحریرات سے خوش کرتے رہیں۔ امرہرسٹ صاحب بہادر گورنر جنرل ل زمانہ گورنر جنرل مذکور میں برہماوالوں کو ترقی ملک کی سوجھی اور بعض مقامات گورنر جنرل سے مانگا۔ اول میں تو لارڈ مذکور نے کچھ توجہ نہ کی مگر بے اعتدالیاں اونکی جب بڑھ گئیں تو ۵ مارچ ۱۸۲۴ء کو اشتہار جنگ منجانب سرکار رہوا۔ اور علاقہ آسام وآراکان پر پہلے قبضہ ہوا پھر فوج جہاز پر سوار ہوکر رنگون گئی اور رنگون میں اپنا نشان قائم کیا۔ آخر میں کرور روپیہ خرچہ جنگ دیکر آسام اور اراکان اور مرتبان کے دکھن کا بالکل علاقہ سرکار کو دیکر صلح کرلی۔ جسکے بابت لارڈ امہرسٹ نے خط مہاراجہ کو لکھا۔

رفعت وعوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت

یقین ہے کہ یہ بات سابق سے اُس عوالی پناہ کو واضح ولائح ہوچکی ہوگی کئی جہتہ سے براہ ناحق شناسی ودست درازی وبے اعتنائی ونخوت تروہی بادشاہ ملک آوا وسرکشی وبے ادائی اہل کاران اوس مقام سے آتش جنگ وجدال وحرب وقتال درمیان میں مشتعل تہی چنانچہ جہازات نصرت آیات جنگی وافواج ظفر امواج بادشاہی وسرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر بہ سرداری شجاعت وتہور دستگاہ برگیڈیر جنرل سر ارجبلد کنیل صاحب بہادر بغرض تنبیہ وتادیب واستیصال وتخریب اس قوم بدنصیب کے بندرگاہ واقعہ دریائے شور کے معین ومامور ہوئے۔ اسکے قبل ماہ مئی گذشتہ میں بہ تائیدات الٰہی واقبال لایزال شاہی دکوشش بسیار بہادران نصرت وفیروزی توامان جزیرہ جدونا وبندر رنگون کہ وسعت وآبادی وعمدگی میں سب سے بڑا بندر اوس دیار کا ہے مفتوح ومسخر ہوا اور مکرر وسکرر مقابلہ فریقین میں اکثر اس جماعت گمراہ سے سزائے اعمال بدخود کو پہونچے۔ اوسکے بعد چند شہر وعلاقہ جات دیگر مثل ٹاوای ومرگئی ومرتابان وتنزیم وغیرہ کے کہ آبادی اور وسعت اور کثرت آمدنی وافزونی اسباب تجارت میں معروف ومشہور ہیں قبضہ اہالی اس سرکار عظمت مدار

میں آئے۔ جبکہ اسی طور پر علی الاتصال ہزیمت پے در پے و ہرج و نقصان تمام
و ذلت و ندامت مالا کلام نصیب ایام نافرجام اُن اقوام نکبت انجام کو ہوئی گئی تو
تہوڑے دنوں سے اہل کاران و کارپردازان در پے جمع کرنے اپنے تمام فوج کے
ہوکر جسقدر اس ملک میں باقی و موجود تہے نکل کر اس بات پر مستعد ہوئے کہ بعد درستگی
پر و بال و انتظال احوال کے لشکر ظفر پیکر اس سرکار پر گر کر بندر رنگون کو نکال لیں
اور اسی خیال باطل میں پچاس ہزار فوج مع تین سو ضرب توپ کے بہ سرداری
مہا بنڈولا نامی سپہ سالار تمام افواج و مدد شاہزادہ سارادادی و شاہزادہ
ٹونکہو برادران بادشاہ آوا کے فراہم ہوکر فوج جرار سرکار سے مقابلہ و محاربہ
کرنے لگی مگر آخر کار میدان کارزار سے معذول و مقہور ہوکر بہاگے۔

اس جانب غایت مسرت و انبساط سے حوالہ قلم کرتا ہے کہ بہ یمن فضل یزدانی
و اقبال عدو مال ظل سبحانی کے جنرل صاحب موصوف نے جانفشانی و کاروائی
نہودانہ کو برت کر ہر مقابلہ و جنگ میں ایسی شکست فاش اونکو دیا کہ تہوڑے ہی
زمانہ میں صورت فتح و غلبہ نمایاں نصیب روزگار میمنت آثار اولیائے اہل دولت
باشوکت کے ہوئے اور منجملہ تین سو ضرب توپ ہمراہی اونکے ڈہائی سو ضرب توپ
مع نشانہائے و چتر طلاکار و بندوق و باروت و گولی ہائے بسیار و دیگر اسباب
حرب و آلات پیکار بطور غنیمت فوج سرکار کو ملی اور وہ جماعت تاب مقابلہ نہ لاکر
جنگلوں میں متفرق ہوکر بہاگے بعد فراغ جب اُنکے مقتولین کا شمار کیا گیا تو
پانچہزار شخص معلوم ہوئے۔

الحق شجاعت و جانفشانی بہادران و کاروائی افسران اس سرکار کی اُس کارزار میں
ایسی ظاہر ہوئی کہ احاطہ تعریف و توصیف سے باہر ہے اور حصول اس فتح و نصرت
شایان و غلبہ و فیروزی نمایاں کا محض عنایات ربانی و برکات حسن نیت اہالی سرکار

سے متصور ہے۔ چونکہ دریافت مژدہ ظہور ایسے غلبہ بزرگ کا تمام دوستان خیراندیش ومحبان صداقت کیش اس سرکار کو ذریعہ کمال خوشنودی ہوگا۔ لہذا اینجانب بے اختیار ہوکر بطور اطلاع اس رفعت پناہ کو تحریر کرتے ہیں اور نوید بشاشت جاوید دیتے ہیں۔

دستخط۔ لارڈ ایمہرسٹ صاحب گورنر جنرل

مہاراجہ نے عرضی مبارکباد بھیجی اور نذر بھی بھیجی جسکا شکریہ گورنر جنرل نے لکھا اور نذر بطور سابق واپس ہوئی۔

کاغذات دفتر مہاراجہ

اسی گورنر کے زمانہ میں جنگ بھرتپور ہوئی۔ صورت یہ ہوئی کہ راجہ رنجیت سنگھ والی ریاست بھرتپور کے ۱۸۲۳ء میں لاولد مرنے پر اونکے بھائی بلدیو سنگھ مسندنشین ہوئے تو اونکے بھتیجے درجن سال نے خود کو پسر متبنی قرار دیکر جھوٹا دعوے ریاست کا کیا لہذا بلدیو سنگھ بہ نظر دور اندیشی اپنے بیٹے بلونت سنگھ کو سرڈیوڈ اکٹرلونی رزیڈنٹ راجپوتانہ کے پاس لے گئے اور اونکے گود میں رکھکر کہنے لگے کہ درجن سال بعد میری وفات کے ضرور مخالفت کریگا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے حیات میں میرے لڑکے کو منجانب سرکار مسندنشین کر دیں۔ اکٹرلونی صاحب نے اسکو قبول کیا اور بلونت سنگھ کو مسندنشین کر دیا۔

جب ۱۸۲۵ء میں بلدیو سنگھ نے انتقال کیا تو درجن سال نے بلونت سنگھ کے ماموں کو مار ڈالا۔ اور راجہ نابالغ کو قید کرکے خود مسندنشیں ہوگیا۔ سرڈیوڈ اکٹرلونی نے جنگ کا سامان کیا مگر سرکار نے اونکی اس تجویز کو پسند نہ کیا اسپر سرڈیوڈ اکٹرلونی نے اسی وقت استعفا دیدیا۔ اور بمقام میرٹھ انتقال کیا۔ اہل بھرتپور زہر خوری کا گمان کرتے ہیں اُنکے عہدہ پر سرچارلس مٹکاف مقرر ہوئے

اور اس عرصہ میں درجن سال کے بہائی مادہو سنگہ ان سے مخالفت ہوکر ڈیک کو چلے گئے اور وہاں سپاہ بھرتی کرنے لگے۔

جب سرکار نے سمجھا کہ یہہ لوگ مثل بنڈاروں کے بازار لوٹ مار کا گرم کریں گے اور سرکاری عملداری میں فتنہ وفساد برپا کریں گے تو درجن سال کو بہت سمجھایا۔ جب اُس نے کچھ خیال نہ کیا تو لارڈ کمبر مر کمانڈر انچیف کو حکم ہوا کہ بتیس ہزار فوج لیجاکر درجن سال کو بھرتپور سے نکال دے۔ چنانچہ ۱۰ دسمبر ۱۸۲۵ء کو لشکر سرکاری بھرتپور جا پہونچا اور ۱۸ جنوری ۱۸۲۶ء کو سرنگیں اوڑا کر قلعہ کو فتح کر لیا اور درجن سال کو گرفتار کر کے بلونت سنگہ کو پہر از سر نو مسند نشین کیا۔

جب اس فتح کی اطلاع مہاراجہ کو ہوئی تو عرضداشت مبارکباد مع نذر بہیجا وہاں سے جواب حسب ذیل آیا۔

رفعت وعوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت۔

عرضی مرسلہ متضمن حصول سرور موفور اُس عوالی پناہ کو و تقدیم مراسم تہنیت و مبارکباد وارسال نذر دریافت خبر بشاشت اثر فتح قلعہ بھرتپور مع دیگر مراتب محبت وعقیدت موصول ہوکر نظر سے گذری اور معروضات واضح ہوئے اظہار مدارج سرور وادائے وظائف تہنیت وارسال نذر آثار صدق وارادت وانقیاد سے متصور ہوئے اور موجب خورسندی ہوا۔ نذر مرسلہ دل سے قبول اور بنظاہر حسب معمول اس دولت کے معاف ومسترد ہوئے لازم کہ این جانب کو متوجہ احوال خود سمجھکر حالات سے اطلاع دیتے رہیں۔ لارڈ ہرسٹ گورنر جنرل

لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل کا بنارس میں آنا اور دربار فرمانا اور

خلعت مہاراجہ بہادر کو ملنا پھر اپنے روانگی کی اطلاع و آمد لارڈ ولیم گونڈس کی دینا۔

گورنر جنرل بہادر نے جب اپنی روانگی جانب مغرب بخنۃ فرمائی تو از راہ خلوص محبت اس خاندان کے خط ذیل مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کو لکھا۔

رفعت و عوالی پناہ معتقد دوستاں سلامت۔

یقین ہے کہ خبر عزیمت سیر و سفر دو ستدار جانب مغرب کہ بالفعل پیش نہاد خاطر دوستی مآثر ہے از روے وقایع واخبار اوس عوالی پناہ کو معلوم ہوئی ہو اب قلمی ہوتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایں جانب شروع ماہ اگست سنہ حال میں تری کی راہ سے اس طرف روانہ ہونگے چونکہ اُس معتقد کو ہوا خواہان صمیم اس سرکار عظمت آثار کو معلوم کرتا ہے۔ لہذا اطلاع اس عزیمت کی اوس عوالی پناہ کو دینا انسب جان کر حیز تحریر میں لاتا ہے امید کہ ایں جانب کو ہمیشہ خواہان فرحدہ خیریت خود معلوم کر کے تحریرات سے خوش کرتے رہیں۔

دستخط لارڈ ام ہرسٹ صاحب گورنر جنرل بہادر

ماہ ستمبر کے وسط میں نواب گورنر جنرل بعد طے مراحل و قطع منازل براہ دریا بنارس میں تشریف لائے۔ اور ۱۶ ستمبر ۱۸۲۶ء کو دربار اونکا بمقام بنارس ہوا چونکہ پہلے سے ہر درباری کو اطلاع دینا ضروری تہا۔ لہذا تحریر ذیل اُن لوگوں کے پاس بغرض اطلاع پہونچی۔

اسم نویسی مجرائیان بندگان حضور باہر النور نواب مستطاب معلی القاب اشرف الاشراف

ام ہر ست بہادر گورنر جنرل دام اقبالہ کہ بتاریخ شانزدہم ماہ ستمبر ۱۸۲۶ء دس بجے دن کو بغرض مجرائی ہندوستانیوں کے شہر بنارس میں قرار پایا ہے لازم کہ صاحبان مفصلۃ الذیل وقت مذکور میں دولت ملازمت بندگان والا سے سرمایہ افتخار حاصل کریں۔

ملازمت بالاخانہ کوٹھی سکرور مہاراجہ صاحب بہادر

ملاقات شاہزادہا	ملاقات مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ بہادر
شاہزادہا تیلیا نالہ	شاہزادہا شیوالہ

صف دست راست	صف دست چپ
نواب کریم اللہ خاں	مہاراجہ جے پرکاش سنگھ بہادر
غلام علیخاں خلف نواب قاسم علیخاں مرحوم	بابو شیو نرائن سنگھ
راجہ کالی سنگھ	بابو ارک سنگھ
گوپال سرن سنگھ	راجہ بٹنی مل
راجہ پرتھی پال رام	رنگ ناتھ پنڈت گورو راجہ نیپال
راجہ ندرمتر	شیوناتھ پنڈت
کاشی ناتھ پنڈت نبیرہ بشیشر پنڈت	بھونپ رام
سری رام کشن پسران ٹبنی مل	بابو ست پرسنو پسر راجہ کالی شنکر گھوسال
سید التفات حسین خلف منشی میر عزیز اللہ	قاضی راحت علی خاں

قاضی فضل علیخاں خاص بلدہ بنارس	سید محمد سعید خاں نبیرہ ابوالحسن خاں مرحوم
میر عبد الناصر خاں برادرزادہ میر عبدالحی مرحوم	فتح نرائن سنگہ پسر لچھمی نرائن نبیرہ بابو جگت سنگہ
بابو جے کشنداس خلف بابو ہرکشنداس	جمناداس چودہری صاحبان بنارس
بابو رام چند ساہو خلف گوپال داس	گوکل داس خلف چتربھوج داس
مارو پاٹک	بابو رام داس نبیرہ منوہرداس
بابو ہرکھ چند	بابو موتی چند خلف گوپال داس ساؤ
بابو گوپی چند خلف راجہ ڈال چند	رام کشن مہاجن
بختاور سنگہ نبیرہ راجہ ہجراج	جگرناتھ سنگہ
رنجیت گیر گوشائیں	جدو ناتھ پنڈت پاٹشالہ بنارس
شیو دت پنڈا بشیشر ناتھ جی	جوگل کشور داماد پسر برج بہو کہنداس
شیو کمار گماشتہ راجہ جے ناتھ جی	

حسب نمبر مرقومہ بالا وقت مقررہ پر ہر رئیس سے ملاقات گورنر جنرل نے کی اُن سب میں سے محض مہاراجہ کے واسطے خلعت لاٹ صاحب کے دربار سے ہوا جسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

تفصیل خلعت مہاراجہ صاحب بہادر بنارس

پارچہ	جیغہ و سرپیچ و مالہ مروارید		دستار و سرپیچ و گوشوارہ
۷ عدد	۳ عدد		۳ عدد
	جیغہ و سرپیچ	مالہ مروارید	
	۲ عدد	یک عدد	

جامہ و نیمہ آستین ریشمی	کمربند و سندی	سپر و شمشیر	فیل مع ہودج عاج
۲ عدد	۲ عدد	۲ عدد	ایک زنجیر

اسپ	پالکی جھالردار
یک راس	یک منزل

تفصیل خلعت بھگوان پرشاد دیوان مہاراجہ اودیت نراین سنگھ بہادر

دستار و گوشوارہ	سرپیچ مرصع	نیمہ آستین	دوشالہ سفید
۲ عدد	یک عدد	یک عدد	یک زوج

گورجنرل نے حسب استدعا مہاراجہ رام نگر کو بھی زینت دی اور یہاں پر رسم پا انداز از قسم کشتیات پارچہ و جواہر ادا ہوا۔ گورجنرل بہادر نے رام نگر میں اپنے دست خاص سے براہ تفضلات ایک انگشتری زمرد کے نگینہ کی جسکی قیمت چار پانچہزار روپیہ تھی مہاراجہ کو دی جو کہ سابق سے معمول نہ تھے۔ تا اینکہ خوش خوش واپس تشریف لے گئے۔ پھر اسکے بعد مقام گڑھ مکتسر سے اپنے روانگی و ورود کلکتہ کی اطلاع ذریعہ خط خود کی یعنی روانگی مقام مذکور سے ۴ اگست ۱۸۲۷ء مطابق ۹ محرم ۱۲۴۲ھ کو ہوکر ۱۶ اکتوبر سنہ مذکور و ۲۳ ربیع الاول سنہ مذکور وارد کلکتہ ہونا لکھا تھا۔

چونکہ زمانہ روانگی لارڈ مذکور قریب ہو چکا تھا لہذا ماہ فروری ۱۸۲۹ء میں اپنی روانگی و ورود لارڈ ولیم بنٹینگ کی اطلاع ذریعہ خط ذیل خود دیا۔

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت

چونکہ این جانب کو واپسی ولایت کی آرزو تھی لہذا درباب منظوری استعفاء عہدہ خود ریاست ممالک محروسہ سرکار انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند سے درخواست کی تھی چنانچہ بالفعل حوالہ قلم ہوتا ہے کہ استدعا دوستدار کی وہاں پر منظور و مقبول اور نواب صاحب مشفق بسیار مہربان لارڈ ولیم بنٹنگ بہادر کہ مشیران خاص بارگاہ بادشاہ جم جاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے ہیں بجائے دوستدار عہدہ ریاست اس دیار پر مقرر و مامور ہوئے اور اس طرف کو روانہ ہوکر آخر اس ماہ یا شروع ماہ مارچ سنہ حال میں داخل دارالامارت کلکتہ ہونگے۔ لہذا این جانب کا یہ ارادہ ہے کہ عنقریب اُس طرف کو روانہ ہو جاوے۔ یقین خاطر ہو کہ جس طور سے این جانب پاس لوازمہ محبت و الفت ہیں نسبت اوس عوالی پناہ کے مائل و مصروف تھا نواب صاحب موصوف بھی تمام مراتب کو بخوبی مرعی و مسلوک ہونگے۔ دستخط ام ہرسٹ صاحب بہادر گورنر جنرل فروری ۱۸۲۹ء

کاغذات دفتر مہاراجہ صاحب

عرض راقم مصنف

چونکہ آیندہ سے سلسلہ تاریخ ہذا کا ذریعہ ملاقات راجہ اودیت نارائن سنگھ نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ و بادشاہ بیگم صاحبہ۔ زوجہ غازی الدین حیدر سے شروع ہوتا ہے لہٰذا بنظر اطلاع ناظرین واقعات وحالات نصیر الدین حیدر مرقوم ہو رہے ہیں۔

غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ کا انتقال و نصیر الدین حیدر کی تخت نشینی آغا میر کا مقید ہونا اعتماد الدولہ میر فضل علیخاں و منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخاں کی باری باری وزارت کے بعد روشن الدولہ کی وزارت۔ قدسیہ بیگم کے حالات بادشاہ بیگم سے نزاع انتقال نصیر الدین حیدر

جب غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ نے ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء کو موتی محل کے خاص کمرہ لب دریا میں انتقال کیا (جو اب ملک مہاراجہ بلرام پور میں ہے) تو نواب معتمد الدولہ مارڈنٹ رکٹس صاحب رزیڈنٹ کو مع میجر اسمعیل برنج و تلنگہ بیلی گارد کے لیکر آئے اور دروازہ پر پہرہ کر دیا۔ اس وقت بیگم صاحبہ مع صاحب عالم بھی آئیں اور دوسرے درباری اشخاص مشخصہ بھی حاضر تھے۔ موافق دستور قدیم رزیڈنٹ نے عہدنامہ قدیم پر

منفعت سرکار انگلشیہ کیواسطے اضافہ کرانا چاہا مگر نواب معتمد الدولہ بنظر اظہار خیرخواہی و امید رفع کدورت گذشتہ از بیگم صاحبہ و نصیر الدین حیدر شاہزادہ کے مرد میدان ہو کر کہنے لگے کہ عہدنامہ قدیم سے ایک حرف کم و بیش نہوگا۔ اور چونکہ مولوی محمد خلیل الدین سفیر شاہی کلکتہ نے بھی ایسے موقع ہوجانے پر اضافہ کو منع کر دیا تھا کہ ہم گورنر جنرل سے گفتگو کرینگے لہذا شاہزادہ بھی ثابت قدم رہے۔

صاحب رزیڈنٹ نے حاضرین سے کہا کہ بادشاہ نے انتقال کیا۔ اور صاحب عالم بہادر اپنے حق وراثت آبائی پر جلوس فرماتے ہیں تم سب کو اطاعت و فرمانبرداری و نمک حلالی میں مصروف ہونا چاہیئے۔ پھر جناب بیگم صاحبہ کے پاس پس پردہ کہا کہ اسوقت جو آپ فرمائیں ہم اوسکی تعمیل کر سکتے ہیں اور پھر بعد ایک ساعت جلوس کے ہمارے اختیار سے باہر ہو جاوے گا۔ بیگم صاحبہ نے کہا بادشاہ کو اختیار رہے اور اپنی جاگیر سلوک تنخواہ کے بارہ میں کچھ نہ کہا ورنہ آیندہ دقتوں کا سامنا نہوتا۔ جو کہ نزاع باخود یا بیگم صاحبہ و بادشاہ میں ہوا۔

صاحب رزیڈنٹ نے صاحب عالم کا ہاتھ پکڑ کر بوچہ حضرت خلد منزل یعنی غازی الدین مرحوم پر سوار کرانا چاہا اوسکو بنظر حسرت تادیکھکر چیخ مار کر روئے صاحب نے تسکین دی وہاں سے رمنہ ہو کر بارہ دری میں آئے جہاں تخت شاہی تھا اور صاحب مع میجر صاحب بگھی پر سوار ہو کر چینی بازار ہوتے آئے اور پٹالین انگریزی کا پہرہ جا بجا ہو گیا۔

بادشاہ نے حسب دستور خیمہ سبز میں دو رکعت نماز پڑھی پھر عبا خاص بدوش پر رکھی تخت شاہی پر جلوس کیا صاحب رزیڈنٹ نے تاج اپنے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ مولوی سید محمد صاحب[له] مجتہد العصر نے تبرکا لگا کر زیب فرق مبارک کیا

[له] - یہ بزرگوار اولاد جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ مجتہد ملقب بہ غفرانمآب۔ سے ہیں

ساعت برج تھی اور ۹ ساعت ۵ دقیقہ نصف شب سے گذری تھی اور روز
شنبہ ۲۷ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ہجری مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۸۲۷ء تھا کہ ایک شخص
نے قبلہ رو ہو کر اذان دی اقربا و شاہی ارکان دولت نے بمراتب نذر دی
توپ سلامی کے چلی سامنے سے شادی مبارک کی دھوم مچی منادی شہر
میں ہوئی۔ تیسرے روز ملیٹن جو بند و بست کو آئی تھی انعام پا کر رخصت ہوئی۔
بعد رسم سیوم حسب دستور نواب معتمد الدولہ افتخار الدولہ مہاراجہ میوارام اور
بعض اہل کار ان کو خلعت بحالی ہوا ممالک محروسہ میں فرمان شاہی جاری
ہوا۔ پنجشنبہ کو حسب معمول بڑی دھوم دھام سے سواری مع جلوس شاہی
درگاہ حضرت عباس کو گئی چوک کی دوکانیں آراستہ تھیں کوٹھوں پر
مجمع تماشائیوں و زنان بازاری کا تھا فقرا و مساکین کو ہر طرف روپیہ پھینکا جاتا

غفرانمآب کا امام باڑہ اب تک نہایت متبرک ہے اور اس میں علماء کرام مدفون ہیں۔ جناب
مولوی سید محمد صاحب قبلہ اعلی درجہ کی قابلیت ہر علم میں رکھتے تھے اور آپ کی ذات
قدسی صفات سے لکھنؤ میں جو ترقی علم کی ہوئی اوسکی روشنی آج تک انکے خاندان
میں تاباں ہے۔ اس وقت موجودہ حالت جمود و خمود علم عربی میں بھی ایک جم غفیر علما
کا اوس خاندان میں موجود ہے اور اطراف و جوانب سے طالبان علم حاضر ہو کر مستفید
ہوتے ہیں رفتار زمانہ سے بھی اچھے طور سے واقف ہیں چنانچہ بنارس کانفرنس بھی جو کہ
مذہبی و حصول دنیا کے ذرائع کے واسطے باستثناء امور پولٹیکل ہے انہیں کی عقل
دوربین کا نتیجہ ہے۔ مولوی سید محمد صاحب کی تصانیف کثیرہ ہر علم میں موجود ہیں جنکا
بیان اپنے مواقع پر ہے۔

راہ میں جس نے عرضی دی لے لیا۔ نواب معتمد الدولہ خواصی میں تھے۔ درگاہ میں حاضری دسترخوان نذر پر تکلف پر ہوئی پھر وہاں سے داخل فرح بخش ہوئے۔ سکہ شاہی روپیہ و اشرفی پر پہلے یہ ہوا ۔

بدہر سکہ شاہی زدہ ز لطف الہ — سپہر مرتبہ شاہ جہاں سلیمان جاہ

مگر چونکہ اس میں غلطیاں و نقائص صوری و معنوی پائی گئیں لہذا بعد کو تبدیل ہوا اور وہ نقائص یہ تھے کہ لفظ بد کلمہ بدہر سے پیدا تھا۔ اور دوسرے مصرع میں دو عیب عروضی تھے کہ تقطیع کرنے میں ہوتے اول سپہر مر مفاعلین دوسرے تبہ شاہ فعلاتن تھا۔ لہذا یہ دوسرا سکہ ہوا۔

سکہ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اله

نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ

چونکہ نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ سن شباب عالم جوانی یعنی پچیس برس میں تخت پر بیٹھے۔ لہذا بہ مقتضائے الشباب شعبۃ من الجنون جوانی شاخ جنون سے مشغول عیش و عشرت ہوتے گئے۔ اور بہت سے محلات کا اضافہ ہوا۔ ماما پیارے فیلبانے خاص مختار ہوئے اور اُسکا زمانہ ہوا۔

چونکہ بہت لوگوں پر ظلم معتمد الدولہ آغا میر سے مصائب گذر چکے تھے لہذا اونکی تلافی کا وقت آگیا۔ جناب بیگم صاحبہ مادر بادشاہ کی جاگیر سلون جو ضبط ہو چکی تھی پھر بدستور جاری ہوئی۔ میر فضل علی خاں داروغہ ڈیوڑھی بیگم جو معتوب معتمد الدولہ تھے رات کے وقت ۱۹۔ جمادی الاولی مطابق ۹ دسمبر سنہ مذکور کو منڈیاؤں سے بہلی پر چڑھتے اون سواروں کے ساتھ جو صاحب لوگوں کو ناکہ سے چھاونی تک بحفاظت پہونچایا کرتے تھے ہو کر داخل ڈیوڑھی ہوئے اور بیگم صاحبہ نے اونکی حفاظت کیواسطے حبشیوں کا پہرہ کر دیا۔ فیض النسا مغلانی بھی یہ مدد

مرزا فدا حسین خاں مبشر الدولہ داخل محل ہو چکیں تھیں۔ اور منتظم الدولہ مہدی علی خاں اور دوسرے لوگ خانہ زاد کہ ظلم معتمد الدولہ سے دور پڑے تھے اس خبر خوشی کو سنکر جانب لکھنؤ چلے۔ نواب معتمد الدولہ کی معزولی اور بوجہ قدامت میر فضل علی خاں کی نیابت منظور نظر بادشاہ ہوئے مگر چونکہ صاحب رزیڈنٹ سے لیکر تمام افسران فوج تک معتمد الدولہ سے موافق تھے لہذا اسی فکر میں رہتے ظاہر میں عنایت کا ازدیاد کرتے چلے کہ معتمد الدولہ اپنی زیرکی ہوشیاری عیاری سب بھول گئے اور پردۂ غفلت میں بڑھکر ہوس دنیا زیادہ ہوتی گئی۔ بیگم صاحبہ نے بھی عنایت و مہربانی میں اضافہ کیا اور تقریباً ستر لاکھ روپیہ کا جواہر ہر قسم کا عنایت کیا اور الماس باغ مملوکہ الماس علی خاں بھی دیا اور مخاطب بخطاب نواب بہالی ہوئے۔

جب لارڈ کمبیر میر صاحب کہ جرنل فوج تھے ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۲۷ء کو کانپور سے لکھنؤ آئے اور حسب دستور نواب معتمد الدولہ و مرزا کیواں جاہ مع ارکان دولت رحمت گنج تک استقبال کو گئے اور تا کہ شہر تک بادشاہ استقبال کرکے لائے اور لارڈ موصوف نے خلوت میں کہ رزیڈنٹ بھی نہ تھے باب نیابت میں دریافت کیا تو اونہوں نے اپنا منشا اظہار کرکے چاہا کہ لارڈ مذکور نواب معتمد الدولہ کو قید کریں کیونکہ خود قید کرنے میں احتمال فساد سمجھا تھا جرنل نے بعد دلجوئی کہا کہ ہم رزیڈنٹ کو سمجھا دینگے کہ وہ بعد میرے جانے کے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کریں تا اینکہ لارڈ مذکور روانہ مہم قلعہ بھرت پور ہوئے بادشاہ نے رزیڈنٹ سے معزولی و قید معتمد الدولہ و نیابت میر فضل علی کو صحبت جابابالی میں کہا اور چاہا کہ عہدہ سے موقوف ہوکر میرے شہر سے نکل جاویں صاحب نے کہا کسی حیلہ پیام سے میرے پاس بھیجد یجئے گا اور صاحب مذکور نے

میجر اسمعیل ڈیچ کو حکم دیا کہ دو کمپنی بدلی جو آج آئی ہیں زیر کوٹھی ضیافت تیار رکھنا۔ اور فقیر محمد خاں رسالہ دار و میڈو خاں رسالہ دار کو کہ موافق آغا میر سے تھے کہلا بھیجا کہ ہم نواب کو قید کرتے ہیں اگر تمہارے کسی سوار نے گھوڑے پر زین باندھا تو مجرم سرکار ہوگے یہ لوگ گھروں میں جا بیٹھے۔ ایسا ہی حکم کوتوال شہر کو بہ نسبت انتظام شہر پہونچا کہ کسی طرح کا فساد نہ ہونے پاوے۔ معتمد الدولہ جب بادشاہ کے پاس آئے تو کہا نواب بہالی ابھی تم صاحب رزیڈنٹ کے پاس جا کر کہو کہ جو ہم نے کہا تھا اوسکا جواب مانگا ہے اور چند قدم اُنکے چلنے پر بنظر مزید عنایت پھر بلا کر گلوری پان اپنے ہاتھ سے دی اور نواب نے نذر گذرانی۔ جب سوار ہونے لگے سبحان علی خاں وغیرہ خیرخواہوں نے احوال انتظام رزیڈنٹی بیان کیا۔ مگر معتمد الدولہ سنکر کچھ ملتفت نہ ہوئے۔ قریب بیلی گارد پہونچنے پر ہرکارہ اخبار نے جو رزیڈنٹی میں خبر کو رہتے تھے کہا خلاف معمول دو کمپنی بدلی تیار کھڑی ہیں نواب نے اونکو بچشم غضب اس خیال سے دیکھا کہ اگر کوئی امر خلاف ہوتا تو صاحب مجھ سے کہدیتے۔

جب نواب معتمد الدولہ بڑے کمرہ میں جا کر بیٹھے تو بڑے صاحب دوسرے کمرہ سے آئے اور کہا تمہیں بادشاہ نے عہدہ نیابت سے موقوف کیا۔ انہوں نے عرض کیا میرا قصور کہا نوکری آقا کی خوشی و مرضی پر موقوف ہے۔ یہ منت کرنے لگے کہ میرا اسہارا بجز دامن دولت دوسرا نہیں اور میں آپکا تابع حکم ہوں فرمایا اگر خاموش رہوگے اور فساد نہ کروگے تو ہماری سرکار تمہاری حمایت کریگی ورنہ کوئی مدد نہ ہوگی یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے۔ میجر صاحب مع گارد داخل ہوئے۔ نواب کی کمر سے ولایتی اور انگوٹھیاں ہاتھ سے لے لیں اور باہر آ کر جلوس سواری کو احاطہ کے باہر کردیا۔ اور ہاتھی منگوا کر نواب کو پہلو میں بٹھا کر

ایک کمپنی آگے اور ایک پیچھے لیکر اُنکے مکان پر چلے۔ یہ واقعہ قید نواب معتمد الدولہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۸۲۶ء کو ہوا۔ دفعۃً شہر میں غلغلہ ہوگیا ہر طرف سے بوچھار طعن تشنیع ہونے لگی ہر کوچہ و بازار کی کوٹھے خلقت سے بھر گئے نواب سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور دولت پورہ کی راہ کٹنا مشکل ہوگیا اور اور کئی گھنٹہ میں پہونچے۔

بادشاہ بخوف فساد بارہ دری سر راہ میں ٹہلتے تھے حکیم مرزا علی خاں نے گستاخانہ عرض کیا ایک متنفس خانہ زاد کیواسطے اسقدر تردد کیا ہے فرمایا میرا کوئی نہیں۔ اس عرصہ میں ہرکارہ رزیڈنٹی نے کہ مثل بادھر آیا تھا عرض کیا کہ نمک حرام قید ہوگیا بادشاہ داخل محلسرا ہوئے ہر طرف مبارکباد کی دھوم مچی۔

آغا میر کے مکان پر اسمٰعیل بیگ میجر صاحب افسران کمپنی کو چھوڑ کر چھاونی چلے گئے چار کمپنی بادشاہ کی مقرر ہوئیں تمام گھر کو اندر باہر ہر طرف سے گھیر لیا۔ رات کو پچاس سوار کی روند گرد املاک آغا میر پھرتے تھے ناکہ جات شہر پر بڑا نظم و نسق تھا۔ تلاشی و تحقیقات مسافران آیند و روند ہوتی تھی۔ چونکہ وہ زمانہ بسنت و ہولی کا تھا اور تلنگے کبیر کہہ کہکر غل مچاتے اور فحش نسبت ناموس نواب بکتے۔ نواب بالاخانہ کے کمرہ سر راہ میں رہتے تھے۔ سنتے سنتے ناک میں دم آگیا۔ بعد کئی روز کے صاحب کمان افسر سے کہا اونہوں نے شور و غل مچانے کو منع کیا۔ شہر کے قرض خواہوں نے بلوہ عام دروازہ پر کیا اور اپنی قیمت و اسباب و اجرت مزدوری سالہا سال کے داد خواہ ہوئے۔ حالانکہ نواب مذکور دے چکے تھے مگر اہل کاران ظالم و ہر کارخانہ کے داروغہ نے کسی کو ایک کوڑی نہ دی تھی اور خود نوش جان کر گئے تھے اور بعض اقربا نے جنکا مال چاہے لے لیا تھا مگر نواب نے سبکی قیمت مل بخوف بدنامی ادا کیا کیونکہ اکثروں نے بڑے صاحب کے یہاں عرضیاں دی تھیں۔

خلاصہ معتمد الدولہ اسی طور سے کئی ماہ قید رہے مگر انپر دو ماہ تیرہ دن کے محاسبہ کا دعوے
زمانہ نصیر الدین حیدر کا تہا اور زمانہ غازی الدین حیدر کا راضی نامہ انکے پاس تہا۔
لہٰذا دعوی محض ایک کرور دو لاکہ کا تہا اور ان کی املاک شہر میں ایک کرور کی مکانات
کی تہی اور دو کرور روپیہ کا نقد و جنس تہا اور ۲۵ ہزار ماہواری وثیقہ بحفاظت
گورنمنٹ تہا۔ انہوں نے اپنے فیاضی و نیز زر اندوختہ سابق و حال سے کہ ذریعہ
بادشاہ حال و بیگم صاحبہ تہا بہت کچہ خرچ کیا اور اپنے اوپر کے محاسبہ کا جواب د
دہی و پیروی کرتے رہے۔ تا اینکہ نتیجہ کوششش یہ ہوا کہ بائیس لاکہ روپیہ جو بابت ضمانت
تنخواہ وغیرہ خزانہ رزیڈنٹی میں جمع تہا اور مجموعی املاک جس میں ایک کرور سے
زیادہ خرچ ہوا تہا دس لاکہ میں محسوب ہو کر مجموعی بتیس لاکہ پر فیصلہ ہوا۔ اور
ستر لاکہ کا دعوے خارج ہوا۔ اور متوسلین نواب مثل اعظم علی خاں دیر اسد
کے مکانات خالصہ سرکار ہو گئے۔ اور بوجہ خرچ کرنے کے بغرت مع نقد و جنس
دو کرور روپیہ کے مع عیال و اقربا ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۲۔ اکتوبر
۱۸۳۰ء کو لکہنؤ سے کانپور گئے اور گرانٹ صاحب کا بنگلہ بائیس ہزار کو لیکر رہے
اور گرد و پیش کے بنگلہ اور خرید کئے تا حیات پچاس ہزار ماہواری خرچ کار یا میر اسد
کی معرفت چہبیس ہزار ماہواری تنخواہ تقسیم ہوتے اور دعوت مدارات انگریزوں
میں بہت خرچ کرتے۔

اور انکے بعد میر فضل خاں نائب ہوئے جن کا حال یہ ہے فضل علی خاں قوم کے
سید اور پیشہ کے فیلبان شاہی تہے کیونکہ بجز سید کے دلی کے بادشاہوں
کے آگے دوسرا نہ بیٹہتا اور وہ فیلبان صاحب منصب ہوتا میر فضل علی دلی
سے آنکر مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ کے ہاتہی پر نوکر ہوئے بعد کئی برس کے
بسفارش اپنی پہوپہی مسماۃ فیض النسا مغلانی کے ملازم سرکار بیگم صاحبہ ہوئے

پھر رفتہ رفتہ داروغہ ڈیوڑھی ہوئے۔ جب شہر سے بوجہ معتمد الدولہ نکالے گئے تو فرخ آباد میں نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں کے پاس کہ وہ بھی بوجہ معتمد الدولہ نظامت خیرآباد چھوڑکر فرخ آباد گئے تھے رہنے لگے تا آنکہ خفیہ لکھنؤ آئے۔ اور بعد قید معتمد الدولہ خلعت نیابت ملا اور نواب اعتماد الدولہ بہادر خطاب ہوا جب اعتماد الدولہ اس عہدہ جلیلہ پر مامور ہوئے تو ان کی غربت سلیم الطبع مروت رفیق پروری کی تعریف آخر تک لوگ کرتے رہے ہر ایک اپنے دوست آشنا کی بقدر امکان خدمت کی بعض کو افسران پٹالین نجیب کیا۔ میرزا آغا جان داروغہ کورخانہ شاہی کو انکی دوستی کی وجہ سے بظلم معتمد الدولہ چھ برس قید رہے تھے روز خلعت ہونے کے جلوس وسواری بھیجکر بلوایا اور بادشاہ سے خلعت بحالی دلوائی سبحان علی خاں جو میر کونسل معتمد الدولہ وہمراز و مقرب خاص تھے کسی طریق دنیا سے نواب اعتماد الدولہ کے پاس پہونچے۔ بادشاہ کو منظوری نیابت نواب اعتماد الدولہ کا حکم صدر یعنی نواب گورنر جنرل کی طرف سے ۱۵ مئی سنہ ۲۵ء مطابق ۳۰ شہر شوال سنہ ۱۲۴۶ھ کو آیا جس سے انکے دشمن پسپا ہوگئے اور ایسے زمانۂ آشوب میں کہ اجماع ارکان دولت مخالفین کا تھا اس پایہ وزارت میں اپنی کریم النفسی حلیم الطبع صاف باطن رفیق پرور قدرشناس ہونے سے باقی رہے اور تھوڑے زمانہ وزارت میں کرور روپیہ پیدا کیا اور بادشاہ سے صاف صاف کہدیا اور پچیس لاکھ دلی کو معرفت اپنے منشی کے بھیجا علو ہمتی بھی ان میں بہت تھی کہ باوجود نکارات دیرینہ آغا میر اونکو ذلت سے بچایا تا آنکہ نام ملجانے کا انکی نسبت ہوا۔ آغا میر نے سلوکات انکے دیکھکر ۶ لاکھ روپیہ انکی خانہ بربادی وغارت گری کا دینا چاہا۔ مگر انھوں نے اپنی علو ہمت سے نہ لیا اور دونوں کی ہمت یادگار رہ گئی۔ اعظم علی خاں نے معتمد الدولہ سے پوشیدہ معرفت خیراتی زردوز معتمد نواب کے حاضر ہوکر نذر دی اور متمنی رفاقت ہوئے مگر نواب نے

اپنی اور اونکی بدنامی سمجھ کر قبول نہ کیا۔ اگرچہ بادشاہ نے بپاس خاطر بیگم صاحبہ کہ اُنکی اطاعت باوجود ماں حقیقی نہ ہونے کے فرض عین بوجہ پرورش جانتے تھے قدر افزائے اعتماد الدولہ میں دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر چونکہ امور ریاست میں مزاحمت بیگم صاحبہ ہوتی رہتی اور اقتدار اعتماد الدولہ کا ریاست پر تہا اور اونکی بہو بہی محل میں مختار کل تہیں لہذا باطن میں ذلت کے خواہاں ہوئے چنانچہ بروایت تاریخ اودہ درسٹ انگریز قوم حجام نے و وبروایت سلطان الحکایات ولیم مور انگریز نے پگڑی اونکے سر سے گرادی اعتماد الدولہ نے یہ ذلت دیکھکر خانہ نشینی اختیار کی۔ مدت وزارت ان کی گیارہ ماہ اکتیس روز تہی تا اینکہ بادشاہ خود گئے اور سمجہا کرے آئے مگر اونہوں نے کام نہ کیا اور اسی رنج میں ۱۹۔ شوال ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء میں انتقال کیا اور کربلا میر خدا بخش میں دفن ہوئے انکے بعد اقبال الدولہ بڑے فرزند ظفر الدولہ کپتان فتح علی خاں کو جو کہ خزانچی خزانہ سرکاری تہے اور راجہ رام دیال مہاجن قوم اگروالہ واقتدار الدولہ مہاراجہ میوارام دیوان و انجم الدولہ جعفر علیخاں پسر انتظام الدولہ مظفر علی خاں تو نیابت نیابت کو ہوا۔ مگر ناتجربہ کاری وبدانتظامی سے آمدنی میں کمی ہوئی اور ملازمین و فوج کی تنخواہ نہ پہونچنے پر پے درپے شکایات ٹامس ہربرٹ ماڈک صاحب بہادر رزیڈنیٹ سے کہ اوسی زمانہ واقع ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۸۲۹ء آئے تہے کیا راجہ رام دیال مقید ہوئے اور اکبر علی خاں خلف رشید حیدر بیگ خاں مرحوم بلائے گئے اور بارہ روز کام نیابت کرکے معزول ہوئے۔ انکے بعد منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں کو خلعت نیابت ہوا یہ نہایت صاحب اقبال صاحب فہم وفراست دیندار تہے ہندوستانی امرامیں اس شان کا اس سلطنت میں دوسرا نہوا۔ زمانہ نظامت میں اخبار نویس کے موافق کرکے بعزت تمام مع مال واسباب بخوف ہتک حرمت از معتمد الدولہ فرخ آباد میں گئے رہتے تہے۔ پہر بعد انتقال غازی الدین حیدر کانپور میں آکر مقیم ہوئے اور فضل علیخاں

کو بغرض کوشش بھیجا تا اینکہ بیگم صاحبہ کی خواہش سے خود اونکو نیابت ہوگی جبکی اونکو امید نہ تہی اونکے انتقال کے بعد یہ بلائے گئے اور ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۲ جون ۱۸۳۰ء داخل لکھنو ہوئے۔ اور ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۴۶ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۸۳۰ء خلعت وزارت پایا اور تاج الدین حسین خاں کو فرقہ خاص سے جنکو اپنا مقرب و محرم راز بناکر سفارت رزیڈنٹی پر مامور کیا انہوں نے خواجہ امامی خاں کو اپنا رفیق کیا۔ نواب منتظم الدولہ پہلے اُن کاموں پر متوجہ ہوئے جو باعث نیکنامی و خوشنودی حکام صدر تھے چنانچہ اپنی حکمت عملی سے بناء دار الشفاء انگریزی و ہندوستانی کی ڈاکٹر اسٹیونسن کو انگریزی کا اختیار دیا اور علی اکبر بیٹی حاجی مرزا غالی کو ہندوستانی کا دیا۔

چھاپہ خانہ سلطانی لیتھوگرافک یعنی پتہر کا ارچر صاحب کو پانسو روپیہ کی تنخواہ پر دیا۔ لوہے کا پل جو کہ نواب سعادت علی خاں کے زمانہ سے پڑا تہا بنوانا چاہا مگر ناتمام رہا گنگا سے نہر لانی چاہی مگر وہ بہی ناتمام رہی۔ ایک غریب خانہ بنوایا جس میں اپاہج لولے لنگڑے اندہے زن و مرد رہا کریں۔ اسکول انگریزی طلبا کے لئے بنوایا سب سے عمدہ امر یہ کیا کہ رمنہ موتی محل میں رصدخانہ سلطانی بنوایا کپتان ہربرٹ اوسکے مہتمم ہوئے۔ مولوی اسمٰعیل سرگروہ طلبا ہوئے۔ پھر اپنی حسن کارگذاری سے افزائش جمع میں کیا اور متمردوں کی سرکوبی کی۔ ملازمین کی تنخواہ جو برسوں میں ہوتی سال میں چار قسط پر کر دیا۔ تاجروں کا حساب کہ سرکار سے پاتا تہا۔ فی روپیہ ۶ ، و ۸ ، پر طے کیا اور جن جاگیروں کو کہ منتسبان خادمہ محل کہا جایا کرتے اونکو موقوف کیا۔ مگر ناڈک صاحب رزیڈنٹ سے کہ موافقت منتظم الدولہ سے نہوئی آخر ناڈک صاحب مذکور کو عہدہ اپنا چھوڑ دینا پڑا کیونکہ ۳۰ رجب ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۸۳۱ء کو نواب گورنر جنرل لارڈ ولیم کو نڈس بنٹنک بہادر بہ عزم سیر ولایت مغرب رونق افروز لکھنو ہوئے اور ۵ شعبان تک دعوتیں ہوئیں اور صحبت آخری میں نواب گورنر نے نصیحت درباب انتظام ملک و بندوبست اصلی و خرچ بادشاہ

کیا اور منتظم الدولہ مہدی علی خاں نے بے توجہی نامس ہوبرٹ ماڈک صاحب ذریعہ کرنل بلیس صاحب مصاحب کے گورنر جنرل سے تنہائی میں کیا اور گورنر نے اُن کو خلعت وزارت پر بحال رکہا جس سے رزیڈنٹ کو صدمہ ہوا اور گورنر جنرل سے بہت گفتگو کے بعد رزیڈنٹ مذکور ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۸۳۱ء کو لکہنو سے روانہ بنپال ہوئے اور کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ مقرر ہوئے.

چونکہ کفایت شعاری وجز رسی طبیعت نواب میں خلقی تہی اور بادشاہ بیگم صاحبہ و خود بادشاہ میں عادت فضول خرچی تہی. بادشاہ بیگم صاحبہ نے چند رسم نوایجاد مثل اچہوتہ وغیرہ کو فرض سمجہ رکہا تہا لہذا ہر روز فرستادگان بیگم صاحبہ بطلب زر آیا کرتے اور بے نیل مرام واپس جاتے اسی وجہ سے کدورت وشکر رنجی ہوتی ہوتے نوبت بہ عداوت ہوگئی اور نواب نے کلمات رمز آمیز وپرانے قصہ بیگم صاحبہ کو کہکر مزاج بیگم صاحبہ کو منحرف کیا اور بیگم صاحبہ اُنکے غرور ونخوت وبے اعتنائی کو بجا آوری احکام شاہی میں رکہکے درپے تخریب منتظم الدولہ ہوئیں.

اوسی زمانہ میں بسم اللہ بیگم نامی ایک عورت بیچو رنگریز لی کہ نہایت حسن وجمال وناز کرشمہ کمال رکہتی تہی ۱۰ رجب ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۸۳۱ء کو شرف زفاف بادشاہ سے مشرف ہوئی اور قدسیہ بیگم خطاب ہوا اور کچہ زمانہ گذرنے پر اس نے اپنے کو حاملہ مشہور کیا چونکہ فریدون بخت مناجان کی طرف سے اونکو شبہہ ابنی بیٹا ہونے کا تہا لہذا تمنا دوسرے اولاد میں ایسے مفتون وشیدا ہوئے کہ قدسیہ بیگم کا مرتبہ بیگمات پر بڑہ گیا اور اس قدر قدرت مزاج اقدس پر اس نے کرلیا کہ اپنے ایام حیات میں ایک کرور روپیہ سے زیادہ خرچ ضروریات جاہ وحشمت و خرچ رعایات عزیز ومتوسلین خود میں کیا.

ایک روز اوس عیارہ ذوفنون نے فریدون بخت مناجان کے نسبت کہا کہ لڑکے

مجہول النسب کو آپنے فرزند بنایا ہے اوسکی فرزندی کے اقرار سے وراثت عنقریب غیر جگہہ
منتقل ہوگی۔ اِس فریدوں بخت کی پیدائش جو اِس قدر جلد آپ سے ہونا ظاہر کی جاتی ہے
ناممکن ہے۔ کیونکہ آپ اُس وقت بہت کم سن تھے جب اِسکی پیدائش کا زمانہ ہے
چونکہ نوشتہ تقدیر تدبیر سے نہیں پلٹتا۔ اُسی زمانہ میں حکم تحقیق نسب فریدوں بخت
کیواسطے (کہ حکام صدر اوسکی روز ولادت سے مخدوش تھے اور کوشش ہائے معتمد الدولہ
واقرار غازی الدین حیدر سے تذبذب میں تھے) بنام کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ
آیا۔ رزیڈنٹ نے بخیال وقوع سانحہ والی ملک کہ مستحق کا حق تلف نہ ہو تحقیقات
شروع کردی۔ ۲۹ شعبان ۱۲۴۷ھ مطابق ۲ فروری ۱۸۳۲ء زبانی
منتظم الدولہ مہدی علی خاں بمقابلہ تاج الدین حسین خاں وکیل سنا کہ نصیر الدین
حیدر بادشاہ مناجان کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتے اور اوسکو اپنے نطفہ سے ہونا نہیں
جانتے اور اوسکی ولیعہدی سے شرم کرتے ہیں پھر ۲ رمضان سنہ مذکور
مطابق ۹ فروری سنہ مذکور کو خود خلوت میں بادشاہ سے ملاقات کی۔ بجز
بادشاہ و منتظم الدولہ و بادشاہ کے چوتھا شخص نہ تھا۔ بادشاہ سے پوچھا۔ بادشاہ
نے کمال شرم سے مجملاً انکار فرزندی مناجان سے کیا۔ پھر اصرار کرنے پر کہا کہ بادشاہ
بیگم صاحبہ نے قبل بلوغ ہمارے فریدوں بخت کو کہ کسی پرستار کا لڑکا تھا اور وہ
غالباً نطفہ فضل علی خاں یا کسی دوسرے سے تھے لاکر ہمارے نامزد کر دیا
اور کیواں جاہ ہمراہ ملکہ زمانی اپنے ماں کے ساتھ آئے دونوں سے ایک بھی
میرا فرزند نہیں ہے باقی حالات زبانی منتظم الدولہ بہادر کہ قبل ازیں قدرے
معلوم ہو چکے ہیں معلوم ہونگے۔ اسکے بعد نواب منتظم الدولہ نے بمواجہہ بادشاہ
حال معاشرت میر فضل علی وسکھ چین خواص اور حال ولادت فریدوں بخت
اُن سے اور آنا کیواں جاہ کا ہمراہ ملکہ زمانیہ بہ شرح وبسط بیان کیا۔ رزیڈنٹ

صاحب جب واپس ہوکر اپنی کوٹھی پر گئے تو سپاہیان دروازہ کوٹھی کو ادائے آداب سلامی فریدون بخت بہادر کو کہ سالہا سال سے معمول تھی ہمیشہ کے واسطے منع کیا اور جانب سلطنت سے تحریر متضمن لاولدی بادشاہ خدمت رزیڈنٹ میں گئی۔ اور ایک اشتہار مشعر فرزند ہونے کیوان جاہ و فریدون بخت کے بغرض اطلاع خاص وعام گذرگاہ خلائق پر آویزاں ہوا۔ اور کیفیت مقدمہ مذکورہ کو کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ نے گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنگ کو بھیجا۔

چونکہ حکام صدر کو تذبذب اس معاملہ میں اس وجہ سے تھا کہ زمانہ غازی الدین حیدر بادشاہ اور زمانہ قایم مقامی رزیڈنٹی کپتان ریپر میں حسب زبانی گفتگو بادشاہ مرحوم سے آئی اور معتمد الدولہ سے پوچھا گیا تو دونوں صاحبوں نے اقرار فرزندی کیا تھا۔ اب یہ معاملہ صاف ہو گیا۔ اسکے جواب میں بنام رزیڈنٹ حکم آیا کہ چونکہ لاولدی بادشاہ پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی۔ لہٰذا بعد بادشاہ انتقال ریاست بڑی اولاد سعادت علیخاں کو کہ زندہ ہو واپس ہو گی۔

بادشاہ بیگم صاحبہ نے اس واقعہ کو تحریک منتظم الدولہ و قدسیہ بیگم پر محمول کیا۔ اور ۱۷۔ ذی حجہ ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۸۳۲ء کو کیوان جاہ کو حکم ہوا کہ سر پر شملہ بہ وضع شاہزادگان نہ باندہیں۔ اور ۱۹ ذی حجہ کو کہ دعوت صاحب رزیڈنٹ بتقریب عید غدیر حضور میں ہوئی۔ ہار گوٹہ حسب معمول مستمرہ کیوان جاہ و فریدون بخت کو صاحب رزیڈنٹ کے ہاتھ سے نہ ملا۔

چونکہ زود رنجی و بدزبانی و تنگ گیری منتظم الدولہ انتہا کو پہونچ گئی تھی۔ اور بدنیتی بابت لینے ٹھیکہ تمام ملک سلطانی کی بطریق استمرار اور خواہان عطیہ فی سیکڑا پانچ روپیہ رسوم خود تمام آمدنی وخرچ سرکاری پر بطور ہبہ اور امیدوار تولیت بیت الشفا نسلاً بعد نسل اپنی اولاد پر ہوئے تھے۔

ہنوز تازہ انقلاب پردہ عدم سے نمایاں ہوا کہ روشن الدولہ وسبحان علی خاں افتخار الدولہ ومہاراجہ میوارام وتاج الدین حسین خاں باہم یکدل وہم قسم ہوئے کہ کلثوم خانم عرف آتو زوجہ مان سنگہ حیدری کو کہ مختار سرکار وراز دار نواب قدسیہ بیگم تھی متفق کر کے اُنکے ذریعے سے قدسیہ بیگم کو استیصال منتظم الدولہ پر موافق کریں۔ تااینکہ بادشاہ نے تاج الدین حسین خاں کو کہ وکیل رزیڈنٹی از جانب منتظم الدولہ تھے نصف شب میں بسواری ڈولی بلوا کر قسم لیا اور خود وعدہ فرمایا کہ نیابت وزارت اونکو دینگے اور اگر یہ امر ناممکن ہوا تو فارغ خطی زر باقیات علاقہ سلطانپور کہ اونکی ذمہ واجب الادا ہے بلاشبہہ عطا ہوگی۔ جب تاج الدین حسین خاں آمادہ ہوچکے تو یکم ربیع الاول ۱۲۴۷ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۳۱ء کو خود بادشاہ نے کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ سے کہ ایک ہی گاڑی میں بیٹھکر کوٹھی دلکشا جارہے تھے، منتظم الدولہ کے نسبت کہا کہ وہ ہمارا گھر خراب کرتا ہے صاحب نے حسب معمول کہا کہ آپ کو اختیار ہے تو روشن الدولہ کو ایک شب ڈیوڑھی پر قدسیہ بیگم نے طلب کیا اور وہ بسواری پالکی پوشیدہ ہو کر گئے اور اقرار دولتخواہی و دیانت کا قسم سے کیا تااینکہ ۷ ربیع الاول ۱۲۴۸ھ مطابق ۵۔ اگست ۱۸۳۲ء ایک سال آٹھ ماہ بیس روز انصرام عہدہ وزارت کے بعد حکم خانہ نشینی منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں کو صادر ہوا اور اونکی تاریخ معزولی کو نئے طریقے سے شیخ امام بخش ناسخ شاعر اُس زمانے نے کہی۔

افتاد حکیم از مراتب — تاریخ بطرزِ نو رقم کن
از حامی حکیم ہشت برگیر — ہر مرتبہ نصف نصف کم کن

۱۲۴۸ھ

بعد پانے خلعت کے روشن الدولہ وسبحان علی خاں وتاج الدین حسین خاں ومہاراجہ میوارام اجرائے احکام بادشاہ میں مصروف ہوئے اور قطعہ فارغ خطی زر باقیات

سلطان پور تاج الدین حسین خاں کو دلایا گیا۔ اور ۶ فروری ۱۸۳۳ء مطابق ۱۵۔ رمضان ۱۲۴۸ھ کو مولوی غلام یحیٰی کو خلعت پنج پارچہ کیساتھ عہدہ داروغگی کوٹھی رزیڈنٹی بجائے خواجہ امامی رفیق تاج الدین حسین خاں کے ملا۔ اور ۱۴ شوال سنہ مذکور مطابق ۵ مارچ سنہ مذکور کو تاج الدین خاں لکھنؤ سے کانپور گئے اور منتظم الدولہ وزیر معزول نے تین لاکھ روپیہ روشن الدولہ وسبحان علی خاں کو دیکر گلو خلاصی مطالبہ سرکاری سے کر کے شب یکشنبہ یکم ذی قعدہ ۱۲۴۸ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۸۳۳ء راہی فرخ آباد ہوئے۔ اور بعد روانگی اونکے نواب روشن الدولہ با اطمینان خاطر انتظام وزارت کرنے لگے۔

۵ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۸۳۳ء کو املاک اعظم علی خاں ومیر روشن علی وغیرہ رفقاء معتمد الدولہ قبضہ بادشاہ میں آئے۔ اور اوسی تاریخ میں ایک مردہ لڑکی بطن قدسیہ بیگم سے پیدا ہو کر نجف اشرف میں دفن ہوئی۔ چونکہ قدسیہ بیگم شوق بادشاہ جانب اولاد پاکر بار بار حاملہ ہونا ظاہر کرتی تہیں اور اسی مکر سے منظور نظر مہربانی بادشاہ ہوتی جاتیں تو ۱۰ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۸۳۴ء کو بطور سابق سقوط حمل وپیدا ہونا دختر مردہ کا پھر اظہار ہوا۔ بادشاہ کو اس پے درپے سقوط حمل سے شبہات گوناگوں پیدا ہوتے گئے اور آخر کو اون کی مکر کا یقین باشاہ کو ہو گیا تا اینکہ معمولی گفتگو میں ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ مطابق ۲۰۔ اگست ۱۸۳۴ء ہیرا یا سنکہیا کہا کر اپنی جان دیدی جس سے بادشاہ کو کمال صدمہ ہوا۔ اور تمام اراکین دولت نے چالیس روز لباس سیاہ ماتمی پہنا۔

مگر نواب بادشاہ بیگم نے لباس سفید نہ اوتارا اور برسم تعزیت اسی سفید لباس سے آئیں بادشاہ نے جب شکوہ عرض کیا تو جواب دیا کہ بجز ماتم سید الشہدا کے

دوسرے کے ماتم میں میاں میں تمام عمر خود سیہ پوش نہیں ہوئے۔ لہذا اب بھی ہونگے
جس سے کلمات رنجش درمیان میں آئے۔ اور بیگم صاحبہ سے و بادشاہ سے
طرح طرح کی نقیضیں ہوئیں جنکا تحریر کرنا باعث تطویل ہے۔ اور جن حضرات کو
شوق مطالعہ ہو وہ سلطان الحکایات لالجی وسیتل پرشاد و تاریخ اودہ کمال الدین
حیدر کو دیکھیے۔ آخر ذریعہ رزیڈنٹ فساد برطرف ہوا۔ بادشاہ نے اسی
عرصہ میں مقبرہ اپنی ماں حقیقی کی قبر پر بنوایا جو بوجہ اصرار بیگم صاحبہ ملتوی رہا تھا
جس رات کو کہ صلح ذریعہ رزیڈنٹ ہوئی۔ اوسی شب کو یعنی ۴ ربیع الثانی
۱۲۵۳ھ مطابق ۸ جولائی ۱۸۳۷ء کو نصیر الدین حیدر نے انتقال کیا۔
اس بادشاہ نے بہت سے مکانات مثل شبیہ کوٹھی دلکشا و مکان اندر اس
دو رشن بلاس و گلستان ارم بنائے۔ جن کا اب وجود نہیں ہے۔ اور بوجہ
تعیش ہزارہا عورات شہر و بعض زنان قوم نصاریٰ ذریعہ ملازمت داخل
محل ہوئیں۔ لوگوں کا بیان ہے کہ بعد انتقال غازی الدین حیدر بادشاہ
کے آٹھ کروڑ کئی لاکھ روپیہ اندوختہ سعادت علی خاں سے موجودات خزانہ
تہا اوسکو بادشاہ نصیر الدین حیدر نے سوای آمدنی ملک و جواہرات
بیش بہا کے دے ڈالا۔ چونتیس سال دس ماہ ۲۴ روز عمر ہوئی۔ اور دس
سال پانچ روز تخت سلطنت پر رہے۔ اور روز سہ شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ
مطابق ۸ جولائی ۱۸۳۷ء کو کربلا حسینی اوس پار گومتی بناکردہ خود میں
مدفون ہوئے۔

ملاحظہ ہو سلطان الحکایات لالجی ولد سیتل پرشاد

حسب طلب نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ مہاراجہ اودیت نارائن کا سفر اور مقامات راہ کے حالات۔ راہ میں خط بادشاہ ملنا۔ رزیڈنٹ کا برا ماننا آخر کو راضی ہونا لکھنؤ میں خلعت و تلوار و کوڑہ و آنکس وغیرہ وقت حاضری ملنا۔ پھر ہاتھی و شیر و ارنا و کتوں کی لڑائی کا تماشا دیکھنا اور بعد قیام چند ماہ واپس بنارس ہونا

۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء میں جب غازی الدین حیدر بادشاہ اودہ نے انتقال کیا اور مرشد زادہ آفاق نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی اور بنارس میں مہاراجہ اودت نارائن سنگھ کو معلوم ہوئی تو اونہوں نے انتقال بادشاہ مرحوم کا بڑا غم کیا اور تین روز تک نوبت کا بجنا بند کرا دیا۔

بعد چند ماہ کے سننے میں آیا کہ مرشد زادہ آفاق و بادشاہ بیگم کو جو رنج و صدمات حرکات آغا میر سے پہونچے تھے اوسکا عوض لیا گیا اور آغا میر نظر بند ہوئے اور مکان و مال و متاع وغیرہ ضبط ہوا۔ صرف بوجہ حمایت و حفاظت رزیڈنٹ لکھنؤ جان

بچی اور بعد حساب و کتاب جسقدر پر معاملہ طے ہوا اپنے مال میں سے دیکر راہی کانپور ہوئے (جیساکہ صفحات گذشتہ میں مذکور ہوا) نصیرالدین حیدر بادشاہ تخت نشین ہوتے ہی عدل و انصاف و سخاوت کی داد دینے لگے اور اوسی کے ساتھ عیش و عشرت کی بہی ترقی ہونے لگی۔

مہاراجہ اودت نارائن نے جب پورے طور پر معلوم کرلیا کہ اب آغا میر مردود بارگاہ ہوگئے جن کی وجہ سے اول مرتبہ ملاقات بادشاہ غازی الدین حیدر سے نہ ہوسکی تہی تو ذریعہ میر طفیل علی وکیل خود عرضداشت تہنیت نہ بہیجی اور زبانی وکیل مذکور ابنار سوخ و ارادت اظہار کرکے اجازت حاضری خود چاہی وکیل مذکور نے آغا محمد تقی ملازم قدیم بیگم صاحبہ و مرشدزادہ آفاق کو شریک سعی کرلیا اور یہ بزرگوار سابق ہی سے خواہان عزت مہاراجہ تہے مگر بادشاہ کے یہاں انکا دسترس بوجہ آغا میر نہ تہا اور بیگم صاحبہ کے یہاں پر حاضر ہونا مہاراجہ نے پسند نہ کیا تہا تا اینکہ خلعت غائبانہ ہو گیا تہا۔ آغا موصوف نے بادشاہ بیگم صاحبہ مادر غیر حقیقی بادشاہ اور خود بادشاہ نصیرالدین حیدر سے عرض کیا کہ راجہ اودت نارائن سنگہ بہادر خیرخواہ جہاں پناہ ہیں کہ اپنا نقصان کیا اور بوجہ آغا میر بلا حصول شرف ملازمت بادشاہ مرحوم واپس گئے۔ لہذا ایسے شخص کو سرفراز کرنا مناسب ہے۔ اسکو بادشاہ نے منظور کرلیا اور شقہ خاص بہ مضمون ذیل بہیجا۔

رفعت و عوالی مرتبت عزیز القدر راجہ اودیت نرائن سنگہ بہادر محفوظ باشند عرضداشت مرسلہ مشعر عرض تہنیت و مبارکباد جشن جلوس میمنت مانوس بہ کمال رشد و عقیدت و وثوق عبودیت بہیجا تہا نظر کیمیا اثر میں گذر کر موضح معروضات مندرجہ ہوئی اور عرض بعض مدارج فدویت کہ حوالہ زبان طفیل علی وکیل کیا تہا واضح ہوے۔ مومی الیہ کو پیشگاہ والا سے عنایت خلعت سراپا موہبت

کی مقرر ہوئی لازم کہ تفضلات سلطانی کو اپنے بارہ میں سب سے زیادہ مبذول ہونا جان کر روانہ در دولت فیض منزلت ہو۔ مرقوم ۵ ر رمضان ۱۲۴۳ھ مہر بادشاہ بر پیشانی اس خط کے ملنے کی خبر پاکر مہاراجہ نے اپنا ارادہ جانب لکھنؤ پختہ کرکے سامان روانگی کی تیاری کا حکم دیا۔ صاحب کلکٹر بہادر بنارس نے ۱۸ مارچ ۱۸۲۸ء مطابق یکم رمضان ۱۲۴۳ھ کو پروانہ راہداری لکھکر بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔ مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ تشریف فرمائے لکھنؤ ہوتے ہیں اور ہر قسم کی چیزیں ہمراہ ہیں کوئی بموجب چٹھی صدر اشیاء ہمراہی سے فراحمت نہ کرے اور تلاشی نہ لیکر اپنے حدود سے بسلامت نکلے۔ دستخط صاحب کلکٹر بنارس۔

جب فیض آباد پہونچے تو اجودھیا میں عالم گیر بادشاہ کی مسجد کے قریب خیمہ زن ہوئے اور بعد شب باشی روانہ ہوکر فیض آباد کے چوک سے گذر کرتے بیگم صاحبہ کے در دولت پر ہوتے شہر کے باہر دکھن طرف کو لعل باغ دلبند باغ نواب شجاع الدولہ میں مقام کیا۔ قریب شام آغا مرزا حیدر خلف آغا مرزا تقی صاحب ملاقات کو آئے اور عرض کیا کہ باباجان نے آپکی تشریف آوری کے اطلاع دیکر مجھکو حکم دیا ہے کہ حضور کو اپنے غریب خانہ پر لیجاؤں اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دوں۔ مہاراج نے فرمایا میں کل گپتا گھاٹ نہاکے اور وہاں کی پرستش کرکے جب فراغت پاؤں گا تو شام کو آپ کے دولت خانہ پر آؤنگا۔ صبح کو مہاراج نے اپنے رسوم مذہبی سے فراغ حاصل کی اور قریب شام مکان مرزا حیدر صاحب پر گئے۔ وہاں ارباب نشاط حاضر تھے مثل دعوت امرا بعد مشغولی جلسہ نصف شب تک و بعد کھانے طعام کے مہاراج نے اوسی مکان میں آرام فرمایا صبح کو بغرض سیر سوار ہوئے فیض آباد میں نواب شجاع الدولہ بہادر کا محل جو کنارہ گھاگھرا ندی تھا دیکھا پھر ثمن برج کے نیچے ہوکر نکلے اور پورب سے پچھم طرف کو چلے۔ جب محل کے دوسرے سرے پر پہونچے

تو نواب نعیم خاں کی چھاؤنی ملی اوسی کے متصل وہ قلعہ ملا جسکو نواب شجاع الدولہ نے نقل قلعہ کلکتہ میں بنایا تھا کچھہ دیواریں پختہ اور کچھہ دہس خام کی تہیں۔ اوسکے بعد اُس باغ کی طرف گئے جسکو میاں داراب علی خاں نے نواب سعادت علی خاں کیواسطے بنایا تھا تا اینکہ اوسی میں توقف کیا باغ کی سیر کرکے اوتر طرف کو جاکر گھا گھرا کے ہروئی سیر دیکھی پھر بارہ دری میں آکر جانب دکھن ایک کوٹھی انگریزی بلند دیکھی جس میں نقش ونگار پر بہار ہر چہار طرف روش پختہ طرحدار تہیں اوسکی داہنے اور بائیں طرف درختوں کی قطار لگی تہی اور پورب طرف کو دروازہ اور اوسکے سامنے درخت پاکر وبرگد نہایت سایہ دار تہا پچھم طرف کو کیاریاں بیشمار تہیں۔

جب سیر سے فارغ ہوئے تو پھر محل مذکورہ کے نیچے ہوتے ہوئے اپنی لشکر میں رونق افروز ہوئے شام کو جب آغا حیدر صاحب مہاراج کے پاس آئے تو کہا کہ میں نے آپکے شہر میں افیون گل لالہ کی نہایت تعریف سنی ہے مگر آپنے مجھکو نہیں بھیجا کیا آپ بھول گئے اوہنوں نے عرض کیا میں بھولا نہیں بلکہ اوسکو ایک مشک بھر کر رکھہ آیا ہوں پھر چوبدار کو بھیجکر اوسکو منگوایا اور وہ سیر دہلچن جمعدار ہوئی۔ مہاراج نے آغا حیدر سے کہا میں کل صبح کو روانہ ہوجاؤں گا لہذا آپ تکلیف نہ فرمائیں گے تھوڑے عرصہ کے بعد آغا حیدر صاحب رخصت ہوئے اور دو گھڑی رات باقی رہے کوچ لشکر ہوا مگر مہاراج کچھہ دن چڑھنے پر روانہ ہوئے اور آصف باغ کو جو کہ نواب آصف الدولہ کا بنوایا ہوا تھا راہ میں دیکھتے نورائی میں اور دوسرے روز جگدیس پور اور تیسرے روز لکریل ندی پر قیام کیا۔

چونکہ میر طفیل علی وکیل مہاراجہ نے دربار شاہی میں۔ عرضی مدات ذیل کی لکھکر بھیجی تہی جس سے اندازہ خاطر مہاراجہ وملازمین نواب ہوتا ہے اور اوسی کے موافق انتظام بہی ہوا تہا لہذا اُسکا نقل کرنا ضروری خیال کیا گیا۔ وہ یہ ہہی راجہ اودیت نراین سنگہ بہادر

موکل کمترین بہ قصد آستانہ بوسی کہ مسجود دہر خاص و عام ہے فیض آباد سے ۱۲ تاریخ رمضان کو اس طرف روانہ ہوئے اور ۲۴ ماہ حال کو داخل سواد دار السلطنت ہو نگے۔ چونکہ بزرگان راجہ صاحب عزت و آبرو یافتہ اس خاندان عالی شان کے ہیں اور راجہ صاحب کا حاضر ہونا محض امید اعزاز بخشی و تفضلات خسروانہ سے ہے۔ لہٰذا کمترین بہ تفصیل مدات مفصلہ ذیل جو کچھ کہ ضروری العرض ہے عرض کرتا ہے امید الطاف و عنایات ایستادگان پایہ تخت سے یہ ہے کہ اجازت حاصل فرما کے پذیرائی ملتمسات سے امتیاز و افتخار بخشیں۔

اول اگرچہ خیمہ جات ہمراہ مہاراجہ صاحب بہادر ہیں مگر اس موسم گرما میں باعث تکلیف ہونگے لہٰذا امیدوار ہے کہ مکان فراخور گنجائش راجہ صاحب بہادر جنکو فخر قرب در دولت کا ہو معین فرما دیا جاوے۔

دوئم چونکہ آبرو بخشی و خانہ زاد نوازی قدیم سے شیوۂ اس دودمان باعز و شان ہے۔ لہٰذا اوسی پر متمسک ہو کر امیدوار ہوں کہ سواران مع افسر بطریق حفاظت راہ معین ہوں کہ دو تین منزل آگے جا کر ہمراہ راجہ صاحب بہادر کی دار السلطنت تک آدیں

سوئم اہالی سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر سے برسم و روی فوج ہر صبح و شام کو توپ چھوڑنے کے واسطے ماذون و مجاز ہیں لحاظ و پاس ادب دار السلطنت کا کہ واجب و لازم حال خانہ زادان ہے رکھتے ہیں۔ لہٰذا جس مقام و منزل سے کہ حکم حضور اقدس شرف نفاذ پاوے توپ کا چھوڑنا موقوف کریں۔

چہارم برسم راجہ ہائے اطراف و اکناف جواہرات کا پہننا معمول ہے وقت مشرف ہونے کے شرف ملازمت حضرت ظل سبحانی پر جواہرات کے پہننے کیواسطے جو کچھ حکم ہو۔

پنجم تاکہ ہبات شہر دینر کوتوال دار السلطنت کو فرمان قضا توامان صادر ہو کہ اسباب و ملازمان ہمراہی سے کوئی مزاحم نہ ہو۔

چونکہ قاعدہ ریاست اس بات کا مقتضی تھا کہ مہاراجہ پہلے اپنی درخواست ذریعہ رزیڈنٹ بنارس رزیڈنٹ لکھنؤ کے پاس بھیجتے اور وہ ملاقات کو اپنے طریقہ و ذریعہ سے طے کرتے مگر مہاراجہ نے ذریعہ معتمد خود براہ راست بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہ منظور ہوگئی اور مہاراج بنارس سے فیض آباد ہو کر جانب لکھنؤ روانہ ہو چلے اور اطلاع رزیڈنٹ کو ذریعہ بادشاہ ہوئی تو رزیڈنٹ لکھنؤ کو بہت برا معلوم ہوا۔ اور اس نے بادشاہ کے حضور سے اس خلاف ضابطہ کو پوچھا۔

مہاراجہ سفر کرتے ہوئے ککریل ندی پر جب پہونچے تو اوسی مقام پر شب کو بادشاہ اودھ کا حکم آیا کہ لشکر تو چار باغ میں اوترے اور آپ اپنا قیام حسن باغ میں رکھیں مہاراج نے سنکر عرض کرایا کہ عین نوازش حضور ہے۔ بعد اسکے حکم دیا کہ ککریل ندی کا پانی منگواؤ میں اس میں نہاؤں اور اوسکا پانی قرابوں میں و مٹی کے برتنوں میں تم لوگ بہر لو کہ بکار آمد ہوگا۔ سنا جاتا ہے کہ جسکو کتا کاٹے تو اس کا پانی پلاتا اور زخم پر کنکر یا مٹی اسکی پیسکر لگاتا زہر کو دور کر دیتا ہے۔ سب نے حسب حکم پانی بہر لیا۔ تیسرے پہر کو جب سوار ہو کر چلے تو براہ ہنومان جی کا دہام ملا۔ مہاراج سواری ہی برے ورشن کرکے مع جلوس پل پرسے ہو کر نخ محلہ کے نیچے ہو کر حسن باغ میں بخیریت تمام داخل ہوئے۔ اور سب کیواسطے بقدر مراتب اس میں مکان تجویز کیا۔ خورد محل بی بنا صاحبہ اوسی میں رہیں اور خاص خاص لوگوں نے جا بجا قیام کیا اور مہاراج اس باغ کی بارہ دری میں جو نہایت پر تکلف تھی رونق افروز ہوئے بقیہ چار باغ میں آکر مقیم ہوئے۔

داروغہ و عہدہ داران متعینہ باغ اپنی اپنی خدمات پر حاضر ہوئے مالیوں نے بدستور ڈالیاں لگائیں بعد اسکے جانب بادشاہ بیگم صاحبہ سے مودی حاضر ہوا اور تین روز کی جنس لوگوں کو ملی۔ پھر یہ صلاح ہوئی کہ نقد آیا کرے ہم لوگ باخود بانقسیم کرلینگے چنانچہ

دو ہزار روپیہ یومیہ مقرر ہوا اور جگین جمعدار کی تحویل میں جمع ہونے لگا۔ دزیعہ میر منو صاحب
حکم بادشاہ اودہ آیا کہ راجہ صاحب وقت چار بانی بغرض ملازمت وسلام حاضر ہوں
مہاراج قبل از وقت تمام امور ضروری سے فارغ ہوکر پوشاک درباری زیب
تن فرماکے مع جلوس سوار ہوکر کنار گومتی ہوتے ہوئے چینی بازار کی راہ طے کرتے
فرحت بخش کوٹھی کے دروازہ سے ہوتے جلوخانہ میں پہونچے۔ وہاں سے پالکی
پر سوار ہوئے اور جلوہ کے لوگ جلوخانہ میں رہ گئے اور محض چند آدمی ہمراہ مہاراج
کے ہوئے اور ناؤ کے پل سے ہوتے ہوئے جس مقام پر کہ خس خانہ بادشاہ استادہ
تھا اور قناتوں کی سراپچہ کھینچی ہوئی تھی پہونچی تا اینکہ ڈیوڑھی پر پہونچے تو وہاں پر
بڑا اہتمام پایا میر منو صاحب جسکو اجازت دیتے اور اپنے ہمراہ لیجاتے وہی شخص
جانے پاتا۔ مہاراج جب حاضر دربار ہوئے اور پیش نظر بادشاہ گئے تو اکیاون
اشرفی نذر کی دی بادشاہ نے قبول فرمایا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ ہوا۔
مہاراج آداب بجالاکر کرسی پر بیٹھے اور ہزاری صاحب ولیسرو دیوان بھگوان پرشاد
صاحب یعنی دیوان بالکشن کو میر منو صاحب نے رخ بچاکر پس پشت بٹھایا باقی اور
لوگ مثل جگین جمعدار و بابو گھورے سنگھ کھڑے رہے۔ ایک لمحہ کے بعد حکم بادشاہ
ہوا کہ راجہ صاحب کو خلعت سے سرفراز کرو۔ لوگ مہاراجہ کو دوسرے مکان میں لے
گئے اور خلعت پہناکرے آئے مہاراج نے اکیاون اشرفی خلعت کی نذر دی۔
بادشاہ نے اسوقت اپنے ہاتھ سے موتی کا مالا گلے میں ڈالا اور تلوار ولایتی اور کوڑا
ہاتھ میں دیا اور آنکس نقرئی دوش پر رکھا۔ مہاراج آداب بجالاتے گئے اور گیارہ
گیارہ اشرفی ان چیزوں کی نذر دیتے گئے۔

اسکے بعد دیوان بالکشن کو ایک جیغہ گوشوارہ و نیز آنچین مع دو دستانہ و نشان، و مالی،
پانچ پارچہ کا خلعت حسب ضابطہ عنایت ہوا اور جگین جمعدار و ہزاری صاحب گھورے سنگھ

کو ایک ایک دوشالہ دیا ایک ایک شال رومال مرحمت ہوا۔ مہاراج رخصت ہوکر کنار گوسٹی پالکی پر سوار ہوکر محل کے تلے ہوتے ہوئے حسن باغ میں داخل ہوئے اور خس خانہ میں آرام کیا۔

شاگرد پیشہ بادشاہ بغرض انعام حاضر ہوئے۔ مہاراج نے سب کو علی قدر مراتب انعام بخشا اور وہ سب کے سب خوش ہوکر واپس گئے۔ رات کے وقت ارباب نشاط وطائفہ شہر کوبی و قوال حاضر ہوئے اور جشن رہا۔

معمول بادشاہ اودہ یہ تھا کہ روزانہ اوسی راہ سے گذر کرتے جو کہ دروازہ حسن باغ پر تھی ایک روز برسم مہمانداری مہاراج کے واسطے جانوروں کی لڑائی کا روز مقرر کر کے بلوایا اور کہا کل صبح ہاتھی وغیرہ کی لڑائی ہوگی آپ آویں۔ مہاراج امور ضروری سے فارغ ہوکر پہاڑ گج ہاتھی پر سوار ہوکر گئے۔ اور دمدمہ بلند پر کہ بادشاہ بھی اوسے پر رونق افروز تھے کرسی پر بیٹھے دیکھا کہ دو ہاتھی مست کے منہ پر چادریں پڑی ہوئی ہیں اور فیلبان اوپر سوار ہیں اونکی حرکات مستی سے عجیب حالت ناظرین کے دلوں پر چھائی ہوئی تھی۔ تا اینکہ جب چادریں دونوں کے چہروں سے ہٹائی گئیں تو دونوں دوڑ پڑے اور باہم ٹکریں مار کر گتھ گئے۔ مستک سے مستک اور سونڈ سے سونڈ ملاتے ہوئے ادہر سے ادہر اور اودہر سے ادہر لاتے اور لیجاتے دیر تک یہی حالت رہی آخر ایک شہ زور تھا اس نے دوسرے کو بھگا دیا۔ بھاگا ہوا ایک طرف کو جا رہا تھا کہ سانٹھ ماروں نے کوس دو کوس پر جاکر اوسکو روکا اور واپس لائے تا اینکہ پھر چادریں چہروں پر ڈال کر علحدہ علحدہ کھڑا کر دیا۔

اوسکے بعد ارنا بھینسا آیا اور شیر کا پنجرہ لایا گیا شیر کی کمر میں رسی بندھی ہوئی تھی شیر کے پنجرہ کے دروازہ کھلتے ہی ہوئے ارنا بھینسا سامنے آیا اور شیر اوسپر جا پڑا اس نے اپنی سینگ پر شیر کو اوٹھا کر پھینکا۔ پھر شیر اوسپر آیا اوس نے پھر اوسی طور سے پھینکا

تا اینکہ تین چار مرتبہ کے پھینکنے میں شیر کے اعضا شکست ہو گئے اور اوٹھنے کے قابل نہ رہا۔

پھر انگریزی و ہندوستانی کتے لائے گئے اور دوسرا پنجرہ شیر کا آیا۔ اُسکے دروازہ کھلنے پر کتے جا پڑے شیر بیٹھ گیا اور کتے ہر طرف سے جا لپٹے جو کتے منہ کی طرف گئے تھے اونکو شیر نے مار ڈالا مگر اور کتوں نے جو گرد و پیش تھے شیر کا کام ختم کر دیا۔

بادشاہ نے مہاراج سے فرمایا یہاں کا معمول یہ تھا مہاراج نے اوسکے جواب میں بادشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ جسقدر باتیں شاہان سابق میں تھیں وہ حضور کے خاندان عالی شان میں ابتک موجود ہیں اور میں تو اسی خاندان کا کہلاتا ہوں۔ بعد اسکے حسن باغ میں واپس آئے۔

دوسرے روز کبوتر بازان شہر لکھنؤ عمدہ عمدہ جوڑے کبوتروں کے لائے اور مہاراج پسند کرکے خریدنے لگے تا اینکہ کئی ہزار روپیہ کے خرید ہوئے۔ اسی طور سے تین ماہ قیام رہا۔ اُن ایام میں لکھنؤ میں چیچک کا عارضہ بڑے زوروں میں تھا اور کمتر کوئی شخص ایسا تھا جو اوس سے محفوظ رہا ہو۔ ایک روز مظہر علی خاں نے جو کہ ہمراہیان مہاراجہ سے تھے یہ لطیفہ عرض کیا کہ حضور کے اس سفر لکھنؤ میں ماتا نکلے ہیں اگر بار ثانی پھر سفر ہوا تو جوروان نکلیں گی مہاراج بہادر مع حاضرین ہنس پڑے۔

بیگم صاحبہ کو جب معلوم ہوا کہ جنس کا نقدی ہو گیا ہے تو چودہ روز کے بابت اٹھائیس ہزار روپیہ بھیجدیا اور آئندہ کو موقوت کر دیا۔ تھوڑے زمانہ کے بعد محرم کا زمانہ قریب آگیا لوگوں نے عرض کیا اب یہاں رہنا مناسب نہیں ہے کیونکہ محرم میں بڑا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اور قندہاری رسالہ جو لکھنؤ سے دو تین کوس پر رہتا ہے وہ برابر جہلم تک شہر میں آتا ہے مبادا کوئی فساد ہو جاوے۔ حضور نے خوب خوب ملاقات کر لیا اب چلنا چاہئے۔

مہاراجہ نے جب دیکھا کہ لوگ ہمراہی گھبرا گئے ہیں تو حضور بادشاہ سے اجازت واپسی چاہی

بادشاہ نے بنظر آرام مہاراجہ و حفاظت راہ دستک ذیل لکھوا کر اپنی مہر سے مزین کر کے مہاراجہ کے پاس بھیجدیا۔

دستک بنام راہداران و گذربانان و تمام حافظان راہ و شوارع ممالک سرکار دولت پائدار یہہ کہ ان ایام میں راجہ اودیت نارائن سنگھ بہادر دار السلطنت لکھنؤ سے بنارس جارہے ہیں اور گھوڑے و ہاتھی و پالکی سواری و چھکڑہ و شتران وغیرہ محمول اسباب و سواران و پیادہ مسلح و دوسرے آدمی ہمراہ ہیں۔ لازم کہ کوئی راہ گذر مین مزاحم و متعرض ہو اور اپنے حدود سے بلا تعرض و مزاحمت گذرا دیں اور اس باب میں تاکید مزید جان کر حسب الامر جلیل القدر عمل میں لا دیں۔ ۲۹ ذی حجہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۸ء

مہر شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ

مہاراجہ قبل محرم لکھنؤ سے روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طے مراحل واپس بنارس ہوئے اور سب کو انعام علی قدر مراتب تقسیم کیا۔

گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ کی آمد و دربار بنارس میں ہونا کنور ایشری پرشاد نرائن سنگھ کو خلعت ملنا

گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ نے اپنی روانگی کی اطلاع ماہ فروری ۱۸۲۸ء میں مہاراجہ کو دی تہی اور انکی جگہ پر لارڈ ولیم کونڈش تجویز ہوئے تہے چنانچہ جب وہ کلکتہ میں تشریف فرما ہوئے تو ماہ جولائی سنہ مذکور میں خط بعد القاب معمولی لکھا۔

قبل ازین بذریعہ تحریر نواب صاحب مشفق مہربان اشرف الامراء ارل امہرسٹ بہادر

سے احوال مقرر و مامور ہونے دوستدار کا عہدہ جلیلہ ریاست اس دیار پر اوس عوالی پناہ کو واضح ہو چکا ہوگا۔ بالفعل اینجانب تاریخ ۴ ماہ جولائی ۱۸۲۸ء مطابق ۲۰ ذالحجہ ۱۲۴۳ھ مع الخیر داخل دار الامارت کلکتہ ہوئے اور باہتمام و انتظام امورات متعلق عہدہ مرقوم کو اپنے اوپر لازم کیا یقین خاطر ہو کہ لوازم شفقت و موالفت اینجانب کو ہمیشہ خواہان فرحدہ خیریت خود معلوم کرکے تحریر خیریت سے مسرور و خوش کرتے رہیں۔

دستخط لارڈ ولیم گوئڈس صاحب گورنر جنرل

ناظرین پر واضح رہے کہ انہیں گورنر جنرل کا نام لارڈ بینٹنگ ہی ہے جو سابق میں گورنر مندراج تھے۔ انکے زمانہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی صرف رسم ستی ہونے کی ہندوستان سے موقوف ہوئی۔

راجہ کورگ بوجہ ظلم و تعدی کے دکھن سے قید ہو کر بنارس میں آئے اور اونکا علاقہ حسب استدعا اونکی رعایا کے عملداری سرکار میں شامل ہو گیا۔

لارڈ بینٹنگ نے سرکاری خرچ کی بہت تخفیف کی اور ہندوستانیوں کو بڑے بڑے عہدے سرکاری دینے کی تجویز کی۔ انکے زمانہ میں امیران سندھ سے پہلا عہد نامہ ہوا پھر لارڈ الینبرا نے ۱۸۴۲ء میں دوسرا عہد نامہ ہوا جبکہ جنگ کابل ہونے والی تھی۔ انہیں کے زمانہ میں ۱۸۳۳ء میں کمپنی کو بیس سال کے واسطے پھر سند حاصل ہوئی اگرچہ تجارت ہندوستان کی پہلے ہی کمپنی کے ہاتھ سے نکل گئی تھی مگر اس سند کے رو سے تجارت چین کی بھی ممانعت ہو گئی۔ آئینہ تاریخ نما

پھر خود لارڈ بینٹنگ صاحب گورنر جنرل نے حسب معمول دیگر لارڈ صاحبان جب ہندوستان کا سفر کرنا چاہا تو چونکہ اوسی زمانہ میں جارج چہارم بادشاہ انگلستان کا انتقال و ولیم چہارم کا جلوس ہوا تھا لہذا ہر دو امر کی اطلاع گورنر جنرل نے ایک مرتبہ ذریعہ خط دیا۔

کہ اس زمانہ میں ذریعہ خطوط انگلستان دریافت ہوا کہ بتاریخ ۲۶ ماہ جون ۱۸۳۰ء مطابق

۵ر ماہ محرم سنہ ۱۲۴۶ھ بادشاہ جم جاہ کیواں بارگاہ انگلستان یعنی جارج چہارم نے کہ اڑسٹھ سال کی عمر تک بہ کمال الطاف و رعیت پروری داد سلطنت دیا تھا قضاء الٰہی سے اس خاکدان ظلمت آگین سے جانب فردوس بریں رحلت کی۔ چنانچہ وقوع اس حادثہ جہاں سوز و واقعہ غم اندوز سے تمام متوسلان اس دولت باشوکت کے غریق لجۂ اندوہ و الم ہوئے مگر خدا کا شکر ہے کہ مقارن اس واقعۂ جاں گداز کے نیر سپہر سلطنت شہریاری و زیب افزائے اورنگ خلافت و جہانداری یعنی ڈیوک آف کلارنس مشہور ولیم چہارم برادر خاقان جنت مکان نے بجائے اوس بادشاہ مغفور و مبرور کے تاج شاہی کو سر پر رکھکر تخت حکومت و جہانبانی کو اپنے جلوس میمنت مانوس سے زیب و زینت بخشا کہ اس سے رنج و ملال مبدل بہ فرح و سرور ہوا و خدا ظہور اس امر خجستہ اثر کو اوس مستقر پر بھی مبارک کرے اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھدینا مناسب ہے کہ ایں جانب بتاریخ ۳ ماہ اکتوبر سنہ حال کو دار الامارۃ کلکتہ سے روانہ جانب ہندوستان ہونگے۔ ولیم بینٹنگ بہادر گورنر جنرل ماہ نومبر سنہ مذکورہ میں وارد بنارس ہوئے اور ۱۳ر نومبر سنہ ۱۸۳۱ء کو مہاراجہ اودت نارائن سنگھ بہادر دو بجے دن کو خیمہ بندگان نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر میں بذریعہ جناب مسٹر ولیم اکنس بروک صاحب بہادر ایجنٹ بنارس باریاب ملازمت ہوئے۔ ۱۴ر نومبر سنہ صدر کو دربار ہوا اور تمام اشخاص بہ ترتیب نمبر باریاب ہوئے۔ ۱۸ر نومبر کو نواب گورنر جنرل بہادر مع مصاحبان و دیگر صاحبان عالی شان بغرض ملاحظۂ آتش بازی و روشنی کے کوٹھی راجہ اودت نرائن سنگھ صاحب بہادر واقع سکرور میں وقت شب رونق افروز رہے اور گیارہ بجے رات تک ملاحظۂ آتشبازی و روشنی و رقص طوائفان میں مصروف رہکر واپس ہوئے۔ ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۳۱ء کو دوسرے مرتبہ مہاراجہ خیمہ گورنری میں شرف ملازمت حضور کو فائز ہوئے۔ اور کنور ایشری پرشاد نرائن سنگھ برادر زادہ خود کو کہ اپنی فرزندی و جانشینی میں کنور و ولیعہد خود بنایا تھا بذریعہ جناب مسٹر ولیم اکنس بروک صاحب

بہادر باریاب ملازمت کیا چنانچہ اسی تقریب فرزندی میں بیٹے راجہ موصوف میں کنور معزالیہ
کو حضور والا سے ہفت پارچہ و جیغہ و سرپیچ مرصع و سپر و شمشیر سے مخلع و سرفرازی ہوئی
نیز مزید تفضلات سے ایک انگشتری ہیرا ان راجہ صاحب کو وقت رخصت مرحمت ہوئی۔

تیار کرنا کشتی بجنیں کا کلکتہ میں اور روپیہ نہ پہونچنے پر تمسک مولوی عنایت علی کو لکھنا - آخر روپیہ پہونچ جانے پر کشتی کا رام نگر بنارس آنا

چونکہ اُس زمانہ میں سفر کلکتہ بنارس سے ذریعہ کشتی براہ گنگا ہوا کرتا کیونکہ اوسوقت تک ریل نہ تھی اور تمام امرا حتی کہ گورنر جنرل تک اس راہ سے آمدورفت کرتے لہذا مہاراجہ کو ایک بڑی کشتی بنوانے کا شوق ہوا تاکہ جب سفر کلکتہ کریں تو اُس میں سواری ہوا کرے کلکتہ میں ذریعہ مولوی عنایت علی وکیل خود حکم تیاری کا دیا کیونکہ وہاں پر کاریگر اس کام کے اس وجہ سے زیادہ تھے کہ گورنر جنرل و نیز دوسرے انگریزوں کے بجرہ و بجنیں وغیرہ بنتی رہتی ہیں۔ چنانچہ وہاں پر ایک بجنیں تیار ہوئی جسکا طول ستر ہاتھ اور ستائیں ہاتھ عرض تھا کشتی برائے نام تھی مگر وہ ایک چھوٹا جہاز تھا جسمیں متعدد کمرہ تھے اور مثل مکان کے دو دو قسم یعنی لکڑی و شیشہ کے دروازہ تھے چونکہ رام نگر بنارس سے روپیہ دیر میں پہونچا لہذا مولوی عنایت علی مذکور کو تمسک اوسکا لکھنا پڑا کیونکہ اُس وقت میں یہی طریقہ معاہدہ باخوذ جاری تھا تا انیکہ بعد پہونچ جانے روپیہ کے وہ کشتی رام نگر بنارس میں آئی وہ تمسک جسکو مولوی عنایت علی وکیل نے لکھا تھا یہ تھا۔

تمام اشخاص حاضرین پر واضح رہے کہ میں مولوی عنایت علی ساکن مڈیاہوں متعلقہ جونپور وساکن الحال کلکتہ من محلات شہر کلکتہ مختار راجہ اودیت نارائن سنگھ راجہ بنارس ہوں بکیسی وہرداس وہری چرن داس متوطنان خاص ضلع جونپور وساکن الحال تولا بازار منجملات شہر کلکتہ و ولیم ہنری دف رعایائے بادشاہ انگلستان ساکن الحال شہر مذکور سے اقرار صحیح کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ مبلغ مذکور مشروط اڑتالیس ہزار چارسو چورانوے تین آنہ سکہ کامل الوزن جدید بنگالہ بکیسی وہرداس وہری چرنداس و ولیم ہنری دف صاحب یا ایک کو ان میں سے یا وصی یا قایم مقام اونکو دوں گا اگر مادہ تمسک یا شروط مندرجہ اس تمسک میں قضیہ یا مناقشہ پیدا ہو تو مقدمہ اوسکا عدالت سپریم کورٹ تابع فورٹ ولیم بنگالہ میں درپیش ہو اور فیصل ہوگا ۔ لہذا میں مولوی عنایت علی خود و وارثان و اوصیا و نایبان مرے کسی قسم کا عذر و حجت حکومت و عمل عدالت مذکور میں نہ کروں گا و نہ کرینگے میں اپنی مہر دستخط اس تمسک پر کرتا ہوں

مرقوم ۱۴ جنوری ۱۸۳۲ء

شرط تمسک مرقومہ بالا یہ ہے کہ اگر مولوی عنایت علی مذکور اور وارثان و اوصیا ونایبان اونکے یا کوئی اون میں سے یا کوئی شخص انکی طرف سے مبلغ اڑتالیس ہزار چارسو چورانوے روپیہ تین آنہ سکہ کامل الوزن جدید مع سود سالانہ بحساب بارہ روپیہ تاریخ اس تمسک سے عندالطلب بے باقی بکیسی وہرداس وہری چرن داس و ولیم ہنری دف مذکور یا ایک کو ان میں سے یا وکیل یا وصی یا نائب یا قائم مقام کو اونکے عندالطلب بلا عذر وحیلہ دیں یا دلاویں تو تمسک نوشتہ بالا باطل و نامنظور ہوگا ورنہ تمسک مذکور بحال برقرار رہے گا ۔

تحریر رجسٹری

بعد اثبات کرنے اس تمسک کے واوسکا مضمون بزبان ہندی سمجھانے میں میرے سامنے مولوی عنایت علی نے پورے طور پر سمجھ لیا اور مہر و دستخط کرکے حوالہ کیا ۔ دستخط

ارج وف وکیل عدالت کلکتہ۔

العبد۔ عنایت علی

آج کی تاریخ ۱۳ ماہ جنوری ۱۸۳۲ء عیسوی سے اقرارنامہ ہذا درمیان مولوی عنایت علی ساکن الحال کلکتہ مختار راجہ اودیت نراین سنگہ راجہ بنارس و لالہ بنسی دہر صراف متوطن خاص ضلع جونپور و ساکن الحال کلکتہ لکہا گیا۔

راقم مولف عرض کرتا ہے کہ عبارت ذیل تحت دستاویز میں لکہی تہی شاید اوسکی وجہ تحریر رجسٹری بطریقہ اس وقت ہوا یہہ کہ بطور تجویز مقدمہ ہو کہ اوس سے ایضاح حال مقدمہ ہو جاوے۔ یا یہہ کہ منجملہ زر مذکورہ سولہ ہزار ایک سو باون روپیہ پندرہ آنہ ادا ہوا اور باقی (۱۶۱۵۲-۱۵-) کے دعوے پر رہن بالقبض کیا۔

وہ عبارت یہ ہے۔ چونکہ عنایت علی مختار مذکور نے مبلغ بتیس ہزار تین سو اکتالیس روپیہ چار آنہ خرچ تیاری درست، راجہ موصوف کا کہ اس وقت دریائے گنگ میں نزدیک گہاٹ چاندپال موجود ہے لالہ بنسی دہر مذکور سے قرض لیا اور اس میں خرچ کیا اور بنسی دہر مذکور نے ادائے مبلغ مذکور کا عنایت علی مذکور پر دعوے کیا اور مختار مذکور اپنے پاس سے اوسکے ادا کرنے پر قادر نہیں ہے اور نہ روپیہ راجہ صاحب کا اوسکے پاس ہے اور کوئی دوسری تدبیر ادائے دین بنسی دہر کی نہ کرسکے لہذا مختار مذکور نے از روئے اقرارنامہ ہذا بجنس راجہ موصوف کو جس حالت سے کہ اب دریائے گنگ میں موجود ہے مع سامان اسباب کے بطریق ضمانت قرض راجہ موصوف کہ عنایت علی مذکور نے کیا ہے حوالہ بنسی دہر مذکور کے کیا اور اقرار کیا کہ اگر راجہ صاحب موصوف اس قرض کو ادا نہ کریں تو بنسی دہر مذکور کو اختیار ہے کہ ادائے قرض مذکور کیواسطے جس طریقہ پر کہ مناسب جانیں خواہ از روئے قبض و دخل یا فروخت بجنس مذکور مع سامان و اسباب یا جسطور سے کہ بہتر معلوم ہو وصول کرلیں۔

عنایت علی مختار راجہ موصوف نے بنسی دہر مذکور سے اقرار کیا کہ اوسکو اختیار

کی ہے کہ ادا کرنے مبلغ بتیس ہزار تین سو اکتالیس روپیہ چار آنہ سکہ کو کہ راجہ صاحب کے واسطے قرض کیا ہے ہینس مذکور کو مع سامان بطریق ضمانت حوالہ ہبکیسی دہر مذکور کر دیں اور جبکہ راجہ صاحب موصوف عند الطلب ادائے زر مذکور نہ کریں تو اوسکو اختیار ہے کہ ادائے قرض مذکور مع خرچ کے کہ یافتنی ہبکیسی دہر مذکور ہو مع سامان و اسباب کے فروخت کرکے وصول کرنے ۔ منکہ مولوی عنایت علی ہوں یہ شہادت اس اقرار کے اس کاغذ پر دستخط و مہر کرتا ہوں ۔ مرقوم ۱۴ ماہ جنوری ۱۸۳۲ء العبد و مہر عنایت علی

بعد اشاعت کرنے اس کاغذ سمجھائے مضمون بزبان ہندی کے مولوی عنایت علی نے میرے حضور میں پورے طور پر سمجھ لیا اور مہر و دستخط کرکے حوالہ کیا۔

دستخط ابیج دف وکیل عدالت کلکتہ

تا اینکہ روپیہ مذکورہ بنارس سے گیا اور وہ کشتی آئی اور اسباب و سامان امارت سے سجی گئی پھر اوسی پر سفر کلکتہ ہوا۔

کشتی مذکورہ مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کے زمانہ سے لیکر تمام زمانہ مہاراجا ایشری پرشاد نرائن سنگھ میں رہی ۔ تا اینکہ اوسکے کہنہ ہو جانے پر اس وجہ سے شکست کی گئی کہ ریل ہو جانے کی وجہ سے اب ضرورت سفر اوسپر نہیں ہے ۔

وجہ قائم کرنے سپرنڈنٹی کے علاقہ مہاراجہ میں اور خلاف معاہدہ ۱۷۹۵ء گورنمنٹ کی پالیسی

ناظرین ۔ تاریخ ہذا نے مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ کا ۱۳ سال کی عمر میں بجائے والد خود راجہ مہیپ نرائن سنگھ کی مسند نشین ہونا اور سند جہار سرکار کی حسب عہد نامہ

۱۷۹۴؁ء کے پاناؔ اور فیملی ڈومنس (علاقہ پنچ) پر باختیار خود انتظام رکھنا ۔ باسناد صفحات تاریخ ہند میں ملاحظہ کیا ہے ۔ فیملی ڈومنس (علاقہ پنچ) میں اگر مداخلت گورنمنٹ کو تھی تو صرف اس قدر کہ درصورت اختلاف راجہ و رعایا کے کلکٹر ضلع بحیثیت ایجنٹ گورنر جنرل اپنی رائے کا اظہار کرے اگر راجہ کیطرف سے صورت اختلاف ہو تو اُسکا فیصلہ گورنر جنرل کریں ۔ یعنی دیگر حکام انگریزی کو موقع دست اندازی و حکام کا اس علاقہ میں نتھا اور اوسکے انتظام کیواسطے قانون پانزدہم ۱۷۹۵؁ء جاری کیا گیا ۔

تیس برس یعنی ۱۸۲۵؁ء تک کہ چھ گورنر جنرل صاحبان یعنی سرجان شور لارڈ ولزلی لارڈ کارنوالس ۔ سرجارج بارلو ۔ لارڈ منٹو ۔ نیز لارڈ ہیسٹنگز تھے محض سینتیس مقدمات بمخالفت مہاراجہ و رعایا (کلکٹر کے یہاں بحیثیت ایجنٹ گورنر جنرل) پیش ہوئے ۔ اُن میں سے بارہ خارج ہوئے اور بقیہ برضامندی فریقین طے ہوگئے اور ایک مقدمہ بھی گورنر جنرل تک نہ بھیجا گیا ۔

لیکن ۱۸۲۹؁ء میں ایک نئی پالسی گورنمنٹ کے خیال میں آئی کہ جسکے روسے اختیارات فیملی ڈومنس (علاقہ پنچ) کے لے لئے جانے کی تجویز ہوئی اور اُن سے بارہا کہا گیا کہ وہ خود بخود اپنی خوشی سے اُن اختیارات فیملی ڈومنس کو چھوڑدیں لیکن وہ اس بات پر راضی نہوئے تاآنکہ ایک سازش اونکے خلاف قائم کی گئی ۔

ایک انگریز مسٹر مونٹس جو کہ فیملی ڈومنس (علاقہ پنچ) میں نیل کا کام کرتے تھے اُنکے ذریعہ سے رعایا فیملی ڈومنس کو شکایت مہاراجہ پر آمادہ کیا اور یہ مسٹر مونٹس بیٹن صاحب جج مرزاپور تک رسائی کرکے اپنے کام میں مضبوط ہوئے دونوں صاحبوں کے ابھارنے سے سترہ سو عرضیاں بابت ازدیاد طلبی و بیدخلی حق موروثی و ضبطی آراضی جاگیر و خیرات و کرنے ظلم جدیدکے گورنر جنرل کے حضور میں پہونچیں ۔ اور جج مذکور نے بھی ایک خط طویل گورنمنٹ کو بھیجا جس میں کاشتکاروں کے ساتھ راجہ صاحب کے مظالم اور سختیوں کی ایک بہت

بڑی فہرست تھی یہہ سختیاں کاشتکاروں کے ساتھ عموماً اور مسٹر مونس کے ساتھ خصوصاً
بتلائی جاتیں۔

اسکے بعد چند معمولی لوگوں کے میموریل جو اپنے کو نائب باشندگان فیملی ڈونس کہتے تھے
گذرے یہہ خطوط اور درخواستیں صاحبان جج عدالت اپیل بنارس کو بغرض تحقیقات و
رپورٹ کے بھیجی گئیں۔ صاحبان جج نے کلکٹر سے سمجھ کر اور راجہ صاحب کے جواب پر
غور کرنے کے بعد ایک لمبی رپورٹ پیش کیا جس میں الزامات کو بالکل غلط اور مخالفانہ
بتلایا۔ صاحبان جج نے رپورٹ میں صاف صاف یہ بھی ظاہر کیا کہ راجہ صاحب نے
ہر کام میں کلکٹر کے صلاح پر من وعن عمل کیا تھا۔

لیکن اس رپورٹ صاحبان جج کے پہونچنے کے پہلے گورنر جنرل لارڈ ایمہرسٹ نے موجودہ
انتظامات میں چند تغیرات کرنے کا فیصلہ چاہا اور وہ بقیہ اختیارات جسکو برضامندی
نہ دینا چاہتے تھے لے لینا چاہا۔ گورنر جنرل نے مسٹر برڈ کو اسپشل کمشنر مقرر کیا تاکہ راجہ صاحب
کے انتظامات کی تحقیقات ایک بڑے پیمانہ پر کریں اور ذریعہ ہیوٹ میکزی صاحب
سکریٹری مقام کانپور سے کہ اوس زمانہ میں برسم دورہ وہاں پر تھے ۱۶ نومبر ۱۸۲۶ء کو
بنام برڈ صاحب کمشنر یہہ خط بھیجا۔

دفعہ اول۔ آپ کو حالات خاندانی راجہ بنارس معلوم ہے کہ از روے قانون پانزدہم
۱۷۹۵ء اختیار سماعت نالش اونپر نہیں ہے اور جج ومجسٹریٹ مرزاپور سے نے نالش حضور
گورنمنٹ میں پیش کی ہے اور بہت عرضیاں باشندگان زمین مذکور کی دعوے
زمینداری سے گورنر جنرل کے خدمت میں جبکہ دائرہ دولت اُس ضلع میں تھا گذری
ہیں۔ خلاصہ نالشوں کا بنام راجہ بنارس وادنکے عملہ کے ایزاد طلبی مالگذاری و بیدخلی
حق موروثی و ضبطی آراضی جاگیر و خیرات وکرنے بدعات وظلم کے بغرض وصول زر
مطلوبہ بالا ہیں جو اُن دادخواہوں کے واسطے نہایت مضر ہیں اور یہ حالات بہ غلط

مالگذاری ہیں اور وہاں کے حاکم کو اختیار سماعت نالش اُس علاقہ کا نہیں ہے۔
دفعہ دوم۔ بابت نالش مذکورہ چند امور تنقیح طلب ہیں آیا اُن لوگوں کی نالش درست ہے یا نہیں کیونکہ صاحب کلکٹر نے اپنی رپورٹ میں کہ اِس وقت پہونچی ہے سفارش و تائید راجہ صاحب لکھی ہے۔ اور سترہ سو نالش کا غلط ہو جانا بھی تردد ہے۔ عجب نہیں کہ بعد تحقیقات ایسے وجوہات ظاہر ہوں کہ انہوں نے اپنے اختیار سے زیادہ کیا ہو۔ گورنر جنرل کو اِس قدر فرصت نہیں کہ اِن معاملات کی تحقیقات کریں کہ اِن میں کسقدر وسیع ہے تاکہ اطمینان کلی ہو جاوے۔

علاوہ اِن نالشوں کے اِس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شکایت وہاں پر بوجہ قانون مذکور ہے اور اِس قدر شور و غل در نالش کہ سب آدمی مجتمع ہوئے ہیں بلا وجہ نہیں ہے لہذا تحقیقات کا ہو جانا بنظر دلجمعی گورنمنٹ و حق رسی سائلان و دریافت سبب خاص نالش مناسب ہے اور چونکہ بڑا مقدمہ ہے لہذا شخص نیک نام و قابل دیانتدار کہ صحیح صحیح بغیر کسی طرفداری کے تحقیقات کرے اور وہ شخص حالات بنارس سے بخوبی واقف ہو مقرر ہونا چاہیئے۔

چونکہ گورنمنٹ آپ سے اُس وقت سے کہ عہدہ جج و مجسٹریٹ بنارس کو انجام دیتے تھے راضی ہے اور آپ سے کمال تقویت و خاطر جمعی ہے لہذا آپ کو چن کر بغرض تحقیقات مراتبات مندرجہ بالا مقرر کرتی ہے۔ یہ تحقیقات بر سر زمین جا کر ہونا چاہیئے۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا نہیں ہے کہ آپ اِس معاملہ میں دیر کریں اور فوراً تجاویں۔

آپ اول اِن مراتبات کی تحقیقات کریں کہ اِن نالشات میں کسقدر حق ہے اور وہاں پر جو طریقہ جاری ہو اوسکی اطلاع گورنمنٹ میں کریں کہ اوسکو بدل دیا جاوے۔ اگر یہ مراتبات تصدیق ہو جاویں تو بنظر رفاہ رعایا کہ خلاف راجہ بنارس ہو بدل دیا جاوے۔ گورنر جنرل کے نزدیک آپکا اختیار بوقت تحقیقات اِس قدر ہوگا کہ جسقدر صاحبان بورڈ

کو ہے لہذا لاٹ صاحب آپ کو مقرر کر کے حکم دیتے ہیں کہ زمین مذکورہ بر جسقدر جلد ممکن
ہو تحقیقات مراتبات مندرجہ بالا کے واسطے جاویں اور بموجب اختیار انکے صاحب
بورڈ ریونیو ان مراتبات کو عمل میں لادیں۔

راجہ صاحب و کلکٹر صاحب کو اوّل آپ کی تقرری کا لکھا جاوے گا کہ وہ آپ کو
بطور نائب گورنمنٹ تصور کریں گے اور معاملہ تحقیقات و پیروی احکامات کی بخوبی
کرتے رہیں گے۔

دفعہ سوم۔ عرضیاں جو گورنر جنرل کے حضور میں گذری ہیں مع رپورٹ صاحب کلکٹر
آپکے پاس بغرض دریافت بھیجی جاتی ہیں۔ آپ جو کچھ دریافت کرنا چاہیں بورڈ ریونیو خواہ
صاحبان اپیل خواہ صاحب مجسٹریٹ میٹھ مرزاپور سے طلب کریں کہ اُن سے حالات مقدمہ
و تحقیقات میں مدد ملے۔ یہاں سے طریقہ و رویہ تحقیقات لکھنا و سمجھانا ضرور نہیں ہے
لاٹ صاحب کی رای ہے کہ ملاحظہ و پاس راجہ صاحب بھی بطور مناسب کرینگے اور
پہلے آپ کو لازم ہے کہ اپنے آنے کی اطلاع دیدیں کہ ہم تحقیقات کرنے کو آتے ہیں
نہ حکم دینے کے واسطے اور یہ بھی لاٹ صاحب نے فرمایا ہے کہ جس طور سے خوشی و آرام
راجہ صاحب کی رہی ہے اوسی طور پر رہے اور اوسکے خلاف نہو لاٹ صاحب
یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس طور سے مائل تحقیقات رہیں کہ یا خود رعایاے راج و راجہ صاحب
میں رفع فساد ہو جاوے۔ اسکے علاوہ جو کچھ کہ راجہ صاحب مراتب تحقیقات میں درخوست
کریں اوسکی سماعت آپ بغور کریں۔

دفعہ چہارم۔ آپ جسقدر مناسب سمجھیں اہلکار نوکر رکھ لیں اور اخراجات اُسکے علحدہ
کنٹنجنٹ بل میں لکھیں اگر آپ کو مزید تحقیقات کی ضرورت ہو تو رائٹ آنربل وائس
پریسیڈنٹ باجلاس کونسل سے بذریعہ قائم مقام سکریٹری گورنمنٹ درخوست کیا کریں
اور جو رپورٹ آپ تیار کریں اور اپنی رائے مناسب سمجھیں اوسکو صاحب موصوف کے

ذریعہ سے بھیجتے رہیں۔

دفعہ پنجم۔ لاٹ صاحب کو یقین ہے کہ آپ اس معاملہ میں دیر نہ کریں گے اور آپ کے طرف ثانی کہ اسپشل کمشنر ہیں اونکو حکم ہوا ہے کہ تنہا تحقیقات و تجویز کریں جب تک آپ اس کام پر رہیں۔ یقین ہے کہ آپکے ہمراہ نہ رہنے کیوجہ سے کار سرکار میں ہرج و خلل نہ ہوگا اور احوال مقرر ہونے دوسرے شخص کا بجائے آپکے عقب سے دریافت کرکے لکھا جاوے گا۔

کاغذات دفتر مہاراجہ

مسٹر بروڈ نے کئی ماہ کی تحقیقات کے بعد گورنمنٹ کو ایک رپورٹ بھیجی اور اس رپورٹ کے مطالب راجہ سے پوشیدہ رکھے۔ راجہ صاحب نے بغرض جواب پیش کر سکنے کے نقل رپورٹ چاہی اور چاہا کہ جب تک جواب رپورٹ گورنمنٹ میں نہ پہونچے کارروائیاں ملتوی رہیں۔ مگر یہہ درخواست نقل و آئندہ کارروائی روک دینے و ملتوی رکھنے کے نامنظور ہوئی اور سبب یہہ دکھلایا گیا کہ اس درخواست کے عطا کرنے سے گورنمنٹ کو پریشانیاں لاحق ہونگی اور مباحث شروع ہونے کا اندیشہ ہے جو مناسب نہیں ہے۔ ناظرین فیصلہ کرسکتے ہیں کہ مسٹر بروڈ کی رپورٹ ایک طرفہ پر فیصلہ ہونا طرفداری سے خالی نہیں ہے جسکو گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنک نے جو لارڈ ایمہرسٹ کے جانشین ہوئے صاف صاف تسلیم کیا۔ لیکن باوجود ایک طرفہ ہونے رپورٹ کے اور راجہ صاحب کو اپنی حفاظت کیواسطے جواب نہ دیسکنے کے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک قاعدہ مطابق سفارش مسٹر بروڈ کے پاس کیا جاوے۔ راجہ پر بغیر سماعت کے الزامات قائم کئے گئے۔ باوجودیکہ یہہ بات تسلیم کی گئی کہ راجہ نے کلکٹر کی صلاح کو (جو اسکا سرکاری مشیر تھا) پورے طور پر اس کام میں جسکو اونہوں نے کیا مانا تھا۔ اس طور پر قاعدہ (۷) سنہ ۱۸۲۹ کا راجہ صاحب بنارس کے پہلے مشورہ کے بغیر اور بلا رضامندی و خواہش کے جو بوقت انتظام عہدنامہ

۱۷۹۴ء اور پاس ہونے قواعد ۱۷۹۵ء کے ضروری اور لازمی خیال کیا گیا تھا پاس کیا گیا۔

خلاصہ یہ کہ ایسے قواعد بنائے گئے جو کہ قواعد ۱۷۹۵ء کے توڑنے والے تھے اور ایک سپرنٹنڈنٹ کو مقرر کیا جسکا راجہ صاحب کو حقیقتاً ماتحت ہونا تھا اور راجہ صاحب کے فیملی ڈومنس کے انتظام میں جو کہ عہدنامہ ۱۷۹۴ء کے رو سے بوضاحت اُنکو دیا گیا برٹش طریقہ انتظام جاری کیا گیا اور برٹش افسران ڈومنس میں دخل دینے لگے جس سے وہ علحدہ کئے گئے تھے۔

راجہ اودیت نارائن کلکتہ گئے تاکہ بذات خود اس قانون کے خلاف عذر کریں لیکن اونکے عذر پر کوئی توجہ نہ ہوئی اُس وقت اونہوں نے کاغذات کی نقل مانگی اور نفاذ قانون کے التواء کی درخواست کی تاکہ اُنکو کورٹ آف ڈائرکٹرس میں ایک میموریل پیش کرنے کا موقع ملے لیکن راجہ کو اطلاع دی گئی کہ نقول نہیں دیجاسکتی اور قانون ملتوی نہیں کیا جاسکتا۔ آخر تدبیریں راجہ نے عرض کیا کہ اوسکو اس بات کا موقع دیا جاوے کہ وہ اپنے عذرات لفظاً قانون کے خلاف پیش کرسکے یہ آخری درخواست منظور ہوئی اور یہ قانون تا آنے لُورتر کے بنارس میں ۱۸۳۰ء میں ملتوی رکھا گیا۔

جب ولیم لارڈ بنٹنک بنارس پہونچے تو راجہ نے اپنی شکایتیں پیش کیں گورنر جنرل نے ایک کمیشن مقرر کیا کہ وہ رپورٹ کرے۔ مگر بدقسمتی سے یہ کمیشن راجہ صاحب کے اُن اصلی عذرات کے متعلق نہیں تھا جو اس قانون جدید کے خلاف تھے بلکہ اُس حد تک کے لئے مقرر کیا گیا جہانتک یہ نیا قاعدہ حقوق مابین راجہ و رعایا میں دخل اندازی کر رہا تھا کمیشن نے رپورٹ کیا کہ راجہ کے حقوق پر اس جدید قانون سے دست اندازی کی گئی اور ایسے حقوق تسلیم کئے گئے جو پہلے نہ تھے اور جو راجہ کی خودمختاری کے

خلاف تھے۔ رپورٹ بذلک کے حضور گورنر جنرل میں گذرنے پر باوجود موافقت کے وہ طریقہ برتا کہ اُس نے معاملات کو اور زیادہ خراب کردیا یعنی قاعدہ (۷) ۱۸۲۲ء جاری رکھا گیا لیکن یہ حکم دیا گیا کہ اوسکے شرائط کا نفاذ زیر قانون ہفتم ۱۸۲۲ء ہو اور ایک یوروپین افسر راجہ صاحب کا شریک مقرر کیا گیا تا کہ اُن زمینوں کا تعین کرے جو حال کے قاعدہ میں مخصوص کی گئی ہیں۔ اس طور پر راجہ کے عذرات سے بالکل بے توجہی برتی گئی اور اُن وجوہات کا کچھ خیال نہ کیا گیا جو اوسکے عذرات کی تصدیق میں تھے۔

۳۱ اکتوبر ۱۸۳۱ء کو راجہ اودیت نارائن نے حضور لارڈ ولیم بنٹنک میں ایک دوسرا میموریل پیش کیا کہ تا ہوسنے اپیل کورٹ آف ڈائرکٹرس کی کارروائیاں موقوف رہیں اور کاغذات کی نقل مانگی۔ گورنر جنرل نے اس معاملہ کو پریسیڈنٹ کونسل کے پاس بھیجدیا اور اپنے خیالات کو ظاہر کرتے ہوئے زور کے ساتھ سفارش کیا کہ راجہ کی نہایت قرین اعتدال درخواست کا منظور کرنا گورنمنٹ کو ایک پریشانی کی حالت سے بچا دیگا اور اس بات پر زور دیا کہ گورنمنٹ کو کسی قانون جدید یا قدیم سے مہاراجہ کے فیملی ڈومینس کے انتظام کو ہاتھ میں لینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ ولیم فورس برڈ صاحب جنکی رائے سے قانون پاس ہوا تھا اُس وقت داخل کونسل تھے بہ اتفاق رائے دوسرے صاحبان کے نقول کاغذات کا منظور نہ کیا۔ میموریل

بہر طور جب دائش پریسیڈنٹ کونسل نے گورنر جنرل کی رائے سے موافقت نہ کی تو گورنر جنرل نے بپاس ادب اُنکے خیالات کے اپنے عذرات کو واپس لے لیا مگر صاف صاف بتلادیا کہ کوئی وجہ نہیں ہے جس سے وہ اپنی پہلی رائے کو بدل سکیں۔ اور راجہ کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔ اوسکے حقوق میں حقیقتاً دست اندازی عمل میں آئی اور اُنکے رتبہ کا کافی طور پر خیال نہیں کیا گیا۔

گورنر جنرل نے ۱۸۳۲ء میں پھر بہت زور کے ساتھ سفارش کیا کہ راجہ کو نقول کاغذات

دی جاویں جسکو وہ مانگتا ہے اور کارروائی ملتوی رہے لیکن وائس پریسیڈنٹ اپنے پہلے راے کے حامی رہے اس طور پر راجہ کی تمام درخواستیں مختصر طور پر بغیر کسی لحاظ کے نامنظور کردی گئیں اور ایک سول افسر تین برس کے تجربہ کا راجہ کے فیملی ڈومنس کا سپرنڈنٹ مقرر ہوا۔ راجہ کے عذر پر یہہ افسر تبدیل ہوا اور زیادہ تجربہ کار افسر مقرر ہوا۔ جنوری ۱۸۳۳ء میں راجہ نے ایک تیسرا موریل پیش کیا اور لکہا کہ اگر سائل کے التماس پر توجہ نہیں ہوتی تو وہ حضور میں اطلاع دینا چاہتا ہے کہ وہ مزید ذلتوں کے برداشت نہیں کرنا چاہتا اور اگر تمام اختیارات اوس سے لے لئے گئے تو وہ اپنے ملک کو آیندہ نہیں رکھہ سکتا اگر حضور چاہیں تو اپنے تمام ملازمین ہٹا کر گمنامی پسند کر کے جنگلوں میں گہوم کر اپنی محافظت کرے اور گورنمنٹ اوسکے جائداد پر جس طرح چاہے تصرف کرے سائل کو یقین ہے کہ صرف اوسی حالت میں اوسکے خاندان کے معاش کے لئے کچھ عطا کریگی۔

اس آخری اپیل پر بہی کچھ لحاظ نہیں کیا گیا اور راجہ اودیت نارائن سنگہ شکستہ دل ناامید اپنے جائداد سے محروم چند مہینوں کے بعد انتقال کر گئے۔

اگرچہ راقم مولف کو کل کاغذات اس مقدمہ کے فراہم نہ ہو سکے تاہم جسقدر ملے بنظر اطلاع ناظرین بقول مشتی نمونہ از خروارے زیب افزائے تاریخ ہذا ہو رہے ہیں۔

چٹہی مسٹر میکناٹن صاحب سکریٹری گورنر جنرل بنام جیمس تامس صاحب ڈپٹی سکریٹری گورنمنٹ رونیو ڈپارٹمنٹ مورخہ ۲ اپریل ۱۸۳۱ء

ہم کو حکم گورنر جنرل اس امر کے لکہنے کا ہے کہ تمہاری چٹہی مرقومہ ۸ فروری پہونچی جسکے ساتہ وائس پریسیڈنٹ اور مسٹر لمبنٹ صاحب راے آئی ہے ان اعتراضوں کے بابہ میں جنکو راجہ بنارس نے درباب منشار قانون ہفتم ۱۸۲۸ء کیا ہے۔

دفعہ ۲۔ اوسکے جواب میں ہم کو حکم ہے کہ جس راے کو گورنر جنرل صاحب نے خوب

تال کے ساتھ اس مقدمہ کے متعلق قائم کی ہے اوسکو بغرضِ آگاہی وائس پریسیڈنٹ کونسل کے لکھیں۔

دفعہ ۳۔ فرض کرتے ہیں کہ مطابق منشاء قانون ہفتم ۱۷۹۵ء جو جائداد راجہ بنارس کے نام کر دی گئی۔ اُن گانوں کے بہت سی زمینوں میں ایک قسم کے لوگ رہتے ہیں اور اونکو اُن زمینوں کے ساتھ جن میں وہ رہتے ہیں ٹھیک وہی نسبت ہے جیسا کہ بنارس کے ضلع میں اور جگہوں میں اور لوگوں کو ہے جس سے راجہ کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ اور رعایا راجہ کی اونہیں فائدوں کے لئے راجہ سے دعوے کر سکتے ہیں جو رعایائے سلطنت ہماری بوقت کسی انتظام جدید کے ہم سے کر سکے۔

دفعہ ۴۔ گورنر جنرل صاحب اعتبار نہیں کرتے کہ اونہوں نے اپنے دورہ میں دیکھا یا سنا ہے کہ اس قسم کے لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں کہ جو زمین کا مالکانہ دعوے کر سکتے ہیں اور پٹہ وغیرہ لکھانے کے گورنمنٹ سے حقدار ہوں اور سرکاری مالگذاری ادا کر کے باقی جو بچے اپنے تحت و تصرف میں لاویں۔ خلاف اسکے گورنر جنرل صاحب نے یہہ تجویز کیا ہے کہ ملکی تحصیل ہر جائداد پر سال بسال کمنٹ بڑھ سکتی ہے (خواہ وہ) مطابق رائے گورنمنٹ کے ہو کہ جسکی جمع تخمیناً عمل سرکار سے ٹھہرائی گئی ہے اور مزارعان و اسامیوں سے جو کچھ زمینداروں کو لینا چاہیے وہ بھی سرکار سے مقرر کر دیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۔ حقیقت میں برٹش گورنمنٹ نے دعوے چند شخصوں کا بابت استمراری بندوبست کے ایسے ضلعوں میں قبول کیا ہے جہاں تک بندوبست نہیں ناطق ہوا۔ اور اوس میں چند شخصوں کو اختیار ملکی خزانہ میں داخل کرنے کا دیا گیا ہے اور حال میں بتدیل کہنڈ کے بارہ میں یہہ صاف لکھا گیا ہے کہ وہاں حقیقت زمین سمجہ کے خاص شخصوں کی معرفت مالگذاری لیجا تی ہے۔

دفعہ ۶۔ گو آرام گورنمنٹ و رعایا کے واسطے یہ تجویز گورنمنٹ ہوئی ہے کہ صاحب

اختیار لوگوں کی معرفت جو باشندہ اونہیں دیہات کے ہوں مالگذاری وصول ہوا کرے لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مالگذاری اونکی معرفت داخل ہونے سے اُن لوگوں کی حقیت سمجھی جاوے بجز مقرری باتوں کے جنکا لحاظ ہر معاملہ میں کرنا چاہئے یا کہ زمین لائق اوسکے مالگذاری جاوے سکے متعلق ہو یا کہ بذریعہ کسی شخص کی مالگذاری وصول کرے کہ جو انتظام کیواسطے پسند کیا گیا ہو۔

دفعہ ۷۔ اگر گورنر جنرل کی رائے اس بات کے اختیار کرنے میں درست ہے کہ قبل جاری ہونے عملداری انگریزی کے ہندوستان میں یہ دستورات جاری تھے تو حقیت راجہ کی اونہیں قاعدہ اور دستورات سے تجویز ہونا چاہئے جو قبل اجرا ہمارے قوانین کے جاری تھے اور وہ یعنی راجہ اس بات کے خیال کرنے پر بہت مایل ہونگے کہ برٹش گورنمنٹ اپنے انصاف کے روسے اُن سے یہ چاہتی ہے کہ وہ اُن لوگوں کو جو باشندہ زمین مذکورہ بالا کے ہیں زمیندار و دیہات قرار دیکر خراج واجب مطابق قاعدہ بٹائی کے طلب کریں جو حق حاکم کل محاصل پر ہونا چاہئے۔

دفعہ ۸۔ گورنر جنرل نے سنا ہے کہ قبل عملداری گورنمنٹ کے پرگنوں میں نرخ بٹائی موافق قسم زمین اور قسم غلہ کے جاری و مشہور تھی۔ اور اس طرح کے خراج نقد مختلف لینے کا دستور قبل اجرائے قوانین انگریزی تھا۔ اور اصرار کرنا اونہیں نرخوں پر جو راجہ کے حکم سے اونکی رعایا پر جاری تھا۔ گورنر جنرل خیال کرتے ہیں کہ یہ بات ملک کے سابق دستور سے ناموافق نہیں کیونکہ مقدم لوگ حقدار مالگذاری لینے کے تھے اور اسامی حقدار زمین میں آباد ہونے کے اور ہر ایک اپنے اپنے درجہ پر قائم تھے اور اس جگہ پر کہ طرفین روپیہ کے لین دین میں راضی نہ ہوتے تھے مالگذاری کا انتظام قاعدہ بٹائی سے ہوتا۔ اگر اس طور کا دستور تمام ملک میں فرض کیا جاوے تو وہ قباحت کہ جو وصول مالگذاری اور حقیقت آبادی اسامیوں میں معلوم ہوتی تھی رفع ہو جاوے۔

دفعہ ۹۔ درباب دعوی راجہ اپنے بالکل زمین کے خود زمیندار سمجھے جانے کی بابت یہ بات ہم کہہ سکتے ہیں کہ دفعہ ۶ باب ۱۷ قانون دوم ۱۷۹۵ء میں لکھا ہے کہ یہ زمیندار دن زمینوں کے ہیں کہ جن کا مطلب قانون ہفتم ۱۸۲۲ء میں لکھا ہے اور منشا اوسکا اس طور سے ہے جیساکہ تحت میں مذکور ہے۔

وہ یہ کہ قانون مذکورہ بالا کو جاری رکھیں تعلقہ مذکور کے خراج سے اور موروثی زمینداری راجہ کی خارج ہے۔ اور یہ موروثی زمین اونکی جاگیر بہدوہی اودکیرا منگورہے اور حصہ راجہ کا پرگنہ کسواریا گنگاپور سے اور تعلقہ بروناہی اس میں شامل ہے

دفعہ ۱۰ بلکہ قانون ہفتم ۱۸۲۲ء کے دفعہ ۱۰ میں راجہ صاحب زمیندار لکھے ہیں۔

دفعہ ۱۱ گورنر جنرل وایس پریسیڈنٹ کی اس رائے سے بالکل متفق ہیں کہ ایک ہی زمین میں دو قسم کے زمیندار نہیں ہو سکتے بجز اسکے کہ اس لفظ کے دو معنی علحدہ مقرر کئے جاویں راجہ کو ان زمینوں کے بالکل حاصلات سے جو اونکے جائداد میں شامل ہیں ویسا ہی حق ہے جیساکہ گورنمنٹ کو اس سے ہوتا اگر کوئی شخص موجود نہوتا۔ اور مثل راجہ کے دوسرے شخص یعنی اسامی حق رکھتے ہیں یا رکھ سکیں گے حیثیت آباد ہونے اور خاص کھیتوں کے دوسرے نام کردینگی اوتنے دن تک کہ حصہ اوسکی مالگذاری کا برابر مالک کے پاس پہونچا جاوے دونوں شخص یعنی خراج گذار اور خراج لینے والا جو ظاہرا اختیارات مختلف رکھتے ہیں لفظ زمیندار کا بیشک استعمال کر سکتے ہیں مگر حال کے قانون برٹش گورنمنٹ میں اور اکثر دفتر کی کتابوں میں لفظ زمیندار کا مثل مالک کے لفظ کے انگلستان میں کیا جاتا ہے گورنر صاحب کو لکھا گیا ہے کہ جو شخص زمین کا محصول لینے کا حقدار ہے (وسکا نام علحدہ رکھیں) اب نسبت راجہ کی اونکے جیتے ہونے والی اسامیوں کے ساتھ جو جاتا ہے وہ نسبت ہو گورنر جنرل کی رائے اوسپر بھی یہ ہے کہ خاص حقوق کا خاص ناموں کے ذریعہ سے خیال مذکورہ چاہے جب تک کہ خاص تحقیقات کے ذریعہ سے نہ مقرر کیا

جاوے ۔

دفعہ ۱۲۔ منشاء آئین جب فقط یہ ہے کہ شکمی اسامیوں کو راجہ کے خراج غیر واجب سے بچاویں اور اون کے فائدہ کو جو کچھ وہ اب تک رکھتے ہیں بحال رکھیں تو کوئی خاص لفظ استعمال کرنے کی ضرورت مثل رائے یا چھوٹے زمیندار کے نہیں ہے یا یہہ بات ظاہر کرنا کہ جیسا کہ دفعہ ششم میں لکھا ہے کہ وہاں زمین ہائے متنازعہ ایسی واقع تھیں کہ جسکے خراج سے راجہ کو کچھہ علاقہ نہ تھا اور حقیقت حال جسکی حقیقت صرف تحقیقات سے ظاہر ہو سکتی ہے (ضرورت نہیں ہے) اور جب تحقیقات سے ثابت ہو جاوے تو بشرط ضرورت ایک آئین بنا دیا جاوے جس سے اونکی حدود کا ثبوت اور دست اندازی غیر سے حفاظت ہو جاوے ۔ گورنر جنرل صاحب کو بالکل خاطر جمعی نہیں ہوتی کہ برٹش گورمنٹ از روی انصاف خواہ آئین و دستور قدیم یا جدید کے ذریعہ سے راجہ بنارس کو چاہیں کہ اسوقت اُنکی جائداد کا استمراری بندوبست کریں اور وہ مالکانہ حقیقیں کہیں مگر گورنمنٹ کی بخشش سمجھ کے خواہ چھوٹے زمیندار ہوں یا بڑے سب اپنے کو فیضیاب گورنمنٹ کا سمجھیں خواہ وہ گانوں کی جماعتیں رائے لوگ ہوں یا جو کچھ اونکا نام ہو ۔

راجہ تو صاف اپنی منشاء ظاہر کر چکے ہیں کہ منشاء آئین کے موافق ہم کار بند ہونگے ۔ اور اعتراض فقط استعمال الفاظ میں کرتے ہیں جس سے کچھ فائدہ کی امید اونکو متصور ہے مگر اب کوئی علحدہ معنی اوسکے نہیں لگ سکتے ۔ گورنر جنرل صاحب اس بارہ میں یہ بات بہتر سمجھتے ہیں اور تکلیف سے رہائی سمجھتے ہیں کہ راجہ جو کچھ کہ خواہش کرتے ہیں اونکو دیجاوے ۔

دفعہ ۱۳۔ ایسی حالتوں میں گورنر جنرل صاحب کی یہ رائے ہے کہ ایک آئین مشہور کردیا جاوے کہ اُسکے ذریعہ سے چند باتیں قانون ہفتم ۱۷۹۵ع کی مسترد کردیجاویں کہ جس سے موجود ہونا علحدہ علحدہ زمینوں کا اور علحدہ علحدہ فائدوں کا ظاہر ہے اور اوس کا فیصلہ

حسب قانون ہفتم ۱۸۲۲ء کیا جاوے۔

دفعہ ۱۴۔ اگر پریسیڈنٹ کونسل اس رائے پر متفق ہوں تو اس وقت قابو پاکر اور چند قانون لکھدینا چاہئے کہ جسکی راجہ نے درخواست کی ہے اور وہ منظور ہو چکے ہیں۔

دفعہ ۱۵۔ درحالیکہ گورنر جنرل صاحب کی تجویز پر کچھ اعتراض ہو تو وہ چاہتے ہیں کہ پریسیڈنٹ کونسل اپنی رائے لکھیں کہ وجب طور پر کیا کرنا چاہئے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ راجہ بنارس مطابق منشار قانون ہفتم ۱۸۲۵ء کے راضی کرنے پر راضی نہیں ہوئے سوا اوس شرط کے کہ چند باتیں اوس قانون کی تبدیل کردیجاویں کیونکہ نتیجہ سے اوسکے اونکے لوگ اور خود راجہ بدگمانی رکھتے ہیں۔ مگر بعد تحریر بالا کے گورنر جنرل صاحب نے ملاحظہ کاغذات کورٹ آف ڈائرکٹرس مرقومہ ۱۵ ستمبر سنہ رواں درباب پرگنہ بھدوہی کیا۔ اسمیں خاص منشا لکھی ہے کہ راجہ کی زمین کے اسامیوں کی بھلائی منظور رہے اور جو تدبیریں کہ اب جاری ہیں اس سے مضمون مذکور کا اشتباہ پایا جاتا ہے۔ مگر گورنر جنرل صاحب کورٹ کے حکموں میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھتے کہ جسکے باعث اونکے دل میں شبہہ درباب درستگی اوس تدبیر کے ہو جسکے بارہ میں سفارش لکھی ہے اور نہ ایسی کوئی بات نظر آتی ہے کہ جسکے باعث حقیقت میں راجہ کے لوگوں کے خلاف آوے کیونکہ جاری ہونے کے پیشتر ان باتوں کی تحقیقات ہو جاویگی۔

آئین مجاریہ کے تبدیل کرنے کے پیشتر راجہ سے یہ ایک شرط کرلینا چاہئے کہ انتظام کیواسطے ایک انگریز مقرر کیا جاوے گا جو اونکے ساتھ ہر کام میں دخل انداز رہے اور اس باب میں جو کچھ خرچ پڑے اوسکو راجہ دیں۔ اس طور سے گورنر جنرل کی رائے ہے کہ محنت سپرنٹنڈنٹ و کمشنر کی بہت کم ہو جاویگی اور اونکو دوسرے کام میں مصروف ہونے کی بہت فرصت ملیگی اور جس کام میں انکی خواہش ہوگی کرسکیں گے جیسا کہ کورٹ آف ڈائرکٹرس کی چٹھی کے آخری دفعہ میں لکھا ہے۔

گورنر جنرل صاحب کو یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ جدا جدا زمین اور اسامی کے عوض میں نئے قانون میں یہ بات مندرج کردیجاوے۔ یہ بات اب صاف لکھی جاتی ہے کہ رعایا اُس زمین مذکورہ کے سب فائدوں کے حقدار سمجھے جاویں گے جس طرح اور لوگ باشندہ ضلع بنارس دعوے کر سکتے ہیں۔ اور راجہ زیادہ خراج لینے کا اختیار نہ رکھیں گے بہ نسبت اوسکے کہ جو گورنمنٹ اون سے خود تحصیل کرسکتی کورٹ آف ڈائرکٹرس کی چٹھی اُسکے ساتھ واپس جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو کاغذات دفتر صفحہ ۱۳۳ تا ۱۴۰

چٹھی مذکورہ بالا کا جواب واپس پریسیڈنٹ نے ذریعہ سکریٹری خود چٹھی مذکورہ ذیل سے دیا جسکا ترجمہ یہ ہے۔ ترجمہ چٹھی جمیس تامسن صاحب ڈپٹی سکریٹری گورنمنٹ بنام مکناٹن صاحب سکریٹری گورنر جنرل مرقومہ ۲۳ مئی ۱۸۳۱ء

مجھکو حکم پریسیڈنٹ کونسل اس بات کے لکھنے کا ہے کہ تمہاری چٹھی مرقومہ ۱۲ اپریل سنہ الیہ درباب انتظام پرگنہ بھدوہی و دیگر محالات راجہ بنارس میں پہونچی۔

دفعہ ۲۔ پریسیڈنٹ کونسل گورنر جنرل صاحب بہادر کی رائے سے دربارہ راجہ بنارس کے ہر ایک معقول امید قبول کرنے میں متفق ہیں کہ جسکے باعث سے تکراری محالوں کے رہنے والوں کی حق تلفی اور نقصان نہ ہوئے۔

دفعہ ۳۔ درباب اُس تدبیر کے جو تمہاری چٹھی کے چودھویں یا پندرھویں دفعہ میں لکھی گئی ہے پریسیڈنٹ مجھکو یہ فرماتے ہیں کہ حقیقت اُن سب شخصوں کی جو اُس زمین کے حقدار ہیں بالکل تحقیقات ہونے والی ہے مطابق منشاء قانون ہفتم ۱۸۲۲ء کے اور اسی سبب سے وہ مناسب نہیں سمجھتے کہ کوئی خاص قانون اس مقدمہ میں جاری ہو جبتک کہ نتیجہ تحقیقات سے نہ معلوم ہو کہ دستور مجاریہ میں کسقدر نقص واقع ہے اور کسقدر نیا انتظام کرنا اس میں ضرور ہے۔ اس حالت میں یہ سمجھنا چاہیے کہ ۱۸۲۲ء کے قانون کے

منشاء ہے اغراض پر غور کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ یہ امر فیصل ہو چکا ہے۔

دفعہ ۴۔ اس تدبیر سے یہ فائدہ خواہ مخواہ پیدا ہوگا کہ حال کے انتظام کے بنانے کے واسطے راجہ جلد مائل ہونگے اور خاص فائدہ یہ ہے کہ ایسا ہونے سے بہت سی حقیتیں جلد فیصل ہونگی۔

دفعہ ۵۔ اس مطلب پر مسٹر بلنٹ صاحب نے اپنی رائے بخوبی ظاہر کی ہے کہ نقل اوسکی چٹھی کے ساتھ جاتی ہے۔ اُس صاحب کی یہ رائے ہے کہ انتظام گورنمنٹ کے انگریز افسر کے ذریعہ سے ہو اور اُس حالت میں وہ سب حقیتیں جن کی حفاظت قانون ہفتم ۱۸۲۵ء کے رو سے ثابت ہے باز رکھی جاویں۔

دفعہ ۶۔ مسٹر بلنٹ صاحب کی رائے اور پچھلے دفعہ کے بہ نسبت پریسیڈنٹ کونسل کی یہ رائے ہے کہ فیصل ہونا سب تکراروں کا جو راجہ صاحب اور گانوں کے زمینداروں کے درمیان ہے مناسب ہے کہ راجہ کو تکرار میں حاکم نہ بنا دیں جس میں وہ خود اپنی غرض رکھتے ہیں اور مناسب یہ ہے کہ جس میں حقیت ہر شخصوں کی بحال رہے اور کوئی ناجائز خراج نہ لیا جاوے۔

راجہ حقدار ہیں کہ اپنے علاقہ کے مالگذاروں کا انتظام جہاں تک ممکن ہو کریں۔

عرض راقم چٹھی مذکورہ بالا کا جواب لمنگٹن صاحب سکریٹری گورنر جنرل نے چٹھی مذکورہ ذیل سے دیا۔

ترجمہ چٹھی لمنگٹن صاحب سکریٹری گورنر جنرل بنام جیمس ٹامس صاحب ڈپٹی سکریٹری گورنمنٹ ریونیو ڈپارٹمنٹ مورخہ ۳۰ جون ۱۸۳۱ء

ہم کو حکم گورنر جنرل اس بات کے لکھنے کا ہے کہ تمہاری چٹھی ۲۴ مئی کی مع رائے مسٹر بلنٹ کے دربارہ اُن محالوں کے جو راجہ صاحب بنارس کے متعلق ہیں پہونچی۔ اوسکے جواب میں ہم کو لکھنے کا حکم ہے کہ گورنر جنرل صاحب بملاحظہ اُن وجوہ کے جو مشروحاً لکھے ہیں معاملہ کرنے کی تدبیر جو تمہاری چٹھی میں لکھا ہے بالکل پسند نہیں کرتے مگر درباب

رائے واپس پریسیڈنٹ کونسل کے وہ کوئی اعتراض نہیں کرتے۔

دفعہ ۳۔ پریسیڈنٹ کونسل سے یہہ التجا ہے کہ وہ فی الفور ایک انگریزافسر کے مقرر ہونے کے واسطے حکم جاری کریں جو راجہ کے ساتھ شریک ہوکر اُن زمینوں کا بندوبست کرے جسکا ذکر قانون ہفتم ۱۸۲۹ء میں مندرج ہے اور اس صاحب کو کچھ باتیں پیشتر سے ایسی تعلیم دینا ہے جسکا انتظام کرنا ہے۔ نیز جو کچھ ضروری سمجھا جاوے اوسکو پیشتر سے تبلا دینا چاہیے۔

دفعہ ۴۔ گورنر جنرل بسلسلہ ایک چٹھی کے بہ مضمون مندرجۂ بالا راجہ بنارس کو معرفت پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ کے لکھاویں گے۔ اور وہ اوس جگہ پر اپنا مضمون بڑھا کر لکھیں گے اور اپنی رائے دینگے کہ راجہ کے واسطے یہ بہت غیر مناسب ہوگا کہ یہ بات چاہیں کہ خرچ جو انگریزی افسر بھیجنے میں لگے اوسکو پولیٹکل ڈپارٹمنٹ سے چاہیں اور اس میں وزراہی خواہش ظاہر کرنے سے ثابت ہوگا کہ وہ انتظام میں رکاوٹ کرتے ہیں۔

عرض راقم جب کاغذات مذکورہ بالا گورنر جنرل کے دفتر سے حد مذکورہ تک پہونچ چکے تو پھر ایجنٹ گورنر کے پاس ذیل کی چٹھی سے بھیجدیے گئے۔

ترجمہ چٹھی برسٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ بنام بوا کسا صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بنارس مرقومہ ۸ جولائی ۱۸۳۱ء

ہم کو حکم ہے کہ تمہارے پاس نقول اُن خطوط کی جو ریونیو ڈپارٹمنٹ سے تحریر ہوئے ہیں اور وہ حاشیہ پر مندرج ہیں بھیجدیں جو درباب اُن مقدموں کے ہیں جن کو راجہ اودت نارائن سنگھ نے نسبت قانون ہفتم ۱۸۲۹ء گورنر جنرل کے پاس بھیجا کہ جسمیں اونہوں نے لکھا ہے کہ اونکی حقیت اور فائدہ کا نقصان ہے۔

اور تم سے یہ چاہتے ہیں کہ مہربانی کر کے راجہ کو ڈپارٹمنٹ کے ارادہ ناطق سے مطابق اُس مطلب کے جو مسٹر مکناٹن صاحب نے اپنے ۳۰ جولائی کی چٹھی میں لکھا ہے اطلاع دو۔

دفعہ ۲- اور اوسکے ساتھ تمہارے پاس ایک چٹھی بنام راجہ بنارس بغرض آگاہی بہیجتا ہوں جو بجواب اُس چٹھی کے ہے جو مطابق سررشتہ کے معرفت تمہارے ملیگی-

ملاحظہ ہو کاغذات تا صفحہ ۱۳۲-

راقم مصنف عرض پرداز ہے کہ جب مہاراجہ ادویت نارائن سنگھ نے حکم ناطق گورنمنٹ اپنے خلاف معلوم کرلیا تو باعتبار اسکے کہ حاکم کی حکومت ماننا پڑتا ہی ہے راضی ہوگئے گو سراسر نقصان تھا اور جانب گورنمنٹ سے جان تھارن بل صاحب مقرر ہوکر اس عہدہ پر ۱۸۳۱ع کے شروع میں مقرر ہوئے اور بندوبست جدید کی تجویز پیش کی اور اوسکو بغرض منظوری صدر بورڈ بھیجا مہاراجہ کی طرف سے اوسکی کارروائی میں تا صدور جواب صدر ملتوی رکھنا مناسب سمجھا گیا اور اس ایام میں باہم تحریرات درمیان راجہ صاحب و بابو پرسدہ نارائن سنگھ منتظم علاقہ بھدوہی ہوتی رہیں چنانچہ روبکار ذیل محکمہ سپرنٹنڈنٹی سے ۱۳ ماہ اگست ۱۸۳۳ع کو آیا روبکار محکمہ سپرنٹنڈنٹی علاقہ خاص راجہ بنارس اجلاس ولیم بنری والسی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ-

قبل ازیں تاریخ ۴ ماہ جنوری ۱۸۳۲ع کو پروانہ بنام بابو کور کیشور قایم مقام دیوان راجہ صاحب حضور مسٹر جان تھارن بل صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سابق جاری ہو چکا ہے کہ بوجہ بیدخلی قانون گویان بھدوہی کے ۱۲۳۰ سنہ ف سے کاغذات متعلقہ داخل نہیں ہوئے اور تکمیل ہونا کاغذات لغایت ۱۲۳۸ سنہ فصلی کا بہرصورت مناسب ہے لہذا تحصیلداران کو اطلاع کریں کہ گماشتہ قانون گویان کو کاغذات ضروری کو ملاحظہ کرا کے نقل دیدیں فقط

تاریخ ۲۸ فروری سنہ مذکور کو عرضی دیوان مذکور اس عذر کی آئی کہ تا صدور حکم ناطق صدر سے تحریر سررشتہ گماشتہ ہیرالال قانون گو کا ملتوی فرمایا جاوے اور اجراء اس کام کا ملتوی رہے فقط

دوسری مرتبہ نقل روبکار مرقومہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۳۲ع مطلب و مراد مذکور بر بابو پرسدہ

نارائن سنگھ کے پاس بھیجی گئی۔ جواب میں اوسکے نقل روبکار ۲۸، اکتوبر ۱۸۳۲ء مرسلہ
بابو صاحب اس مضمون کی آئی کہ نولکشور وایشر بدیال قانون گویوں کو تاکید کیجاوے
کہ اس کچہری میں حاضر ہوکر موافق دستور کے اسناد عہدہ قائم مقامی خود حاصل کریں اور اسم
نویسی اپنی اور اپنے گماشتگان کی داخل کریں اُس وقت حسب ضابطہ پروانجات
مشاہرہ واونکی دخل دہی کو سررشتہ قانون گوئی میں بنام تحصیلداران اجرا پاویں فقط
موافق اوسکے پروانہ بنام قانون گویان بغرض حاضری نزد بابو صاحب صادر ہوئے
اور قانون گو حاضر ہوئے نیز زبانی اس معاملہ میں موتی رام مختار راجہ صاحب سے کہا گیا
مگر مراد مذکور کی تعمیل نہ ہوئی اور اب تک معرض تعویق میں ہے۔ چونکہ بموجب روبکار
۱۴، جنوری و ۲۶، اکتوبر ۱۸۳۲ء مکمل و مسجل ہونا کاغذات نہایت حال کا مناسب ہے
اور جو عذر کہ دیوان مذکور نے کیا تہا وہ مدت ہوئی کہ رفع ہوگیا اور بندوبست در پیش
شدہ میں ضرورت اُن کاغذات کی ہوگی لہذا حکم ہوا نقل روبکار ہذا ملفوف خط
بہ مطلب مسطور خدمت راجہ صاحب میں بہیجا جاوے فقط

نمبر ۵۔ نومبر ۱۸۳۲ء کو روبکار ذیل آیا روبکار محکمہ سپرنٹنڈنٹی علاقہ خاص راجہ بنارس
اجلاس ولیم ہنری والسی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بہادر
قبل ازیں بہ لحاظ دستور سال گذشتہ بمقدمہ تعیناتی متصدیان جناب راجہ صاحب ہمراہ
امینان متعینہ اس مقام بکار پیمایش کے بغرض صحت پیمائش علاقہ پرگنہ بہدوہی
نقل روبکار کی ۲۰ ماہ اکتوبر سنہ صدر کو خدمت میں بابو پرسیدہ نرائن سنگھ صاحب
کے بہیجے گئے تہے کہ اگر ضرورت سمجھیں تو اپنے جانب سے محرروں کو معین کریں۔
چونکہ آج کی تاریخ میں جو دو امین کام تحقیقات صحت پیمایش سابق و مجدد پر معین
ہوئے اور دوسرے اسکے بعد مقرر ہونگے اور راجہ صاحب کی طرف سے کوئی محرر اب تک
حاضر ہوا تو نہیں معلوم ہوسکا کہ اس معاملہ میں مافی الضمیر راجہ صاحب کیا ہے یعنی بموجب

سال گذشتہ تعیناتی محرران منظور ہے یا نہیں۔ اگر منظور نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ بعد تحقیقات پیمائش کسی موضع کے جب امین موضع سے برخاست کردیے گئے اور کاغذات سررشتہ میں داخل ہوگئے اُس وقت بہ پیمائش یا صحت اُس موضع میں اگر کوئی عذر راجہ صاحب کیطرف سے پیش ہوگیا تو پھر تحقیقات دوبارہ کرنی پڑے گی۔ لہٰذا حکم ہوا کہ اس روبکار کی نقل خدمت میں بابو صاحب موصوف کے بھیجکر دریافت کیا جاوے کہ اگر تقرری محرران منظور ہے تو جب تک کہ قیام امین دیہہ پر رہے اُس وقت تک اگر کوئی عذر درباره پیمائش ہو تو پیش کریں فقط

اس روبکار کے جواب میں ایک روبکار جانب بابو صاحب سے ہوا جو یہ ہے روبکار واقع ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۳۸ف مطابق ۹ نومبر ۱۸۳۲ء باجلاس بابو پرسیدہ نرائن سنگھ صاحب قطعہ روبکار صاحب سپرنڈنٹ بہادر سے بابت تعیناتی محرران سرکار راجہ صاحب ہمراہ امینان متعینہ پیمائش جدید و تحقیقات و صحت پیمائش سابق مصدورہ پانچویں ماہ حال وارد ہوا۔ گو بموجب روبکار مسٹر تہارنہل صاحب بہادر معروضہ ۱۷ دسمبر ۱۸۳۱ء بغرض تحقیقات مراتبات آراضی و جمعبندی وغیرہ کے سررشتہ صاحب بہادر سے کاغذات اس سررشتہ میں آوینگے اور اس وقت مزید تحقیقات جو کچھ کہ ضروری ہے عمل میں آویگی مگر بالفعل امینوں کے ہمراہی کے واسطے کہ ساز ش کرکے کسی قسم کا تفاوت و تجاوز نہ کرسکیں موافق مندرجہ روبکار کے جودہ نفر محرر جو واقف کار ہیں متعین کیے گئے کہ کاغذ گوشوارہ پیمائش آراضی جمع تو نزدہ و برتی کا روزمرہ درست کرکے مقابلہ پٹواری سے ملاحظہ میں لاتے رہیں۔ نیز صاحب سپرنڈنٹ بہادر سے تاکید رہے کہ کاغذ خسرہ ہر روزہ صاحب ممدوح میں بھیجتے رہیں اور وہ کاغذ تبدیل نہ ہونے پاوے کہ صاف و منتخب ہوکر جمعبندی اُس کاغذ سے درست کرسکیں لہٰذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا اس غرض سے صاحب سپرنڈنٹ میں بھیجی جاوے کہ واسطے گذرانے خسرہ پیمائش روزانہ کے اپنے اجلاس میں امینوں پر

تاکید فرماویں تاکہ اس کاغذ کو تبدیل نہ کر سکیں نیز مقرر ہوئے اس قدر واقف کار، دن سے
مطلع رہیں کہ کاغذ گوشوارہ پیش کردہ اُنکا معتبر سمجھا جاوے فقط

اسکے بعد جناب بابو پرسدہ نارائن سنگھ نے ایک منصب جدید کی ملازمت مناسب سمجھی
اور ۱۶ فروری ۱۸۳۳ء کو روبکار ذیل سے بابو تارنی چرن متر کی تقرری فرمائی۔

روبکار واقع تاریخ ۱۶ رمضان ۱۲۴۰ ف موافق ۱۶ فروری ۱۸۳۳ء باجلاس بابو پرسدہ
نارائن سنگھ صاحب۔

قبل ازیں بہ لحاظ دایر وزیر تجویز ہونے مقدمات کثیر کی کچہری امانت منصفی پرگنہ بہدوہی
مقررہ سرکار راجہ صاحب میں قطعہ روبکار محکمہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر سے معدودہ
۲۸ ماہ جولائی ۱۸۳۲ء خلاصہ اس مضمون پر موصول ہوا تھا کہ جب تک ضرورت رہے۔
ایک منصف امانت دار دوسرا مقرر کیا جاوے۔ چنانچہ جواب روبکار مذکور میں قطعہ
روبکار اس محکمہ کا مرقومہ ۱۸ اگست ۱۸۳۲ء بہ اندراج حالات مفصل کثرت ارجاع نالش
و سبب توقف انفصال مقدمات کچہری مسطورہ و استدعاء تقرر رسوم نالش بمد نظر انسداد
ارجاع نالش بیجا اور دائر ہونے مقدمات دعوی ہائے واجب و نیز عدم عود زیرباری
تقرر منصف کے اجلاس صاحب بہادر میں ابلاغ ہو چکا۔ اور محکمہ صاحب بہادر سے
نقل روبکار مذکور بغرض استصواب تقرر رسوم حضور صاحبان عالیشان صدر بورڈ میں
بھیجا گیا مگر حضور صاحبان والاشان سے تقرر رسوم کا بالفعل ملتوی رہا۔ بعد اوس کے
کہ مختار سرکار نے بلحاظ وقوع فتورات عظیم اختیارات خاصہ مفوضہ سرکار راجہ صاحب
میں درباب سماعت مقدمات مرافعہ اول کہ موافق قانون پانزدہم ۱۷۹۵ء و قانون
ہفتم ۱۸۲۵ء حاصل ہے اور موافق اُسکے کچہری امانت منصفی مقرر ہے ذریعہ دفعہ پنجم
مندرجہ واجب العرض معروضہ ۲۷ نومبر ۱۸۳۲ء درخواست موقوفی سماعت و تجویز
مقدمات ابتدا از محکمہ سپرنٹنڈنٹی سے اجلاس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر میں گذرانی۔

اور اجلاس صاحب بہادر سے بوجہ زیر تجویز ہونے مقدمات کثیر محکمہ امانت منصفی میں حکم ہوا
کہ جب آقا رسائی برائے چندے دوسرا منصف علاوہ منصف سابق کے مقرر کرینگے
اوسوقت البتہ مرافعہ اولی اُنکے یہاں ہوگا بعد اوسکے درصورت اپیل مرافعہ ثانی اوسکا
محکمہ میں ہوسکتا ہے۔ لہذا فی الحال تقرر ایک شخص منصف دیگر کا برائے چندے بنظر جلد
فیصل ہوجانے مقدمات کے مناسب متصور ہوا۔ اور جبکہ ضرورت نہ رہ جاوے تو بخیال
تخفیف اخراجات موقوفی منصف جدید میں کہ مراتب مرقوم الصدر سے برائے چندے
مقرر ہو رہا ہے سرکار راجہ صاحب کو اختیار رہے گا۔ اور چونکہ یہہ منصف جدید بغرض
جلد فیصلہ ہونے مقدمات کے اعانت منصف سابق میں مقرر ہو رہے ہیں۔ لہذا تقسیم
علاقہ کی بغرض سماعت نالش ضرورت نہیں ہے۔ اور چونکہ درخواست نالش ابتدا ہر دو
کچہری میں ہونے سے نقصانات وفتورات ہونگے مثلاً جبکہ مدعی نے عرضی نالش محکمہ
منصف سابق میں گذرانے تو مدعا علیہ اپنی عرضی نالش اوسی دعوے کی بابت محکمہ منصف
ثانی میں داخل کرے گا اور بتجویز سے اوسکے ہر دو محکمہ میں فتور کلی نمایاں ہوگا یا یہہ کہ یہ بھی
یقین ہے کہ جسقدر مقدمات کہ محکمہ منصف سابق سے فیصل ہونگے تو فریق مغلوب اُسی
دعوے کو دوبارہ محکمہ منصف ثانی میں دائر کرے گا اور بوجہ ناواقفیت منصف ثانی کے
حالات اس مقدمہ کے کچہری ہائے مذکور میں اختلاف ہوکر فتورات و بے سرشتگی وقوع
میں آویگی۔ لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوالات نالش ابتداً کچہری منصف سابق میں
دایر ہوں اور وہ جسقدر چاہے منصف جدید کو سپرد کرے اور اُنکی فہرست اپنے سررشتہ
میں رکھے تاکہ بوجہ مرقومہ بالا فتور واقع نہو۔ لہذا حکم ہوا کہ بابو تارنی چرن مترکو کہ قریب
ساٹھ برس کے ہیں اور آدمی نہایت ذی لیاقت ہیں اور مشاغل و عہدہ ہائے عمدہ کالج
میں مدت دراز سے بسر کر رہے ہیں عہدہ منصفی ثانی پرگنہ بہدوہی پر نظر بضرورت کار
برائے چندے مقرر کی جاویں اور نقل روبکار ہذا بہ ترصد صدور حکم منظوری و تقرر موصوف الیہ

اجلاس سپرنڈنٹ بہادر میں بھیجی جاوے اور قطعہ ثانی روبکار ہذا حضور بندگان مہاراجہ بہادر میں بامید مرحمت ہونے سند عہدہ مذکور کی بنام بابو موصوف مرسل ہو۔

مہاراجہ نے اپنے بعض امور کی اصلاح کیواسطے اسی سنہ میں مولوی گلشن علی صاحب کو الہ آباد میں صدر بورڈ کے حضور میں بھیجا وہاں سے تحریر صدر بورڈ محررہ ۱۷ مئی ۱۸۳۳ء آئی جو ذیل میں درج ہے۔

راجہ صاحب مشفق مہربان توجہ فرمائے مخلصان سلمہ اللہ تعالی۔ مکاتبہ سامی کہ ذریعہ مولوی گلشن علی صاحب آپ نے بھیجا تھا موصول و ملاحظہ میں آیا اور جو کچھ کہ اُنہوں نے زبانی گذارش کیا وہ سب سن لیا گیا۔ جو کلمات کہ از قبیل تسلی و خاطرداری اونسے کہی گئی ہیں وہ خود آں مشفق کے سامنے بیان کریں گے۔ دستخط صاحب صدر بورڈ الہ آباد۔

پھر طور ڈپٹی سپرنڈنٹ نے ۱۳ اگست ۱۸۳۳ء کو خط ذیل بنام مہاراجہ بابت درستگی کاغذات پرگنہ بھدوہی بھیجا۔

راجہ صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان سلمہ اللہ تعالی بعد اشتیاق ملاقات بہجت آیات کہ زیادہ از حد ولا تعد ہے مکشوف خاطر تودد مظاہر ہوتا ہے کہ نقل روبکار مرقومہ امروزہ درباب درستگی کاغذات پرگنہ بھدوہی ابتدائے ۱۲۳۲ف لغایۃ حال کہ باعث بیدخلی قانون گویوں کے نامرتب ہیں اور بندوبست درپیش شدہ میں ضرورت اونکی ہوگی ملفوف رقیمہ ہذا نزدیک اُس مشفق کے بھیجی جاتی ہے اور لکھا جاتا ہے کہ درباره درستگی کاغذات مذکور حکم مناسب صادر فرماویں ۱۳ اگست ۱۸۳۳ء۔ پھر ڈپٹی سپرنڈنٹ نے چند اشخاص کے اضافہ کو لکھا جو مرقومہ ۲ ستمبر ۱۸۳۳ء تھا وہ یہ ہے راجہ صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان سلمہ اللہ تعالی۔ بعد اشتیاق ملاقات بہجت آیات کہ زیادہ از حد ولا تعد ہے مکشوف خاطر تودد مآثر ہوتا ہے کہ چونکہ بندوبست پرگنہ بھدوہی درپیش ہے اور عنقریب بعد پہونچنے چٹھی کے صدر بورڈ سے شروع ہوگا اور تحریر نقول کاغذات

جمعبندی منتخب وروبکاری وغیرہ کی آپکے پاس بھیجنی ضرور ہوگی اور اس کچہری میں بالفعل
بہت سا کام درپیش ہے اور خرچ ہر مشاہرہ محرران تا بندوبست زیادہ پڑتا ہے۔ لہذا
آن مشفق کو لکھا جاتا ہے کہ اگر ان صاحب چند محرروں کو برائے چندے یہاں پر متعین
کردیں تو بہتر ہوگا تاکہ تحریر نقول کاغذات کی جلد ہوجاوے اور کام بھی جلد تر ختم ہوجاوے
کیونکہ آغاز بندوبست مذکور قبل شروع تحصیل مالگذاری ۱۲۴۱ف مناسب ہے۔
راقم مؤلف عرض کرتا ہے کہ یہ سپرنڈنٹی برابر قایم رہی تا اینکہ بعد عرصہ کے زمانہ مہاراجا ایشری
پرشاد نارائین میں کچھ اصلاح برائے نام ہوئی مگر زمانہ مہاراجہ پربھو نارائین سنگھ والی حال
میں وہ برخواست ہوئی اور تمام تر اختیارات مہاراجہ کو ہوئے جسکا ذکر اونکے حالات
میں انشاء اللہ آوے گا۔
۲ ماہ فروری ۱۸۳۳ء کو ایک تحریر گورنر جنرل اشرف الامرا لارڈ ویلیم کونڈس بنٹنگ گورنر
جنرل کی آئی کہ اینجانب موسم سرما میں پہاڑ شملہ وسباٹو سے جانب کلکتہ راہی ہوئے۔ اور
۲ فروری کو کلکتہ پہونچ گئے چونکہ آپ کو خوشنودی ہوگی لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ اینجانب
کو زبان فارسی سے آشنائی نہیں ہے اور اطمینان خاطر اس بات میں ہے کہ جو کچھ مرکوز
خاطر ہوں وہ ایسی عبارت والفاظ سے ہو جس میں تغیر وتبدل کو دخل پانے کا موقع نہ ملے
لہذا اجرا سلسلہ مراسلات کا اپنی زبان میں مناسب جانکر انگریزی زبان میں خط شوق لکھا
گیا یقین کہ مردم انگریزی داں کا آپ کو ملجانا امر سہل وآسان ہو۔ معہذا جب تک ایسا
شخص دستیاب ہو اینجانب دریافت وتفہیم مطلب کے واسطے ترجمہ فارسی کا بھی
حکم کرے گا۔ امید کہ اینجانب کو خواہان مژدہ خیریت خود معلوم کرکے تحریر سے خوش کرتے
رہیں۔ دستخط گورنر صاحب

سفر مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ جانب کلکتہ ہونا اور گورنر جنرل کا بمدارا پیش آنا.

چونکہ بندا پرشاد صاحب ہزاری مہتمم کاروبار تھے اور جائداد وغیرہ کی خریداری جانب مہاراجہ سے کرتے رہے - لہذا اون سے بخیال حفظ ماتقدم اقرار نامہ ذیل لکھوالیا گیا

منکہ بندا پرشاد ہزاری ساکن رام نگر ہوں - جو علاقہ جات کہ نام منمقرے زمینداری یا رہن خواہ بیع خواہ نیلام یا خریداری نیلام دار سے خواہ مستاجری یا بہ طور ٹھیکہ داری محکمہ کلکٹری یا دیگر محکمہ سے تاریخ تحریر وثیقہ ہذا سے بندوبست ہوں مالک ومختار ہر ایک علاقہ جات مذکورہ کے حضور مہاراجہ صاحب ہیں منمقر و وارثان منمقر کو کوئی علاقہ و سروکار نہیں ہے و نہ ہوگا - اقرار کرتے ہیں و لکھے دیتے ہیں کہ اگر کبھی منمقر یا وارثان منمقر دعوے کریں تو کاذب و باطل ہو لہذا یہہ چند کلمہ بطریق دستاویز کمل برضا و رغبت خود لکھدیا کہ وقت حاجت سند ہو۔ تحریر تاریخ ۲۷ ماہ جمادی الثانی و سنہ ۱۲۳۹ف مطابق سنہ ۱۲۴۷ھ و ۳ نومبر سنہ ۱۸۳۱ع و کاتک سودی تیرس سمت ۱۸۸۸ بکرماجیتی -

انہیں ایام میں مہاراجہ نے بہر قصد ملاحظہ و معائنہ و سفر کلکتہ کا کرکے حضور گورنر جنرل سے اجازت چاہی اور عرضی بھیجکر وہاں سے حکم منگوایا تا انکہ خط ذیل بنام مہاراجہ آیا -

رفعت و عوالی پناہ معتضد دوستاں سلامت - عرضی اوس رفعت پناہ کی متضمن اس امر پر کہ اسکے قبل سنہ ۱۲۲۹ف مطابق سنہ ۱۲۳۷ھ و سنہ ۱۸۲۱ع میں معابدہائے متبرکہ واقع دیار مغربیہ مثل متھرا و بندرابن وغیرہ کے اور اسی ضمن میں سیر مکانات عجیبہ و غریبہ مانند روضہ تاج محل و دیگر نوازمات سے بہرہ اندوز سعادت و انبساط ہو چکے ہیں اور بالفعل بھی تیرتھ ہائے

اطراف لکھنؤ وفیض آباد سے فراغت کر چکے ہیں اب کمال تمنا سے خواہش رکھتے ہیں کہ زیارت معابد متبرکہ سے مستفید و مستعد نیز ملازمت ایں جانب سے فائز ہوں۔ لہٰذا خاص طور سے اس معاملہ میں اجازت چاہا ہے تاکہ حسب دستور اُنکے واسطے اجازت حاصل ہو اور بنام صاحب ایجنٹ بنارس حکم جاوے کہ چٹھیات موسومہ صاحبان مجسٹریٹ و کلکٹر کو بنا بر حفاظت راہ رسانی و نیز افسر فوج کو بغرض تعیناتی تلنگہ ہائے چوکی و پہرہ لکھکر حوالہ اوس معتقد کے کریں مع دیگر مراتب محبت و عقیدت پہونچکر نظر سے گذری اور مندرجہ پر اطلاع ہوئی۔ چونکہ حاجت روائی ہر قسم کے مقاصد تمام متوسلان اس سرکار دولت مدار کی خصوصاً اس رفعت پناہ کی دل سے منظور خاطر اینجانب ہے۔ لہٰذا فور خوشنودی وطیب خاطر سے اجازت امور مذکورہ میں صادر کی گئی جب چاہیں اس طرف کو روانہ ہوں۔ نیز اس معاملہ میں صاحب ایجنٹ بہادر کو بھی لکھا جا چکا ہے اطلاعاً لکھا گیا۔

دستخط انگریزی لارڈ بنٹنک صاحب گورنر جنرل۔

ایجنٹ صاحب نے حسب دستور چٹھیاں ہر مجسٹریٹ ضلع کے نام بغرض رسد رسانی و حفاظت راہ پہرہ و چوکی بھیجا اور مہاراجہ نے ساعت نیک میں سوار ہوکر براہ دریا معابد ہائے متبرکہ مثل بیجناتھ وغیرہ کے پرستش کرتے ہوئے وارد دار الامارت کلکتہ مع سب سامان تجمل و ہاتھی و گھوڑے وغیرہ کے ہوئے اور گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ بہادر نے بڑی عزت کی اور حسب قواعد مہانداری اُنکے ملازم قواعد و ضوابطہ سے بری ہونا مشہور کیے گئے۔ اور پھر واپس بنارس مع الخیر ہوئے۔

۱۸۳۳ء میں چونکہ سڑک بنارس سے الہ آباد تک نکالی گئی چونکہ تعلقہ لوتہ مہاراجہ کا درمیان میں تھا لہٰذا تحریرات بابت معاوضہ ہوتی رہیں۔

۱۸۳۳ء میں گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ نے بنارس میں اپنا دوسرا دربار ۲۴ جنوری ۱۸۳۳ء کو کوٹھی کلاں صاحب بہادر بنارس میں وقت واپسی کلکتہ کیا تو تین بجے

دن کو مہاراجہ نے شرف ملازمت گورنر حاصل کیا اور دیر تک گذارش حالات کرکے عطر و پان پاکر رخصت ہوئے مہاراجہ کے بعد دوسرے درباری حسب درجات مراتب گئے۔

سنہ ۱۸۳۴ء میں شادی دختر بابو دیپ نرائن سنگھ ہوئی اور پروانہ راہداری راہ ہتوا بتیا تملوئی کا ہوا۔

سنہ ۱۸۳۴ء میں چونکہ ذریعہ مہاراجہ ناظم بنگالہ نے کچھ فرمایشات منگوائی تھیں اور اونکو مہاراجہ نے بھجوا دیا تھا لہذا خط ذیل ناظم بنگالہ نے بھیجا۔ شہامت و عوالی مرتبت ابہت و معالی منزلت عزیز القدر راجہ اودیت نارائن سنگھ سلمہ اللہ تعالی۔ عرضداشت آپکی مع بدری دوشالہ وغیرہ بتاریخ ۲۰ ماہ بھادوں سنہ ۱۲۴۱ بنگلہ معرفت کرنل کاب صاحب ایجنٹ بہادر مرشدآباد حضور میں پہونچی اور بند تفصیل مرسلہ سے تمام اسباب کا مقابلہ ہو کر پوری طور پر پایا گیا۔ درباب قیمت دوشالہ وغیرہ مبلغ دس ہزار چھ سو چوبیس روپیہ ڈیڑھ آنہ کہ لکھا تھا منجملہ اسکے سات ہزار روپیہ سابق میں بھیجا گیا ہے اب بقیہ یعنی تین ہزار چھ سو چوبیس روپیہ ڈیڑھ آنہ معرفت کرنل کاب صاحب ایجنٹ بہادر بھیجا جاتا ہے لازم کہ وثوق سعادتمندی و جاں نثاری سے اسباب حضوری کو تیار و آراستہ کرکے بھیجیں اور ہمیشہ عقیدت و ارادت تام سے تقدیم امر حضوری میں مستعد و سرگرم رہیں مصدرہ ۲۳ ماہ بھادوں سنہ ۱۲۴۱ بنگلہ مطابق ۱۸ اگست سنہ ۱۸۳۴ء

چونکہ اسی سنہ میں تحصیلداران ضلع مرزاپور مہاراجہ پر بعض انگریزوں کی وجہ سے نئے قسم کا برتاؤ ہوا۔ لہذا مہاراجہ کو اوسکی بابت لکھنا پڑا۔ وہ تحریر یہ تھی۔

صاحب والا مناقب فیضرسان ملجاء نیازمنداں سلمہ اللہ تعالی۔ بعد گذارش مراتب نیازمندی ہائے ملتمس خدمت یہ کہ پیشگاہ اہالیان سرکار فیض آثار سے جیسا کہ عزت و پاسداری مستمندی کی مطمح نظر کیمیا اثر ہوتی آئی ہے اوسکے بیان کی احتیاج نہیں ہے اور

قطع نظر اقتدار و اختیارات کے کہ مقتضائے عہدنامہ سرکار اور از روے قانون پانزدہم
۱۷۹۵ء مخلص کو حاصل تھا از روئے قانون ہفتم ۱۸۲۹ء بھی ثابت ہے کہ صاحبان
کلکٹر اضلاع جسقدر اقتدار و اختیار محال کلکٹری اپنے میں رکھتے ہیں اوسیقدر اختیار و
اقتدار علاوہ ملکیت و زمینداری کے محالات بھدوہی وغیرہ میں مستمند کو حاصل ہے۔
اسی مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ جسقدر اقتدار و اختیار تحصیلداران و سزاولان کلکٹری کو
ہر ایک پرگنات میں ہے تحصیلداران و سزاولان خاص مستمند کو بھی اوسیقدر اختیار و
اقتدار ہے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ کسی قانون سے مفہوم نہیں ہوتا کہ اگر کسی موضع میں واردات
نقب زنی ہو تو وکیل سرکار یا تحصیلدار و سزاول مقرر کردہ صاحب کلکٹر بہادر مدعا علیہ
اوس مقدمہ کے ہوکر ماخوذ عدالت فوجداری ہوں برخلاف اسکے صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع
مرزاپور نے ایسی واردات میں کہ جوابدہی اوسکی مطلقاً عملہ تحصیل مستمند سے تعلق نہیں
رکھتے تحصیلداران و سزاولان علاقہ مخلص کو جوابدہی نقب زنی و دزدی وغیرہ واردات
واقعہ بھدوہی وغیرہ میں محکمہ فوجداری میں طلب کریں اور زمانہ دراز تک حاضر رکھکر
حکم جرمانہ کا صادر کریں اور مختار مستمند کو حکم فرمایا ہے کہ مچلکہ اس بات کا داخل کریں کہ کبھی
دیہات بھدوہی میں واردات نقب زنی و دزدی و بدمعاشی نہ ہونے پاوے ورنہ روپیہ
جرمانہ شرط مچلکہ کا لیا جاوے گا۔ اس وجہ سے مخلص بہت حیران ہے کہ باوجود جاری
ہونے تمام قوانین نظم و نسق کے تمامی ملک سرکار میں ابتک انسداد ان تمام واردات
کی صورت نہ ہوسکی تو مستمند کیونکر انسداد ان تمام امور کا کرسکتا ہے علی الخصوص چور و
بدمعاش پرگنہ بھدوہی کے تمامی راج بنارس میں ضرب المثل ہیں کیونکر ہوسکتا ہے کہ
اخلاص مندان سب کو بدمعاشی سے روکے۔ اگر میرا مختار مچلکہ نہ لکھتا تو کیا عجب کہ صاحب
مجسٹریٹ عتاب فرماتے اور اگر لکھدیں تو روزانہ کہاں سے جرمانہ نقب زنی و بدمعاشی
چوروں کا خزانہ مخلص سے ادا ہوسکے گا اسیطور سے جو تحصیلدار و سزاول کہ ایسے امور میں

ماخوذ عدالت ہوئے اور اپنے عہدہ سے غیر حاضر رہے تو نقصان ہزارہا روپیہ کا مستمند پر عاید ہوا اور بالکلیہ تحصیل بند ہوئی لہذا مترصد عنایات ہوں کہ بہ مقتضائے معدلت گستری ایسا حکم نافذ ہو کہ تحصیلداران وسزاولان علاقہ مستمند کے اس قسم کے مواخذہ سے محفوظ رہیں اور طلب مچلکہ مختاران مخلص سے ایسے امور میں کہ سراسر خارج حد اختیار رہے ہے موقوف ہو اور نقصان وخسارہ زرہائے خطیر کہ بسبب بند ہونے تحصیل کے بوجہ طلب سزاولان وتحصیلداران ہوتا ہے دور ہو کر مستمند شکر گذار معدلت گستری سامی ہو۔

۲۵- نومبر ۱۸۳۴ء مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ

انتقال مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ

مہاراجہ ۱۸۳۵ء میں انتہا درجہ کو بیمار ہوئے دوا وعلاج نے کچھ فائدہ نہ بخشا تا اینکہ اونتالیس سال، ۱ ماہ حکومت عدل وداد وجود وسخا سے کر کے ۵ر ذی حجہ ۱۲۵۰ھ مطابق جیت سودی جیٹھ سمت ۱۸۹۲ بکرماجیتی و ۱۲۴۲ف روز شنبہ کو انتقال کیا۔
تمام اعزا کو انتہا درجہ کا غم ہوا کیونکہ اُس وقت تک کنور ایشری پرشاد نرائن سنگھ بہت صغیر سن تھے آخر حسب رسم شرفاء ہنود مقام مرن گنگا پر صندل کی لکڑی سے جلائے گئے۔

نتیجہ حالات مہاراجہ اودیت نارائن سنگھ صاحب

مہاراج ۱۲۱۰ھ مطابق ۱۷۹۶ء میں مسند نشین ہوئے ۵ر ذی حجہ اور ۱۲۵۰ھ مطابق ۴- اپریل ۱۸۳۵ء میں انتقال کیا۔ مہاراجہ صاحب مذکور بلند قامت اور خوبصورت تھے۔ انکے زائچہ سے انکا خوش تقدیر ہونا منجمین نے لکھا اور ویسا ہی ظہور میں آیا۔

ود بارہ صبح رعایا بنارس وانگریز بڑی نیکنامی حاصل کی اور خلعت پر پالکی نقرئی اضافہ کرکے گورنمنٹ سے لیا۔ انہوں نے ہر شوق میں اپنا نام کیا۔ علاوہ دیگر شوق عیش وعشرت کے شکار ہر قسم کا کیا تسم بندوق سے شکار شیر کرتے ایسا ہی جانوران شکاری باز و بحری وغیرہ سے شکار طیور کرتے سفر کرکے اپنا نام مشہور کیا دلی سے کلکتہ تک سفر کیا حالانکہ اوسوقت ریل وغیرہ نتھی تمام عالم کو اپنے فیض سے مالامال کیا۔ اکبر ثانی بادشاہ دہلی سے خطاب فرزندی پایا اور ساتھ اسکے ماہی مراتب نالکی وغیرہ لائے اور وقت ملاقات مہاراج سے بہت خوش ہوئے دارالامارت کلکتہ میں مع سامان تجمل ہاتھی وغیرہ کے گئے اور گورنر جنرل لارڈ ہنٹنگ بہادر نے بڑی عزت کی اور حکم دیا کہ مہاراج مع سب سامان ہاتھی وگھوڑے وغیرہ کے اویں اور حسب طریقہ مہانداری انکے لازم قواعد وضوابط سے بری مشہور کئے گئے۔ حالانکہ شمس الدولہ کربلا جاتے وقت اسی سامان تجمل کیوجہ سے شہر میں نجاسکے۔

ہولی منگل کا میلہ علاوہ رام لیلا کے بڑے اعتقاد سے کرتے ہزاروں سادھو سنت ایکماہ تک کہاتے اور وقت رخصت کچھ دیکر رخصت کئے جاتے۔

مہاراج کو ہر کارخانہ سے شوق تہا اور ہر فن کے اہل کمال ملازم تہے بعد محمد شاہ خاتم السلاطین بابریہ کے نواب آصف الدولہ کے دربار میں اہل کمال ملازم وحاضر تہے اور آصف الدولہ کے بعد پہر مہاراج کی محفل تہی علاوہ ہنرمندان دانشور وعالمان والاقدر وسپاہیان دلیر وپہلوانان ہم ہمت شیر ونشیان فصیح البیان وبخشیان حساب دان ومتصدیان کارگاہ ومصاحبان ہواخواہ ومصوران مانی مثال وصاحبان فن اہل کمال گئے ارباب طرب خوش الحان کہ ہر یک یکتائے ہندوستان تہے ملازم تہے۔ امراء با توقیر ونیسان امیر ابن امیر مثل نواب میر تقی خلعت زین العابدین خاں ومیر شیر علی کہ باعتبار ریاست اپنے علاقوں کے ضلع میں بلقب راجہ مشہور تہے۔ حاضر دربار مہاراجہ رہتے۔

مہاراج کو اگرچہ شکار چرند و پرند کا کوہستان کیرا منگرور۔ بعد وہی میں شوق تہا مگر شیر افگنی

کو سب پر ترجیح تھی۔ بندوق کی گولی چلانے میں ایسے ماہر تھے کہ کوئی اونکا نظیر نہ رکھتا تھا کھانے کا بھی کمال شوق و ذوق تھا۔ غرضکہ جملہ اشغال اعتدال سے تھے اور تمام مقربین باینہمہ مالامال تھے۔ انکے علاوہ عمارت کا بھی انتہا کو شوق تھا عمارات عالیہ چکیا کھیا الہ آباد وغیرہ میں کئی لاکھ کی بنوائیں۔ انکے علاوہ مندر باغ تالاب بنوائے اور خریداری کوٹھیان بنارس مرزاپور غازی پور میں لاکھوں روپیہ خرچ کیا۔

صاحبان انگریز کی مدد ہمیشہ کی اور جب انکے خلاف رعایا یا کسی اطراف کے راجہ نے سر اوٹھایا اور اطاعت سے باہر ہونا چاہا تو انہوں نے اپنی صلح کل طبیعت سے اوسکی اصلاح کر کے تمغۂ خیر خواہی اور خلعت خوشنودی لیا۔ زمانہ مہاراجہ میں راماین بالتصویر جسمیں ہر ایک چوپائی (رباعی) و دوہے و شعر کے موافق تصاویر حسب مضامین ہیں سمت ۱۸۵۳ف جیت سدی نو مطابق ۱۷۹۶ء سے لکھنا شروع ہوئی اور کنوار سدی دو سمت ۱۸۷۱ مطابق ۱۸۱۴ء کو اختتام پائی + مہابھارت جو کہ زبان سنسکرت میں تھی اور کوئی ترجمہ صحیح نہ تھا اسکو سمت ۱۸۷۱ مطابق ۱۸۱۴ء سے ترجمہ کرانا شروع کیا اور سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۸ء میں ختم ہوکر سمت ۱۸۹۶ مطابق ۱۸۳۹ء میں کلکتہ شاستر پرکاش میں طبع کرائی گئی۔ ان ہی مہاراج نے چالیس ۴۰ برس ریاست کی۔

ذکر اکابر ملازمان راجہ اودیت نرائن سنگہ صاحب

منجملہ اُنکے منشی سیتل سنگہ پسر لالہ بشن سنگہ متخلص بیخود تھے یہ ایک معزز افسر تھے اور عجب صفات ان میں جمع تھے خطاط خطوط ثلثہ نستعلیق و شکستہ و شفیعہ تھے۔ شاعر نازک خیال و منشی واقف الحال تھے عربیت و فارسیت میں یکتائے عصر و انتظام امور ریاست میں فرید دہر تھے خیر خواہ سرکار عالی مرجع ادانی و اعالی تھے حلیم حاضر جواب انیس شیخ و شاب تھے ماہر فنون حکمیہ نقاد دقائق ادبیہ تھے۔ اسکے علاوہ محرم راز و مسکین نواز تھے فیض تعلیم بھی جاری رہتا منشی پوکھ نرائن انکے شاگرد خلف منشی گردھاری لال بڑے رتبہ کو پہونچے اور میر منشی رہے انکی تصنیفات سے خیالات بیخودی و شرح بعض اشعار، فصول الحکم وغیرہ ہے انکے والد لالہ بشن سنگہ قدیم ملازم ریاست ہیں جو جنگ قلعہ بجے گڈہ میں ہمراہ راجہ بلونت سنگہ

تھے و پنڈت کنھیالال مصنف بلونت نامہ بھی آپکے شاگرد تھے۔

ملاحظہ ہو بلونت نامہ کنھیالال

۱۵ دسمبر مطابق اگھن سدی پورنماشی بعارضہ فالج مبتلا ہوئے اور ۱۹ دسمبر مطابق ۳ پوس سمت ۱۹۱ و ۱۶ ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۲۷۰ھ انتقال کیا۔

ذکر مولوی گلشن علی صاحب دیوان ریاست

یہ بزرگ ضلع جونپور موضع مسونڈا عرف لگگاؤں کے رہنے والے تھے علم عربی میں انتہا کا فضل و کمال رکھتے تھے انکے شاگرد و بڑے بڑے ذی استعداد اشخاص بنارس میں گذرے ہیں اپنی وضع علم کو آخر تک نباہا باوجودیکہ دنیا کے کاموں کو بھی اچھی طرح سے جانتے تھے۔

بیس برس کے سن میں بعد تحصیل و تکملہ علوم عربی اپنے وطن خاص جونپور میں ابتداء طبابت سے کی مگر چونکہ انتہا کی احتیاط تھی لہذا بخیال مواخذہ اخروی اوسکو ترک کیا۔ پھر منصف بمشاہرہ دو سو روپیہ ماہوار از جانب سرکار انگریزی رہے مگر چونکہ اس میں بھی فتوی دینا تھا جو خلاف طریقہ احتیاط ہے لہذا اوسکے ترک پر تحصیلداری کہ بطور ٹھیکہ مع ملازمین و عملہ خود کے ہوتے تھے قبول کیا اور دہلی میں چندے بسر کیا۔ پھر باعتبار غلو مذہب خود محرم میں رخصت نہ ملنے سے برخاستہ ہوئے۔ تا اینکہ بحصول رخصت دوسرے ایام میں وطن میں آئے تھے چونکہ اوس زمانہ میں صاحبان علم و فضل کی قدر بحدے تھی اور موجودہ زمانہ کے بی اے کے طور پر معزز سمجھے جاتے تھے لہذا مہاراجہ ادویت نارائن سنگھ صاحب نے انکے علم و فضل کے ساتھ دنیا کا کام کرنا معلوم کرکے اونکو بغرض ملاقات بذریعہ پروانہ کہ بذریعہ شتر سوار بھیجا تھا بلوایا اونکے حاضر ہونے پر تکلیف قیام دیا اور دو سو روپیہ ماہواری مقرر کیا۔ مولانا بدستور

حاضر رہے تا اینکہ مہاراجہ آنجہانی کے بعد مہاراجہ الیشری پرشاد نرائن سنگھ چودہ برس کی عمر میں مسند نشین ہوئے۔ اونکو مولانا نے کاغذات ملک کی تحریر و حکم لکھوانا و تجویزات فیصلہ لکھوانا تعلیم دیا جسکو مہاراجہ مذکور نے آخر عمر تک سپاس گذاری کے راہ سے بیان فرمایا ہے۔

تا اینکہ اونکی زوجہ اولی کا انتقال ہوگیا اور دوسرا عقد مولانا نے غازی پور میں کیا اور پھر بغرض حج و زیارت مشاہد مقدسہ روانہ ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ ریل کا کیا ذکر جہاز دخانی کا رواج بھی نہ ہوا تھا وہاں پہونچکر ۱۰ برس قیام کرکے حج کعبہ و زیارت مشہد مقدس و کربلا معلی سے مشرف ہوئے۔ اس قیام کے زمانہ میں سرکار مہاراجہ الیشری پرشاد نرائن سنگھ نے صرف ایک موضع ٹہیکہ ڈیہی کنہرا واقع علاقہ بہدوہی میں دوسو روپیہ کی خاص طور سے واگذاشت تھی اور مولانا کی اولاد سے کہ ہمیشہ زمینداری آبائی رہتے ہیں اپنے حسن انتظام سے بہت کچھ اور اضافہ کر رکھا تھا تا اینکہ مولانا واپس آئے اور اپنے مکان میں قیام پذیر ہوئے کہ مہاراجہ موصوف نے ہزاری صاحب کو بھیجکر بلوایا اور تنخواہ بدستور جاری کی اور رسوم خزانہ چارسو روپیہ ماہوار کا مولانا کو علاوہ دوسو روپیہ تنخواہ بنام اونکے صاحبزادے کے جاری کی اور رعایت ٹہیکہ بدستور جاری رہی۔

بعد ۲۰ برس کے پھر سفر کربلا معلی کیا اگرچہ قصد واپسی نہ تھا مگر اصرار مہاراجہ سے واپسی کا وعدہ کرلیا تاہم وہاں قیام ۶ برس کئی ماہ رہا اور وہاں بھی تقسیم روپیہ جو ذریعہ بالیو تہ ہوتے اونکے ذریعہ سے رہی۔

جب اصرار مہاراجہ بابت واپسی ہوا تو ہزار روپیہ زاد راہ کے نام سے گیا تو واپس ہوئے اور بمبئی میں تار پہونچا کہ آپ بخط مستقیم رام نگر آویں چنانچہ ممدوح رام نگر پس آئے اور بعد تین چار برس کے انتقال کیا ان کی اولاد ابتک معزز عہدوں پر سرفراز ہیں جن کا تذکرہ اپنے اپنے موقع پر ہوگا۔

تمت تمام شد

صحت اغلاط تاریخ بنارس حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
	۱۷	ملکہ اور آگے	۔	۱۸	۱۰	فخلوق	مخلوق
		قدم	۔	۱۹	۸	دسور	دستور
	۳	تے	آتے	〃	۱۰	امراجات	اخراجات
۳	۱	دریا	دریا بنارس میں	〃	〃	مشو	حشو
〃	۷	جلہ	جملہ	۲۱	۳	التمہ ۱۰	التمغا
〃	۱۳	زمانہ	۔	〃	۱۴	ممروس	محروس
〃	۲۱	مادی	حاوی	۲۲	۳	محال	محال
۵	۱۴	اماد	امداد	〃	۸	ماگیر	جاگیر
〃	۱۵	مرض	عرض	〃	۱۳	مقروقہ	مسروقہ
۶	۱۴	پونجی	یونہی	۲۲	۱۵	لواحق	لواحق
۸	۵	جاکہ	جاکر	۲۳	۳	وزبلند	وزمیند
۸	۱۲	حقیقت	حقیّت	〃	۱۷	ساعی	مساعی
۹	۵	معالات	محالات	〃	۲۱	روما	رود
۱۰	۱۶	ایتی	امینی	۲۳	۲	محال	محال
۱۲	۱۸	معاید	عاید	〃	۴	وصدہ	[illegible]
۱۴	۵	سیتیدی	سہ ہتدی	۳۲	۲۱	مجھے	سمجھے
۱۵	۱۱	چالیس	چھیالیس	۳۵	۲۰	ماس	پاس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱	۵	شان	سیاحان	۹۴	۵	نے لاسے	نہ لانے
″	۱۰	) خود	خود	۹۵	۱۸	ایڈیہو.	ایڈیہوسنگ
۴۲	۳	سموامنز	سموالمنز	۱۰۰	۶	ساب	حساب
″	۲	کا	نے	۱۰۳	۱۱	بہوادل	بہوال
۴۵	۱۰	خراج صدر	خراج صدر	۱۱۷	۱۲	صاحب	صاحب نے
۵۰	۱۲	سیاحہ	سیاہہ	″	۱۹	و	جو
۵۴	۲۰	کہاگیا	لکہاگیا	۱۲۰	۱۲	و مناسب	٠
۶۵	۲۱	مصفہ	مصنفہ	۱۲۷	۱۳	دستورلعل	دستورالعل
۶۸	۱۸	خطاب نواب	٠	۱۳۳	۱۰	میں	متن
		گورنرجنرل	٠	۱۳۹	۸	جارہے	جارہاہے
″	۱۹	خاطر	خاطرخطاب	″	۱۵	و	ہتو
۶۹	۱	توجہی	توجہی	۱۴۸	۶	بھجوترائن	محبوب نرائن
۷۱	۲۰	جاگیرمیں	٠	″	۷	کر	کو
۷۳	۱۳	معزالدر	معزالیہ	۱۴۹	۲۱	ووصہ	دووجہ
۷۵	۸	جگردیو	جگردیولہ	۱۶۸	۱	نیب	منیب
		جگردیو	جگردیولہ	″	۱۲	ہر	بر
۷۹	۶	نہایت	نیابت	۱۵۹	۴	ممایت	حمایت
۸۸	۴	آچلے	آچکے	۱۹۵	۴	ہوتا	ہونا
۸۹	۱۳	گذراتاتا	گذراتا	۱۹۶	۱۴	اظہر	اطہر
″	۱۸	اوسکو	اوسکو	۱۹۹	۱	سینے ودیکھے گا	سینں ودیکھیں گے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۵	بہادر	بہادرسے
۱۷۵	۱۹	کہتا تاتا	کہتا ماتا
۱۷۹	۱۱	اختیار ہے	اختیار رہے
۱۸۲	۱	مفسدان	مفسدوں
″	۴	″	″
″	۱۷	تہا	۔
″	۱۸	میں	تک میں
۱۸۳	۱۰	ع تا ۱۱	ص تا ۱۳۱
۱۸۵	۱۵	ہوئی	ہوتی
۲۰۳	۵	بہادوں سمت ۱۸۵۲	کنوار سمت ۱۸۸۲
۲۰۴	۲	فراخ	فراغ
″	۱۳	عامل ہوکر	عامل رہ ہوکر
۲۰۸	۳	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۰۱ میں
۲۱۰	۱۴	اسٹور	شتور
۲۱۱	۳	سے	ملے
۲۱۲	۱۰	مردوں	مقرون
۲۱۹	۷	قسم	ہر قسم
۲۲۱	۴	رستہ	رتبہ
۲۲۳	۹	دیتے	دنیا
″	۱۷	تہے	شہ تہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۷	ممروسہ	محروسہ
۲۳۳	۲۰	سو بیگم	بہو بیگم
″	۲۱	پوتے	پوتے
۲۳۵	۱۶	مساجر	مستاجر
″	۱۷	سی	اسی
۲۳۶	۷	درسات	درسیات
۲۳۶	۱۲	بولیا	بنوایا
″	۱۳	میں	میں رہا اور
			اب
″	۱۶	اسدار	اسٹیشن اٹک
۲۴۰	۹	عل	محل
″	۲۰	تلوار	تلوار مارتا
۲۴۱	۱۲	محص	ملخص
۲۴۵	۰	۳۴۵	۲۴۵
″	۱	کے	کے لحاظ سے
″	۹	بعد اختلاف	۔
		امراء وزیر علی	۔
		خاں	۔
۲۴۶	۲	مد	عہد
۲۴۹	۳	بادجود کے باغ	باوجود اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۱	۲۱	دال سور دال	۔
۲۵۲	۱	مونگ دال مسور	۔
۲۵۴	۷	مرحس	متوحش
۲۵۶	۵	تاریخ	تاریخ نما
〃	۱۷	ادراہ	انزراہ
۲۵۷	۲۱	جوانی	جوانی
۲۶۳	۸	گرے	نکرے
۲۶۵	۳	وحشین	وشنیں
〃	۸	سال قید لکھنو	سال قید لکھنو شعبان سنہ ۱۳۱۲ھ دوشنبہ ۱۸۹۹ء
۲۷۰	۱۱	عالی قدر	عالی قدرلہ
۲۸۱	۹	ایکروز	ایک کرور
۹۰	۱۶	مٹی	مٹھی
۲۹۲	۱۸	الساحت	المباحیت
۲۹۳	۱۱	لوا	پونا
۲۹۶	۱۳	حالم	عالم
〃	۴	جرای	بھرای
۳۰۱	۱۵	اندوران	خاندوران
〃	۱۹	مہاراجہ	ومہاراجہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۱	۱۹	و	۔
۳۰۲	۴	نعمت	نہمت
۳۰۳	۲۰	مشرف	مسرت
۳۰۴	۱۰	ڈیم	
۳۰۵	۲۱	سدت	سمات
۳۰۸	۱۷	جورہ	جزیرہ
۳۱۰	۲۱	وشیعہ	وسیعہ
۳۱۵	۱۱	بزباد	برباد
۳۱۲	۱۸	امرار	اصرار
〃	۲۱	۔	مسرت خاطر نسبت اس معتقد
۳۲۵	۳	دکہادیا	رکہادیا
۳۲۷	۱۳	سے	۔
۳۳۲	۸	اپل	اپیل
۳۳۳	۱۵	لمحو	لکھنو
۳۳۷	۹	لون	لمون
۳۳۹	۷	صرکر	کلکتہ
۳۴۷	۱	ساعدت	ساعات
۳۴۸	۴	اور جگر	۔
۳۵۲	۲۱	اسصال	استیصال چاہا
۳۵۵	۱۰	بالطابۃ	بالبدایۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۸	۱۵	قلعہ آباد	قلعہ الہ آباد
۳۵۹	۱۱	کہانا کر کے	کہانا کہا کر
۳۶۸	۱۴	ملاحظ	ملاحظہ
۳۶۹	۹	ری	ہماری
۳۷۰	۸	کی کو	کو کہ
۳۷۱	۷	متیر	سفیر
۳۷۲	۴	لہ	کر
"	۶	سوا	سوار
۳۷۳	۲	سوبرج مل	سبرج مل
"	۶	نہاے	نہایت
۳۷۵	۲	سردار اوبنر	سردارو نیر
"	۸	مد	مدد
۳۷۶	۳	سمجھ	سمجھکر
"	۱۲	حصار	حصار
۳۸۱	۲۰	حاصل	محاصل
۳۸۲	۱۳	ہو چکا اگرچہ	ہو چکا
	۱۸	ہوتا ہے	ہوتا ہے یعنی
			سنہ ۱۱۸۹ حاصل
			ہوتے ہیں۔
۳۸۳	۱۴	لڑکے	لڑکی
۳۸۴	۱۹	منجملہ	منجملہ ملک
۳۸۷	۱۵	کوکر	کوکہ
"	۲۴	قرار	فرار
"	۱۸	فاحش	فاش
۳۹	۱۳	مرا	میرا
۳۹۵	۷	ہوئی تہی	ہوا تہا
۴۰۰	۸	شہر	جو شہر
۴۰۳	۲	مال	حال
۴۰۹	۱۰	بیگم صاحب	بیگم صاحبہ
"	"	سہ لیڈی صاحب	یہ لیڈی صاحبہ
۴۱۴	۱۷	ٹہا	ٹہاکر
۴۱۸	۷	ہمراہ	ہمراہ نہ
"	۱۳	ندر	اندر
"	۱۸	ولیا	ویسا
۴۲۱	۱۴	مذکو	مذکور
۴۲۲	۱۶	بہڑے	بہیڑے
"	۲۰	"	"
۴۲۷	۲	ارا	مارا
"	۹	انگریزی	انگیزی
"	۱۳	ست	میت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۹	۱۷	ماصمہ	ماضیہ	۴۷۶	۱	مان	جان
۴۴۲	۱۱	بادشاہست	بادشاہت	"	۱۲	ہردباری	ہردرباری
۴۴۳	۲۱	محرد	محمنہ د	۴۷۹	۱۰	حرد	دستار
۴۴۹	۵	گو	گلو	۴۸۰	۲	ہوا گور	ہوئی گورنر
۴۵۹	۱	نصیرالدین حیدر	غازی الدین	۴۸۳	۱۲	المخبل	المجنون
			حیدر	"	۱۴	رام	زمانہ
"	۱۱	"	"	۴۸۶	۱۳	کہدے	کہدیتے
"	۱۴	"	"	"	۱۸	حاسد	حمایت
"	۱۶	"	"	۴۹۱	۸	مرزا غالی	مرزا آغالی
۴۶۲	۱۵	براد	برادر	۴۹۹	۱۲	باشاہ	بادشاہ
۴۶۷	۱۳	درایت	ورایت	۵۰۸	۸	۔ اراج	مندراج
۴۶۹	۱۳	میں	ہیں	۵۱۵	۱۱	د	پرڈ
"	۱۸	یقین سے	یقین سے کہ	"	۱۴	"	"
۴۷۰	۶	جایرح	جارج	۵۲۰	۹	کرتل	کونسل
۴۷۲		زانہ گورتر	زنانہ گورنر	۵۲۱	۲	راحہ	راجہ
۴۷۳	۸	کئے	کے	۵۲۲	۱۸	وسکا	اوسکا
۴۷۳	۱۲	فاحش	فاش	۵۲۷	۱	کرسکتے	کرسکتے
"	۱۷	فرا	قرار	۵۳۰	۱	جو	جو
۴۷۴	۴	ماوند	جاوید	۵۳۱	۳	اسور	دستور
۴۷۶	۸	ال	حال	۵۳۲	۹	حادی	جمادی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح				
۵۳۲	۱۰	امای	ایماء				
۵۳۲	۱۲	جوده	چوده				
۵۴۰	۱۴	واردات	واردات				
۵۴۲	۱۳	السلاطن	السلاطیں				
۵۴۲	۱۵	عالاں	عالماں				
۵۴۵	۱۴	رعایت	رعایت				
״	۰	بالمور	بالیوز				